بین الاقوامی

نظامت وخطابت

محفل قرأت، اجتماعات، دینی جلسوں، مشاعروں، انجمنوں، سیمیناروں اور سیاسی نشستوں، میٹنگوں میں، عالموں، بادشاہوں، وزیروں، افسروں، منتریوں، اناؤنسروں کے لئے، عمدہ نظامت وخطابت کا انداز سکھانے والی یہ گوہرِ نایاب کتاب۔

تصنیف وتالیف

(مولانا وقاری) معین الحق دانش، قصبہ جانسٹھ ضلع مظفرنگر یوپی

موبائل:09927592940-09917640059

ناشر

مکتبہ دانش، قصبہ جانسٹھ، مظفرنگر یوپی

نام کتاب	بین الاقوامی نظامت وخطابت
تصنیف وتالیف	(مولاناوقاری) عین الحق دانش مظفرنگر
سال اشاعت	بتاریخ ۲ رجب المرجب ۱۴۳۴ھ بروز پیر بمطابق ۱۳ ۱مئی ۲۰۱۳ء
قیمت	
صفحات	۳۶۸

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ دانش، قصبہ جانسٹھ، ضلع مظفرنگر یوپی
(۲) مکتبہ عزیزیہ اردو بازار جامع مسجد دہلی ٦
(۳) انجمن اردو ترقی جامع مسجد دہلی ٦
(۴) کتب خانہ محمودیہ، واشاعت العلوم سہارنپور
(۵) دارالکتاب، فیصل، نعیمیہ، صوت القرآن، دیوبند
(٦) مکتبہ دارالمعارف دیوبند
(۷) مکتبہ عزیزیہ فیض مظفر کیلی ضلع میرٹھ یوپی

انتساب

تمام علماء، طلباء شعراء، ادباء، دوستوں، ساتھیوں، غمخواروں، قدردانوں، اورسماجی، سیاسی، اصلاحی سپہ سالاروں کے نام، جو دل کی گہرائیوں کے ساتھ، دین ومذہب، اورقوم وملت کی پاسبانی کررہے ہیں، اور جوتمامتر مشکلات کے باوجود علم وفن، بھائی چارہ کی شمع روشن کرنے میں سرگرداں ہیں۔

بعدہٗ: بندہ اللہ رب العالمین سے دعا گو ہے کہ میری اس ادنیٰ کاوش کو ہر آدمی کے لئے باعث راحت جاں بنائے۔ آمین

عین الحق دانش
قصبہ جانسٹھ ضلع مظفرنگر
موبائل:09927592940-09917640059

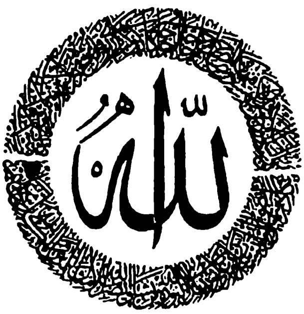
اردو ادب کو ناز ہے

عین الحق دانشؔ

اردو ادب کو ناز ہے یوں اپنی شان پر
شعر و ادب کی بات ہے ہر اک زبان پر
مسرور ہر نظر ہے تو محظوظ ہر بشر
منقوش ہر سطر ہے وفا کے نشان پر
مقبولِ خاص و عام ہو گلدستۂ حسیں
جو مشتمل ہے امن و ماں کے بیان پر
اہل وطن کو فخر ہے دانشؔ کے ساتھ ساتھ
فکر و تخیلات کی اونچی اڑان پر

فہرست مضامین

بین الاقوامی نظامت وخطابت



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

فقیہ نکتہ داں، سحر اللّسان، تاج البیان، حضرت مولانا ومفتی احمد نادر صاحب دامت برکاتہم
اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا دہلی

تا مرد سخن نگفتہ باشد

مافی الضمیر کی ادائیگی کے لئے انسان کے پاس دو ہی ہتھیار ہوتے ہیں، ایک زبان اور دوسرا قلم، اور ان ہی دونوں ذرائع کے استعمال سے انسان اپنی بات اور اپنے قلبی جذبات و احساسات کو دوسرے انسان تک پہنچاتا ہے، تاریخ انسانی میں جب سے زبان نے ادب کا پیرہن زیب تن کیا تب ہی سے علمی دنیا میں اس نے باضابطہ، تہذیب وثقافت کا درجہ حاصل کیا، اور آج تو اس کو مستقل آرٹ اور فن کی حیثیت حاصل ہے، اس لئے آج جو شخص جتنی اچھی زبان جانتا ہے اور جتنے عمدہ اور شائستہ پیرایہ میں اپنی بات دوسروں کے سامنے رکھتا ہے، اتنا ہی بلند مقام اور ذی استعداد تصور کیا جاتا ہے۔ اور دیر تک اس کی گفتگو کے نقوش سامعین کے قلب ودماغ پر قائم رہتے ہیں، انسان خواہ کتنا ہی باصلاحیت اور اعلیٰ افکار وخیالات کا حامل ہو، اگر بہتر طور پر اپنے خیالات کا اظہار نہیں کرپاتا تو اس کے زندہ خیالات بھی مانند مردہ ہوجاتے ہیں۔ کیوں کہ وہ دوسروں کے لئے کسی بھی طرح کی رہنمائی سے عاری اور فیض سے خالی ہوتے ہیں، اور جب دوسروں کے لئے مفید اور پیغام رساں ہوتے ہیں تو وہی ''فصل الخطاب'' کا درجہ حاصل کرلیتے ہیں۔

انسان کے عیب وہنر اس کی زبان اور گفتگو ہی سے سامنے آتے ہیں، شیخ سعدی شیرازیؒ نے اسی حقیقت کی طرف اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے

تا مرد سخن نگفتہ باشد　　عیب و ہنرش نہفتہ باشد

کہا جاتا ہے کہ زبان و گفتگو کا سلیقہ، کبھی کبھی بے سلیقہ بات کو بھی سلیقہ مند بنا دیتا ہے بقول حضرت کلیم عاجزؔ، عظیم آبادی:

بات گرچہ بے سلیقہ ہو کلیمؔ　　بات کہنے کا سلیقہ چاہیئے

یہ بھی حقیقت ہے کہ تحریر و خطابت کا فن سب کے حصہ میں نہیں آتا، ہمارے دارالعلوم دیوبند کے ہم عصر رفیق حضرت مولانا عین الحق دانش قاسمیؔ کو اللہ تعالیٰ نے بہت عمدہ خطابت کا ذوق عطا فرمایا ہے، بڑی لمبی لمبی تقریریں کرتے ہیں، اور یہ خاص بات ہے کہ لطائف و حکایات کا استحضار بھی اس قدر ہے کہ ان کے ذریعہ اپنے خطاب کو ہمیشہ پُرلطف بنائے رکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ گھنٹوں مولانا کی تقریر سننے والے کبھی ان کی تقریر سے اکتاہٹ محسوس نہیں کرتے، جب تک خطاب کرتے ہیں، دوران خطاب حکایات وظریفانہ لطائف سے مجمع کو اپنی گرفت میں رکھتے ہیں، خود بھی جھومتے ہیں اور مجمع بھی محظوظ ہو کر جھومتا ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ کم عمری کے باوجود جادوئی خطیب کے مقام پر فائز ہیں۔ مجھے بھی مولانا کا ساحرانہ خطاب سننے کا موقعہ ملا ہے، اور میں بھی ان کے گرویدہ لوگوں میں شامل ہوں، ساتھ ہی ساتھ مولانا موصوف نے ملک کے مختلف صوبوں اور شہروں میں بہت سے جلسوں اور مشاعروں کی نظامت بھی کی ہے، اور خطاب بھی کیا ہے، اور انہیں تجربات کی روشنی میں موصوف نے زیر نظر کتاب ''بین الاقوامی نظامت وخطابت'' تالیف فرمائی ہے۔

نیز پروگرام کی نظامت میں یہ بات بھی بہت اہم ہوتی ہے کہ شخصیت اور موضوع کے متعلق نہایت ہی سلیقہ مند، باوزن اور پُر وقار لب ولہجہ اختیار کیا جائے، تاکہ آنے والی شخصیت کے بارے میں سامعین اور حاضرین کے دل و دماغ میں عقیدت واحترام پیدا ہو اور ان کی شخصیت کا مکمل تعارف حاضرین کے سامنے آجائے اور آداب والقاب بھی اس شخصیت کے شایان شان ہوں، اس لحاظ سے انشاء اللہ نظامت وخطابت کے میدان میں قدم رکھنے والی نئی نسل اور سیاسی مقررین کے لئے بھی یہ کتاب مشعل راہ ثابت ہوگی۔

راقم الحروف نے کتاب کے مشمولات کو دیکھا اور جستہ جستہ پڑھا بھی، کتاب کے مضامین اور عناوین سے متعلق مواد کو دیکھنے اور پڑھنے سے محسوس ہوتا ہے کہ موصوف نے اس کے لئے بڑی عرق ریزی اور جاں فشانی کی ہے۔

مولانا موصوف کی اس سے پہلے بھی کئی کتابیں (۱) مواعظ حق، وعظ و نصیحت کے موضوع پر (۲) گلستان علم وفن اردو (۳) اور گلستان شعر وادب ہندی۔ نعت و نظم اور شعر و شاعری سے دل چسپی رکھنے والوں کے لئے منظر عام پر آ چکی ہیں۔ جو شوق کے ہاتھوں لی گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ صاحب کتاب، ان کے والدین، اساتذہ، متعلقین اور محبین کے لئے اس کو ذخیرہ آخرت بنائے، اہل علم اور ارباب ذوق میں قبول عام عطا کرے، اور مولانا کی اقبال مندی اور ترقی دارین کا ذریعہ بنائے۔ آمین

طالب دعاء

(مفتی) احمد نادر القاسمی

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا دہلی

۲۲ / جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ مطابق ۴ / اپریل ۲۰۱۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

محترم حضرات: خداوند قدوس کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے کہ اس نے ناچیز کو ''بین الاقوامی نظامت و خطابت'' کے نام سے کتاب لکھنے کی توفیق بخشی، جو انشاء اللہ، مدارس کے طلبہ، مقررین، ناظمین، اہل علم اور اسکولوں، کالجوں کے اسٹوڈینٹس کے ساتھ ساتھ ہر وہ آدمی، جو شعر و ادب سے دلچسپی رکھتا ہے، ہر ایک کو اس کتاب سے فیض پہنچے گا، بطور خاص وہ لوگ جو دینی جلسوں، تبلیغی اجتماعات، سیاسی، سماجی کانفرنسوں، سیمیناروں اور حمدیہ، نعتیہ، غزلیہ، مزاحیہ، مشاعروں میں نظامت کرتے ہیں ان حضرات کے لئے یہ بیحد مفید ہوگی، اور مثل روشن چراغ کے کام کرے گی۔ اور ہر اس شخص کی تشنگی کو دور کرے گی، جو نظامت و خطابت اور صدارت کا فریضہ انجام دیتا ہے، چناں چہ ایک طرف جس طرح مبتدی طلبہ، عنوانات کی مشق کر کے ہر بڑے چھوٹے، اجلاس کی نظامت بحسن و خوبی انجام دے سکتے ہیں، تو دوسری طرف کہنہ مشق، ادب شناس، ناظم و مقرر بھی اس میں تحریر کردہ اچھے اور قیمتی مواد و نکات سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

قارئین کرام! شریعت نے بھی اقوال ہوں، یا افعال، ہر کام میں سلیقہ مندی، حسن ترتیب، اور حسن ادا کو محبوب گردانا ہے، اس لئے ناظم کو نبض شناس، مزاج شناس، خوش گفتار، اور جادو بھری آواز کا مالک ہونا چاہئے، چناں چہ جہاں عمدہ تعبیرات، خوشنما الفاظ، خوبصورت مالا کے کام کرتے ہیں تو وہیں شعراء کے نکات آفریں اشعار رنگ و روغن کا کام کرتے ہیں، اور سامعین کے دل میں تلاطم پیدا کرتے ہیں۔ اس

لئے ناظم کے دامن میں اگر ایک طرف مرتب کلمات، مؤثر الفاظ ہوں، تو دوسری طرف اس کی زبان میں مٹھاس، انداز میں حلاوت، بات میں ظرافت اور اشعار میں لطافت بھی ہو، کیوں کہ جس طرح کسی بھی پروگرام کی جان اس پروگرام کے سامعین، مائک، اور مقررین ہوتے ہیں اسی طرح ایک اچھا ناظم اجلاس کی روح ثابت ہوتا ہے اور ناظم ہی جلسہ کی کامیابی میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ اس لئے اہل محفل کے دل پر حکومت کرنے کے لئے ناظم کے پاس، پر حکمت حکایات، تاریخ ساز عبارتیں، ظریفانہ فقرے، متاثر کر دینے والا انداز اور تازہ دم اشعار کا ہونا بھی ضروری ہے۔ چوں کہ اس سے سامعین کے دل میں ایک جوش، جذبہ، ولولہ، پیدا ہوتا ہے۔ اور جس سے پروگرام میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ناظم کے پاس نکات آفریں اشعار کا ایک خزانہ ہونا چاہئے۔

چناں چہ اشعار کا خزانہ ''گلستان علم وفن اردو''، ''گلستان شعر وادب ہندی'' ہے۔

گرامی قدر حضرات، حمد، نعت، نظم، ترانہ خوانی اور عمدہ اشعار کے ذخیرہ کے طور پر ''گلستان علم وفن اردو''، ''گلستان شعر و ادب ہندی'' یہ دونوں کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ جس میں تقریباً پونے چار سو، چار سو دنیا بھر میں مشہور علماء، شعراء کا کلام موجود ہے۔

اور اس کے اندر کم وبیش ساٹھ سالہ انڈو پاک مشاعرے، دونوں کتابوں میں ریکارڈ ہیں، جو ملک و بیرون ملک، بفضلہٖ تعالیٰ مقبولیت کا تاج حاصل کر چکی ہیں، اسی طرح مقررین حضرات کے لئے ''مواعظ حق'' نامی کتاب، جس میں پانچ عنوانات ہیں جو بہت اہم ہیں۔

(۱) سیرت نبویؐ۔ (۲) سنت پر عمل۔ (۳) شجاعت۔ (۴) گستاخان رسولؐ کا براحشر۔ (۵) اسلام میں تصویر کی حیثیت۔

ماشاء اللہ یہ کتاب بھی ملک و بیرون ملک، علماء، طلبہ اور عوام الناس کی جماعت میں شرف قبولیت حاصل کر چکی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ چاروں کتابیں مقررین، ناظمین کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے مجھے امید ہے کہ ''بین الاقوامی نظامت و خطابت''

کتاب بھی قارئین کے دل میں اپنا ایک الگ مقام وپہچان بنائے گی۔

ساتھ ہی ساتھ احقر، ان تمام محسنین، معاونین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے، جنہوں نے میری حوصلہ افزائی کی، بطور خاص عالی جناب، مونس، قدردان حضرت مولانا محمد اسجد صاحب مدرسہ شمس العلوم، مکارم الاخلاق، نظیف الطبع، لطیف المزاج جناب حضرت مولانا محمود الحسن صاحب ناظم مدرسہ تجوید القرآن آزاد مارکیٹ دہلی۔ عالی جناب حضرت مولانا دلشاد صاحب امام مسجد ابوالفضل اپارٹمنٹ وسندھرا انکلیو ۲۲۔ محترم جناب بھائی محمد طاہر صاحب ترکمان گیٹ، عالی قدر جناب الحاج محمد یونس صاحب مرحوم شہزادہ باغ اندرلوک۔ عظیم المرتبت، قابل قدر ومنزلت، جناب عظیم الحق صاحب پر بندھک اسلامیہ ڈگری کالج دیوبند، مخلص زمانہ کے واقف کار، باطنی صلاح کار، روحانی امراض کے ماہر فن کار، جناب مولانا شاہ عالم قاسمی چمپارنی صاحب، برادر محترم جناب بھائی محمد مشیر ابن جناب حاجی محمد رفیع صاحب مرحوم کرمپورہ دہلی، جناب حاجی محمد علاء الدین صاحب آصف علی روڈ، دہلی۔

ان کے علاوہ اور جتنے محبین ومخلصین ہیں، میں ان تمام حضرات کا احسان مند ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کے جان و مال میں برکت عطا فرمائے۔

آمین

عین الحق دانش
قصبہ جانسٹھ ضلع مظفر نگر
موبائل:09927592940-09917640059

صیغۂ راز

محترم حضرات! جس طرح اس کتاب کے گلوئے ناز میں، مسابقۂ قرآن، حمدیہ، نعتیہ، غزلیہ، طنز ومزاح کے مشاعرے، اور دینی جلسوں، کانفرنسوں کی نظامت جلوہ فگن ہیں، تو اسی طرح، سیاسی، منچوں کی نظامت وخطابت کے عناوین بھی اس میں لائے گئے ہیں، چوں کہ اب ہمارے علماء، طلبہ بھی سیاست میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے ہیں اس لئے ناچیز نے ضروری سمجھا کہ سیاسی منچوں پر جن جن موضوعات کی ضرورت پڑتی ہے ان سب موضوعات کو یکجا کردے، تاکہ سیاست کے کسی بھی اسٹیج پر علماء طلبہ کے لئے بولنا آسان ہوجائے۔ چناں چہ ہندوستان بھر میں تقریباً جتنی مشہور پارٹیاں ہیں، ان کے سپر اسٹار مقررین کے بھاشن بھی اس میں شامل کئے ہیں، تاکہ ہر پارٹی کی ذہنیت، نیتی، اور نیتوں سے پہلے ہی واقفیت ہوجائے، اور تقریر کرنے میں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے، ساتھ، ہی ساتھ، اہل علم، دوست حضرات سے یہ بھی گذارش ہے کہ وہ جب اس کتاب کی تقریروں سے استفادہ کریں، تو منچ پر آنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ مجمع کا رخ کیا ہے، امیدوار کیسا ہے، اور کس طرح کے لوگ یہاں موجود ہیں، اور بھاشن، تول، ٹٹول کر کریں، کہیں ایسا نہ ہو کہ پروگرام کا عنوان اور رخ تو کچھ اور ہو اور تقریر کچھ اور کریں، تو اس سے بسا اوقات شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ اور اپنی خطابت کے دوران اس بات کا بھی لحاظ رکھیں کہ وہ جملے چھوڑ دیں، جن سے کسی پارٹی کی دل شکنی ہوتی ہو اور وہ جملہ قابل مواخذہ ہو، کیونکہ کسی پر چھینٹا کشی اور طعنہ زنی جو بہتان پر مبنی ہو، ہمارے دھرم کے انوسار حرام ہے۔

نیز ظالم اور شرّی شخص کی تعریف کرنا، یہ بھی ایک جرم ہے، مگر ہاں میں نے جو کچھ

لکھا ہے وہ بزرگوں کے اس قول پر عمل کرتے ہوئے کہ "نقل کفر، کفر نہ باشد" اس سے میرا مقصد، نہ تو کسی پارٹی کی تحقیر ہے اور نہ تعظیم، اور اگر کسی فرد یا پارٹی میں بالفرض کوئی ایسی برائی ہو بھی، جس سے قوم وملت کو نقصان پہنچ رہا ہو، تو اس شخص کو تقریر وتحریر کے ذریعہ سے بیدار کرنا بھی ضروری امر ہے۔ کیوں کہ اہل علم حضرات کو معلوم ہے کہ قلم کار کے قلم کو اور مقرر کی زبان کو روکنا بہت مشکل ترین مسئلہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس کتاب میں عوام، خواص، قومی رہنما ولیڈر اور جو لوگ ظلم کرنے والے ہیں، سب کی رہنمائی کے لئے سیاست کا باب اس میں ڈالا گیا ہے، ساتھ ہی ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ کسی خاص فرقے اور طبقے یا کسی خاص سیاسی لیڈر کو نشانہ نہیں بنایا گیا، بلکہ جو کوئی بھی کسی برائی میں ملوث ہے اس کو صحیح نشانِ منزل تلاش کرنے کا فکر مند بنانے کے لئے اس کتاب کو بروئے کار لایا گیا ہے، خدا کرے کہ ہمارے ملک کے رہبران، عوام اور خدمت گاران صحیح سمت چلنے لگیں۔ اور ملک کو جنت نشاں بنانے کی فکر کریں۔

نیز ناظم اجلاس کے لئے جو سب سے اہم بات ہے، وہ یہ ہے کہ، علماء، شعراء اور لیڈران کو دعوت اسٹیج دیتے وقت ان کے علو شان اور غلاف عظمت کا بھرپور خیال رکھیں۔ بطور خاص شاعرات کی نظامت بہت سوجھ بوجھ کے ساتھ کریں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی ایسی تعریف کر دیں کہ وہ بگڑ جائیں، اور مشاعرہ جو ایک تہذیبی تیوہار ہے وہ لفظی جنگ وجدال میں تبدیل ہو جائے۔

ناظم اجلاس، اراکین بزم سے التماس

مقررین اور شاعروں کی تعریف میں اتنا زیادہ غلو نہ کیا جائے کہ سراسر جھوٹ بن جائے، چونکہ جھوٹ بہت بڑا گناہ ہے بلکہ جو جس شخصیت کا مالک ہو اس کو اسی القاب وآداب کے ساتھ بلایا جائے، نیز مجاز مایؤل کے اعتبار سے کسی کو مولانا، و دھا یک یا حسنِ ظن اور اچھی امید اس سے رکھنے کی بنیاد پر بھی جو جس عہدے پر فائز ہو سکتا ہو، اسے اس عہدے کے اعتبار سے پکارا جا سکتا ہے کیونکہ آدمی جذبات کی رو میں بہہ کر کبھی کبھی مقرر وشاعر کی ایسی تعریف کر دیتا ہے کہ جو بالکل اس کے قابل نہیں ہوتا اور بیجا تعریف کبھی کبھی

اس کے لئے بھی اور سامعین کے لئے بھی باعث تکلیف ہوتی ہے اور بعد میں چہ میگوئیاں ہوتی ہیں جس سے ناظم اور اراکین کمیٹی کی بھی خفت ہوتی ہے، اس لئے اراکین کمیٹی کو اچھے ناظم کی تلاش پہلے کرنی چاہیے، جو اچھا بولتا ہو، اور آواز میں کشش بھی رکھتا ہو اور الفاظ کے صحیح تلفظ پر خوب قدرت رکھتا ہو، بروقت کسی کو بھی ناظم بنانا بہتر نہیں، پھر پہلے سے ناظم کو آنے والے مہمانوں کی لسٹ اور ان کا مختصر تعارف وغیرہ لکھ کر دے دینا چاہئے۔

نوٹ: جہاں علماء، شعراء، شاعرات، اور افسران کی نظامت میں اگر کوئی نام نہیں ہے، تو ضرورت کے مطابق ناظم وہاں کسی کا بھی نام لگا سکتا ہے۔

آخیر میں بندہ اللہ رب العالمین سے سے دعا کرتا ہے کہ اس کتاب کو ہر ایک کی نظر میں محبوب ومقبول بنائے۔

آمین

عین الحق دانش
قصبہ جانسٹھ ضلع مظفرنگر
موبائل:09927592940-09917640059

التجاء

عین الحق دانشؔ

میری کشتی کو دے کر کنارا
فضل کا اپنے دیدے سہارا
ہو نگاہِ کرم کچھ ادھر بھی
میں نے طوفاں میں تجھ کو پکارا
غرق ہوں بحرِ عصیاں میں یا رب
اب ہے درکار تیرا سہارا
روزِ محشر میں کافی ہے ہم کو
تیرے فضل وکرم کا سہارا
اپنے بے پایاں نورِ مبیں سے
تم نے بزمِ جہاں کو سنوارا
اب سجا میری بزمِ تصور
اب تو فرقت نہیں ہے گوارا
حشر میں دانشِؔ خستہ جاں پر
تیری چشمِ کرم ہو خدا را

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر مختصر تقریر

الحمدللہ رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوٰة والسلام علي سيد الانبياء والمرسلين وعلي اله الطاهرين واصحابه الكاملين،اما بعد:

بسم الله الرحمن الرحيم○الحمد لله رب العالمين

محترم حضرات! میں اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں، جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا، ایمان عطا کرنے والا، جان کو وجود بخشنے والا، ہرشئی کا خالق ومالک ہے، جو برتر وبالا، تمام خوبیوں اور تعریفوں کا تمام تر مستحق ہے، جس کی ذات، ہر چیز سے بے نیاز اور پاک، بے عیب ہے، جوزبان کوقوت گویائی عطا کرنے والا ہے، ماں باپ سے زیادہ مخلوق سے محبت کرنے والا ہے، وہ ایسا عالم الغیب ہے کہ اس پر ایک ذرہ کا علم بھی چھپا ہوا نہیں ہے، اس لئے کہ اس کے نزدیک ظاہر وباطن برابر ہے، اور دونوں جہان، اس کے علم کے دریا کا ایک قطرہ ہے، وہ آئندہ پیش آنے والے حالات سے باخبر ہے اور چھپے رازوں سے خوب واقف ہے، جس کی ذات شرکت غیر اور ہم جنس سے مبرّہ ہے، اس کا ملک جنات اور انسانوں کی تابعداری سے بے نیاز اور نیرادھار ہے، حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے لے کر، چرندو پرند تک، ساری مخلوقات اس کے حکم کے فرمانبردار ہیں، کسی کی ذات اس کی بندگی سے مستغنی نہیں ہے، متکبر بادشاہوں کے سر اس کی بارگاہ میں عاجزی کی سرزمین پر ہیں، جس کی مہربانی اور بزرگی کی راہ میں بزرگوں نے اپنے سر سے بزرگی اتار کر رکھ دی، اس کی ذات کی بلندی پر وہم کا پنچھی بھی نہیں اڑسکتا، نہ اس کی صفت کے دامن تک سمجھ کی دسترس ہے، اور جس نے بھی اس کی ذات وصفات کے بارے میں عقلی گھوڑا دوڑانے کی کوشش کی، اس کی عقل کی کشتیاں غرقاب ہوگئیں اور ایک تختہ بھی کنارے تک نہ

لگا، کیونکہ علم اس کی ذات کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا ہے،اورنہ انسان کا غور وفکر، اس کی صفات کی گہرائی میں غوطہ زن ہوسکتا ہے، کیوں کہ جس راستہ کی انتہاء نہ ہو، اس پر دوڑنا کوئی عقلمندی کی بات نہیں ہے، چونکہ اللہ کا علم کائنات پر چھایا ہوا ہے، اور انسان کو جو علم دیا گیا، ہے وہ بہت محدود ہے اور محدود علم سے لامحدود کا مقابلہ کبھی نہیں ہوسکتا، محترم بھائیو! اللہ تعالیٰ ایسا غالب ہے کہ جس نے بھی اس کی چوکھٹ سے منہ موڑا، اس کو کسی چوکھٹ پر یقیناً سکون نہ ملا، ہر طرف دوڑتا ہے وہ شخص، جس کو وہ اپنے در سے بھگا دیتا ہے، اور جس کو وہ اپنے در پہ بلا لیتا ہے، اس کو کسی اور کے در پہ نہیں دوڑاتا، وہ ایسا کریم ہے، جو غلطی معاف کرنے والا اور عذر قبول کرنے والا ہے، نافرمانوں کی فوراً پکڑ نہیں کرتا ہے اور معافی چاہنے والوں کو سختی سے نہیں بھگاتا ہے، روئے زمین پر اس کا دسترخوان عام ہے، کہ اس کے دسترخوان پر دشمن اور دوست سب برابر ہیں، اور لطف وکرم جود وسخا کا ایسا دسترخوان بچھا رکھا ہے کہ ''سی مرغ'' یعنی وہ پرندہ، جو بڑے جسم والا اور بہت کھانے والا اور اپنے پروں میں تیس رنگ رکھنے والا ہے اس کو بھی ''کوہ قاف'' جو مشہور پہاڑ ہے، وہاں بھی روزی پہنچاتا ہے اور وہ کیڑے مکوڑے، جو درختوں، پتھروں، سمندروں کے اندر موجود ہیں، سب کو رزق عطا کرنے والا ہے، جو زمین کو پانی پر بچھانے والا اور زمین کی نقل وحرکت کو روکنے کے لئے اس پر پہاڑوں کی کیل ٹھونکنے والا ہے، چاند اور سورج کے غروب وطلوع کا وقت مقرر کرنے والا اور رحم مادر میں پانی کے نطفہ پر خوبصورت نقاشی کرنے والا ہے، پتھر کی کمر سے لعل اور فیروزہ پیدا کرنے والا اور سرخ پھول، سبز رنگ کی شاخ سے اگانے والا ہے، جو کسی کے سر پر نصیبہ کا تاج رکھتا ہے اور کسی کو تخت شاہی سے اتار کر خاک میں ملا دیتا ہے، جو اپنے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو باغ بنانے والا ہے اور ان کے دشمنوں کے منہ سے جھاگ نکالنے والا ہے، جو اپنے لاڈلے پیمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کے ہمراہ نبی اسرائیل کو، دریائے نیل کے پار پہنچانے والا ہے اور نافرمان فرعون اور اس کے حواریین کو دریائے نیل میں غرقاب کرنے والا ہے، وہ خدا جس نے حضرت آدم علیہ السلام کے اندر روح پھونکی اور نوح علیہ السلام کو سیلاب عظیم سے بچایا، جس نے اپنے قہر

آمیز حکم سے قوم عاد پر آندھی کا عذاب مسلط فرما کر، شہر اور اس کے باشندگان کو نیست و نابود فرمایا، جس نے حضرت جبرئیل کے ذریعے، وقت سحر قوم لوط پر پتھر برسایا اور نافرمان قوم کو زیر وزبر کر کے ہلاک فرمایا، نمرود جس نے خدا سے جنگ کرنے کے لئے آسمان پر تیر پھینکا، تو لنگڑے مچھر نے اس کے دماغ کو اس کے حکم سے کھالیا، وہ خدا جس نے حاملہ اونٹنی کو سخت پتھر سے نکالا اور صالح علیہ السلام کی نافرمان قوم کو معجزہ کے تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے زلزلہ کے عذاب میں مبتلا فرمایا، جس نے داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں، لوہے کو موم کیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت کو جن وانس، چرند و پرند پر عام کیا، وہ خدا جس نے حضرت زکریا علیہ السلام کے سر کو آرے سے کھینچا، حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم کو کھا جانے والے کیڑوں سے نجات عطا فرمائی اور حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے شکم سے باہر نکال کر جنتی خلعت سے سرفراز فرمایا، وہ خدا جو کانٹوں سے پھول، نافہ سے مشک، کان سے سونا، مٹی سے رنگ اور خوشبو، مکھی سے شہد اور خشک لکڑی سے سبز پتوں کا پیدا کرنے والا ہے، سورج، چاند اور کہکشاں کو وجود بخشنے والا ہے، جس نے پروا ہوا کے فراش کو حکم دیا کہ زمرد کا سا فرش بچھائے اور موسم بہار کے ابر کی دایا کو حکم دیا، کہ گل بوٹوں کی بچیوں کو، زمین کے گہوارے میں پالے اور درختوں کو نو روزی خلعت کے بدلے استبرک کی قبا، بدن پر پہنایا (یعنی درختوں کو ہرے بھرے پتے عطا کئے) اور شاخ کے بچوں کے سر پر، موسم بہار کی آمد پر، کلی کی ٹوپی اُوڑھائی، جو کالی بھینس سے سفید دودھ نکالنے والا ہے، خدا کی قدرت وحکمت کا کون اندازہ کرسکتا ہے؟ کہ ایک طرف اس کی بخشش واحسان کا ظہور ہورہا ہے، تو ایک طرف رب ذوالجلال کے جلال کا ظہور ہورہا ہے اور یہ تو دنیا کا بھی دستور ہے کہ اپنوں کے ساتھ اپنائیت کا برتاؤ کیا جاتا ہے اور دشمنوں کے ساتھ غیظ وغضب کا راستہ اختیار کیا جاتا ہے، یہ حقیقت ہے کہ اگر کوئی ناخلف بیٹا باپ کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرے تو یقیناً باپ بہت ناراض ہوگا، اسی طرح اگر رشتہ دار رشتہ دار سے ناراض ہو تو اس کو غیروں کی طرح اپنے سامنے سے بھگا دے گا، اگر خادم کام میں چست نہ ہو تو مالک اس سے ہرگز پیار نہ کرے گا، اگر دوست دوستوں پر مہربان نہ ہوگا تو دوست اس سے میلوں دور بھاگے گا، اگر

سپاہی خدمت چھوڑ دے تو بادشاہ اس سے بیزار ہو جائے گا، اسی طرح جب بندہ خدا کی نافرمانی، حکم عدولی اور ظلم وجور کا پرچم اٹھائے گا، تو خدا کے غضب کو جوش آئے گا، پھر اس کے غصہ کے ہاتھ سے کوئی پناہ نہیں پائے گا، مگر عاجزوں پر اپنی رحمت کو قریب کر دیتا ہے اور گریہ وزاری کرنے والوں کو معاف فرما دیتا ہے اور ان کی دعا قبول کرتا ہے، ساتھیو بڑائی، کبریائی یہ حق صرف اللہ کا ہے، اللہ ہی کی ذات باقی رہنے والی ہے اور دنیا کی ہر چیز ایک دن فنا ہو کر اسی کے پاس جانے والی ہے، اس لئے بندہ کا پہلا فرض ہے، کہ خدا کو یاد کرے، اسی سے لو لگائے، مرادیں، رزق، اولاد، استغناء واستقامت، صبر وقناعت، صرف اللہ سے مانگے، حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی حمد وثنا، نہ قیاس میں، نہ وہم وگمان میں، نہ خیال میں، سما سکتی ہے اور نہ کوئی تعریف اس کی شان کا احاطہ کرسکتی ہے، قلم عاجز ہے کہ یہ سب تو صرف اس ذات کی ابتدائی تعریفیں ہیں، قلمکاروں کی عمریں ختم ہوگئیں مگر کوئی بھی کما حقہ اس کی تعریف کو قلم بند نہ کرسکا، تو مجھ جیسے سے کیا اس کی تعریف ہوسکتی ہے؟ جبکہ میرے پاس، نہ ان گذرے ہوئے بزرگوں کی طرح زبان اور زور قلم ہے، بلکہ خدائے پاک کی یہ ابتدائی تعریفیں ہیں، اللہ کا ہزار ہا شکر اور احسان ہے کہ اس نے کان دیئے، قرآن اور نصیحت سننے کے لئے، آنکھ کو پہچان کا سلیقہ عطا کیا، ہاتھ دیئے اور اس میں سخاوت رکھی، سر دیا اور سجدوں کی توفیق بخشی، زبان دی اور قوت گویائی دی، ایمان سے نوازا اور دل کو بت پرستی سے پاک رکھا، ساتھیو! ساری دنیا کی بادشاہت دراصل اسی کی ہے، وہ چاہے تو دنیا کو پلک جھپکنے میں ویران کردے اور چاہے تو اس کو خزانے سے پر کردے، کسی کو بیماری اور تنگی میں مبتلا کردے اور کسی کو تخت وتاج عطا فرمادے، کسی کو ریشمی فرش اور دولت کا انبار دیدے اور کسی کو مفلسی اور فاقہ میں مبتلا کردے، کسی کو گونگا بہرہ پیدا فرمائے اور کسی کو ماں کی گود میں دودھ پینے کی عمر میں ہی قوتِ گویائی عطا کردے، جو کسی کو بغیر باپ کے پیدا فرمادے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اور کسی کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمادے مثلاً حضرت آدم علیہ السلام۔ ظاہر ہے یہ کام اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا ہے، وہی سوکھی زمین سے گھاس اگاتا ہے اور آسمان کو بغیر ستون کے کھڑا رکھنے والا ہے، زمین جو ہمارا

بچھونا اور بستر ہ بن گئی اور آسمان کے دامن میں جو چاند وسورج ہمارے لئے چراغ کا کام کر رہے ہیں یہ سب اسی کی قدرت کی کرشمہ سازی ہے۔

تلاوت کلام پاک اور عظمت قرآن کی تقریر

محترم بزرگو! آج وقت کی ضرورت اور مطالبہ ہے، کہ ایک ایسا معاشرہ، سماج تشکیل دیا جائے، جو دل کی برائی، من کے پاپ، دھوڈالنے کا کام کرے اور ٹوٹے دلوں کو محبت اور بھائی چارگی کے مضبوط بندھن میں باندھنے کا عمل جاری وساری کردے، حضرات، اس تغیرات پذیر، کارخانہ اور کارگاہِ عالم میں ہر چیز بدل رہی ہے، حالات بدل گئے، خیالات بدل گئے رجحانات بدل گئے، تعلیم کے اوقات بدل گئے۔

نصابِ تعلیم اور کتابیں بدل گئیں، موسم بدلتا رہتا ہے، حکومتیں بدلتی رہتی ہیں دنیاوی قوانین وضوابط بدلتے رہتے ہیں، مگران تبدیلیوں کے دور میں ایک نقطہ بھی ادھر سے ادھر اگر نہیں ہوسکا، تو وہ ذاتِ مقدس، ربِّ اکبر، اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کا کلام مقدس ہے، جس میں رہتی دنیا تک، کوئی تبدیلی، نہ حرف میں، نہ نقطے میں، نہ حرکات میں، نہ سکنات میں، نہ رموز واوقاف میں ہوسکتی ہے۔

قرآن یہ ملا ہمیں ربِّ جہان سے
جس کا سِرا ملا ہے صفِ آسمان سے
قرآنِ پاک کی یہ تلاوت کا فیض ہے
خوشبوئے خلد آتی ہے میرے مکان سے
ہر لفظ اس کا دل میں ہے محفوظ منکرو
ممکن نہیں ہے اس کا مٹانا جہان سے

عین الحق دانش

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

قرآن منبع نور وحکمت ہے، ایمان ویقین کا سرچشمہ ہے، مردہ دلوں کا علاج اور نمونۂ عبرت ہے، بیماروں کے لئے دوائے شفاء ہے، قرآن پاک مشعلِ راہ اور رشد وہدایت ہے، خزینۂ خیر وبرکت ہے، یقیناً اس کی تلاوت کرنا، اس کا سننا، سنانا، باعثِ رحمت وسعادت ہے، جہاں بھی اس کی تلاوت ہوگی، وہاں انوارات وبرکات کی فصلیں اگیں گی، اور مردہ دلوں کو نئی زندگی ملے گی، پیاسی روح کو سیرابی نصیب ہوگی، قرآن کریم، اپنی جامعیت، معنویت، نورانیت وروحانیت، بلاغت وفصاحت کے اعتبار سے فقید المثال اور عدیم النظیر کتاب ہے۔

تحریک صدارت

گرامی قدر سامعین، آپ حضرات بخوبی جانتے ہیں، کہ کوئی جلسہ ہو یا پروگرام، کسی نہ کسی، اولوالعزم، صاحب فضل وکمال، شخصیت کے زیر صدارت وقوع پذیر ہوتا ہے، چنانچہ، آج اس نورانی وعرفانی اور نور ونکہت میں ڈوبے ہوئے، تاریخ ساز پروگرام کی صدارت کے لئے جس عظیم المرتبت، رفیع الشان، مخلص زمانہ کے واقف کار، شخصیت کا نام نامی پیش کیا جارہا ہے اس سے میری مراد: عزت مآب عالی جناب شارق رانا صاحب کھتولوی ہیں۔

تائید صدارت

صدارت کے لئے جس ستودہ صفات کی متحمل ذات کا انتخاب، عمل میں لایا گیا ہے، ناچیز، بھرپور اور پرزور لفظوں میں اس کا سواگت، تائید، خوش آمدید، خیر مقدم، ویلکم اور استقبال کرتا ہے۔

تشکر صدر

میں تہہِ دل سے، بصد خلوص واحترام، حضرت والا کا شکر گذار ہوں، کہ آپ نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود، ہماری عاجزانہ اور والہانہ دعوت کو شرف قبولیت سے نوازا،

ہمارے نقشہ جذبات کو سیراب، حوصلوں کو ہمدوشِ ثریا کیا اور جام الفت و محبت سے دل و دماغ کو مسرور اور آنکھوں کو سرور بخشا۔ جس سے میری مراد جناب بھائی وکیل احمد صاحب ہیں۔

یہ ایک مینہ کا ٹکڑا، کہاں کہاں برسے
تمام دشت، پیاسا دکھائی دیتا ہے

تصدیق صدارت

سامعین! جس عظیم المرتبت، رفیع الشان، جلیل القدر، محرک اور سرکردہ شخصیت کا اس پروگرام کی صدارت کے لئے نام نامی پیش کیا گیا ہے میں اپنی طرف سے، سامعین کی طرف سے، منتظمہ کمیٹی کی جانب سے اور یہاں کے ایک ایک بوڑھے، نوجوان، نیز بچوں کی طرف سے تائید کرتا ہوں۔ خدا حافظ

چمن کے ہر شگفتہ گل سے، جیسے پیار ہے سب کو
سرِ محفل صدارت آپ کی تسلیم ہے سب کو

آپ آئیں، تو محفل پہ جمال آئے گا
ورنہ تاعمر، نہ آنے کا خیال آئے گا

تو آیئے، جہاں دنیا، اپنے پروگراموں کا آغاز، دنیاوی شمع روشن کر کے کرتی ہے، ہم اپنی مجلس اور اجلاس کا آغاز، شمع ایمانی، یعنی کلام ربانی کی مبارک اور نورانی آیات سے کرتے ہیں، تاکہ ابتداء و انتہا، باعثِ خیر و برکت اور عافیت بن جائے۔

ایسی، شمعِ خداوندی جو صدیوں سے روشن و منور اور محفوظ ہے، جس سے گم کردہ راہ لوگوں کو راہِ راست ملی، سسکتی انسانیت کو قرار، طمانیت، اور خیر خواہ کھیون ہار ملا۔

ساتھیو! قرآن کریم، وہ معجز کلام ہے، جس نے بڑے بڑے سورماؤں، سخن دانوں، کے کجاوے میں بھونچال مچا دیا، جس نے بڑے بڑے، ارباب عقل و دانش لوگوں کو زیر کر کے اپنا اسیر بنا لیا، جس کی مقناطیسیت، دلوں کو کھینچتی ہے، جس کا راگ، اندر کی تاریکیوں کو کافور کر کے، روشنی بخشتا ہے، جس کا پڑھنا دلوں کو سرشار کرتا ہے۔

تو آیئے، اس بزمِ روحانی وایمانی کی شروعات، اس ازلی وابدی کتاب سے کریں جو منبع نور وحکمت ہے۔اور جو جذبۂ ایمان کو پُرنور بناتی ہے۔

جو سب سے ضروری ہے مسلماں نہیں پڑھتے
ایمان کے صحیفے کو نگہباں نہیں پڑھتے
یہ کیسے مسلماں ہیں جو صبح و سویرے
اخبار تو پڑھ لیتے ہیں قرآں نہیں پڑھتے

●

مسابقۂ قرآن کی نظامت

تو سن لیجئے، ایسا قاری، جو شعبۂ حفظ وتجوید کا ماہرِ فن اور کامیاب مدرس ہے۔

جو اصول وضوابط، مخارج وصفات، اور قرأتِ سبعہ کی گہری معلومات رکھنے والا ہے، جو برسہا برس سے فن تجوید کی خدمت پر مامور ہے۔ میں انہیں کو قرأت کلام پاک کے لئے دعوت اسٹیج دینے جارہا ہوں۔

تو لیجئے ایسا قاری جن کو فنی عبور حاصل ہے، جن پر ان کے اساتذہ کو بھی فخر اور ناز ہے، اور جن کا فضل وکمال، اپنی مثال آپ ہے، جن کو ملک اور بیرون ملک، کئی کل ہند مقابلۂ قرأت میں، شرکت کا شرف حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کی زبانِ بابرکت سے، قرآن سننے کا لوگوں میں بڑا ہی اشتیاق رہتا ہے، جب کہ آپ کی طبیعت اکثر ناساز رہتی ہے، لیکن قرآن کی نسبت سے دور اور دیر کا سفر بھی، آپ کے لئے آسان ہوجاتا ہے۔

تو آیئے، قرآن پاک کی تلاوت کے لئے، ہم ایسے قاری کو مدعو کررہے ہیں، جو کہنہ مشق قاری، فن تجوید سے بخوبی واقف ہے، جس کی آواز میں حلاوت، لہجہ میں مٹھاس ہے اور جو اپنی سریلی، سحر انگیز، اور بلند آواز سے کانوں میں رس گھول دیتا ہے، جو دلوں کو تڑپا، روحوں کو چمکا، آنکھوں کو نمدیدہ اور آب دیدہ کردیتا ہے، میرا اشارۂ کلام جناب قاری محمد ولی اللہ حسنی مظفر نگری بانی ونگراں مدنی دار العلوم دیوبند ہیں۔

سدا ایمان کی لَو کی حفاظت کرتے رہتے ہیں
سپاہی جنگلوں میں بھی عبادت کرتے رہتے ہیں
ہوا بھی ان کے کچّے گھر سے آہستہ گذرتی ہے
دیئے کی روشنی میں جو تلاوت کرتے رہتے ہیں

تنویر غازی

قاری صاحب تشریف لائیں، اور اہل مجلس کو، آیات ربانی اور نغمات قرآنی سے محظوظ و مستفیض فرمائیں۔

تو آیئے اس بارگاہ ذوالجلال کی عظمت و کبریائی، نغمہ سرائی، اور تلاوت کلام اللہ کے لئے دعوت دیں، ایسے قاری کو، جو اہل محفل اور محفل کے دل میں جگمگ پیدا کر دے گا۔

تو لیجئے ترانہ وحدانیت گنگنانے کے لئے ہم ایسی آواز کو آواز دیں، جو اپنی آواز میں بلا کی کشش، اور کھنک رکھتے ہیں، اور یہ سب برکت کلام اللہ کی ہے۔

تبصرہ کلام اللہ افضل الکلام ہے، یعنی تمام کلاموں کا صدر ہے، اور ظاہر ہے کہ صدر کا مقام، سب سے اعلیٰ و برتر ہوتا ہے، اس میں کوئی کلام نہیں، کہ کلامِ الٰہی امانت و دیانت، عزت و رفعت، عصمت و عفت، مؤدت و محبت، مروت و شجاعت، عزم و ہمت، اخوّت و انسیت، رحم و کرم، داد و دہش اور فلاحِ انسانیت کا درس دیتا ہے۔ چناں چہ اس کی مثال دنیا کی کسی کتاب میں ملنا مشکل ہی نہیں بلکہ مشکل ترین، مسئلہ ہے، اور یہ کیوں نہ ہو کہ اس سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں ہے۔

تبصرہ: قاری صاحب کا لب ولہجہ، اور خوبصورت آواز، جو خداداد ہے، اس پر قواعد تجوید کی رعایت اور فن تجوید سے واقفیت اور پر کشش آواز، دل کو مانجھنے کا کام کر رہی تھی، جن کے منفرد لب ولہجہ اور اچھوتے انداز، وطرز قرأت سے محفل میں سماں بندھ گیا، اللہ تعالیٰ قاری صاحب کی اس عمدہ، اور اجلی آواز کو برقرار رکھے۔ آمین

کچھ ضروری تو نہیں جان بچائے رکھنا
جان سے بڑھ کے ہے ایمان بچائے رکھنا

یاد رکھنی ہے یہ اسلاف کی تاکید ہمیں
عافیت چاہو تو قرآن بچائے رکھنا

ماخوذ: گلستان علم وفن ص:۱۲۶

تبصرہ حضرات سامعین! کلام ربانی کی تلاوت سے، دلوں کو سرور مل رہا تھا، عشق الٰہی کا چراغ، جل رہا تھا، ہمارا قلب وجگر کلام باری کو سن کر خوشیوں سے مچل رہا تھا، اور مجمع، نور ونکہت کی گل افشانی ومژدۂ خوش کلامی سے سعادت مندی حاصل کر رہا تھا۔

تو لیجئے! خدائے عظیم کے عظیم کلام کی تلاوت کے لئے، ایسا قاری جو دنیائے قرأت وتجوید کا بے تاج بادشاہ ہے، جس کے حسن قرأت کا چرچا زبان زد ہے، جس کے لحن داؤدی کا شور ہے اور جو سبعہ قرأت سے بھی بحسن خوبی واقف ہے۔

ہوتا ہے فخر، اپنے جوانوں پہ اس گھڑی
قرأت کو اس کی سنتے ہیں، جب نوجوان سے

تبصرہ: قاری صاحب آئے اور قرأت کلام اللہ سے، ہمارے ویران دلوں کو لالہ زار فرما گئے، جو کہ بہت ہی ادب واحترام کے ساتھ، مخارج وصفات کی بھرپور رعایت کے ساتھ، کلام الٰہی سنا رہے تھے، جس سے ہمارا ایمان تازہ ہو رہا تھا۔

ایسا قاری جس کے سینے میں مکمل قرآن محفوظ ہے، جو اپنی جان سے زیادہ عزیز، قرآن کو رکھتا ہے، جس نے الفاظ کی ادائیگی اور فن قرأت میں کافی وقت گذارا ہے اور انداز قرأت کو اپنے اندر خوبصورت ڈھنگ سے رچایا اور بسایا ہے، جس کی قرأت، کیف ومستی سے سرشار کرتی ہے، تو وجد وحال سے دوچار بھی، جذبۂ عمل کو بیدار کرتی ہے، تو روحوں کو سرشار بھی، میری مراد قاری تسکین القلب صاحب ہے وہ تشریف لائیں اور کلام ربانی سے ارباب مجلس کے قلوب کو مجلیٰ ومصفّٰی فرمائیں۔

اک شمع جلانا ہے مگر یہ نہیں سوچا
دامن بھی بچانا ہے مگر یہ نہیں سوچا
دستار بچانے کی بہت فکر تھی اس کو
سر کو بھی بچانا ہے مگر یہ نہیں سوچا

بچوں کو پڑھانا ہے یہ سب سوچ رہے ہیں
قرآن پڑھانا ہے مگر یہ نہیں سوچا

تبصرہ- یہ دستار فضیلت کا روحانی اور پاکیزہ منظر، جنگل میں منگل، ویرانے میں علمی ودینی فکر کا مظہر، یہ رحمت ونور کا کوثر، کیف وسرور کا مرکز۔ جو کامیابی کی طرف رواں ودواں ہے، یہ حضرت مہتمم صاحب کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مہتمم صاحب کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

تو آیئے، سب سے پہلے کلام مجید کی تلاوت کے لئے، ہم ایسے قاری کو دعوت اسٹیج دیں جو بلا کی آواز اور اندازِ دلگداز ودلفگار، رکھتا ہے جو تجوید کے قواعد پر کافی گہرائی وگیرائی، اور رموز واوقاف پر خوب نظر رکھتا ہے، جو گویا گوہرِ آبدار ہے، جناب قاری...... ....۔

اس شعر کے ساتھ

رنگین رسالے نہیں قرآن سنبھالو
میدان میں لڑنا ہے تو ایمان سنبھالو
بزدل ہو تو لشکر سے نکل جاؤ ہمارے
اور مردِ مجاہد ہو تو میدان سنبھالو
بستر سے اٹھو آتی ہیں مسجد سے صدائیں
پیغمبرِ اسلام کا فرمان بجالو

جوہر کانپوری

کہہ کہہ کے سب سے اپنی پریشانئ حیات
کیوں کر رہا ہے مبتلا خود کو عذاب میں
ایماں نہ بیچ غیر سے جاکر مدد نہ مانگ
حل مشکلوں کا ڈھونڈ خدا کی کتاب میں

ماخوذ گلستان شعر وادب ہندی، ص: ۱۲۷

سامعین عظام، تو آیئے، اس پر رونق محفل کا آغاز، بابرکت کلام پاک سے کرتے

ہیں، جس کو نازل فرمایا، امینوں کے امین، اللہ رب العالمین نے اور جس کو رسولؐ امین تک پہنچایا جبرئیل امینؑ نے۔ چناں چہ اس کی تلاوت کے لئے ہم آواز دینے جا رہے ہیں جناب قاری صاحب کو، کہ وہ تشریف لائیں۔

حمد کی تعریف

گرامی قدر حضرات، حمد اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرنے کا نام ہے، کیوں کہ حمد کو، شاعری کی آبرو سے تعبیر کیا جاتا ہے، جسے آپ اور یجنل شاعری بھی کہہ سکتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں، کہ اگر شاعری میں عشق حقیقی موجزن ہو تو، وہ عبادت کے قریب، اور تبلیغِ دین کے امرِ کلی کا ایک حسین باب بن جاتا ہے، مگر عشق مجازی کا تعلق مخلوق سے ہوتا ہے، جس کی زندگی بہت محدود ہوتی ہے اور وہ وصال تک محدود رہتا ہے، کیوں کہ اس کی بنیاد میں ہوس کا خاصا حصہ ہوتا ہے، جو آہستہ آہستہ زوال پذیر اور نڈھال ہو جاتا ہے، مگر عشق حقیقی میں اعتدال، دوام، مضبوطی، استحکام کا عنصر پایا جاتا ہے، جو وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اور بھی پائیدار ہو جاتا ہے، حمد پاک، غذائے روح انسانیت کی، عظیم ترین سعادت ہے، حمد مقامِ نیک بختی و خوش بختی ہے، کہ جس سے پروردگار عالم کی خوشنودی کو سمیٹنا اور دل کو پرنور و پر کیف بنانا ہوتا ہے اور یہ بہت ہی نرم و نازک مقام ہے، کیوں کہ اس میں شان الوہیت کی پاس داری رکھنا بہت ضروری امر ہے، بھائیو، دنیا کا وجود اور اس دنیا میں پیغمبروں، اوتاروں، رشیوں کو بھیجنے کا مقصد، خدا کا یہی تھا، کہ وہ خود بھی حمد و ثنا کریں، اور راستے سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو پالنہار کے قریب لائیں، ایک ہی کو کارساز ماننا، اسی کی پوجا کرنا، اسی ایک سے مرادیں مانگنا، دکھ درد میں صرف اسی کو پکارنا، ہر نفع و نقصان، حیات و ممات کا اسی کو مالک سمجھنا، یہی وہ سبق ہے، کہ جس کو ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو سکھایا اور پڑھایا۔

ساتھیو! اس سے پہلے کہ اجلاس کو شروع کیا جائے، ہم اس نعتیہ مشاعرہ کی صدارت کے لئے ایک ایسی عظیم شخصیت کا انتخاب کرتے ہیں، جن کی ذات، سراپا فہم و فراست، صاحب علم و عمل، اور فکر و نظر ہے، جو فضل و کمال کا دفتر، جود و سخا کا پیکر ہے، جو سنجیدگی و متانت کا

مجسمہ، ذکاوت وذہانت کا ابلتا چشمہ، اور گنگا جمنی تہذیب کا، گویا ایک بے مثال نمونہ ہے، جس کے فیضِ گنجور سے صلاح وفلاح کے تیز دھارے، جاری وساری ہیں، میری مراد: حضرت قاری عبدالعزیز حلیمی ناظم مدرسہ تحفیظ القرآن مسجد تقویٰ جوگا بائی ایکسٹیشن نئی دہلی ہے

یہ انکے آنے کی ہے، خیر وبرکت ● جو یہ بزمِ تصور سج گئی ہے

عین الحق دانش

حمدیہ مشاعرہ کی نظامت

مؤقر حاضرین کرام، فصحائے وقت اور بلغائے زمانہ! بندہ سب سے پہلے حمد وثنا کے پھول، اس رب ذوالجلال کی بارگاہِ عالیہ میں نچھاور کرتا ہے، کہ جس نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھال کر اشرف المخلوقات بنایا۔

ساتھیو! اصنافِ شاعری میں، صنف حمد ومناجات، سب سے عظیم، سب سے اعلیٰ، وارفع اور مہتم بالشان مقام ہے، جس میں خداوند قدوس کی حکمتِ بالغہ اور قدرتِ کاملہ کا والہانہ اظہار واقرار ہوتا ہے، اس ذات عالی کے دربار میں جو بے مثال، بے نظیر، عالم الغیب اور قادر وقدیر ہے، ذرہ ذرہ میں جس کا جلوہ، ظہور ہے۔

تو لیجیے حضرات! بارگاہ رب العالمین کے حضور نذرانۂ ایمان ویقین پیش کرنے کے لئے ایسا شاعر جلوہ افروز ہونے والا ہے، کہ جس کی آواز میں دلکشی، ترنم میں بلا کی جاذبیت وکشش ہے۔

تو لیجئے! ناچیز، حمدیہ کلام پیش کرنے کے لئے حرف التماس کرتا ہے ایسے خوش کلام، مترنم، شاعر سے، کہ جس کی آواز سننے کے لئے ایک لمحہ کے لئے جانے والا شخص بھی ٹھہر جاتا ہے، اور جس کے اتار چڑھاؤ خوشنما آواز پر دور ونزدیک سے سننے والا، نرم شاخوں کی طرح، قریب آنے لگتا ہے، اور کلام کو سن کر جھومنے لگتا ہے، اور جس کے کلام کی جادوئیت سے دل مچلنے لگتا ہے، اور آنکھیں پرنم ہوجاتی ہیں۔

مرے مولیٰ مجھے وہ حسن بصارت دے دے
تری قدرت میں ہے، اوصاف خلافت دے دے

اک طرف میں ہوں، مقابل مرے لاکھوں باطل
مرے اللہ مجھے ذوق شہادت دے دے

گلستان شعروادب ہندی ص: ۲۳

اندھے خوابوں کو، اصولوں کی ترازو دے دے
مرے مالک، مجھے جذبات پہ قابو دے دے
میں سمندر بھی کسی غیر کے ہاتھوں سے نہ لوں
اک قطرہ بھی سمندر ہے، اگر تو دے دے

حضرات! دنیا وآخرت کی سب سے بہتر کتاب کی تلاوت کے بعد دنیا میں سب سے عظیم انسان، خیر البشر والانام محسن انسانیت سراپا رحمت حضور اقدس کی خدمت میں نذرانۂ محبت وعقیدت پیش کرنے کے لئے دعوت کلام دی جارہی ہے عزیزم محمد حذیفہ کو کہ وہ تشریف لائے۔ بیکل اتساہی کے اس شعر کے ساتھ

جنوں میں گردش ماحول کارخ موڑدیتے ہیں ✿ وہ بیکل ہم ہیں جو باطل کا پنجہ توڑدیتے ہیں
ہمارے آقا کو توہین کی نظروں سے مت دیکھو ✿ زمانہ جانتا ہے ایسی آنکھیں پھوڑدیتے ہیں

ماخوذ گلستان شعروادب ہندی: ۲۷

صدر مشاعرہ کی تقریر

محترم سامعین واراکین! آج کے اس اہم، وشال سملین، اور مہاسبھا، کی صدارت کا جو قلادہ، میری گردن میں ڈالا گیا ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ میں اتنا بڑا آدمی نہیں، یقینا اراکین کی محبت اس سے مترشح ہوتی ہے۔

حضرات: میری معلومات کے مطابق، اس اجلاس کو، منعقد کرنے میں، جو دشواریاں پیش آرہی تھیں، اُس سے محسوس یہ ہورہا تھا، کہ اراکین کے حوصلے پست ہوجائیں گے، مگر محنت، رنگ لائی، اور مقولہ ہے کہ، لگن سے چمن تیار ہوتا ہے، اور گلستاں میں بہار آتی ہے۔

ساتھیو! بحیثیت صدر، مجھے کچھ گوش گذار بھی کرنا ہے، سب سے پہلے، تو میں باہر

سے تشریف لانے والے، مہمانان وسامعین کا، تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ، آپ نے وقت پر تشریف لاکر، ہماری عزت بچائی، اور حوصلہ بڑھایا، بعدہٗ، اراکین کمیٹی کا، یہ اہل علم کا مجمع ہے، یہاں کسی موضوع پر، طول وطویل تقریر کرنے کا نہ موقع ہے، اور نا ہی بہتر ہے، کیونکہ مجھ سے زیادہ پڑھے لکھے، ڈاکٹرس، وکیل، انجینئر، افسر، سائنس داں، اور علم حقیقی سے مزین تاریخ داں، ارباب حل وعقد، مفکرین اسلام، علماء، طلبۂ عظام، کا ایک کثیر مجمع یہاں موجود ہے، جس کا مجھے خود بھی اعتراف ہے، حاضرین میں آپ کے سامنے کوئی نئی چیز پیش نہیں کرنے جا رہا ہوں، بلکہ پرانا، بھولا ہوا پاٹھ کو، دوبارہ ذہن نشیں، اور پختہ کرانے جا رہا ہوں۔

حضرات! آپ نے مجھ نا اہل، حقیر وفقیر، سراپا تقصیر، ذرۂ بے مقدار کو، صدارت کے اس عہدۂ جلیل، اور منصب عظیم پر بٹھلایا، کہ جو جگہ صاحب بصیرت، لوگوں کی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ چھوٹے لوگوں کو بڑوں کی جگہ بٹھانا، گویا کہ اس کو قربان کر دینا ہے۔ خیر میں بیحد شکر گذار ہوں آپ کا، کہ آپ نے مجھے اس قابل سمجھا، سامعین، آج انسان اپنے مقصد زندگی، حسن بندگی، اور معبود حقیقی کی صحیح تعظیم وتکریم، اور طور طریقوں سے دور ہوتا جا رہا ہے، اور اس کی اصل وجہ تعلیم کا نہ ہونا ہے۔ اس لئے بھائیو! اپنے بچوں سے اگر آپ کو محبت ہے، تو ان کے ہاتھوں میں کھلونے نہیں، بلکہ علم کی شمع، یعنی کتاب دیجئے۔ اشعار

علم کی دولت ہے ایسی لازوال
جس کے آگے گنجِ قاروں پائمال

علم سے انسان پاتا ہے تمیز
علم سے ہے آدمی ہر دل عزیز

علم کو زیست کا عنوان بنائے رکھنا
تم کتابوں سے سدا گھر کو سجائے رکھنا
یہ جہالت کے اندھیرے تو پگھل جائیں گے
شمع علم و ادب یوں ہی جلائے رکھنا

چوں کہ بچہ اگر تعلیم یافتہ ہوگا، تو اس کی زندگی کی خوبیاں، دور تلک جائیں گی، اور ایک پربھو، ایک خدا کی عبادت سے جب آشنا ہوگا، تو نبیؐ کے نقش قدم پر چلنے والا بنے گا، اور اطاعت ربانی کو ہی اپنی زندگی کا ماحصل سمجھے گا، ماں باپ کی خدمت کو فرض گردانے گا، صفائی ستھرائی، جو آدھا ایمان ہے، اس پر عمل پیرا ہوگا، بڑوں کا ادب، اور چھوٹوں کے ساتھ شفقت کرے گا، ملکی نظام، اور معیشت کے پیچ وخم سے واقف ہو کر، رشوت کا قلع قمع کرے گا۔

ساتھیو یہ حقیقت ہے کہ اگر انسانیت کی صحیح تعلیم، ہماری مجلسوں، مندروں، کلاسوں، اور گرودواروں میں بھی دی جانے لگے اور ملکی قانون وعہدہ سے بندھا ہوا شخص، اپنے دائرہ اختیار میں انصاف کو اپنا لے، یعنی اگر جج ہو، تو منھ دیکھ کر فیصلہ نہ کرے، بلکہ انصاف کرے، بادشاہ ہو، تو تمام رعایا کے ساتھ یکساں سلوک کرے، دفتری ملازم ہو تو، سب کی خدمت کرے، محلے دار ہو تو، پڑوسیوں کی خبر گیری کرے، شہری ہو تو سب کے دکھ درد میں شریک رہے تو قومی وملی نظام یقیناً درست ہو جائے گا، بے شک ہماری تعلیمات، ودرسگاہیں، یہ سکھلاتی ہیں کہ کسی کا دل نہ دکھاؤ کسی کی بے حرمتی نہ کرو، کسی کی عزت سے کھلواڑ نہ کرو، اور جو اس کے برخلاف کرتا ہے تو کہا جائے گا، کہ اس کے پہلو میں وہ دل نہیں ہے، جو کسی کے درد میں تڑپے، وہ آنکھ نہیں، جو کسی کے غم میں آنسوؤں کے چند قطرے بہا لے، وہ ہاتھ نہیں، جو کسی غریب کی مدد کو اٹھے، وہ پاؤں نہیں جو کسی بیمار کی عیادت کے لئے چل سکے، وہ کان نہیں، جو کسی کے دکھ کو سن کر بیتاب وبیقرار ہو جائے، وہ عقل وشعور نہیں، جو کسی کو صحیح صلاح ومشورہ دے سکے وہ جگر، اور گردہ نہیں جو کسی ظالم کو، ظلم سے روکے، اور برے کاموں پر ٹوکے۔ بلکہ اس کو پتھر دل کہا جائے گا۔

حضرات یہ حقیقت ہے کہ ایماندار آدمی کا ظاہر وباطن یکساں ہوتا ہے چنانچہ وہ جب بھی بولتا ہے تو اس کی زبان اس کو پکڑ لیتی ہے، کہ دیکھو، اگر بولنا ہے تو سچ بولو، چاہے جو بھی ہو جائے اور جب وہ دیکھتا ہے تو اس کا ایمان، اس بات پر آمادہ کرتا ہے، کہ اے آنکھ یہ دیکھنے کی صلاحیت تمہاری نہیں، یہ خدا کا عطیہ ہے اس لئے اگر دیکھنا ہو تو صحیح دیکھو، جب

وہ چلتا ہے تو خوف خدا اس کے سامنے آکھڑا ہوتا ہے، اور کہتا ہے کہ، چلنا ہے تو صحیح سمت اور رخ چل، نفس جب کسی برائی پر آمادہ کرتا ہے، تو عذاب و وبال. اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر، کھڑا ہو جاتا ہے، کہ ایسا نہ کر، اگر جی، خوش کرنا ہے تو نیکی کر، آخرت کی فکر کر۔

تو خلاصہ یہ ہے کہ اگر خدا نے آنکھیں دی ہیں تو نیک کام کر، کلام اللہ پڑھ، بیت اللہ دیکھ، اہل اللہ کی زیارت کر، زبان کی، شرمگاہ کی، سر کی، حفاظت کر، پاؤں، ہاتھ، سے کسی غریب کی مدد کر، کسی بیمار کی عیادت کر۔ اشعار مولانا اسعد اللہ مظاہری

علم دل کا سرور ہوتا ہے
چشمِ بینا کا نور ہوتا ہے
علم سے رنج دور ہوتا ہے
دل کو حاصل سرور ہوتا ہے

شوق مانوی

کر کے روشن اپنے دل میں علم و حکمت کا چراغ
تم جہالت کا مٹا دو اپنی پیشانی سے داغ

سامعین حضرات: ہمارا مقصدِ مشاعرہ، اردو ادب کے بجھے ہوئے چراغوں میں تیل ڈال کر روشن کرنا ہے، جس سے ہر کس و ناکس کو انشاء اللہ فائدہ پہنچے گا، اور اس کے ذریعہ، دلوں میں اردو کی روح، پھونک کر اس کو جواں دل بنانا، اس کی جڑوں کو مضبوط اور مستحکم کرنا ہے، یہی وجہ ہے کہ، مشاعروں کے ذریعے سے، ہم لوگوں میں ادبی جذبہ پیدا کرنے کا ذوق و سلیقہ عطا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس میں ہم کتنے کامیاب اور ناکام ہیں، اس کے اعداد شمار، اور حساب و کتاب آپ کے پاس ہے۔

اور یہ فیصلہ بھی، آپ ہی پر چھوڑا جا رہا ہے، کہ ہم، شمع شعر و ادب، روشن کرنے میں اب تک کامیاب ہوئے ہیں یا نہیں، اور اگر کامیاب نہیں ہوئے، تو اس کے پیچھے کیا کیا وجوہات ہو سکتی ہیں۔

وقفِ علوم دین رہے تیری زندگی
اس کو گنوا کے اپنا خسارا نہ کیجئے

ناظم جلسہ کی تقریر

سامعین عظام! تقریر کا ملکہ، خداداد صلاحیت کے ساتھ ساتھ، اکتسابی فن بھی ہے، اس میں تھوڑی سی محنت سے آدمی اچھا خطیب بن سکتا ہے، جس کے لئے قرآن وحدیث پر، عبور، حکایات وواقعات پر دسترس، اور اچھے اشعار پر گہری نظر رکھنے کی اشد ضرورت ہے، خطیبوں نے بڑے بڑے کارنامے، ہر میدان میں انجام دیئے ہیں، ایک اچھا مقرر، سماج پر اچھا اثر ڈال سکتا ہے، انقلابات کا رخ موڑ سکتا ہے، پختہ ذہنوں کو بدل سکتا ہے، سنگدل کو پگھلا سکتا ہے، راہ سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو صحیح سمت پہ لا سکتا ہے، اور بندگان خدا کو خدا سے ملا سکتا ہے، چنانچہ آج دنیائے سیاست واقتصادیات میں، بھی ایک سے ایک بولنے والے ہیں، سربراہان، لیڈران، حکمران موجود ہیں، جو اپنے دھواں دھار، بھاشن سے دلوں کو موہ لیتے ہیں، اور کایہ پلٹ کرر کھ دیتے ہیں، اور عوام وخواص کو اپنے دل کے آئینے میں، اتار کر اپنا چہیتا، جاں نثار اور ہم نوا، وہمرکاب بنالیتے ہیں۔

خطابت وجد میں آئے، تو پھر ہتھیار بن جائے
کبھی خنجر کبھی نیزہ کبھی تلوار بن جائے
خطابت کی گلفشانی مسلّم ہے زمانہ میں
یہ نجاشی کے آگے جعفرِ طیارؓ بن جائے

تقریری فن، بے شمار مرضوں کا علاج ہے، اور انگنت دردوں کی دوا ہے، ایک بڑے بزرگ نے فرمایا، کہ دل کو دل بناؤ، تو بات بنے، ورنہ دل تو جانور کے بھی ہوتا ہے، مولانا ابوالکلام آزاد کا کہنا تھا، کہ ایوان ومحل نہ ہو، تو کسی درخت کے سائے سے کام لیا جا سکتا ہے، دیبا ومخمل کا فرش میسر نہ ہو، تو خود بخود اگنے والی گھاس اور سبزہ کو بطور فرش استعمال کیا جا سکتا ہے، اگر بجلی کی روشنی نہ ہو تو آسمان کی قندیلوں سے کام لیا جا سکتا ہے، مگر زندہ دل، پہلو میں نہیں ہے، تو اس کا بدل ملنا مشکل ہے۔ حاضرین! آج کے ترقی یافتہ دور میں لوگ

ریموٹ کے ذریعے، پوری دنیا پر قبضہ چاہتے ہیں، مگر افسوس یہ ہے کہ خود ان کے پہلو میں دھڑکنے والا دل، ان کے قبضہ میں نہیں، یعنی جب اپنے نفس پر، جذبات پر کنٹرول نہیں ہے، تو پھر وہ پوری دنیا پر کنٹرول کیسے کر سکتے ہیں۔

خدا کے نام سے ہم جلسے کا آغاز کرتے ہیں
وہی مالک ہے ہم اس کے کرم پہ ناز کرتے ہیں

مقررین کے القاب وآداب

عظیم ترین علمی، اور دینی، شخصیت، رفیق الامت، عظیم الشان ادارہ، ودرسگاہ کے بے مثل خطیب وادیب، جن کا علمی خانوادے سے تعلق ہے، جن کے لئے ہم اور آپ سراپا منتظر تھے، جن کی آمد کے لئے ہم پلکیں اور آنکھیں ہی نہیں بلکہ دل کا فرش بچھائے ہوئے تھے جن کا بیان عالمانہ، اور نصیحت نامہ نہایت ہی کارآمد ہوتا ہے، ہم حضرت سے بصد احترام، گذارش کرتے ہیں کہ، تشریف لائیں اور اپنے پند ونصائح سے ہم سب کو نوازیں۔

کردیا تو نے اک بنجر زمیں کو لالہ زار
خشک صحراؤں کو بھی تو نے بنایا مرغزار
تیری ہمت سے خزاں کے دور میں آئی بہار
وادیٔ کشمیر سے کچھ کم نہیں ہے خاردار

سامعین سے خاص گذارش

یہ اہل علم صاحب فکر ونظر اور عقل ودانش کی محفل ہے بطور خاص طلبہ، علماء جن کا رشتۂ ملت کے ان اشخاص سے ہے جن کی جڑیں، بہت مضبوط، تنا، بہت مستحکم، اور پتیاں بہت ہی خوبرو ہیں، علماء طلباء ملت کی روح، اور سرمایۂ آگہی ہیں، اور ان کے علم وفن کی انجمن، بیماریوں کا سرجن ہیں، اس لئے ہمیں ان کی قدر کرنی چاہیے۔

حضرات! آج کی اس بابرکت محفل اور عظیم الشان اجلاس، کہ جس کے گلوئے

ناز میں ایسی ایسی رفیع المرتبت شخصیات، خاصان خدا، مقدس اور پاک باز، شریف النفس اور نیک طبع انسانوں کو اپنے درمیان پارہا ہوں، جن کی مخلصانہ ومحبانہ نگاہوں سے ہزاروں، لاکھوں طالبان علم کو فیض پہنچا، اور وہ جماعت ہے اہل اللہ کی، بزرگان دین کی، اور معزز علمائے کرام کی، ان ہی میں سے ایک شخصیت، جو پیکرِ اخلاص ومحبت، منبعِ علم وحکمت، ماحیٔ شرک وبدعت، اور قابلِ قدر عظیم شخصیت ہے، جن کا نام نامی اسم گرامی مولانا جمیل احمد قاسمی مہتمم مدرسہ شمس العلوم ٹنڈ ہیڑہ ہے۔

تبصرہ ناظم

سامعین! آپ کے تعاون سے، ہمیں اجلاس کو آگے بڑھانے میں بڑی مدد مل رہی ہے، اس لئے آپ اپنے جسم خاکی کو، ذرا حرکت دے کر آگے آجائیں، اور مل کر بیٹھیں، مجمع کثیر ہے، اور ملت کے زعماء، مفکرین حضرات تشریف لا چکے ہیں۔

مقررین کو اس طرح بلائیں

تو آیئے ایسے مقرر کو دعوت دیں، کہ جن کا بیان، محققانہ، دلائل والہانہ، کلامِ فقیہانہ اور طرز، دلبرانہ ہوتا ہے، جن کی تقریر، قلوب کو، آتش عشق سے، لالہ زار کرتی ہے۔

لطیفہ

ایک پیر جی ایک گاؤں میں مرید کے گھر گئے، مرید نے کہا کہ پیر جی شکرانہ پکانے کا ارادہ ہے، دودھ سے کھائیں گے یا گھی سے، پیر جی نے کہا میاں! بے سوادوں کا کیا سواد؟ پہلے گھی لگائیں گے اوپر سے دودھ ڈال کر کے کھالیں گے۔

تو لیجئے اب ایسی شخصیت کو دعوت سخن دے رہا ہوں، جو علمی میدان میں، عارف باللہ، عملی میدان میں اہل اللہ، اخلاقی میدان میں مثل، صفتِ اصحابِ رسول اللہ، اتحادی میدان فی سبیل اللہ، تقریر وتحریر کے میدان میں سبحان اللہ، خدمت خلق میں ماشاء اللہ، بیداریٔ فکر وخیالات کی بلندی میں الحمد للہ، اور عشق قرآن وسنت میں جزاک اللہ ہے۔

میری مراد جناب.............صاحب ہیں۔

مثل مشہور ہے پیاسا کنویں کے پاس جاتا ہے
طلب جب حد سے بڑھتی ہے کنواں خود پاس آتا ہے

حضرت مولانا، بہت ہی فکر انگیز، ولولہ خیز، اور نصیحت آمیز، جذبۂ عشق ومحبت میں ڈوبی ہوئی، علمی اور عرفانی، تقریر دل پزیر سے، ہم سب کو نواز رہے تھے، جس سے ہمارے دلوں میں ایمان کامل کا درد، دین کی صحیح تڑپ، اور سیدھے سچے دین پر، چلنے کا سبق مل رہا تھا۔

حضرات سامعین! مدرسہ کے فارغین، محسنین، معاونین، اور کرم فرما، محبین مخلصین، ہمارے علاقہ کے، مایۂ ناز، قابل قدر وفخر، مقرر، حضرت مولانا .... صاحب، جو جمال وکمال، اور حسن اخلاق کی، ملی جلی کیفیت کے شہسوار ہیں، جو درخشندہ ستاروں کے مانند ہیں، آج وہ بھی ہمارے بیچ جلوہ گر ہیں، جن کی تقریر، شعلہ بیانی، عقیدت ومحبت کی جولانی اکابر کی تاریخی کہانی، حکمت وموعظت کی نکتہ دانی پر مشتمل ہوتی ہے، جو چند منٹوں میں ہی مجمع کو، اسیر کر لیتے ہیں، اور گل وگلزار بنا دیتے ہیں، جن کی آمد ہی، اجلاس کے لئے سندِ کامیابی وکامرانی ہے، حضرات، آج بڑی کشمکش کا سامنا ہے، وقت تھوڑا ہے اور علماء زیادہ، اب ایسے وقت میں کسی کے لئے تعریفی کلمات، اور خوبصورت تبصرہ پیش کرنا بہت مشکل مرحلہ ہے۔

تری ہمت کی بلندی پہ ثریّا ہے نثار
سایہ افگن تیرے اوپر رحمت پروردگار
کہکشاں تیرے غبارِ راہ پر ہے شرمسار
تیرے منصوبوں کے آگے جھک پڑا ہے کوہسار

مولانا موصوف، یقینا گرانقدر، اور بہت ہی قیمتی، پند ونصائح سے، انتہائی درد کے ساتھ، اپنے علم، اور تجربات کی روشنی میں، ہم سب کو نواز رہے تھے، بلاشبہ ایک ایک لفظ، موتیوں سے جڑا، معلوم ہو رہا تھا، جس میں دین کی فکر، قوم کا درد، انسانیت کا غم وسوز ٹپک رہا تھا۔

حکایت

ایک عالم مسجد میں بیٹھ کر لوگوں کے سامنے وعظ کہتا تھا، ایک شخص، اس مجلس میں بہت روتا تھا، ایک دن، اس دانشمند نے کہا کہ میری بات اس شخص کے دل میں بہت اثر کرتی ہے، اس سبب سے یہ روتا ہے، دوسرے آدمیوں نے اس رونے والے شخص سے کہا کہ اس عالم کی بات، ہمارے دل میں کچھ اثر نہیں کرتی، تو کیسا دل رکھتا ہے، کہ روتا ہے، اس آدمی نے کہا، کہ میں اس کی بات پر نہیں روتا ہوں، بلکہ میں نے ایک (خصی) بکرا پالا تھا اور اس سے بہت محبت کرتا تھا، جب وہ بکرا بوڑھا ہو گیا تو مر گیا، اب جبکہ یہ عالم کلام کرتا ہے، اور اس کی ڈاڑھی ہلتی ہے، میرا خصی مجھ کو یاد آتا ہے، اس لئے کہ وہ بھی ایسی لانبی ڈاڑھی رکھتا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ نصیحت دل کے کان سے سننا چاہیے ورنہ کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ نیز داڑھی رکھنا واجب ہے اور اس کا احترام بھی ضروری ہے۔

حضرات، فضاء، سازگار، جلسہ کا مقام مناسب اور ہموار، موسم خوشگوار، شعراء اور علماء شاندار، اور اس میں تشریف لا رہے ہیں، ماہر فن، حضرات۔

ساتھیو! آدمی ہمیشہ زندہ نہیں رہتا ہے، مگر اس کے کارنامے اس کو زندہ رکھتے ہیں، ہم سے پہلے بھی، بہت سی عظیم شخصیات، دار فانی سے کوچ کر گئیں، مگر آنے والی نسل کے سامنے، ان کی تحریر، ان کی تحریک، ان کے کارنامے، ان کا کام، ان کا کلام، ان کا پروگرام، اور ان کا مشن، آج محفوظ ہے۔ تو مرنے والا انہیں خوبیوں کی وجہ سے آج بھی زندہ ہے، اور اس کو مسلسل یاد کیا جاتا ہے۔

کسی عالم دین کے مقرر بیٹے کے لئے

حضرت موصوف، جگر گوشۂ مجاہد ملت، سچے جانشین اور فخر امت ہیں، جو ہم سب کے مخدوم و محترم، اور سالارِ قافلہ ہیں، اور جو ہمارے علاقے کی عزت و آبرو، شان و جان ہیں، جو صاحب جاہ و حشم، اور رعب و دبدبہ ہیں، جو حضرت مرحوم کی، صلبی و علمی اولاد، ہونے

کے ساتھ ساتھ، مثل قرۃ العین ہیں، جو خود بھی ایک جامعہ کے بہترین، منتظم ومقتدا ہیں، جن کی مدرسہ پر، طلباء واساتذہ پر، نگاہِ شفقت، ہمیشہ کھلی رہتی ہے، جو نظم وانصرام کی، خدا داد، صلاحیتوں کے مالک ہیں، جو صاحب مطالعہ، صاحبِ ذوق، اور صاحب قلم وکتاب ہیں، اور تاریخ پر گہری نظر رکھتے ہیں، جو تقریباً درجنوں، کتابوں کے مؤلف ومصنف ہیں۔ میری مراد فلاں مولانا صاحب ہیں۔ وہ تشریف لائیں اور سامعین کو اپنے بیان سے مستفید فرمائیں۔

بعض شخصیات

سامعین عظام، بعض حضرات، تاریخ ساز، اور عہد ساز ہوتے ہیں، جو اس میدان میں تن تنہا مثل انجمن ہی نہیں، بلکہ درحقیقت انجمن ہوتے ہیں۔ اور مولانا موصوف کی شخصیت شمع انجمن کی حیثیت رکھتی ہے، خدا ان کا سایہ تادیر قائم ودائم رکھے۔

معزز سامعین عظام، بندہ۔ حقیر، سراپا تقصیر، ذرۂ بے مقدار، آنحضور، فیض گنجور، حضرت والا کی آمد پر، دتہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے، بعدہٗ ایسی شخصیت کو دعوت اسٹیج دینے جا رہا ہے، جو اسلاف کی پہچان، اہل سنت والجماعت کی جان، خطیبِ ذی شان، اور حامل سنت وقرآن ہے، اس سے میری مراد حضرت مولانا محمد ارشاد قریشی صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ عربیہ مصباح العلوم امام وخطیب جامع مسجد قصبہ کوال ضلع مظفر نگر یوپی ہے۔

پیش کردینا سلامِ شوق پہلے، اس کے بعد
ہوسکے تو پوچھ لینا کب بلائیں گے مجھے

حضرت مولانا، ایک بیباک، اور اچھے مقرر ہیں، جو بزرگوں کے فیضان سے بہرہ ور، لوگوں میں منظور نظر، حق طلب، اور حق پسند ہیں، ان کے بیان میں اخلاص، اور قوم کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا رہتا ہے، اور واعظ ایسا کہ ان کا بیان عوام وخواص، سب کی سمجھ میں آسانی سے آجائے۔ جس سے میری مراد: حضرت مولانا عطاء الرحمن قاسمی صاحب بجنوری ہے۔

فکرِ امتؑ میں مصلیٰ کا بھگونا تیرا
درسِ عبرت ہے، گئے رات تک رونا تیرا

جو دل کی دوا ہے وہ دوا کیوں نہیں دیتے
اے چارہ گرو ان کو بلا کیوں نہیں دیتے

تو آیئے، اب اس خطیب کو آواز دی جائے، جو رئیس المتکلمین، سراج السالکین، قدوۃ العارفین، سید المقررین، شفیق المسلمین، عاشق سید الاولین والآخرین، خیر خواہ دین متین، ممتاز عالمِ دین ہے، جس سے میرا اشارۂ کلام حضرت مولانا شمیم احمد صاحب امام وخطیب جامع مسجد، ذاکرنگر، دلی ہے۔

تو لیجئے اب اس گوہر نایاب مقرر کو دعوت تقریر دی جارہی ہے، جو سراپا علم و عرفان، فاضل نوجوان، آتش بیان، شیریں زبان، مقرر ذیشان، فصیح اللسان، عظیم المرتبت اور مونس و قدردان ہے، اس عالی جاہ مقرر سے میری مراد: حضرت مولانا محمد یوسف صاحب قاسمی، بانی و مہتمم جامعہ حضرت عائشہؓ وزیر آباد اور امام وخطیب مسجد حاجی محمد جان پٹنہ والے باڑہ ہندوراؤ دہلی ہے۔

ترے الفاظ کے نغموں کے تقدس کی قسم
تجھ میں بلبل کی چہک، گل کی مہک سب کچھ ہے

معزز علماء کرام! عزیز طلبہ (اور سرکردہ شخصیات، آج مجھے بے حد خوشی ہورہی ہے، کہ آج ہمارے درمیان ملک کے ایسے بڑے بڑے مقتدر علماء موجود ہیں کہ اگر سراوپر اٹھائیں، تو سر کی ٹوپی زیر زمیں آجائے، ان ہی میں سے ایک ایسا عالم، جو گویا کہ مبلغ اسلام، ملاّحِ سفینۂ اسلام، قادر الکلام، قابل صد احترام ہے، جس سے میری مراد مولانا عبدالقوی صاحب مہتمم مدرسہ اشرف العلوم حیدرآباد ہے۔

حضرات! جس شخصیت کا، آپ کافی دیر سے انتظار کررہے ہیں، اب اسی شخصیت کو دعوت بیان دی جارہی ہے، جو شیخ طریقت، امام شریعت، ماہر علوم نبوت، حاذق الامت، فقیہہ ملت، واقف اسرار امت، صاحب فصاحت وبلاغت ہے، اس سے میری مراد ہے۔

مقرر عظیم آتا ہے، جانِ لطف عمیم آتا ہے
اہل محفل کو شاد ماں کرنے، فکر وفن کا، شمیم آتا ہے

حضرات! اب ایسا مقرر جلوہ افروز ہونے والا ہے، جو مناظر اسلام، جامع الکلام، مجاہد اسلام، دیوانۂ خیر الانام ہے اس سے میری مراد.............صاحب ہیں

شہنشاہ خطابت چلے آیئے　　تاجدار فصاحت چلے آیئے
لے کے گلزار طیبہ کے گل کی مہک　　مشکبارِ خطابت چلے آیئے

صدر محترم، حکم مستحکم، عزیزان مکرم، قابل قدر مہمانان معظم، اب میں اس مقرر عالیشان کو دعوت دینے جا رہا ہوں جو شہنشاہ خطابت، خیر خواہ امت، ماحیٔ شرک و بدعت، حامیٔ قوم وملت، مصلح الامت، محی السنت، خادم قرآن وملت اور جلسہ کی زیب وزینت ہے۔اس سے میری مراد ہے۔

آؤ سن لو ثواب کی باتیں　　آں رسالت مآب کی باتیں
کیوں نہ چھیڑیں، رخِ رسولؐ کا ذکر　　کیوں کریں، آفتاب کی باتیں

گلشن علمی کے نو دمیدہ غنچو! چمنستان رسالت کے درخشندہ ستارو، میرے پیارو، آج ہماری خوش نصیبی ہے، کہ ہمارے درمیان، ایک ایسا مقرر بھی ہے، جو اتالیق دوراں، مشفق و مہرباں، فقیہہ نکتہ داں، سالار کارواں، نیّر تاباں، مخلص کرم فرما، قوم وملت کا بہی خواہ، اور فلکِ خطابت کا تاج البیان ہے، جس سے میری مراد حضرت مولانا متین الحق اسامہ مہتمم مدرسہ اشرف العلوم جاجموٴ ہے، میں ان سے موٴدبانہ گزارش کرتا ہوں، کہ وہ تشریف لائیں۔

میں گلشنِ ہستی کا وہ خاموش شجر ہوں
بچّے بھی جہاں شور مچانے نہیں آتے

شمع رسالت کے پروانو، کملی والے آقا کے دیوانو، علوم نبویؐ کے مستانو، گلشن اسلام کے پاسبانو، اب، اس جلسہ میں موجود، اس عظیم قائد ورہبر کو دعوت سخن دی جارہی ہے، کہ جو محدث کبیر، مقرر بے نظیر، خلوص وللٰہیت کی مجسم تصویر، مفتیٔ جلیل، اور قوم کا خواجۂ وامیر ہے۔

معزز علماء کرام، طلبۂ نیک نام، پیران خوش انجام، آج کے اس عظیم الشان اجلاس میں، ایسی ایسی چیدہ چیدہ اور چنیدہ چنیدہ، نیلم پریاں، حامل فہم وفراست شخصیات موجود ہیں، کہ ان کے لیے تعریف کے الفاظ، تو کم ہوجائیں گے، مگر ان کا مکمل تعارف نہیں ہوسکے گا۔

تو لیجئے، اب ایسا شعلہ بیان اور جلالی مقرر کو دعوت دی جا رہی ہے، کہ جو مجمع میں سکوت طاری کر دے، دلوں میں ولولہ، ہیجان اور کھلبلی مچا دے، جو فخر چمن، محرم وطن، دانش علم وفن، معلومات کا مخزن، اور اپنے آپ میں ایک انجمن ہے، اس سے میری مراد

یہ خوش نصیبی ہے، اپنی قسمت ہے
جو آئے صحن چمن میں لئے بہار آئے

❁

کچھ ایسی بیخودی ہے ترے انتظار میں — تصویر بن چکا ہوں، ترے انتظار میں
آہٹ پہ کان، در پہ نظر، دل میں اشتیاق — آنکھوں کے اشک، سوکھ گئے انتظار میں

ناموس رسالت کے شیدائیو، گلشن قاسمیہ کے خوشنما پھولو! کشتیٔ ناخدا کے کھیون ہارو، گلستان علم وعرفاں کے عندلیبو، میرے بزرگو، اور بھائیو، آج ہمارے اسٹیج پر، دین متین، راہ مستقیم، کا شاندار مبلغ، مقبول مفسر، عمدہ مقرر، عالی جاہ، مصنف و مؤلف، مشہور محدث، مستند مؤرخ، معتبر محقق، رئیس الاولیاء، والعلماء، موجود ہے، میری مراد حضرت علامہ وفہامہ ہے۔

بادۂ توحید کے متوالو، باغیچۂ جنت کے خواستگار مسلمانو، بزم خطابت کا اب ایسا آخری مقرر موجود ہے، جو صوفیٔ وقت، ولیٔ کامل، مرد مجاہد، درویش خدا، صاحب کشف و کرامت، قابل قدر شخصیت، ذکاوت وفطانت کامہ واختر، حامل فہم وفراست اور تحقیق و تفتیش کا شناور ہے، میں ان سے والہانہ اور وعاجزانہ، درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں۔ مجذوب کے اس شعر کے ساتھ

اے دور بتاں دور فتن دور غلامی
پیمانہ تری عمر کا ہم بھر کے ہٹیں گے
طوفان حوادث سے نہ منہ موڑیں گے جانباز
ہرگز نہ یہ تیراک سمندر سے ہٹیں گے

تو لیجئے اب ایسے مقرر کو آواز، دی جا رہی ہے، جو ماہر سخن دان، فصیح اللسان،

صاحبِ البیان، قادر الکلام، اور جو آسمان خطابت کا ابھرتا ہوا تاج البیان ہے، جس سے میری مراد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد نسیم صاحب مدرسہ نور الاسلام میرٹھ ہے۔

تبصرہ- یہ تھے علامہ صاحب، جن کے درد مند اور نصیحت آموز مواعظ حسنہ سے، ہم مستفید ہو رہے تھے، جس سے دل میں دین کی تڑپ اور اس پر عمل کرنے کا جذبہ، موجزن ہو رہا تھا۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق فرمادے، آمین۔

مشاعرہ، کی تمہیدی تقریر

عبادتوں کی طرح میں یہ کام کرتا ہوں
میرا اصول ہے پہلے سلام کرتا ہوں
مخالفت سے میری شخصیت سنورتی ہے
میں دشمنوں کا بڑا احترام کرتا ہوں

محترم حضرات، معزز دوست واحباب، مدارس کے اساتذہ وطلبۂ عظام، اسکولوں اور کالجوں کے قابل قدر، اسٹوڈینٹس، سامعین حضرات! بہت ہی کشیدہ حالات میں، کافی کدوکاوش، اور مشقت ومحنت کرنے کے بعد، آج یہ پرمسرت موقع فراہم کیا گیا ہے۔

آپ میں، اکثر، شرکاء کرام، اہل فکر ونظر، صاحب عقل ودانش ہیں، آپ کی نگاہ، قدیم، وجدید، ماضی وحال، کی تاریخ پر بھی ہے، اور قرآن وحدیث پر بھی، سائنس وٹیکنالوجی کے حیرت انگیز انکشافات پر بھی، تو دن بدن ترقی کے اسباب پر بھی، اس لئے آپ سے حرف التماس ہے، کہ آپ سکون وسنجیدگی کا ماحول بنانے میں میرا ساتھ دیں، انشاء اللہ ہم آپ کو بہت ہی جلد ہمہ تن متوجہ کریں گے، اور بہت ہی دلچسپ، اور دلکش، پروگرام کا ایک خاکہ، جو تیار کیا گیا ہے، بروئے کار لائیں گے، جو ظاہری، اور معنوی، دونوں اعتبار سے خوش کن، اور خوشتر ہوگا کہ جس سے آپ کے قلب وجگر کو، نشاط وانبساط، اور روح کو، چین وقرار حاصل ہوگا، کیونکہ مشاعرہ کو کامیابی کے ساتھ اختتام تک پہنچانے کے لئے، ہمیں جسم ودل کی حاضری کے ساتھ آپ کی ضرورت ہے، مجھے آپ پر اعتماد اور خدا پر بھروسہ ہے کہ پروگرام بہت ہی کامیاب ہوگا۔ انشاء اللہ۔

یہ مشاعرہ منسوب ہے ان پاکیزہ ہستیوں کے نام

یاد رہے، کہ آج کا یہ مشاعرہ، ان پاکیزہ، ہستیوں کے نام کرایا جا رہا ہے، جن کی قربانیوں سے، ہمیں شاعری کا سلیقہ، تہذیب وثقافت کا گھوارہ اور فکر وفن کا سویرا میسر ہوا ہے۔اور جن کی بدولت ہمیں آزادی نصیب ہوئی ہے، اس لئے آج ہمیں ان ماؤں کی تکلیف کو محسوس کرنا ہے، جن کے بیٹے ملک کو آزاد کرنے کے لئے شہید ہو گئے۔اور ان عورتوں کی تنہائیوں کا کرب بھی یاد کرنا ہے، جن کے شوہر ملک سے دشمنوں کے بھگانے میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر گئے، ان بچوں کی حسرت بھری نگاہوں کے پیغام کو بھی سمجھنا ہے، جن کے باپ میدان جنگ سے دوبارہ پلٹ کر گھر نہیں آئے، اوران بہنوں کے آنسوؤں کو بھی یاد کرنا ہے، جن کے بھائی اپنے پیارے وطن کے لئے ہمیشہ ہمیش کے لئے ان سے جدا ہو گئے۔

شیش محلوں کی حقیقت منکشف ہو جائے گی ☆ آپ پتھر کی چٹانوں کو زباں دیدیجئے
روشنی جب سے ملی ہے زندگی دشوار ہے ☆ لائیے واپس مری تاریکیاں دیدیجئے
عشرتِ دنیا کے افسانوں سے جی اکتا گیا ☆ راز کوئی لکھ کے غم کی داستاں دیدیجئے

دوستو! مشاعرہ ایک تہذیبی تیوہار ہے، اور اس میں پڑھے جانے والے اشعار، ایک بڑے آئینہ کے مانند ہیں، جس میں بیک وقت، کئی لوگ اپنا چہرہ، اس میں دیکھ سکتے ہیں، اسی طرح، ایک شعر میں لاکھوں، لوگوں کے دکھ، درد، بے چینی اور بیقراری کو دیکھا جا سکتا ہے۔اور شعر کا کمال یہ ہوتا ہے، کہ ایک شعر میں بسا اوقات کئی کئی واقعات، آسانی سے سما جاتے ہیں، جس کو لکھنے کے لئے مؤرخ، کئی کئی صفحات رنگین کر دیتا ہے۔

تحریک صدارت

حضرات، وہ نورانی وعرفانی ساعت، جس کا کافی عرصہ سے انتظار تھا، وہ اپنی تمام جلوہ آرائیوں، نیرنگیوں، اور بوقلمیوں کے ساتھ، بفضل خداوندی، آ پہنچی ہے، تو لیجئے اس سے پہلے کے پروگرام کا باضابطہ افتتاح ہو، صدر جلسہ کے انتخاب کی روایت پوری کر لی جائے۔

تقریر رُکنِ مشاعرہ

معراج فیض آبادی

اپنے اجداد کو بدنام نہ ہونے دیں گے
یہ حویلی کبھی نیلام نہ ہونے دیں گے
دیکھنا ہے تو کبھی دیکھ حکومت دے کر
ہم کسی شہر میں کہرام نہ ہونے دیں گے

تجربہ ہے ہمیں، لا! ہم کو حکومت دیدے
ہم نے صدیوں اسی دھرتی پہ حکومت کی ہے

حضرات، آج ہر طرف، قتل وخون کا، بازار گرم ہے، عدل وانصاف، بسترِ مرگ پر پڑا ہوا، علاجِ زندگی چاہتا ہے، صدق وصفا، شرم وحیا، کا جنازہ نکالا جا رہا ہے، اردو زبان، اور شاعر، طرح طرح، کے حالات ومصائب کے شکار ہو رہے ہیں، تہذیب وروایات اپنی پرانی شاخ کو بچانے کے لئے آٹھ آٹھ آنسو رو رہی ہے۔

انسانوں کو، اپنی قدر ومنزلت کا پاس دلحاظ، اور اپنے وعدوں کا، بالکل خیال نہیں رہا ہے، ایسے میں ایک خوشگوار زندگی، اور پرسکون ماحول تیار کرنا، اور نئی نسل کے لئے ایک خوبصورت گلدستہ، اور گل بوٹے تیار کر کے مستقبل کو تابناک بنانے کی فکر کرنا، کوئی معمولی بات نہیں ہے، کیونکہ آج، ہمارا واسطہ، ان لوگوں سے پڑتا ہے، جو اپنے ذہن میں محبت کی جگہ عداوت، حقانیت کی جگہ لاقانونیت اور دوستی کی جگہ، دشمنی رکھتے ہیں، اور ایسی ہی ذہنیت کے لوگوں نے، ہمیشہ ملک وقوم کو نقصان پہنچایا ہے، چنانچہ آج ہمارا مقابلہ ان ہی لوگوں سے ہے جنہوں نے، پیغمبروں، اوتاروں، رشیوں، بادشاہوں، اور اللہ کے گھروں تک کو نہیں بخشا۔

چنانچہ، خود اسی ہندوستان میں، ایسی ہی ذہنیت کے لوگوں نے، مہاتما گوتم بدھ کے قدم جمنے نہیں دیئے، مہاتما گاندھی، اندرا گاندھی، راجیو گاندھی، اور نہ جانے کتنے ایسے

لوگ ہیں، جن کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، جو ایک خوفناک المیہ ہے، اور اس طرح کے حادثات، ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ کم وبیش دنیا کے تمام ملکوں میں رونما ہوئے ہیں، چاہے، وہ سقراط کو اور حضرت حسنؓ کو زہر دینے کا معاملہ ہو، یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکانے کی سازش ہو، چاہے حضورؐ کے راستے میں کانٹے بچھانے کا عمل ہو، چاہے وہ علماء، صلحاء اور غازیان اسلام کو ستانے کا مرحلہ ہو، آج پوری دنیا میں وہ عمل جاری ہے جس کو ختم کرنے کی پیہم کوشش، ہمارے علماء، شعراء اور سنجیدہ عوام وخواص کرتے آرہے ہیں، ظاہر ہے، اتنی بڑی لڑائی، تلوار سے، ٹینک سے، میزائیل سے، ایٹم بم سے، نہیں لڑی جاسکتی، اور نہ یہ مسئلہ کا حل ہے، بلکہ اس کے حل کے لئے اخلاق ومروت، انسانیت ویکتائیت، ہمدردی واخوت کو اپنانا پڑے گا، کیونکہ ہتھیار کے ذریعے، کسی ملک کو تو چھینا جاسکتا ہے، مگر دل پر حکومت نہیں کی جاسکتی، اور جب تک دل پر حکومت نہ ہو، اس حکومت کا محل کبھی بھی گر سکتا ہے۔ الغرض شاعر انہیں احساسات کو جب اپنی غزل میں پروتا ہے تو وہ شعلہ کی چنگاری بن جاتے ہیں، جس کا اثر وسحر، دور تلک پہنچتا ہے۔

شعلۂ آتش نمرود میں فرزند خلیلؑ ☆ بے خطر کود کے پھر فخر گلستاں ہوں گے
اے وطن تجھ پہ جو آجائے کبھی اڑ کے غبار ☆ ہم ترے واسطے سو جان سے قرباں ہوں گے

لفظِ نعت پر تقریر دل پزیر

معزز علماء کرام و سامعین عظام! نعت پاک، در اصل، خلاصۂ کائنات، فخر موجودات، سید کل، ہادیٔ سبل، ساقیٔ کوثر، شافع محشر، دونوں جہاں کے پیغمبر، محبوب داور، آمنہ کے دلبر، رسولوں کے افسر، شہنشاہ بطحا، کالی کملی والے آقا، نبی اکرم، شفیع اعظم، خاتم النبیین، سید الاولین والآخرین، تاج المرسلین، محبوب رب العالمین، شان قبلۂ وکعبہ، خواجۂ کونین، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان کرنے کا نام ہے، جو عمدہ عادتوں والے، اچھی خصلتوں والے، امتوں کی سفارش کرنے والے، خلائق کے پیغمبر، قیامت کے سردار، رسولوں کے امام، راستے کے پیشوا، خدا کے امین، قیامت کے دن کی عدالت کے

بلند نشین، اور انسانوں کا خلاصہ، یعنی رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم، کہ جس کی آمد سے، کسریٰ کے محل میں زلزلہ آگیا، اور لات وعزیٰ، منہ کے بل گر پڑے، ایسا معجزہ کہ انگلی کے اشارے سے چاند شق ہوا، ایسے مسافر کہ رات ورات، جسم کے ساتھ، ساتوں آسمان سے سیر کر کے گھر آگئے، جو رتبے اور مرتبے میں فرشتوں سے آگے نکل گئے، قرب الٰہی کے میدان میں ایسا تیز گام، کہ سدرۃ المنتہیٰ پر جبرئیل امین آپؐ سے پیچھے رہ گئے، اور آپؐ نے جب حضرت جبرئیل سے کہا کہ پیغام خدا کے حامل، آگے بڑھو، ہمراہ چلو، تو حضرت جبرئیل نے جواب دیا کہ آگے جانے کی مجھ میں طاقت نہیں رہی، میں عاجز ہوں اس لئے کہ میرے بازؤں میں ہمت نہیں رہی، اور کہا کہ اگر میں ایک بال برابر بھی آگے، اڑوں، تو تجلیٔ حق، میرے پر کو جلا کر خاکستر کردے گی۔ **محترم سامعین**: آپؐ کی ذات، سراپا رحمت للعالمین ہے اور راحۃ للمسلمین ہے جو اٹھے تو آسمان کو بلندی مل جائے، بیٹھے تو دھرتی کو سکون مل جائے، اور آپ مسکرائیں، تو ستارے چمکنے لگیں، اور بولیں، تو عنادل چہکنے لگیں، جس کی جبینِ خلعت سے صبح کو سویرا ملا، جس کی زلفوں کی مستی سے راتوں کو اندھیرا ملا، جس کی مسکراہٹ سے باغ رضواں مچلنے لگے اور جس کے غصہ سے جہنم ابلنے لگے، اللہ رب العزت نے آپؐ کو حق وصداقت اور کبھی نہ مٹنے والی، سچائی کا پیمبر بنا کر بھیجا، جو اس سچائی کو دل سے قبول کرے گا، اس کے لئے دین ودنیا دونوں میں سرخروئی کی بشارت ہے، اور جو اس سچائی سے اعراض کرے گا، اس کو اپنی کوتاہ نظری اور ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے، خطرناک نتائج سے دوچار ہونا پڑے گا۔

مولانا زبیر احمد اعظمی

جو خاتم رسالت، جو رحمت دوعالم ❁ اخلاق جن کا قرآں، مہر ووفا مجسم
باتیں ہیں جن کی جیسے بیمار دل کا مرہم ❁ میرے نبیؐ وہی ہیں میرے نبیؐ وہی ہیں
جن کو خدا نے بخشا رتبہ بلند و بالا ❁ عظمت کی جن کے آگے شرمندہ ہے ہمالہ
امت کے غم میں جو تھے، مصروف آہ ونالہ ❁ میرے نبیؐ وہی ہیں میرے نبیؐ وہی ہیں

نعت گوئی کی حقیقت یہ ہے

سامعین حضرات! نعت گوئی، اصناف سخن میں، عشق رسول کی معراج ہے، یقینا کائنات کی جلوہ سامانیوں میں، جو خوشنما رنگ وروپ اور حسن وسرور ہے، وہ آپ ؐ کے وجود کا صدقہ اور آپ ؐ کے حسن کی زکوٰۃ ہے، آپ ؐ کا رخ انور چودھویں کے چاند سے افضل ترین اور آفتابِ چاشت سے بدرجہا بہتر ہے، جس کا یقین، ہر صاحب ایمان کو ہے، آپ ؐ کا حسن جہاں تاب، آپ ؐ کا جمال وکمال، آپ ؐ کا اخلاق واخلاص، آپ ؐ کی سخاوت ومروت، آپ ؐ کی شجاعت وہمت، اور آپ ؐ کے نقوش قدم، ہر جذبۂ صادق کیلئے مہر تاباں اور حرز جاں ہیں، اور آپ ؐ کی تعریف کے لئے علم محدود، زبان عاجز، کاغذ وقلم قاصر اور الفاظ کے دامن تنگ ہیں، الغرض نعت گوئی کے لئے فکر وفن کی پاکیزگی، ایمان ویقین کی پختگی ضروری ہے۔

ہزار بار بھی دھوئیں، گلاب ومشک سے ہم
میری زبان کہاں، تیرا نام پاک کہاں
بہت ہے دل میں تمنا، کہ اڑ کے جا پہونچوں
تیرا دیار کہاں، اور مشت خاک کہاں

سیرت پاک پر تقریر دل پزیر

سامعین حضرات! جب معاشرہ، خونی دلدل کا آماجگاہ تھا، انسان خوف وہراس، مضطرب وبے قراری کا شکار تھا، کفر وشرک، اور ظلم وتشدد، کا دور دورہ تھا، گویا کہ زندگی کا ہر لمحہ جمود وتعطل کا شکار تھا، عدل وانصاف، مردۂ لاعلاج تھا، ظلم وجہل سرگرمِ بازار تھا، اطمینان وسکون کا زوال تھا، ایسے میں جو راہ راست کی رہنمائی، دنیا میں کرنے کے لئے آیا تھا، وہ آمنہ کا لال تھا، جو صاحب حسن وجمال تھا، عبداللہ کی نظر کا تارا تھا، انبیاء کا سردار تھا، امت کا غمخوار تھا، دنیا کا قرار تھا، مخلوق میں سب سے عظیم الشان تھا، جو تمام انسانوں میں بے مثال تھا، نبوت کا آخری چشم وچراغ تھا، داد ودہش کا گویا آبشار وانبار تھا، لطف وکرم کا سالار تھا، انسانیت کا غم گسار تھا، محبوب رب العالمین کی طرف سے رحمت للعالمین

تھا، اخلاق واخلاص کا بلند وبالا مینار تھا، شجاعت وبہادری کا شہ سوار تھا، عالم انسانیت کے لئے باعثِ خیر وصلاح تھا، صدق وصفا، عروج وارتقاء کا راز تھا، جس نے انسانوں کو راہِ اعتدال پر لگایا، بچوں کو زندہ دفن کرنے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور معصوموں کو جام حیات عطا فرمایا، جس نے انسانی ذہنوں کو کدورت سے پاک کر کے سب کو ایک صف میں لا کھڑا کیا، جس نے ننگے نہانے والوں اور بے حیائی کو عام کرنے والوں کو حیادار بنایا، جس نے عقل ودماغ کو درست، اور روح کو پرنور کیا، جس نے امن عامہ کو مستحکم، اور مصلحت عامہ کو استوار کیا، جس نے غلاموں کو سلطانی، شاہوں کو اخوانی رہزنوں کو جہاں بانی کا درس دیا، اور تعصب ونفرت کو مٹا کر، ایک خون بن کر بھائی بند کی طرح رہنے کا سلیقہ عطا کیا، جو غریبوں کا محب، یتیموں کا سہارا، چارہ گروں کا دردمند، مساوات کا پیکر، عدل وانصاف کا پیامبر، صبر وتحمل کا مرکز، اخلاق واخلاص کا مظہر، تواضع وخاکساری کا افسر، محبوب رب اکبر تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ آپ کی سیرت طیبہ، اور آپ کی زندگی، داستانِ عشق الٰہی سے سرشار اور محبت انسانی سے لبریز ہے، دنیا کی تاریخ میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی ہے، کہ جس پر دشمن پیغام موت لے کر حملہ آور ہوا ہو، اس کو حیات کا پیغام دیا گیا ہو، اور جس کو گالیاں دی جاتی ہوں وہ گالیوں کے بدلے میں دعاؤں کا تحفہ پیش کرتا ہو، جس کے راستوں میں کانٹے بچھائے گئے ہوں، وہ اپنے دشمن کی راہ میں پھول بچھاتا ہو، جس کے جسم کو پتھر سے لہولہان کیا گیا ہو، اور وہ اپنے دشمن کے لئے نمونۂ رحمت بن گیا ہو، اگر کوئی ایسی ذات دنیا میں آئی ہے، تو وہ ہے صرف جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات۔

جس قوم کے اخلاق کی چلتی رہے تلوار ❁ وہ قوم ہی قائد ہے اور فاتح ہے جہاں میں
جس قوم کے کردار کا گھٹ جاتا ہے معیار ❁ اس قوم کی دنیا میں نہیں کچھ بھی حقیقت

تلوار سر کاٹتی ہے مگر کردار دل جیتتا ہے

محترم حضرات! تلوار کی پہنچ گلے تک، اور کردار کی پہونچ، دل کی گہرائی تک ہوتی ہے، جہاں تلوار ناکام ہوجاتی ہے، وہاں کردار، فتح کا جھنڈا گاڑ دیتا ہے، تو معلوم ہوا کہ بڑائی کا معیار آدمی کا اپنا کردار ہے، اور کردار وہ عظیم ہتھیار ہے، جو بڑے سخت اور پتھر دل

کو بھی موم کر کے اپنا من موہک بنالیتا ہے۔

حضرات: زندگی کا ہر گوشہ، اگر عشق وعقیدت سے لبریز کرنا ہے، تو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی، حیات طیبہ کا، اول تا آخر، یعنی پیدائش سے وصال تک کی زندگی کا مطالعہ کرنا پڑے گا، اوران کے تاریخی منظر سے سبق لے کر، اپنی زندگی کو چمکانا پڑے گا، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر گوشہ، انسانی زندگی کی مکمل رہنمائی کرتا ہے، چنانچہ اگر آپ مالدار ہیں، تو مکہ کے تاجروں اور بحرین کے خزینہ داروں کی پیروی کریں، کہ انہوں نے کس طرح دولت کا استعمال کیا، اگر آپ غریب ہیں، تو شعب ابی طالب جو ایک گھاٹی کا نام ہے، اس میں مقید رہنے والے، اور مدینہ والوں کے مہمان نبی آخر الزماں کی زندگی کا مطالعہ کریں، اگر آپ بادشاہ ہیں، تو سلطان عرب تاجدار دو عالم، ازواج مطہرات، کے دولہے کی، جو ٹوٹی چٹائی پر بیٹھ کر عدل وانصاف کا پرچم اٹھائے ہوئے تھے، ان کی تاریخ پڑھیں، اگر آپ رعایا ہیں، تو قریش کے محکوم کو ایک نظر پڑھیں، اگر آپ کسی ملک کے فاتح اور مالک بن جاتے ہیں، تو بدر وحنین کے سپہ سالار پر نظر رکھیں، اگر آپ معلم واستاد ہیں، تو صفہ کی درسگاہ کے معلم عالی جاہ کی صفات کو پڑھیں، اگر آپ کسمپرسی اور بے بسی کے عالم میں آواز حق بلند کرنے کی جسارت کر رہے ہیں، تو مکہ کے ریگستان میں بے یار ومددگار، نبی کا اسوۂ حسنہ پڑھیں، اگر آپ داعی ہیں، تو طائف کے میدان میں، زخموں سے لہولہان، نبیؑ کے طریقۂ کار کو دیکھیں، اگر آپ یتیم ہیں، تو حضرت آمنہؓ کے لخت جگر کے حوصلوں سے سبق حاصل کریں، اگر آپ تاجر ہیں، تو حضرت خدیجہؓ کے شوہر کی تاریخ پڑھیں، اگر آپ امانت رکھنے والے ہیں، تو حضرت حسنؓ وحسینؓ کے نانا کی امانت داری سے سبق لیں، اگر آپ قاضی ہیں، تو فاطمہ مخزومیہ کے سلسلے میں فیصلہ دینے والے رسالت مآب کے عدل کو پڑھیں۔ غرضیکہ زندگی کے ہر گوشہ کو فتحیاب اور بامرام کرنے کے لئے اور اندھیروں میں چراغ ہدایت جلانے کے لئے، حضورؐ کی سیرت کا مطالعہ کرنا پڑے گا، تب جا کے کہیں بات بن پائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیرت پاک سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ہم لاکھ بیاں کرتے رہیں وصف محمدؐ ﷺ مدحت تو وہی ہے کہ جو قرآں میں رقم ہے
جس کے لئے آیا، ورفعنا لك ذكرك ﷺ اس ذات کی جتنی بھی ہو توصیف وہ کم ہے

ہم نشیں کچھ کردیار ساقیٔ کوثر کی بات
دل کو کچھ بھاتی نہیں دنیائے شور و شر کی بات
سب کلام حق ہے وہ قرآن ہو یا ہو حدیث
در حقیقت ہے خدا کی بات پیغمبر کی بات

سامعین حضرات، بات اگر چہ تیر نہیں، مگر تیر سے زیادہ گہرا زخم دیتی ہے
غصہ اگر چہ شیر نہیں، مگر شیر سے بھی زیادہ خوفناک ہے
لڑائی جھگڑا اور فساد، اگر چہ سانپ نہیں، مگر سانپ سے زیادہ زہریلا ہے
گناہ اگر چہ زہر نہیں، مگر زہر سے زیادہ مہلک ہے
شعر، اگر چہ بم نہیں مگر بم سے، زیادہ طاقتور ہے
غزل اگر چہ شراب نہیں، مگر شراب سے زیادہ بیخود و مخمور کر دینے والی ہے
تحریر اگر چہ جادو نہیں، مگر جادو سے زیادہ اثر انداز ہے
تقریر اگر چہ آگ نہیں، مگر آگ سے زیادہ بھڑکا دینے والا شعلہ، اپنے دامن میں رکھتی ہے۔

نعت اور تقریر کا خاصہ

چنانچہ مؤرخین نے لکھا ہے کہ تقریر، اگر تلوار ہے، تو نعت اس کی دھار۔
تقریر اگر شعلہ ہے، تو نعت اس کی آنچ۔ تقریر اگر گلستاں ہے، تو نعت اس کا گل۔
تقریر اگر سورج ہے، تو نعت اس کی کرن۔ تقریر اگر آسمان ہے، تو نعت اس کا چاند۔
تقریر اگر بادل ہے، تو نعت اس کی گرج۔ تقریر اگر بجلی ہے، تو نعت اس کی چمک۔
تقریر اگر کلی ہے، تو نعت اسکی مہک۔ تقریر اگر نعرۂ انقلاب ہے، تو نعت نعرۂ عشق و عقیدت۔
تقریر اگر پھول ہے، تو نعت اس کا چمن۔ تقریر اگر موج ہے، تو نعت اس کا دریا۔
تقریر اگر مرغزار ہے، تو نعت اس کا گلزار۔ تقریر اگر مسکان ہے، تو نعت اسکی کہکشاں۔

موسم نور کتنا سہانا لگے ✿ میٹھا میٹھا نبیؐ کا ترانا لگے
پل میں، معراج کا کرلیا طے سفر ✿ ہم اگر اس کو لکھیں زمانہ لگے

برائے صدارت: نعتیہ مشاعرہ

ساتھیو! کسی بھی دینی، یا دنیاوی، اجلاس کی صدارت کے لئے، ایک امیر کارواں کا انتخاب، بہت ضروری امر ہوتا ہے، جس کی قیادت وسیادت میں پروگرام کو چلایا جاتا ہے، چنانچہ آج کے اس مشاعرہ کی صدارت کے لئے، میں اس نام نامی کو پیش کرتا ہوں، جو پیکر فکروفن بھی ہے، تو مجموعۂ علم وعمل بھی، سراپا اخلاق واخلاص بھی، تو سرچشمۂ محبت ومروت بھی، حامل قرآن سنت بھی، تو ماحیِ شرک وبدعت بھی، مفکر قوم وملت بھی، تو مدبر ومصلح امت بھی، جس سے میری مراد حضرت مولانا معین الدین زلفی صاحب، امام وخطیب جامع مسجد بٹلہ ہاؤس نئی دہلی ہے۔

تائید صدارت

آج کے اس روح پرور، کل ہند نعتیہ مشاعرہ کی صدارت کا سہرا، جس عظیم، شخصیت کے سر رکھا جائے گا، ان کا نام نامی، اسم گرامی، عالی مرتبت، محسن امت، جناب حاجی محمد غضنفر حسین غزنی ململی ہے، جن کی ذات، ہمارے لئے قابل رشک اور لائق صد احترام ہے، لہٰذا میں اپنی طرف سے، منتظمہ کمیٹی کی طرف سے اور تمام شرکاء وارکین بزمِ مشاعرہ کی طرف سے اس کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔

فلک سے چاند اترے گا، ستارے جگمگائیں گے
ہماری بزم میں حضرت ابھی تشریف لائیں گے

آج کی اس پروقار، کانفرنس ومشاعرہ کی صدارت کا سہرا، جس مونس قدردان شخصیت کے سر رکھا گیا ہے، میں اپنی طرف سے اور جملہ رفقاء واحباب کی طرف سے، اس کی تائید کرتا ہوں۔

حضرات، جس شخصیت کا، ابھی نام نامی صدارت کے لئے پیش کیا گیا ہے یقینا

حضرت والا کی فعال شخصیت، لائق تعظیم وتکریم ہے، اور ان کا مسند صدارت کو قبول کرنا ہمارے لئے باعث سعادت ومسرت ہے، جس سے میری مراد جناب حاجی عبدالوہاب صاحب، متولی مسجد ومدرسہ ٹینٹ والی، شہزادہ باغ دہلی ہے۔

نئی امید، نئی زندگی، عطا کردے
بلند میرا، ہمالہ سا، حوصلہ کر دے
قدم قدم پہ، جو فانوس بن سکے میرا
تو میرے ساتھ، کوئی ایسا قافلہ کر دے

مسند صدارت کے لیے ناظم کی تقریر

محترم حضرات! تقریباً ہر اجلاس، ہر پروگرام، کا یہ ضابطہ ہوتا ہے، کہ کارواں وقافلہ کو، رواں دواں کرنے کے لئے، میر کارواں کو متعین کر لیا جاتا ہے، تاکہ ایک راہبر کی رہبری میں منزل مقصود تک پہونچنا آسان ہو جائے، چنانچہ آج اس مشاعرہ کی صدارت کے لئے ایک ایسی عظیم شخصیت کا انتخاب کیا گیا ہے، جو جامع معقولات بھی ہے، تو جامع منقولات بھی، جو جاذب نظر بھی ہے، تو صاحب فکر ونظر بھی، جس کا تبحر علمی اور متانت وفطانت کا دور دراز تک چرچا ہے، جس کی مثال، ایک اس پاکیزہ اور شفاف پانی کی سی ہے، کہ وہ جس کھیت میں برس جائے، اس کو سبزہ زار بنا دے۔ خدا ہر شخص کو ایسا بنا دے۔ آمین

٢- ایسی عالی ہمت ہستی کو اس پروگرام کی صدارت کے لئے منتخب کیا گیا ہے جو جامع فضل وکمال، صاحب فہم وفراست سراپا علم وعمل، مجموعۂ حسن وجمال، اور صاحب علم وعرفان ہے، جو ادیب باکمال شہنشاہ فکر وتدبر ہے، اور جس کی قیادت وسیادت میں بحسن خوبی یہ پروگرام آغاز سے اختتام تک کی سرحد کو عبور کرے گا، اور جن کی صدارت پر، ہم خوشی کا اپنے صمیم قلب سے اظہار کرتے ہیں۔ میری مراد

٣- ایسی ہستی کو مسندِ صدارت کے لئے منتخب کیا جا رہا ہے، جو ہمہ وقت قرآن وسنت کی اشاعت میں مشغول رہتی ہے، جو شخصیت ہمارے سامنے موجود ہے اور ہماری نگاہوں کو چکا چوند کر رہی ہے اور عقل کو خیرہ بھی۔ جس سے میری مراد: عزت مآب مولانا قدرذان

جناب بھائی سید محمد نعیم ومحمد کلیم صاحب خانجہاں پوری ہیں

شکرانہ پیش کرتے ہیں خدمت میں آپ کے
اے کاش روز آئیں پہ موسم بہار کے

صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آگئے تو ساری بہاروں میں چھا گئے

تحریک صدارت

آج یوں تو، اس مشاعرہ میں، ایسی ایسی علمی، عملی، انقلابی، اور مثالی شخصیات رونق بزم ہیں، کہ جو چرخِ علوم وفنون کے درخشاں آفتاب ومہتاب ہیں، اور معارف وکمالات کے میدان کے شاہکار ہیں، چنانچہ میں نام پیش کرتا ہوں صدارت کے لئے ایسی معقول شخصیت کا، جو اخلاقی بلندی اور اعلیٰ ظرفی کے اونچے پیمانہ پر ہیں، اس سے میری مراد جناب بھائی فرحان عتیق صدیقی دیوبندی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اس پیش کش کو شرف قبولیت سے نواز کر میرے ساتھی اس تجویز وانتخاب کی تائید کریں گے۔

تائید صدارت

جس مثالی اور باوقار شخصیت کا انتخاب، بطور صدارت کیا گیا ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

غنچہ ہے گل ہے سبزہ ہے ابرِ بہار ہے
سب آچکے ہیں صرف تیرا انتظار ہے

استقبال کسی بڑی شخصیت کا

آج، ہم سب کا سر فخر سے اونچا ہو رہا ہے، کہ جس شرف ومجد، اور عالی قدر مہمان معظم کا کافی دیر سے انتظار تھا وہ تشریف لا چکے ہیں، جن کی آمد سے ہمیں یہ خوشیوں سے بھرا موقع ملا، باوجود قلتِ وقت اور بے پناہ مشغولیات اور غیر معمولی مصروفیات کے، ہماری ادنیٰ

سی دعوت کو قبول فرما کر، ہماری دلجوئی اور حوصلے کی بلندی فرمانے کے لئے وہ قدم رنجہ ہوئے موصوف کی آمد سے ہمیں فرحت وراحت، مسرت وبہجت، سروت وفرحت ملی ہے، امید ہے کہ دیگر احباب بھی اس حسن انتخاب کی تحسین وتوثیق فرمائیں گے، اور عالی جاہ اپنی اعلیٰ ظرفی اور کرم فرمائی سے ہمارا حوصلہ بڑھائیں گے۔

حضور والا کی اس جلوہ فرمائی، ذرہ نوازی اور تشریف آوری پر، ہم مسرور وشاداں ہیں اور نیاز مندانہ عقیدت کے ساتھ، خیر مقدم کرتے ہوئے اپنے دل کی گہرائیوں کے ساتھ صدارت کے لئے نام پیش کرتے ہیں۔ اس سے میری مراد عالی جناب ہم سب کے مونس وغم خوار ڈاکٹر وحکیم امام الدین ذکائی دہلوی ہیں۔

مجھے امید ہے کہ آپ حضرات اس کی تائید فرمائیں گے۔

حضرات، آج کا یہ مشاعرہ جس میں علوم وفنون اور شعر وادب کے ماہرین جلوہ افروز اور تہذیب وتمدن کے شاہین وناعیین اور قوم وملت کے دردمند ناظرین وقائدین سب موجود ہیں، بہت ہی جلد انشاء اللہ یہ قافلہ، اپنے رخت سفر اور تمام تر رعنائیوں اور جلوہ آرائیوں کے ساتھ چلنے والا ہے، جس سے تمنائے دل، حیات کی جستجو، لالہ زار ہو جائے گی اور فکر وشعور جاگ جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

نعتیہ مشاعرہ کی نظامت

تو آیئے! ایسے پر کیف منظر میں، ہم آواز دیتے ہیں ایسے نعت خواں، عاشق رسول کو، جن کا دل، عشق رسولؐ سے لبریز ہے، جو تصنع، بناوٹ سے بیزار، اور حب نبویؐ سے سرشار ہے، تو لیجئے ہمارا انتظار واشتیاق لمحۂ وصل سے ہم آغوش ہونے جا رہا ہے۔

بزمِ تصورات سجی تھی ابھی ابھی
نظروں میں مصطفےٰؐ کی گلی تھی ابھی ابھی
جبرئیل پوچھتے تھے، فرشتوں کو روک کر
کس کے لبوں پہ نعت نبیؐ تھی ابھی ابھی

تبصرہ: عالی جناب، جب نعت پاک سنا رہے تھے، تو جی چاہ رہا تھا، کہ وقت کی رفتار ٹھہر جائے، اور ذکر رسولؐ سے اپنے ویران قلب وجگر کو سرسبز وشاداب کرتے رہیں، مگر ہمارے درمیان، ایک آشفتہ سر ایسا بھی ہے، کہ جس کا کلام، غلوّ اور حشو سے خالی ہوتا ہے، اور جس کی نعت، کوثر میں ڈوبی ہوئی، نور ونکہت میں سجی ہوئی، شمیم جانفزاں میں بسی ہوئی ہوتی ہے، جس کو شائقین، سن کر جھوم اٹھتے ہیں، اور مجمع میں سکوت طاری ہو جاتا ہے، اور سبحان اللہ سبحان اللہ کے نعرے بلند ہونے لگتے ہیں، اور وہ ایسا نعت خواں ہے جس کا ایک ایک مصرعہ کفر کے کجاوے میں بھونچال پیدا کر دیتا ہے۔

تو لیجئے ایسا نعت خواں، کہ جس کی سریلی آواز، سن کر روح وجد میں آجائے، اور آنکھیں برسنے پر مجبور ہو جائیں، اور جس کے کلام کو سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں، ان کا انداز عقیدت دیکھئے کہ نعت کے علاوہ کچھ نہیں پڑھتے۔

تبصرہ نعت خواں، حضرات، بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں، نعت شریف کا گلدستہ پیش کیا جا رہا تھا، مدحت باب نبی علیہ السلام کو کھولا جا رہا تھا چناں چہ کہیں جسم اطہر کے پسینہ کی خوشبو، تو کہیں گیسوئے گر بارہ کا ذکر کیا جا رہا تھا، جس سے متاع سکون وقرار مل رہا تھا اور نور ونکہت سے بھر پور تحفہ نصیب ہو رہا تھا، مرجھائی ہوئی کلیوں میں جان سی آرہی تھی، یہ پرکیف سماں، مستی میں جھوم رہا تھا، اور محفل میں ایک دھوم سی مچی جا رہی تھی۔

تو آیئے اس کے بعد آقا کملی والے، امتوں کے غم میں رونے والے، شہنشاہِ دو عالم ہونے کے باوجود ٹوٹی چٹائی پر بیٹھنے والے، امام المرسلین خاتم النبیین کے لقب پانے والے، جہاں جبرئیل کے پاؤں لڑکھڑا گئے ہوں، اس سے آگے جانے والے، پتھر کھا کر دعائیں دینے والے، مکہ میں آنے والے، مدینہ میں جانے والے، معراج کی حقیقت کو سمجھانے والے کی شان اقدس میں نذرانۂ عقیدت ومحبت پیش کرنے کی دعوت دیں شاعر صاحب کو کہ وہ تشریف لائیں اور اپنے نعتیہ کلام سے سامعین کو مستفید فرمائیں۔

قسم خدا کی وہ منظر عجیب ہوتا ہے ❁ نظر سے جب کہ مدینہ قریب ہوتا ہے
حیات روضۂ اقدس کا ان کے کیا کہنا ❁ جو دیکھ آتا ہے وہ خوش نصیب ہوتا ہے

گرامی قدر حضرات! کچھ لوگ اپنی پہچان آپ ہوا کرتے ہیں، ان کا اچھا کلام ان کو بلند و بالا کرتا ہے اور ان کے اندر چھپے ملکہ کا پتہ دیتا ہے، رفیقانِ بزم شعر و ادب حضرات! میں آپ کی شدت انتظار کو، اپنی آنکھوں سے بھانپ رہا ہوں، اور آپ کے ماتھے کی سلوٹوں کو بھی خوب سمجھ رہا ہوں، کہ دوبارہ آپ کو وہی محترم شخصیت چاہئے، جس ذیشان شخصیت کا کلام، آپ سن رہے تھے، تو آیئے! ذرا اس دیار خیر الوریٰ اور محبوب رب العلیٰ کا ذکر کرلیں، کہ جس کے ادنیٰ غلام کے جوتے کی خاک بھی اگر کسی کو میسر ہو جائے، تو اس کے لئے بہت بڑی سعادت مندی ہے۔ پڑھئے اللھم صلی الخ

سامعین! ابھی آپ نے سنا، ستاروں کے جگمگانے، پھولوں کے مسکرانے، چاند کے منھ چھپانے اور اسکے علاوہ سیرت پاک کی بہت سی تاریخی باتیں سنیں۔ یہ سب الفاظ گویا کہ شاعری کے جزئیات ہیں، جو شاعری میں اکثر و بیشتر مستعمل ہوتے ہیں۔

حضرات! غزل کے مشاعروں میں تو کوئی شاعر چھوٹا اور کوئی بڑا ہوتا ہے، لیکن نعتیہ شاعری میں تو ہر شاعر، غلام سید کونین ہوتا ہے۔ چناں چہ غزل کے مشاعروں میں کسی بڑے اور اچھے شاعر کے فوراً بعد، اگر کسی معمولی شاعر کو آواز دی جائے، تو مشاعرہ کی اصطلاح میں اسے، قربان کرنا کہتے ہیں، لیکن نعتیہ شاعری مں چھوٹے اور بڑے کا، پہلے اور بعد کا، کوئی فرق نہیں ہوتا، کیوں کہ یہاں مقصد اصلی سعادت کا حصول ہے۔

تو آیئے۔ اس عظیم ہستی کے ذکر سے، منہ اور ہونٹ کو لذت سے آشنا کریں، کانوں کو مخمل عشق سے خوب تر بنائیں، اور عقیدت و محبت کا جام چھلکائیں۔ میں گزارش کرتا ہوں شاعر صاحب سے، کہ وہ تشریف لائیں۔

ایسا شاعر، جو حمد، نعت، منقبت، قصیدہ، غزل، مرثیہ، سہرا، گویا کہ ہر میدان کا شہ سوار ہے، جس کا کلام، ہر محفل میں بہت ہی سکون و دھیان کے ساتھ سنا جاتا ہے اور فن کی باریک بینی کو، دیکھ کر سر دھنا جاتا ہے۔

ایسا شاعر، جو کلام پڑھتا ہے تو لگتا ہے کہ اس کی زبان سے پھول برس رہا ہے، اور جب وہ ہنستا ہے، تو لگتا ہے کہ گلاب ٹپکا رہا ہے، جو بڑی بڑی محفلوں کو، چند منٹوں میں اپنا

دیوانہ بنالیتا ہے اور مشاعرہ کو زندگی بخش دیتا ہے۔ اس سے مراد.................

تبصرہ: اسٹیج پر ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں، ہر ایک کا اپنا انداز سننے، سنانے پڑھنے اور لکھنے کا الگ ہوتا ہے۔ ایسا بھی نہیں، کہ شاعر کا ہر شعر مقبول ہو، بلکہ اس کی مقبولیت کے لئے ایک شعر کافی ہے۔

آجاؤ مسکراتے ہوئے جانِ گلستاں
میرے چمن کا جشن بہاراں تمہیں سے ہے

تبصرہ اور نعت خواں: موصوف نے کلام سنایا، آپ کو متاثر کیا اور آپ نے خوب داد و تحسین سے نوازا، یہ آپ کی علم دوستی کا ثبوت ہے۔

تو لیجئے، وہ شاعر جو اپنے دامن میں فصاحت و بلاغت کا نگینہ، عمدہ شاعری کا سفینہ، اردو ادب سے لبریز جام و مینا اور ترنم خیز آواز کا دفینہ، اپنے اندر رکھتا ہے۔ میں دعوت دیتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں۔ مولانا زاہد نعیم کے اس شعر کے ساتھ

جہاں نور حق کی ہیں بارشیں جہاں برکتیں جہاں رحمتیں
وہ مدینہ کیسا مقام ہے وہ دیار کیسا دیار ہے

ایسا شاعر، جو تمناؤں کے گلاب کو کھلانے کا، ستاروں سے جگمگاہٹ چھین لینے کا، پھولوں کی مسکراہٹ کو اپنا بنا لینے کا، گھاس کے اوپر جمی شبنمی کو چرا لینے کا اور آرزوں کے کنول کو تازگی بخشنے کا ہنر و سلیقہ جانتا ہے۔ میں دعوت کلام دے رہا ہوں۔

تبصرہ: حضرات! ابھی بہت سے شعراء باقی رہ گئے ہیں، رات کا جوبن بھی اپنا نقاب رخ الٹ نے کو تیار ہے، جب کہ قمقمے اور لائٹ کی روشنی سے رات بھی دن کی مانند چمک دمک رہی ہے، نظمیں اور غزلیں بھی اپنی رنگ رلیاں دکھانے کو بیتاب ہیں، ظلمت شب بھی رخصت ہوا چاہتی ہے اور سامعین سے کھچا کھچ بھرا یہ پنڈال، بجا طور پر مسرت کا باعث ہے، مجھے آپ پر پورا بھروسہ اور وثوق ہے کہ آپ تمام سامعین دل جمعی کے ساتھ آخیر تک ہمارا ساتھ نبھائیں گے۔

تبصرہ: وہ شاعر، جو ابھی ابھی آپ کا دل جیت کر قلب و جگر میں سما کر اور تیز

چبھن پیدا کر کے گیا ہے، وہ واقعی بہت تیز رفتاری سے اپنا کلام سنا کر مجمع کو مسحور کر کے سامعین کی شدت پیاس پر چھڑکاؤ کر کے گیا ہے، حالانکہ وہ اگر چاہتا تو سیل رواں بن کر سب کو سیراب کر جاتا، اور منجمد خون میں شعلۂ حرارت پیدا کر جاتا، مگر وقت کی قلت کو سمجھتے ہوئے انہوں نے بہت جلد اپنا دامن سمیٹا، جس کے لئے ہم بہت ممنون و مشکور ہیں۔

تبصرہ: وہ شاعر، جو آپ سب کو اپنے قیمتی اشعار، اور عمدہ انداز، سے سرفراز کر رہے تھے آپ کی بزم تصور کو سجا رہے تھے، اور اپنے ناصح کلام سے، دل کی ہلچل سی کیفیات پر شفاء بخش، انجکشن لگا رہے تھے، یقیناً یہ شاعر کی بہت بڑی کامیابی و کامرانی کی دلیل ہے۔

ایسا شاعر، جو مشاعرہ میں جان ڈال دے اور جو مشاعرہ کو بلندی پر پہنچا دے، جو سامعین کے دل کو مسخر کرتے ہوئے مجمع پر چھا جائے، اور جس کی شاعری، غم زندگی اور غم جاناں کا مداوی بن جائے، اس سے میری مراد..........صاحب ہیں۔

ایک دو زخم نہیں جسم ہے سارا چھلنی
درد بیچارہ پریشاں ہے کہاں سے اٹھے

ایسا شاعر، جو پھولوں کو نچوڑ کر، اس کے عرق سے روشنائی بناتا ہے، پھر اس سے زندگی کی داستاں قلمبند اور رقم کرتا ہے، تو آیئے، اب میں، مشاعرہ کی اس صنف نازک ماحول میں لیئے چلتا ہوں، جہاں ایک ایسا شاعر موجود ہے، جو فصل گل، فصل بہار پر جب اپنی انگلی رکھ دیتا ہے، تو وہ غزل بن جاتی ہے اور جب موسم خزاں اور خریف پر اپنا دامن پسارتا ہے، تو وہ حالات بن جاتے ہیں، جو کبھی احساس کمتری کا شکار نہیں ہوا اور نہ کبھی وحشت و دہشت سے مرعوب ہوا، بلکہ عالی ہمتی اس کا شیوہ اور بلند حوصلہ اس کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔

تبصرہ: ابھی موصوف کی رس گھولتی ہوئی آواز، کھنکناتا ہوا لب ولہجہ، بلاغت ومعانی سے مرصع کلام، آپ سماعت فرما رہے تھے، تو آیئے پروگرام کو اب ایک نئی فضا میں لے چلیں۔

ایسا شاعر، جسے دنیائے اردو میں آبروئے شعر وادب کا خطاب دیا جا سکتا ہے، جو آسمان کے بیچ، ستاروں کے مانند اپنی روشنی بکھیرتا ہے، جو نگاہ بلند، سخن دلنواز، پر سوز جان،

اپنی ہتھیلی پہ رکھتا ہے، جو ترقی و مہارت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہے، جو وجدانی کیفیت سے سرشار ہے اور جو انقلاب انگیز جذبات پیدا کر دینے والا ہے۔

ایسا شاعر، جو بہت سی خوبیوں کا مالک ہے، اور جو نشیب و فراز اور ہر طرح کی تدابیر و تراکیب سے واقف، تجربات کے پیچ و خم اور زندگی کی آب و تاب اور نیرنگیٔ زمانہ کی رعنائی و زیبائی کے متعلق گہری معلومات رکھتا ہے۔ تو لیجئے اسی شاعر کے حضور چلتے ہیں اور آواز دیتے ہیں کہ وہ تشریف لائیں۔

اپنے بے نور چراغوں کو ضیا دی جائے ❁ نہ کہ ہمسائے کی قندیل بجھادی جائے
قبر کا چوکھٹا خالی ہے اسے مت بھولو ❁ جانے کب کون سی تصویر سجادی جائے

ایسا شاعر، جو حالات پر گہری نظر رکھتا ہے اور بڑی جاں فشانی اور عرق ریزی سے حالات کی نس اور رگ پر دست شفقت رکھتا ہے، جو آداب و ادب کے زیور سے بھرپور ہے اور جو شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ مدبر، مصنف، مفکر و مرتب اور تنقید نگار بھی ہے، جو شعر و ادب کی موشگافیوں اور فنی نکتہ آفرینیوں سے بھی لبالب ہے۔ مراد

ایسا شاعر، جو دلیری، شجاعت، جسارت و مہارت، مسخرہ پن، وظرافت، حلم و متانت، علم و حکمت، فکری بلاغت، ذہنی صلابت، اور عقلی دلالت، قابل ذکر فہم و فراست، راہ معرفت و صداقت اور علمی استعداد و صلاحیت سے معمور ہے۔

ایسا شاعر، جو بے پناہ اور نا قابل انکار، لیاقت و صلاحیت کا حامل ہے، جو ہر دکھ درد کو، شعر و ادب میں جذب کر دینے کا ملکہ رکھتا ہے، جو کتابوں، رسالوں، اخباروں میں اکثر چھپتا رہتا ہے، جس کا کلام سن کر، رگوں کا خون دوڑنے لگتا ہے، اور جو اپنے بلندیٔ اخلاق کے بل بوتے بہت ہی جلد، اپنے مخالفین کو اپنا دیوانہ بنالیتا ہے۔

ایسا شاعر، جو مدُھر آواز، نرم لہجہ کے ساتھ ساتھ، قلم میں قوت و طاقت، اور ذہن و دماغ میں ایسی طغیانی و جولانی رکھتا ہے، کہ جس کی نغمہ سرائی، بے حسی کی زنجیر کو ہلا سکتی ہے، تعطل و جمود کو کدا سکتی ہے، برف کے مانند جمے انسان کو حرکت میں لا سکتی ہے، سوئی قوم کو جگا سکتی ہے، دلوں کو گرما سکتی ہے، افسردہ ضمیروں کو جھنجھوڑ سکتی ہے اور پژمردہ دماغوں

کو تر و تازگی سے ہمکنار کر سکتی ہے۔

سنبھل کر رکھ قدم، اے چلنے والے کوئے جاناں میں
یہاں کا ذرہ ذرہ آسماں معلوم ہو تا ہے

حکایت: ایک اعرابی موسیٰ نام کا، فجر کے وقت میں مسجد میں وضو کر رہا تھا، اس نے سونے کی تھیلی پائی، اور ادھر اسی وقت نماز کی تکبیر بھی کہہ دی گئی، اس نے تھیلی کو داہنے ہاتھ میں دبایا اور دوڑ کر جماعت کی صف میں آ کر کھڑا ہو گیا، اتفاق سے قاری صاحب نے سورۂ فاتحہ کے بعد یہ آیت پڑھی وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یَا مُوْسٰی (تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ!) تو اس نے کہا واللّٰہ اَنْتَ سَاحِرٌ (امام صاحب تو جادوگر ہے) تھیلی محراب کے سامنے ڈال کر کے بھاگا، اس ڈر سے کہ شاید کوئی اس کو چوری کی تہمت میں ملوث کر دے۔

تبصرہ ناظم: برادرانِ اسلام! گلشن شعر و ادب کے، اس روحانی شہر و فضا میں حاضر ہونے کا شرف مجھے کئی دفعہ حاصل ہوا ہے، کہ جس کے سائبان تلے، ہم کبھی اپنی صلاحیتوں کو نکھارا کرتے تھے اور ہماری استعداد جہاں پروان چڑھتی تھی اور یہی وہ مادر علمی ہے جس میں میں نے اپنے دل کی بات کی ترسیل و ابلاغ کا سلیقہ سیکھا تھا اور زبان و بیان کی تراش و خراش کو ابھارنے کا جہاں موقع ملا تھا۔ باری تعالیٰ اس مادر علمی کی ہر شرور و فتن سے حفاظت فرمائے آمین۔

تو لیجئے ایسا شاعر، جو شیریں لفظوں، مختصر بحروں و جملوں اور دلکش لہجوں میں، دل ربا شاعری، انجام دیتا ہے، اور جو حسب اقتضاء، کلام، ترنم میں بھی بخوبی آہنگ و ترنگ کے ساتھ پڑھتا ہے۔

تبصرہ مشاعرہ میں، جسمانی و ذہنی تھکاوٹ دور کرنے کے لئے، اگر ایک طرف شعراء کرام موجود ہیں، تو روحانی زنگ آلود، گرد و غبار کو دور کرنے کے لئے علماء کرام بھی، جو ایک خوشنما سنگم ہے۔

تبصرہ: یہ تھے عالی جناب .... جو اپنی شیریں آواز اور نادر و نایاب کلام اور اپنی پر کشش آواز سے، ہم سب کو مسحور و مخمور کر رہے تھے، جو ہم سامعین کو، ماہئ

بے آب کے مانند تڑپتا چھوڑ گئے اور شدت پیاس کو دوبالا کر گئے، تو آیئے، اب بلا کسی تمہید وتاخیر کے، اس گلشن رنگ وبو کے آخری شاعر کو دعوت کلام دی جا رہی ہے، جو دریائے تحمل وتدبر ہے، جو مخلص زمانہ کا واقف کار بھی ہے، تو باطنی صلاح کار بھی، اور جو فکر وفن، علم وحکمت کا بحر بے کنار بھی ہے، تو احوال وکوائف کا تجزیہ نگار بھی۔

کبھی اس انداز سے اوراق پریشاں ہم تھے
اتنے افسردہ تھے کب، شعلہ بداماں ہم تھے
جس پہ اسلام تھا نازاں وہ مسلماں ہم تھے
بزم میں آئینۂ بوذرؓ و سلماںؓ ہم تھے

حضرات، اب ہم ایسے شاعر کو آواز دے رہے ہیں، کہ جو مرکز علم وادب مانا جاتا ہے، جو آبروئے بزم سخن بھی ہے تو ماہر علم وفن بھی، نازشِ اہل چمن بھی ہے، تو دانش وطن بھی، جو صدق وصفا کے اعتبار سے ایک مثالی انجمن بھی ہے، تو سامعین کے دلوں کی دھڑکن بھی، جو اپنا غم سماج کا غم اور زمانہ بھر کے دکھے دلوں کا غم، بیان کرنے کا سلیقہ جانتا ہے۔

حکایت: ہے کہ خراسان کا ایک بہت بڑا شاعر، جس کا دل بہت نرم تھا اور جس کے کلام میں سوز وگداز پایا جاتا تھا، ایک شخص اس کا کلام پڑھ کر اس سے ملنے ایران پہنچا، تو اس کو دیکھا کہ ایک حجام اس کے سامنے ہے، اور استرہ سے اس کا چہرہ اور داڑھی صاف کر رہا ہے، اس شخص کو بڑا تعجب ہوا اور جھنجھلا کر کہا، آغا! ریش می تراشی، شاعر نے کہا ”بلے! ریش می تراشم، مگر دلے کسے نمی تراشم“ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں داڑھی کو مونڈ ارہا ہوں، مگر کسی کا دل تو نہیں دکھا رہا ہوں، کیوں کہ کسی کا دل دکھانا تو مہاپاپ ہے، اس شخص نے بے ساختہ ایک مصرعہ بنایا اور کہا، ارے دِل رسول اللہ می خراشی، کہ اے وہ شخص، کہ تو تو خلاصۂ کائنات، فخر موجودات، شانِ قبلۂ وکعبہ، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھا رہا ہے۔ اس مصرعہ کو سن کر شاعر کی آنکھیں کھل گئیں، اور زبان حال سے یہ شعر پڑھنے لگا

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی ☆ مرا با جان جاں ہمراز کردی

ترجمہ ۔ یعنی تم کو اللہ جزائے خیر دے، میں تو اندھا تھا، آج مجھے معلوم ہوا کہ

رسول اللہ ﷺ کے دل کو تکلیف، میرے اس عمل سے پہنچ رہی ہے، اور توبہ کرلی۔ اللہ تعالیٰ، تمام شاعروں کو سنت کے مطابق داڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کل ہند نعتیہ مشاعرہ

معزز علماء کرام! قابل قدر وصد احترام، حافظین قرآن، نوجوانانِ اسلام اور ملت اسلامیہ کے بزرگان، آج کا یہ تاریخ ساز اجلاس، جس میں آپ اور ہم رونق بزم ہیں، یقینا بہت ہی معتبر، مستند، اور باعث خیر و برکت ہے، کیونکہ یہ کل ہند نعتیہ مشاعرہ، کہ جس میں حضورؐ پرنور، صاحب لولاک کا ذکر خیر ہوگا، جس میں آپؐ کے اخلاق حسنہ، کردارِ اعلیٰ، افکار اعلیٰ اور اسوۂ حسنہ کا ذکر ہوگا، جس سے مجمع نور علیٰ نور اور معطر و معنبر ہوگا، اس کے لئے ہم مبارک باد پیش کرتے ہیں، یہاں کے سبزہ زاروں کو، یہاں کی کمیٹی کو، یہاں کی بستی کو، یہاں کے بوڑھوں، نوجوانوں، اور بچوں کو، کہ ذکرِ رسولؐ سننے کا سنہرا موقع ہم سب کو عطا کیا، جس پر فرشتے بھی فخر کرتے ہیں، بیشک یہ رات بہت ہی پرنور ہے، پرکیف ہے، اور باعث نزول رحمت ہے، اور کیوں نہ ہو، جب کہ اس میں تقریباً پورے ہندوستان کے نمائندہ شعراء موجود ہیں، جو اپنے اپنے روحانی، نورانی، عرفانی، کلام سے ہم سب کو مستفید کریں گے، جن کی کسی مشاعرہ میں شرکت، اس مشاعرہ کی کامیابی کی ضمانت ہوتی ہے۔

ایسا شاعر، جنکی نعتوں، نظموں، ترانوں، اور مختلف موضوعات پر پڑھے گئے اشعار کی دھوم، تقریباً ہندوستان بھر میں ہے، جن کی پرکیف اور دل سوز آواز سے دنیائے شاعری جھوم جھوم اٹھتی ہے، جو شاعروں کے نزدیک مقبول اور عوام و خواص کے دربار کا محبوب ہے۔ میں اس شعر کے ساتھ ان کو دعوت کلام دے رہا ہوں۔

زباں پر مومنوں کے جب بھی ذکر تاجدار آئے
تو اس کے بعد لازم ہے کہ ذکر چار یار آئے
ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ باوفا جب ہوں
تو کیوں کر نہ باغ مصطفیٰ میں پھر بہار آئے

جہاں پر ذکر ہو ان کا وہاں آؤ۔ ضرور آؤ
ملیں جو پھول گلزار نبیؐ تم ان کو چن لاؤ
انہیں کی کالی کملی میں شفائے روح ہے حامدؔ
حقیقی زندگی چاہو تو کملی سے لپٹ جاؤ

تو آیئے، بابرکت عالی مقام، یعنی رسول خیر الانام کی شان میں نغمہ زن ہونے کی دعوت دیں ایسی شخصیت کو کہ، جس کے کلام میں ذکرِ دیارِ نبیؐ بھی ہوتا ہے۔ تو آپؐ کے پسینہ کی خوشبو کا ذکر بھی، جو حقیقت میں بڑا اور اچھا شاعر ہے۔

ایسا شاعر، جس کی زبان وقلم کی طاقت نے خرمن ظلم وستم پر بجلیاں گرادیں ہیں، اور جس کی شاعری اسلام پر اعتراضات اٹھانے والوں کے نخل تمنا کو بھسم کرنے کا کام کررہی ہے، جس کا ہر کلام اسلام کے خلاف زہر اگلنے والے اور اسلام کی تردید واستیصال کے نمونے تیار کرنے والوں کے لئے مثل میزائیل اور راڈار کام کرتا ہے، جن کا شعر مغربی حلقوں میں بھونچال اور حالات کے بڑھتے ہوئے ہرنا سور کو ملیا میٹ کرتا ہے، ایسی خوبیوں کا شاعر بھی آج ہماری محفل میں موجود ہے۔

ایسا شاعر، جو امن عامہ پر چیرہ دستیاں کرنے والوں، زبان وادب اور علم شریعت کے خلاف نعرہ بلند کرنے والوں سے نبرد آزما ہونے کی اہمیت رکھتا ہے۔ اور جو بہترین راگ اور لاجواب آواز کا مالک ہے۔

نعت خواں کا تبصرہ: یہ تھے جناب ...... جو بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں نذرانۂ عقیدت ومحبت کا حسین گلدستہ، اپنے اچھوتے انداز میں پیش فرمارہے تھے، جس سے پروگرام کا، حسن دوبالا ہورہا تھا اور ہمارا مشاعرہ کامیابی کی طرف بڑھ رہا تھا۔

سامعین: ایک طرف اگر روحانی امراض کے ڈاکٹر وسرجن علماء کرام یہاں موجود ہیں، تو دوسری طرف معاشراتی خرابیوں کو شعر میں ڈھال کر پیش کرنے کے معالج شعراءعظام بھی، جو بہت ہی خوشی کی بات ہے۔

تبصرہ: ہم آپ کی تشریف آوری پر فخر محسوس کرتے ہیں اور اراکین شوریٰ کی

جانب سے نیز حلقۂ شعر وادب کے تمام، بہی خواہان کی جانب سے اور یہاں کے ایک ایک فرد کی طرف سے۔ہم آپ تمام سامعین کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ساتھیو، آج کا یہ روح پرور اجلاس، جس شخصیت کی زیر نگرانی چلے گا، وہ اگر ایک طرف صاحب زہد وتقدس بھی ہے، تو بے مثال و بے شمار علم وفن کا شہسوار بھی، علم وعمل کا سنگم بھی، تو قول وفعل میں یکسانیت رکھنے والا مکمل انسان بھی۔ میری مراد

نعت خواں: اسی کے ساتھ، ہم دعوتِ نعت پاک دے رہے ہیں، ایک ایسے شاعر کو، جو پاس سنت وشریعت رکھتا ہے اور جو طبقات علماء میں مقبول، طلباء اور عوام الناس میں بے انتہا مشہور ہے اور جس کا دل عشق رسولؐ سے معمور ولبریز ہے، میں آپ کی بارگاہِ عالیہ میں آپ کے روبرو کرتا ہوں، اب آپ ہیں، مائک ہے، آپ کی سماعت ہے، اور موصوف ہیں۔جناب ساحل فریدی کے اس شعر کے ساتھ......

نعتِ نبیؐ کا حوصلہ، قرآن سے ملا ❁ یہ شوق ہم کو، حضرت حسّانؓ سے ملا
اللہ کے سوا، کوئی معبود ہی نہیں ❁ پہلا پیام، یہ ہمیں فاران سے ملا
یٰسین سے تشفئ قلب وجگر ملی ❁ اظہارِ شکر سورۂ رحمن سے ملا

نعت خواں: اب اس شاعر کے حضور چلتے ہیں، جس کی حیات کا اکثر حصہ، نعت رسولؐ لکھنے اور پڑھنے میں بیت رہا ہے، جس کی آواز میں بلبل کی چہک، کلیوں کی چیخ، پھولوں کی مہک، اور اسوۂ حبیب کی کسک، بدرجۂ اتم موجود ہے۔

تبصرہ ودعوت: موصوف نے مشاعرہ کو اک سنجیدہ ماحول بخشا اور ایک وقار عطا کیا، جس کے لئے ہم بیحد ممنون ومشکور ہیں۔

سامعین عالی وقار عزت مآب آج ہمارے اس پروگرام اور شعری وادبی نشست اور پرسکون ماحول میں، ہندوستان کے مشہور ومقبول شعراء، جلوہ افروز ہو چکے ہیں، انہیں میں ایک ایسا شاعر بھی ہمارے بیچ موجود ہے، جو اپنی دھماکہ خیز اور شبنم نواز آواز سے، ہزاروں، لاکھوں، کے مجمع کو تازگی وسنجیدگی بخشنے کا ہنر جانتا ہے، جس کی شاعری میں فصاحت وبلاغت کی فروانی، عشق وعقیدت کی جولانی، دریا کی روانی، سمندر کی سیلانی،

موجوں کی طغیانی، سورج کی درخشانی، چاند کی تابانی، اپنی تمامتر خوبیوں کے ساتھ برسرِ پیکار رہتی ہے، چنانچہ میں حرف التماس پیش کرتا ہوں جناب والا کی خدمت میں کہ وہ تشریف لائیں اور عشق وعقیدت کی روشنی بکھیریں۔

ظالم یہ چاہتا ہے کہ پہچان چھوڑدیں
گھبرا کے ہم رسولؐ کا فرمان چھوڑدیں
مرنا ہمیں قبول ہے مرجائیں گے مگر
ممکن نہیں ہے دولت ایمان چھوڑدیں

خالد زاہد مظفر نگری: ماخوذ از گلستان شعروادب ہندی

ایسا شاعر، کہ جس کے کلام میں چاند کی مسکراہٹ، ستاروں کی جگمگاہٹ، کہکشاں کا جمال، بھنوروں کا تکلم، عندلیبان چمن کا خوبصورت ترنم، کلیوں کا نکھار، بہاروں کا بانکپن، پھولوں کی مہک، کلیوں کی چیخ اور حالات حاضرہ کی مکمل عکاسی پائی جاتی ہے، جو اپنے سحر انگیز اور جادو بھرے کلام سے، اور رنگ برنگے پھولوں کے تذکرے سے، بزم کو اپنا دیوانہ بنالیتا ہے، اور جو اپنے علم وعرفاں کے فیض سے محفل کو معطر اور خوش رنگ بنا دیتا ہے، جس کے فکر ونظر کے معترف، صاحبِ اہل نظر، صاحب بصیرت، روشن ضمیر، اور روشن خیال لوگ بھی ہیں، اور جس کا قائل ایک زمانہ ہے۔ مولانا جمیل احمد نذیری

حنین و بدر کے غزوات نے ہم کو بتایا ہے
کہ کثرت سے کسی کی یا کمی سے کچھ نہیں ہوتا
صحابہؓ کی حیات جاوداں سے ہوگیا روشن
رہِ حق میں کسی کی بے رخی سے کچھ نہیں ہوتا

وہ شاعر، جو آج کی اس انجمن کی زینت ہے، جو امیر کارواں اور مشاعرہ کا روحِ رواں، اور جو فصاحت وبلاغت کا استاذ ہے، جو خوبصورت لب ولہجہ اور ایک انوکھا طرز کا مالک ہے، جو آسمان اردو کا ایک جگمگاتا ہوا ستارہ ہے جو الفاظ ومعانی کا دفتر اپنے قلب وجگر میں محفوظ رکھتا ہے، جس کا کلام، نکات آفریں مواد سے لبالب اور حسین موتیوں سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔

ایسا پر کشش حسن و جمال کا پیکر اخلاص شاعر اور علوم نبوت سے بھرا دامن رکھنے والا شاعر، جو رات کی تاریکی میں، چاند کی طرح نکھر کر ماہتاب کے بیچ تاروں کی طرح چمک کر، کلیوں کی صف میں پھولوں کی طرح نکھر کر، اردو ادب کو سنوار رہا ہے، جو اپنے ترکش میں نہ جانے کن کن رنگوں کا تیر لئے بیٹھا ہے، جو آپ پر، چھائی غنودگی کا مکمل علاج بھی جانتا ہے، اور جس کے ایک ایک شعر پر مجھے امید ہے کہ آپ خود داد و تحسین دیں گے اور اپنی سکوت کی تنی چادر کو توڑ دیں گے۔

آپؐ آئے جہاں مسکرانے لگا ❁ اور دیا نور کا جگمگانے لگا
میرے آقا کا تھا ایسا حسن و جمال ❁ چاند بھی شرم سے منہ چھپانے لگا
نعت ہم نے پڑھی جب بھی دانش کبھی ❁ نور حق ساری محفل پہ چھانے لگا

نعتیہ مشاعرہ اور تبصرہ: دوستو! ہماری کوشش ہوگی کہ آج کا یہ کل ہند مشاعرہ، آپ کی خدمت میں بہتر سے بہتر انداز میں پیش کیا جائے، میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں، کہ جن سے میں حضرت مولانا و مفتی عبد المغنی صاحب مہتمم مدرسہ سبیل الفلاح حیدر آباد، کا شکریہ ادا کروں، کہ ان کے دل میں میرے لئے کتنی جگہ ہے، کہ انہوں نے نظامت کی باگ ڈور میرے ذمہ ڈال دی، اور مجھے یہ اعجاز بخشا۔ **حضرات!** آپ کا بھر پور تعاون اور آپ کی متانت و سنجیدگی کی، آج ہمیں ضرورت ہے، اور آپ کا اتنی بڑی تعداد میں جمع ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے، کہ آپ کو سنت نبویؐ اور نعت نبویؐ اور اہل اللہ سے محبت و عقیدت ہے، اور زبان اردو سے لگاؤ و پیار ہے، اور آپ کا یہی پیار، زبان و ادب کے سوکھے پیڑ کو سر سبز و شاداب رکھنے میں اہم بھومیکا اور کردار ادا کرے گا، مجھے یقین ہے کہ اگر آپ شروع سے آخیر تک ہمارا ساتھ دیں گے، تو ہم بھی آپ کے لئے دل نکال کر رکھ دیں گے اور آپ کے لئے ہم، ہر وہ تحفہ پیش کریں گے، جو ہر دل عزیز اور آپ کے من کو پسند ہوگا، مگر اس کے لئے آپ کی دل جمعی، اور آپ کا حسن اخلاق ہمیں درکار ہے، امید ہے کہ آپ پرسکون ماحول بنانے میں ہمارے معین و مددگار ثابت ہوں گے اور انشاء اللہ آخیر تک ہمارے ہمرکاب رہتے ہوئے ہماری ہمت بڑھائیں گے۔

ایسا شاعر، جو ابطالِ باطل، اور انکشافِ حق کے لئے مثل آہنی دیوار کے مضبوط فکر وفن کا مالک ہے جو شیطانی ورومانی حکومتوں کو چیلنج کرنے کا اپنے اندر جذبہ رکھتا ہے جو باطل کے خیموں میں بھونچال اور حلقۂ حق میں دھوم مچا دینے والا کردار وگفتار رکھتا ہے، جس کا کلام صوفیوں، سنتوں اور عوام وخواص کے لئے سرمایۂ حیات اور حسن پیام زندگی کا روشن باب ہوتا ہے۔

سلسلہ میرے گناہوں کا کرم تک پہنچا ❁ دَیر سے نور چلا یوں کہ حرم تک پہنچا

میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا ❁ تیری معراج محمدؐ تو خدا ہی جانے

وہ ذات جس سے ہر اک باکمال شرمائے ❁ وہ نور جس سے ہر اک گھر میں روشنی آئے

وہ آنکھ جس سے شہنشاہیت لرز جائے ❁ وہ ہاتھ جس نے غریبوں کو تاج پہنائے

تو پیش خدمت ہے وہ شاعر، جو عقیدت وحقیقت کے جذبہ میں ڈوب کر جب شاعری کرتا ہے، تو آنکھ سے آنسو چھلکنے لگتا ہے، دل حُبِّ نبیؐ میں مخمور ومسرور ہونے لگتا ہے۔ اور قلب وجگر سے کدورت ونفرت کافور ہونے لگتی ہے۔

بہر مجلس آمد تو، باعث صد افتخار ❁ ذات اسم بامسمیٰ قول ہے بااعتبار

آپ کے پند ونصائح کا انہیں ہے انتظار ❁ اہل محفل منتظر ہیں دیر سے عالی مقام

ایسا شاعر، جس کا لب ولہجہ سنجیدہ، افکار وخیالات پاکیزہ ہے جو انقلابات زمانہ کے نشیب وفراز کا آزمودہ، علم وادب سے آراستہ، دعوت فکر وفن سے پیوستہ، جوش وخروش سے لبریز اور دمیدہ ہے، جن کی دہلیز پر سلاست، لطافت، فصاحت وبلاغت دست بستہ حاضر رہتی ہے۔

دور دراز کے سامعین

آپ دور دراز اور مختلف مقامات سے یہاں تشریف لائے، جس کے لئے ہم خوش آمدید، سواگت اور ویلکم کرتے ہیں، کہ آپ کی آمد سے زندگی کے دامن کو نیک بختی کا پھول

اور سعادت مندی کا حصول ہوگا، جس کے لئے ہمارا دل خوشی سے مگن ہورہا ہے۔

نظارہ دیکھئے کلیوں کے پھول ہونے کا ❁ یہی ہے وقت دعائیں قبول ہونے کا
دعا کرو کہ خدا ان کو آدمی کردے ❁ جو لوگ کرتے ہیں دعویٰ رسول ہونے کا

حضرات! مقولہ ہے کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے اور یقینا آپ کا صبر وانتظار مشاعرہ میں جان اور روح میں مٹھاس پیدا کرے گا اور یہ حقیقت ہے کہ جب مالی اچھا اور جفاکش ہوتا ہے، تو وہ سنگلاخ زمینوں سے بھی گلاب اگا ڈالتا ہے، ساتھیو! یہ شہر آپ کا ہے، یہ مشاعرہ آپ کا ہے، یہ انجمن آپ کی، اور یہ پروگرام آپ کا ہے، یہ عزت آپ کی ہے، یہ بستی آپ کی، یہ گاؤں آپ کا، یہ ناک آپ کی، اب آپ کیسی محبت وہمدردی پیش کریں گے، یہ کام آپ کا ہے، یاد رہے اس تاریخ ساز نعتیہ مشاعرہ کو بلندی پر پہونچانا بھی آپ ہی کا کام ہے، اگر آپ ذرا بھی بے توجہی کے شکار ہوئے تو پروگرام کا جنازہ نکل جائے گا، اور اس شہر ادب کی عزت، نیلام اور ملیا میٹ ہوجائے گی۔

۱- ایسا شاعر، کہ جس کے زبان وبیان کی بلندی آسمان کی اونچائی کو چھوتی ہے، اور جس کے الفاظ واقوال کی عمدہ دروبست اور جملوں کی ترتیب وترکیب صحرا کو چومتی ہے، جو اردو ادب کے قدیم وجدید، داستاں کو سامنے رکھتے ہوئے ماضی وحال کی بھرپور عکاسی کرنے کا ہنر جانتا ہے، جس کی تقریر وتحریر، ہر دور کے لئے مشعل راہ بن کر بہترین نمائندگی کرتی ہے، جو طاق نسیاں نہیں بلکہ حرز جاں بننے کے لائق ہے، جس سے قدم بقدم، محبان اہل فن کو یہ احساس ہوتا ہے، کہ واقعی قدرت نے جو سلیقہ اور قرینہ موصوف کو عطا فرمایا، اس میں کسی دوسرے کی شرکت نہیں بلکہ منجانب اللہ عطیہ ہے، جو ان کی جفاکشی وجانفشانی کا ثمرہ ہے۔

۲- اردو ادب کا وہ امین، جو ابھی ہمارے اسٹیج پر جلوہ گر ہوا ہے، کہ وہ جب کلام پڑھتا ہے، تو سورج وچاند بھی کان لگا کر سننے لگتے ہیں، ستاروں کی نگاہیں بھی ان کو ٹکٹکی لگا کر دیکھنے لگتی ہیں، بجلیاں بھی ان کو سننے کو بے قرار ہوجاتی ہیں اور باد صبا کے مست جھونکے بھی ان کو سلامی دینے لگتی ہیں، اور شام ورات کے سہانے منظر بھی، کچھ دیر کو ان کے قدموں میں بیٹھنے کو اپنی خوش قسمتی تصور کرنے لگتے ہیں اور الفاظ کے زیر وبم ان کی

حاکمیت کو قبول کرنے لگتے ہیں۔ یاد رہے یہ ایک خیالی مبالغہ ہے، چاند، سورج، ستارے سننے کی طاقت نہیں رکھتے۔

۳- وہ شاعر کہ جب وہ کسی محاورہ کو شعری لبادہ میں ملبوس کرتا ہے، تو گنجلک الفاظ کو بھی اپنے مخصوص لب ولہجہ سے بہت حسین بنا دیتا ہے، جس سے سامعین محظوظ بھی ہوتے ہیں اور مبہوت بھی، اور وہ ہمارے بیچ اس طرح بیٹھا ہوا ہے، جیسے پردہ میں معشوق اور بدلی میں چاند۔

۴- ایسا شاعر کہ جب وہ شعر پڑھتا ہے، تو ایسا لگتا ہے کہ رُواں رُواں بولتا ہے اور ذخیرۂ الفاظ تو ہاتھ جوڑ کر اس کے سامنے آ کھڑا ہوتا ہے، دنیا میں ہردلعزیزی اور مقبولیت ہر کس وناکس کا مقدر نہیں بنتی، مگر اس فنکار کو خداوند عالم نے خوب خوب اپنے لطف وکرم سے نوازا ہے، کہ وہ جس محفل میں جاتا ہے اس محفل کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے، اس کے باوجود متواضع بھی بہت ہے، اور چونکہ تواضع بڑوں کی جانب سے اچھی چیز ہے کہ فقیر اگر تواضع کرے تو یہ اس کی عادت ہے۔

۵- اب اس شاعر کے حضور چلتے ہیں، جو روایتی، خشک انداز کو، ایک اچھوتا لہجہ عطا کرنے والا ہے، جو خوش کلامی اور خوش بیانی کے خوبصورت امتزاج سے ایک ایسی طرح ڈالتا ہے کہ جس میں بہت کم لوگ کامیاب ہوئے ہیں، جو بلاغت کی گیند کو جیتنے والا ہے اور جس کا کلام چھوارے کے چھلکے کی طرح شیرینی سے بھرا ہوا ہوتا ہے، جس کی ٹوپی کا کنارہ بلند آسمان پر ہے، مگر پھر بھی تواضع سے اس کا سر زمین پر ہے۔

۶- ایسا شیریں لب نوجوان شاعر، جو بانسری جیسی آواز سے لوگوں کو مدہوش کر دیتا ہے اور نرکل کی طرح دلوں کو آگ میں جلا دیتا ہے، مگر وہ آگ سامعین کے لئے پھول ہے کہ جس کا شعر، معشوق کے دامن کو کھینچتا ہے، اور اس کی محبت، شاعر کی جان کا گریبان پکڑتی ہے، اور عشق کی زنجیر، اس کی گردن سے محبت کی بھیک مانگنے لگتی ہے، جبکہ وہ اپنی پاکدامنی سے شرم کرتا ہے، اور اس کا سوز، اس کے اندر سرایت نہیں کرتا، جو قوم کی فلاح کے لئے رات و دن اپنے فکر کا تیل جلا رہا ہے، اور تکلہ جسم ہونے کے باوجود، بلاغت کا چراغ روشن کر رہا ہے، جس کی سوچ، بلیغ اور رائے بلند ہے، جس کی ادب نوازی کا غل، ادیبوں میں مچا

ہوا ہے، اس کی قسم، اس کی آواز کی قسم، اس کے اشعار کی قسم، اس کی خوبصورت محبت کی قسم، کہ جس پر دل سو جان سے، قربان ہے، اس کو دوبارہ بلا کر سننا یقیناً عین محبت ہے، کہ جس کا ایک ایک شعر دوسرے شعر سے اس طرح ملا ہوا ہے کہ جس طرح آدمی کی پلکیں سونے کی حالت میں ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں، اے کاش آسمان کا سورج، جو طلوع ہونے کو بے تاب ہے کچھ توقف کر لے، کہ زمین کا سورج ہمارے بیچ ابھی طلوع ہوا ہے تا کہ روشنی اور فائدہ لوگ اس سے حاصل کر لیں کہ جس پر دل قربان ہو رہا ہے۔

حکایت

ایک بہت ہی غریب شاعر، ایک مالدار کے پاس گیا اور ایسا اس کے قریب بیٹھا کہ شاعر اور اس مالدار کے درمیان ایک بالشت سے زیادہ فرق نہ تھا، مالدار اس وجہ سے غصہ ہوا، اور منہ بگاڑ کر پوچھا کہ تیرے اور گدھے کے درمیان کیا فرق ہے؟ شاعر نے کہا ایک بالشت کا، مالدار اس جواب سے بہت شرمندہ ہوا اور معذرت کی۔

۷- **تبصرہ:** وہ شاعر، جو ہجوم شدائد و مصائب کی یلغار کے باوجود بدستور شعر کہہ رہا ہے، کیونکہ وہ زمانہ کی گردش، اور اس کے حیلہ و تدبیر اور مصائب و آلام کی حیرت انگیزیوں کے داؤ پیچ سے خوب واقف ہے، باوجود اس کے اپنی انگلیوں کو منہ سے چبائے جا رہا ہے، اور کہہ رہا ہے کہ اے کاش! زندگی میں ایسا بھی موڑ آتا کہ آلام روزگار سے ہٹ کر کچھ اور کہنے کا موقع ملتا اور کسی ظلم و زیادتی کا اظہار غصہ کی شکل میں نہ کرنا پڑتا، کیونکہ مصائب کا ڈر ان کے ذہن پر اتنا چھایا ہوا ہے کہ ان کا ماننا ہے! اگر اس کا ادنیٰ حصہ بھی شعر و فن پر حملہ کر دے، تو فنا کے گھاٹ اتار دے، مگر خداداد حوصلوں کی وجہ سے وہ حادثوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بحسن و خوبی اپنے فکر و فن کو بچا لیتا ہے اور یہ کمال ہے اس شاعر کا۔

۸- ایسا شاعر جو الفاظ کے پھول پر، شبنم کے موتی بکھیرنے والا ہے اور شعری ثریا کے گچھے کو مانند انگوروں کی بیل کے ہموار کرنے والا اور گلکاریاں کرنے والا ہے، جو فکر کی دلہن کو بناؤ سنگار کر کے شعری پیرہن میں عمدہ انداز سے ڈھالنے والا ہے، حقیقت یہ ہے کہ خوش

اخلاقی، مہربانی اور میٹھی آواز کے ذریعے سے ہاتھی کو بھی بال بال کھینچا جا سکتا ہے اور یہ خوبی موصوف کی شاعری میں تمامتر موجود ہے۔لہٰذا اس میں اسی کو دعوت کلام دے رہا ہوں۔

حکایت

تیمور بادشاہ جو کہ لنگڑا تھا جب ہندوستان پہنچا گانے والوں کو طلب کیا اور کہا میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ اس شہر میں گانے والے اپنے فن کے کامل ہیں، ایک اندھا گانے والا، بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا اور ایک راگ شروع کیا، بادشاہ بہت خوش ہوا اور اس کا نام معلوم کیا، گویّے نے کہا میرا نام دولت ہے، امیر تیمور نے کہا دولت بھی اندھی ہوتی ہے؟ جواب دیا کہ اگر دولت اندھی نہ ہوتی تو لنگڑے کے گھر میں نہ آتی، بادشاہ اس جواب سے بہت خوش ہوا اور بہت انعام عطا فرمایا۔

سب آ گئے بس آپ کے آنے کی دیر ہے ❁ ساقی، شراب، جام و سبو، مطرب و بہار

۹- ایسا شاعر کہ جس کے پاس، شعروں کا ایسا طباق موجود ہے جو غصہ آور معشوق کے رخسار کا، پسینہ سکھا دے اور کانچ کے ٹکڑے کی طرح دو بکھرے دل کو جوڑ کر ہم نوالہ اور ہم پیالہ بنا دے، اور شرمندہ نگاہوں کو سر اٹھانے کا موقع فراہم کرا دے، اور وہ وہ ہے کہ جس کی مدد آسمان کر رہا ہے اور فتح قدم چوم رہی ہے، اور جس کے سر کے بال، ابر باراں کی طرح سیاہ ہیں اور دل بگلوں کی طرح سفید ہے، اور خوشحالی جس کے زانوں پر سر رکھے ہوئی ہے۔

۱۰- ایسا شاعر، جو فصاحت کی زبان اور خوبصورت بیان کا حامل ہے، جو اچانک جب ہمارے اسٹیج پر پہنچا، تو ایسا لگا کہ اندھیری رات میں صبح نکل گئی ہو، یا آب حیات، تاریکیوں سے باہر آ گیا ہو۔

۱۱- وہ شاعر، جو لوگوں کی آنکھوں کا قبلہ ہے، جو سیپ کی طرح، سر کو نیچے کئے ہوئے ہے، جبکہ وہ انگور کی بیل کی طرح سایہ دار اور پھل سے پُر ہے، اور جو اپنے چاہنے والوں کے لئے سرمایۂ نشاط ہے۔

کتنا عجب نشہ ہے تیرے انتظار کا ❁ پلکوں پہ رک گیا ہے سمندر خمار کا

۱۲- ایسا شاعر، جو پختہ ذہن، ناز و تنعم میں پلا ہوا، سرد و گرم، نیک و بد کو آزمایا ہوا اور جہاں دیدہ ہے، جو خوش مزاج، شیریں آواز رکھتا ہے اور جو شاعری کے تمامتر رموز وحقوق سے واقف ہے، اور جو قبولیت کی کمند سے دلوں کو لبھانے والا اور محبتوں کی شرطیں پوری کرنے والا، دوستوں کی دلجوئی کرنے والا ہے، جو شاعری کی تھیلی کا آج سب نقد پیش کرے گا اور غزل و نظم کے ترکش کے سارے تیر اور داؤ آزمائے گا، کہ جس کے دل کا نعل آگ میں جل رہا ہے، مگر اسکے باوجود، چرب زبان لوگوں کے حملے کے وقت وہ سپر نہیں ڈالتا ہے، کیونکہ اس کے پاس کسی کا چرایا ہوا، یا لوٹا ہوا مال نہیں ہے، بلکہ جو کچھ ہے وہ سب اپنا ہے، میری مراد..........

۱۳- ایسا شاعر، جس کی طبیعت میں رعنائی اور تازگی ہے، جس کا آتشِ شوق جواں ہے، جو عزمِ بلند کو نیام سے نکالنے والا ہے، جو ایسا ادیب ہے کہ جس کا دیدار غم کو دور کرے گا، اور اس کی روایت و گفتگو، ذوقِ طلب اور شدت پیاس کو بجھا دے گی، جو ہر ایک دل کو شعری لگاموں سے اپنی طرف کھینچنے والا ہے۔

۱۴- ایسا شاعر جو اپنی جھولی میں پھولوں کے باغیچے سے اور خوشبودار درختوں کے باغ سے زیادہ عمدہ اور زود اثر کرنے والا کلام، اپنے دامن میں رکھتا ہے، جو درختِ بان کی شاخ کی طرح جوان ہے، اور جو دعویٰ کی لکڑی کی جانچ پر کھرا اترنے والا ہے، جس کی خصوصیات میں کوئی کمی نہیں، اور اس پر فخر کرنے میں کوئی شک نہیں۔

۱۵- ایسا معتبر، معتدل قد و قامت کا شاعر جو صبر و شکیبائی کا دریا ہے، نرم و نازک بدن رکھنے والا ہے، مزاج اور خصلت کا پاکباز ہے، خواہشات نفسانی پر مضبوطی سے زین کسنے والا ہے، جو قابل اعتبار اور شرم وحیا کا پیکر ہے، جو زبان ہلانے والا سانپ کی طرح ڈستا ہے، یعنی اپنے شیریں کلام سے دل عاشق کو زخمی کر دیتا ہے، اور جب وہ اپنی زبان ہلاتا ہے اور کلام پڑھتا ہے تو غم کی حرارت کو اپنے شعری میخانہ اور گلدان سے بجھا دیتا ہے، جو شعری نقش کی مینا کاری کرنے والا ہے، اور افسانۂ شب و روز کے داستانوں کی عکاسی کرنے والا ہے، جو بہت ہی جلد آپ کے روبرو آنے والا ہے۔

۱۶- وہ شخصیت جو برسہا برس سے اردو کی خدمت کر رہی ہے، جو گویا اردو ادب کا سایہ دار درخت ہے، جو آج ہم پر سایہ فگن ہے، اور جس کے وجود سے علمی، ادبی دنیا میں گویا کہ فکر وفن کا ظہور اور اجالا ہو رہا ہے، اور بڑی تیز رفتاری بلکہ برق رفتاری کے ساتھ اس کا نام صفحۂ تاریخ پر روشن ہو رہا ہے، جو اپنے خاص انداز تکلم وتخاطب کی وجہ سے جانا پہچانا جاتا ہے۔

۱۷- ایسا شاعر کہ جب وہ گفتگو کرتا ہے، تو لگتا ہے کہ موتیوں سے بھرا دامن جھٹک رہا ہے، جو حور اور پری کی طرح، پاکیزہ سیرت وصورت ہے، اور جس کا چہرہ پھول جیسا ہے، اور جو معصومیت میں سورج اور چاند کی طرح پاک ہے، اور قد میں صنوبر اور شمشاد کے مانند ہے، اور جس کا جسم، حسن میں بلّور کی طرح چمکدار ہے، جس کے بال رات کی طرح کالے گھنگرو یالے ہیں، مگر ایسی نزاکت کہ قباء بھی نزاکت کی وجہ سے اس کے بدن پر تنگ نظر آتی ہے، اور اس کے منہ میں دونوں طرف کے دانت باہم ایسے ملے ہوئے ہیں، کہ جیسے چاندی کی اینٹوں کی دیوار کھڑی ہو۔ اور وہ بہت شیریں آواز کا مالک ہے۔

۱۸- ایسا شاعر جو خانوادۂ شعر وادب کا گوہر، اور مثل شب چراغ ہے، کہ جس کے دامن میں لطائف وحکایات کا ایک گلدستہ پرورش پا رہا ہے، جو ہزار داستاں کا جان کار ہے، جس کی ذات گویا کہ اقدار وروایات کی ابر باراں ہے، اور جو دقائق وحقائق کا شعلہ بار ہے، اور جو آبدار وتابدار موتیوں کا گویا ایک خوشنما ہار ہے، جو بہت خوش رو، خوبرو، خوش اسلوب، خوش ملبوس، خوش قامت، خوش ذہانت، خوش اخلاق، خوش مزاج، خوش اطوار، خوش پرواز اور خوش فنکار ہے، میری مراد.............

۱۹- ایسا شاعر، جو ہمارے بیچ شعر وسخن کا ایک چمنستان لے کر حاضر ہوا ہے، جس کو خود اس کی عقل کی نہروں نے بخوبی سینچا ہے، جس کے فن کی تجدید کاری پر اس کے اساتذہ بھی بہت خوش ہیں، اور محفل مشاعرہ میں بھی جس کی خوب پذیرائی ہوتی ہے۔

۲۰- وہ ادیب وشاعر کہ جب وہ کسی مضمون کو لکھے، تو مزین کردے، اگر تعبیر کرے تو منقش کردے، اگر بات کو لمبا کرے، تو سونے سے سنہرا کردے، اگر اختصار کرے تو عاجز کردے، اگر برجستہ بولے تو حیران کردے، اور کوئی نئی چیز ایجاد کرے تو اس کے تمام

گوشوں کو چیر کر رکھ دے۔

تبصرہ: حضرات! یہاں بہت سے قلم کے شہسوار، اورادب کے باکمال لوگ موجود ہیں، جوانشاء کو عمدہ اور پاکیزہ زندگی فراہم کرنے میں مصروف سفر ہیں، اور جو نئے انداز اور روشن مزاجی سے بھرپور ہیں، جو جدید وقدیم کے مؤرخین کے خوشہ چیں ہیں، اور انوکھی طبیعتوں والے ہیں، جو مہذب عبارتیں، شیریں استعارات، مزین خطوط ونوادرات، عمدہ مقفیٰ کلام استعمال کرنے والے ہیں، کہ جن کے علمی کنویں اوراس کی گہرائی کو ناپنا آسان کام نہیں ہے، اور مقولہ ہے کہ معمولی پتھر کے ذریعہ سے حملہ کر کے لوہے سے زیادہ مضبوط سر کو کچلا نہیں جاسکتا، اور یہ حقیقت ہے کہ ہر آدمی اپنے تیر کا نشانہ بخوبی جانتا ہے۔

۲۱- ایسا شاعر جو اپنے توشہ دان (یعنی ذہن ودماغ کے تہہ خانے میں) ایسا تازہ تر شعر رکھتا ہے، کہ جو بلاغت کے معرکہ میں ان کی بہادری کی جھلک دکھانے والا ہوتا ہے اور جس کی خوشیوں کی نکیل دنیا کھینچنے پر مجبور ہے، یعنی دنیا اس کی خوشامد کرنے پر مجبور ہے اور جو جوان شاعری کی چادروں میں اٹھلاتا ہوا ناز وانداز سے چلنے والا ہے۔

۲۲- ایسا شاعر، جو خوش مزاج، شیریں آواز، عمدہ لطیفوں اور باریک نقطوں کا گویا بحر بے کنار ہے، جو سر میں سودا، جگر میں سوز، اپنی غزلوں میں رکھنے والا ہے، اور دل ایک عرصہ سے، جس کے دیدار کا مشتاق اور آنکھیں بے تاب تھیں، اب جبکہ ایک مدت کے بعد دوست آیا ہے اس کا دامن ہاتھوں سے نہیں چھوڑا جاسکتا۔

۲۳- ایسا شاعر، جس کے شعری سفر میں جھانک کر دیکھنے سے، زمانہ کے غم کو دور اور ہنسی کو روشن کیا جاسکتا ہے، جو آج موسلا دھار بارش کی طرح سامعین کو محظوظ ومسرور کرے گا اور دیدار سے سیراب بھی، جو اپنے کاسۂ سخن سے تفریح ودل لگی کا سامان مہیا کرے گا اور انقلاب زمانہ کا گلاس، ہاتھوں میں تھما کر مسحور کردے گا، اور حالات حاضرہ کے جھنڈا کی حرکت کو جب وہ پروئے گا، اشعار کے دفتر میں، تو سامعین خوشی سے اچھل پڑیں گے۔

۲۴- ایسا ادیب، جو ادب کا امام ہے، اور شعر وفن کی گہرائیوں میں گھس کر عمدہ باغ تیار کرنے والا، اور اس کے پھلوں کو چننے والا ہے، جو شعر وادب کی لگام کو مضبوطی سے کسنے والا

ہے، کہ جب وہ کسی محفل میں داخل ہوتا ہے اور اپنا کلام پڑھتا ہے تو لوگ اس طرح مل جل کر بیٹھ جاتے ہیں، کہ جس طرح چینی شہد کے ساتھ مل جاتی ہے، اور لوگ اس شاعر کی طرف اپنی توجہ، اس طرح مضبوطی کے ساتھ مبذول کر لیتے ہیں کہ جس طرح جسم، روح سے چمٹا ہوا رہتا ہے۔

۲۵- وہ چوزہ جو انڈہ سے باہر نکلنے کو بے تاب ہے، (یعنی شاعر اپنا کلام سنانے کو بے تاب ہے) اور کیوں نہیں، جبکہ رات نے باریک کپڑا پہن لیا ہے (یعنی کافی رات گذر گئی ہے) مگر میری آنکھ کی پتلی اس کے دید سے اوجھل نہیں ہے، ابھی چند لمحے میں ہی اس چمکنے والے ستارے کو، بروئے محفل، پیش کیا جائے گا، جس کا سامعین کو شدت سے انتظار ہے۔

تبصرہ

۱- الفاظ کے موتیوں کے ہار سے، جو اس منبعٔ اخلاق شاعر کا استقبال کیا گیا ہے، وہ اگر مذکورہ اوصاف وکمالات کا مالک وحامل نہ ہوتا، تو یقیناً میں اتنے الفاظ، عمدہ تعبیرات، اور بہترین اسلوب سے اس شاعر کو کبھی بھی مخاطب نہ کرتا، بلکہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ شاعر کے بلند اخلاق نے مجھ سے خود کہلوایا ہے، اس میں اتنی خوبیاں اور اچھائیاں نہ ہوتیں، تو میں کس چیز کو موضوع سخن بناتا، گویا کہ اس میں یہ میرا کوئی کمال نہیں ہے بلکہ شاعر موصوف کا کمال ہے۔

۲- ایسا شاعر کہ اگر آپ نے داد دی اور وہ خوش ہو گیا، تو دلوں کو مسرتوں سے آشنا کر دے گا اور فراق محبوب کے غم کو وصال محبوب کے قریب کر دے گا، اس لئے کہ اس شاعر کے لئے کوئی ایسی جگہ اور علاقہ نہیں بچا، جہاں انہوں نے اپنے اشعار کے گھوڑے نہ دوڑائے ہوں اور اپنے مبارک قدم کی ٹاپ سے اس کو نہ روندا ہو، کہ جس کے اشعار سے خوشی اور خوشبو حاصل کرنے والے مشرق تا مغرب اس طرح پھیلے ہوئے ہیں کہ دنیا کے اس کونے سے اس کونے تک اُس کی دھوم مچی ہوئی ہے اور مقبولیت وشہرت کے اعتبار سے شاہی قلعوں، رؤسا کے محلوں اور ملک کے سربراہوں کے خیموں میں بھی ان کی گونج سنائی دے رہی ہے، حقیقت ہے کہ یہ شاعر بہت تجربہ کار، ہوشیار، عقلمند، دانا وبینا اور جہاں دیدہ

ہے اوراس کے پاس غزل کا اتنا بڑا ذخیرہ اور ایسا خزانہ ہے کہ اس پر لوٹ مچی ہوئی ہے۔

۳- ایسا شاعر، کہ جس کے کلام کا شہرہ، روئے زمین کے ہر خطّہ پر ہے، جس کا ایک ایک لفظ، پھولوں کا طبق اور جس کا کلام، مثل گل قند اور شہد ہوتا ہے، جس کی ادب نوازی، انشاء پردازی کے کاغذ کو سونے کے زیور کی طرح چھپا کر لوگ حفاظت سے لے جاتے ہیں، اور جس کے فیض کا چشمہ، تقریباً پورے برصغیر میں جاری ہے، جو مختلف دلبر آوازوں اور سروں کا شاہکار ہے، گویا کہ گل ریحان، ضمیران اور سنبل سے بھرا ہوا ایک تناور درخت ہے، کہ جس کے سبز پتوں پر خزاں کے ہوا کی پہنچ نہیں ہے، جس کے فکر کی دلہن شریف النفس اور پاکیزہ ہے، اور جس کو دیکھنے والا خوش، سننے والا مست اور بے خود ہو جاتا ہے۔

۴- ایسا شاعر، جو حقیقتوں کو پہچاننے والا، سلوک طے کرنے والا، دنیا دیکھنے والا، صحراؤں، دریاؤں، کا چکر لگانے والا، بابرکت صحبت یافتہ ہے، جس کا نفس پاک اور عقل علوم سے بھری ہوئی ہے، جو شکل وصورت میں بھی صنوبر درخت کے مانند قوی ہے، اور اپنی قوت گویائی سے، سامعین پر وجد طاری کر دینے والا ہے، جس کی نظر کا قدم بلند ہے اور جو شیریں زبانی کی وجہ سے، بازی جیت کر ہر مشاعرہ میں گیند اپنے پالے میں کر لیتا ہے، جو دنیا کے گرد، ہوا کی طرح گھوم رہا ہے اور جس کا اطراف عالم میں شہرہ ہے اور زمانہ کی گردش سے، جس کے بالوں کی رات دن، ہو گئی ہے اور رخسار پر بڑھاپے کی صبح نمودار ہو گئی ہے، جو مدتوں بعد ہمارے بیچ آج جلوہ گر ہوا ہے۔

۵- **تبصرہ:** جس طرح سے ہرن کے گلہ میں اگر پٹہ پڑا ہوا ہو اور وہ اپنے ارادہ سے نہیں چل سکتا ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص اپنا دل محبوب کے سامنے رکھتا ہے تو گویا اپنی عزت وآبرو، دوسرے کے سپرد کر دیتا ہے اور پھر اس کا یہی کہنا ہوتا ہے کہ دل کو سختی پر آمادہ کر لینا، دیدار سے آنکھیں موند لینے سے زیادہ آسان ہے، اور میرے اوپر محبوب کی محبت میں، ظلم سہنا کوئی معنی نہیں رکھتا، کہ جس کے بغیر زندگی گذارنا مشکل ہو، اس کا ظلم برداشت کرنا چاہئے اور اگر طوطی کی طرح اس کی خوراک، شکر ہو تو اس کی پرورش میں میٹھی جان دینے سے ہچکچانا نہیں چاہئے۔

مقولہ: ''جو دوست کے خیمہ کے دروازہ پر مر جائے اس پر کیا تعجب؟ تعجب تو زندہ پر ہے کہ وہ کس طرح جان بچا لے گیا''

۶- **تبصرہ:** شگفتہ، شاداب اور جلد زباں زد ہو جانے والا شعر، جس کی تصویر کشی میں بھرپور رعنائی وزیبائی، کشش ودلکشی، جاذبیت ودلفریبی محو تماشہ ہے، ایسے گرم اور تازہ دم اشعار، جو بھادوں کی گرماہٹ کو ٹھنڈک سے بدل دے اور موسم گرما کی گرم لو، جو ہڈیوں کے گودے میں ابال پیدا کر رہی ہو، اس کو اپنی پر درد آواز سے مانند برف کر دے۔

۷- جوان اچھے ہوتے ہیں اور دل پسند بھی، مگر ان کی مجبوری یہ ہے کہ وفاداری میں کسی کے پابند نہیں ہوتے، اور مقولہ مشہور ہے ''کہ بطخ کو طوفان کا کیا ڈر کیونکہ وہ پانی میں تیرنے کا عادی ہے''۔

۸- جب تک آسمان مددگار ہو، اقبال ساتھ ہو اور فتح مندی کی کنجی ہاتھ میں ہو، تو شاعر کی اچھی آواز کو لوگ سن کر انگوٹھی کی طرح اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں، اور اس کے حسن کلام کے جال میں اس طرح مقید ہو جاتے ہیں، کہ جس طرح زرہ دار مچھلی کانٹے میں پھنس جاتی ہے، شاعر کے منہ میں زبان، سامعین کے لطف کے لئے خزانہ کی چابھی ہے اور جب دروازہ بند ہو تو کسی کو کیا معلوم، کہ موتی بکھیرنے والا ہے یا بساطی بیچنے والا۔

۹- وہ عظمت وبلندی کی کس منزل پر ہے، سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، مگر وہ اپنے عمدہ خصائل اور بہترین اخلاق کی وجہ سے سب سے ایسا گھلا ملا رہتا ہے کہ عام آدمی فرق مراتب میں کئی بار خطا کر جاتا ہے۔

۱۰- **تبصرہ:** تیرے اشعار کی مٹھاس اور دلکش آواز نے جو کیف وسرور کا سماں باندھا ہے واقعی وہ بہت عجیب ہے، کہ تیرا پیمانۂ شاعری سرور ومستی سے لبریز اور لطف ولطافت سے حیرت انگیز ہے، اس سے محسوس یہ ہوتا ہے کہ تو شاعری کی سلطنت کا جاگیردار ہے۔

کسی اہم آدمی کا پروگرام میں خود آنے کے موقع پر

۱۱- یہ موصوفِ مقبول کی فیاضی اور عطا وبخشش کی دلیل ہے، کہ کسی اطلاع کے بغیر، خود

بخو دنعمت غیر مترقبہ کے طور پر ہماری محفل میں شریک ہونے کے لئے قدم رنجہ فرمایا، ورنہ ہوتا تو یہ ہے کہ پیاسے لوگ پانی کے لئے گھاٹوں پر جاتے ہیں، مگر اس کے برعکس، آج کا معاملہ ہے، کہ گھاٹ خود پیاسوں کے پاس پہنچ گیا ہے۔ ہر وہ شخص جو احسان کرتا ہے وہ محبوب ہے، اور ہر وہ مقام جہاں عزت پروان چڑھتی ہے عمدہ ہے، اور محفل مشاعرہ جو عزت افزائی اور سرخروئی کا مقام ہے یہ شاعروں کے لئے بھی قابل قدر ہے، اور اراکین وسامعین کے لئے بھی۔

۱۲- موصوف کے اشعار کی خوشبو، طراوت، کسی خارجی وصف کا نتیجہ نہیں بلکہ ان کی ذاتی محنت اور مسلسل سعی کا نتیجہ ہے، یہی وجہ ہے کہ آواز میں، انداز میں، فنی مہارت وکمال میں، ان کا ہم پلہ ہونا آج مشکل سا نظر آتا ہے، کہ جن کے کلام کی مٹھاس سے سب کا منہ میٹھا ہو گیا ہے، اور شاعرِ موصوف کو خوب دادِ تحسین ملی ہے، اور جب وہ گرجدار اور زوردار آواز کا بلّہ چلاتا ہے تو تڑپتی بجلی کی تلوار بھی کند ہو جاتی ہے۔

میری آواز کو محفوظ کر لو   کہ میرے بعد سناٹا بہت ہے

☆

اسکے لہجے میں قیامت کی فسوں کاری تھی   لوگ آواز کی لذت میں گرفتار ملے

۱۳- ایسی شخصیت جو اپنی پیشانی کی چمک کی خوبصورتیوں سے گرویدہ بنانے والی اور اپنی زلفوں کی ترتیب بندی سے عقل کو خورد برد کرنے والی ہے، کہ جس کی پیشانی مزین ہے زلفوں کے ساتھ، آنکھیں سیاہی وسفیدی کے ساتھ، پلکیں کشادگی کے ساتھ، لبیں مسکراہٹ کیساتھ، بھوئیں باریکی کے ساتھ، رخسار سرخی کے ساتھ، دانت چمک کے ساتھ، پوروے نازکی کے ساتھ، کمر خلال کے ساتھ (پتلا پن کے ساتھ) کہ جس کی طرف ہر شخص کی نگاہیں بار بار اٹھ رہی ہیں۔

تو لیجئے، میں اسی شخصیت کو آواز دینے جا رہا ہوں جس کی لچک نے آپ کو گرویدہ بنا دیا ہے اور جس کی محبت آپ کے دل میں غالب ہو کر جم گئی ہے، بہت ہی جلد اس کی خاموشی کی رسی ٹوٹنے والی ہے، اور جو آپ کے دلوں کو شکار کر کے راہ ورسم کو نبھانے والی ہے۔

۱۴- ایسا شاعر، جو شعر گوئی کا گویا، ڈائیریکٹر ہے، جو ایک موتی (شعر) کو دوسرے موتی (شعر) کے ساتھ ایسا پرو دیتا ہے، جو ایک تھیلی دینار کی قیمت سے بیش بہا ہوتا ہے، جو مسلسل شعری سفر میں بارکاب رہتا ہے، اور جو خوش منظری اور حسین نغمگیں کا دلدادہ ہے، جو علم وفن کا غوطہ خور، فصیح کلام کا چننے والا ہے، کہ جس کا راس المال (سرمایہ) سحر بیانی ہے، درس اس کا مشغلہ ہے، علم کی گہرائی اس کا مقصود ہے، اور جس کے ہاتھ کا تعلق قلم اور دوات سے ہے، اور جو اپنے عمدہ خیال کے ذریعہ موتی (شعر) پرونے کا کام مسلسل کر رہا ہے، اور جس کے یہاں چاندی اور کنکری میں بہت بڑا فرق نمایاں دکھائی دیتا ہے، یعنی جو ردیف وقافیہ کی صحیح جانچ و پرکھ رکھنے والا ہے۔

۱۵- ایسا شاعر، جو ماہر تنقید نگار ہے، اور جو ارباب حل وعقد کے دلوں میں جگہ بنانے والا ہے۔ جو نہایت مہذب عبارتیں، شیریں استعارات، مزین خطوط اور عمدہ مقفی کلام پیش کرنے والا ہے، جس کے ترکش میں قیمتی تیر ہیں (اشعار) جو اپنی آواز سے شور وہنگامہ پر قابو پانے والا ہے، اور شعر کی کمان پر چلہ چڑھانے والا ہے، کہ جس کو لوگ اپنے گوشۂ چشم سے بہت دیر سے، اس فکر ونظر کی مجلس میں دیکھ رہے ہیں، اور وہ خاموش سر جھکائے اسٹیج پر جلوہ افروز ہے، اور وہ وہ ہے جو اسلاف سخن کے بعد روشن طریقہ ایجاد کرنیوالا ہے کہ جس کا شعری گھاٹ تازہ دم اور صاف وشفاف ہے اور جو شعر وادب کا سردار ہے۔

۱۷- ایسا محبوب، جو معتدل قد، نرم ونازک بدن، عمدہ گھوڑے کی طرح تیز رفتار، اور تیز گام ہے۔ جو مزاج کے اعتبار سے دسمبر کے مہینے کی طرح ٹھنڈا ہے اور عقل ودماغ کے اعتبار سے بوعلی سینا اور سفر کے اعتبار سے ابن بطوطہ اور سعدیؒ ہے، جو شرم وحیا کا ایسا پتلا ہے کہ اس کے نہ ہنسنے کی وجہ سے لوگوں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ اس کے منہ میں دانت نہیں ہیں، مگر جب وہ کلام پڑھتا ہے تو اپنی شیریں کلامی سے، نہ جانے کتنے دلِ عاشق، زخمی ہوجاتے ہیں اور تڑپ جاتے ہیں، کہ جس کی ذات نفع پر ڈھالی گئی ہے، اور جس کا کلام دو جدا دلوں کو جوڑنے والا ہوتا ہے۔ اور جو اپنی کویتاؤں میں پوری دنیا کے

عکس اتارنے کا ہنر جانتا ہے، جو چاند وسورج، دھرتی و آسمان، ہوا و پانی عداوت و نفرت، محبت ومؤدت، کو اپنی کویتاؤں میں یوں سمو دیتا ہے، کہ جس طرح ایک کالی کلوٹی لڑکی کو ماں میک اپ سے مزین کر کر کے اس کو حسینوں کی صف میں کھڑی کر دیتی ہے، جس سے یہ پہچان مشکل ہو جاتی ہے کہ اس کی یہ خوبصورتی قدرتی ہے یا بناوٹی، ایک ایسا ہی شاعر ہمارے درمیان موجود ہے۔

تبصرہ: یہ تھے جناب، جو اپنی آواز کی خوشبو سے ہماری سماعتوں کو معطر فرما رہے تھے اور اپنے اشعاز کے پھولوں سے ہم سب کو سرشار کر رہے تھے۔

یہ تھے جناب، جو اپنی انقلاب آمیز شاعری سے مردہ دلوں کو حیات بخش رہے تھے اور جو اپنے اشعار کے جادو سے ہمارے دلوں کو مسحور کر رہے تھے۔

موت سے اپنا دامن بچاتے ہیں جو ❁ زندگی بھی انہیں راس آتی نہیں
جب سے اس نے سنا اک بہو جل گئی ❁ ننھی بچی مری مسکراتی نہیں

حکایت

ایک بوڑھا شخص سفید داڑھی والا، ٹرین میں سفر کر رہا تھا، جس ڈبہ میں وہ بیٹھا تھا، اس میں تین لڑکے، جو علی گڈھ داخلہ لینے کے لیے جا رہے تھے، وہ بھی بیٹھے ہوئے تھے ان لڑکوں کو مزاق سوجھی، تو ایک لڑکا اس کے پاس آیا اور کہا قبلہ، آپ اپنا لوٹا دیجئے کہ میں بیت الخلاء جاؤں گا، اس نے دیدیا، پھر دوسرا آیا، پھر تیسرا آیا اور باری باری تینوں نے قضائے حاجت سے فارغ ہو کر ان کا شکریہ ادا کیا اور بیٹھ کر کہنے لگے، کہ اب ہمارا تعارف ہونا چاہیے تو ان میں سے ایک بولا کہ لوگ مجھے امجد مختار کہتے ہیں، دوسرا بولا، مجھے لوگ سید ابرار کہتے ہیں اور تیسرا بولا کہ لوگ مجھے حیدر کرار کہتے ہیں، اس کے بعد انہوں نے اُس بوڑھے شخص سے معلوم کیا، کہ قبلہ، آپ کو لوگ کیا کہتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ مجھے لوگ پروردگار کہتے ہیں، خیر جب وہ تینوں یونیورسٹی پہنچے اور داخلہ کے مراحل پیش آئے تو دیکھا کہ وہ تو وہاں کے پرنسپل ہیں جو واقعی پروردگار ہیں۔

شاعر اور سامعین

دیدار کی آگ میں جس طرح محب جل رہا ہے، اسی طرح محبوب بھی، جس طرح دردفراق پر، آہ وفغاں محب کر رہا ہے، اسی طرح اس کا محبوب بھی فراق کی وجہ سے گریہ وزاری میں مصروف ہے، کہ ''دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی'' کیا ہی خوشگوار موسم ہے کہ وفا کا بدلہ، وفا اور آنسوؤں کا بدلہ، آنسوؤں سے دیا جا رہا ہے۔ اور ایسے ہی موقع سے شمیم جے پوری نے یہ شعر کہا ہے۔

خدا کرے کہ زمانہ یہیں ٹھہر جائے
وہ اپنا سر میرے زانو پہ رکھ کے سویا ہے

مزاحیہ مشاعرہ کی نظامت

۱- وہ شاعر، جو ایک شاندار جسم میں رہتا ہے، نہایت روشن دماغ ہے، جو تعجب خیز چہروں کو ہنسانے والا ہے، کہ جس کو لوگوں کے غلط طرز زندگی پر ہنسی آتی ہے اور وہ وہیں سے اشعار کا حسین گلدستہ تیار کرتا ہے، کہ جس کی شیریں مقالی سے، دلِ دردمند کی گرمی اور حدت کو ٹھنڈک پہنچنے لگتی ہے۔

۲- مزاحیہ شاعر کی وہ پردہ نشین اور شریف النسل بیوی جس کو آسمان کے علاوہ اور اس شاعر کے علاوہ، کسی نے بھی نہ دیکھا ہو، سفر کرنے اور سفر کے خطرات اور ہلاکت سے ڈرا کر گھر میں گوشہ نشین اور اپنی باہوں میں گلے کے ہار کی طرح سما جانے کی تدبیریں کرتی ہے، کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس پر کسی اور کی نظر لگ جائے، مگر جہان دیکھنے کا شوق رکھنے والا شاعر، اس کو عار سمجھتا ہے کہ وہ عورتوں کی طرح پردہ نشین ہو جائے، کہ جس بنا پر لوگ بزدلی کا طعنہ کسنے لگیں، چنانچہ سفر کے خطرات کا مقابلہ کرنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے، بمقابلہ لوگوں کی طعنہ زنی کے، کیونکہ بہادر شخص تو میدان کے کام کا ہے نہ کہ گھر کی زینت کا سامان، اور وہ شریف طبیعت بیوی کو جواب دیتا ہے کہ اگر مجھے

بلند مرتبہ کی تلاش نہ ہوتی تو میں تجھ سے جدا ہو کر کبھی کھٹارا بسوں، پسنجر ٹرینوں، ایئر پورٹوں، اسٹیشنوں اور اس کے ٹکٹ گھروں کا چکر نہ لگاتا، جب کہ مجھے بھی معلوم ہے کہ سفر میں گردن پہ، مصائب کی تلوار لٹکی ہوتی ہے، جبکہ تیرا حسن چمکنے، دمکنے، دلربائی میں تمام چیزوں سے بہتر اور حسین ہے، کیونکہ تو تو مہ جبین ہے۔

۳- ایسا پرنور اور ہنس مکھ چہرہ، کہ غم زدہ دل کو قرار آجائے اور اشعار کے ایسے گل بند کہ اس کے لفظوں کے سامنے سچے موتی بھی نقلی اور کمتر و کہتر دکھائی دینے لگیں، کیونکہ وہ ایسا قادر الکلام، فصیح و بلیغ عبارت کے موتی بکھیرتا ہے، کہ اس کے سامنے اصل موتی، بے حقیقت اور کانچ کے نقلی موتی، معلوم ہوتے ہیں، کہ جس کی فکر کی بلند پرواز بہت مشہور ہے اور تخیل جس کے پیچھے پیچھے چلتا ہے، یعنی فکر و تخیل اس کے نقوش قدم تک بھی نہیں پہنچ پاتے جبکہ وہ ستاروں کی گذرگاہوں سے آگے نکل گیا ہوتا ہے اور جس کے شعروں کا آب رواں منزل در منزل رواں دواں ہے، جس کے پاس ''ہزل'' کا ''غزل'' کا ایک خزانہ ہے اور وہ شاعری کی سواری پر سوار ہے۔

۴- ایسا شاعر کہ جس کا حال غم محبوب نے اتنا بدتر کر دیا ہے کہ اس کو راتوں کو نہ نیند آتی ہے، نہ دن کو چین اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کے اوپر کی پلک کو ابرو کی رسی (بال) سے باندھ دیا گیا ہو، کہ جس کی وجہ سے اوپر کی پلک نیچے کی پلک سے نہیں مل پاتی، تو ظاہر ہے کہ نیند کہاں سے آئے گی، کیونکہ اس کے نزدیک نیند تو محبوب کے دیدار کا نام ہے، اور دیدار اس کو حاصل نہیں ہے، اور محبوب کا نام لے کر وہ اس کو پکار بھی نہیں سکتا، کہ اس کے اردگرد رقیبوں کا ایک ہجوم ہے، جب کہ زمانہ تغیر پذیر ہے اور کام خواہش کے خلاف ہوتا ہے، کہ جس سے وصال کی زندگی بھر خواہش کی، قسمت میں اس سے ہمیشہ فراق رہا، کیا ہی اچھا ہوتا کہ فراق کی خواہش کی ہوتی تو وصل نصیب ہو جاتا، حالانکہ شاعر کو بیماریٔ عشق نے ایسا لاغر و کمزور کر دیا ہے کہ اگر کاتب کے قلم کی شگاف میں اس کو ڈال دیا جائے تو اس کے حروف اور کتاب کی تحریر میں ذرا بھی فرق نہ آئے۔ یہ ایک محاورہ ہے جو ادب میں استعمال ہوتا ہے۔

۵- سامعین حضرات! تھوڑی دیر کے لئے اپنی نرگس جیسی آنکھوں کو میٹھی نیند سے دھو

لیجئے اور گلبن کی طرح (یعنی پھولوں کی ڈال کی طرح) ہنسئے، اور بلبل کی طرح چہکئے، کیونکہ شیریں لطیفہ گوشاعر اور خوش طبع مزاحیہ شاعر آپ کے بیچ بہت جلد آنے والا ہے۔

۱۴- **تبصرہ**: موصوف نے کیسا ستار چھیڑا تھا، کہ میرا کان نغموں کے حسن میں بے خود ہو گیا تھا، نمناک اور نرم آواز ایسی بھلی معلوم ہوتی ہے، کہ مست و مدہوش کر دیتی ہے، جس کے سامنے شراب کوئی اہمیت نہیں رکھتی، کیوں کہ حسین دلکش آواز حسین چہرہ سے زیادہ متاثر کرنے والی ہوتی ہے، اس لئے کہ حسن سے تو نفس کو لذت پہنچتی ہے مگر حسین آواز سے روح کو غذا ملتی ہے، اور یکتا موتی کا تو ہر ایک خریدار ہوتا ہے، اس لئے اس کو سیپی سے باہر نکال کر اس کے چاہنے والوں کے پاس رکھا جاتا ہے، تاکہ اپنے مشتاقوں کے دل کا شکار کرلے، اور اس کے چاہنے والے اس کی خدمت کو اپنے لئے باعث خوش نصیبی سمجھیں، اور یہ کہتے ہوئے فخر محسوس کریں، کہ اگر آپ میری آنکھوں اور سروں پر بھی تشریف فرما ہوں گے تو ہم آپ کی ناز برداری کریں گے، کیونکہ آپ تو نازنین ہیں۔

۱۵- ایسا شاعر، جس کی نیک بختی اور ارادت مندی کا بلند ستارہ جگمگا رہا ہے، جو عوام وخواص کے دربار کا مقرب اور معتمد بنا ہوا ہے، جس کو سننے کے لئے لوگ دور دراز سے آتے ہیں، اور باخبر لوگ دور ہوتے ہوئے بھی قریب ہوتے ہیں، جب کہ اندھے لوگ نزدیک ہوتے ہوئے بھی دور رہتے ہیں۔

۱۶- ایسا غزل کا شاعر، جو دل کے پتھر کو آنسوؤں کے ہیرے سے چھید کرنے کا ہنر جانتا ہے، اور باغ حسن کی خوشبو سے بازیابی حاصل کرنے کا اسلوب وطریقہ جانتا ہے، جس کا محبوب اگر نظروں سے غائب ہو تو اشعار کی زبان میں یہ کہتا ہے۔ ”تیرے دیدار کا منتظر، تیرے دیدار سے آنکھ بند نہیں کرے گا، چاہے سامنے سے تیر پھینکنے والا میری طرف کوئی تیر پھینکے“۔

۱۷- کلی کبھی کھلتی ہے اور کبھی خشک ہو جاتی ہے، درخت کبھی ننگا ہوتا ہے کبھی سرسبز، نہ ایک حالت پر انسان ہی رہتے ہیں نہ چرند و پرند، جیسا کہ سمندری ہوا ہر وقت کشتی کے مناسب نہیں ہوتی، شیخ سعدیؒ کا بیان ہے کہ وہ کبوتر کبھی گھونسلہ نہ دیکھے گا، جس کو موت جال

اور دانہ کی طرف کھینچتی ہے، جیسا کہ ایک لونڈا نہر سے پانی لینے گیا اور اس کو پانی بہا کر لے گیا، جال ہر مرتبہ مچھلی لاتا ہے مگر اس بار مچھلی آئی اور جال لے گئی، ہر مرتبہ شکاری شکار نہیں لے جاتا، بلکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ چیتا آتا ہے اور شکار کو ہی شکار کر کے کھا جاتا ہے۔

۱۸- وہ شاعر، جس کی خوش آوازی پر مجھے رشک آتا ہے، اور جس کے دیدار سے کسی کا دل نہیں بھرتا ہے، اور آج جی بھر کے دیکھنے کا موقع میسر ہوا ہے، تو لیجئے اسی شاعر کو دعوت اسٹیج دی جارہی ہے۔

۱۹- یہ مجمع، جو گلاب اور لالہ کی طرح آپس میں جڑا ہوا ہے، مگر سامعین ہیں کہ برف کے تودے کی طرح بیٹھے ہوئے اور پالے کی طرح جمے ہوئے ہیں، نہ سبحان اللہ نہ ماشاء اللہ اور نہ بہت خوب کی صدا محفل میں گونج رہی ہے۔ اس لئے سامعین سے گذارش ہے کہ وہ جاگ جائیں۔

تو آیئے، ایک ایسا نیک قدم، مبارک عادت، پاکیزہ نفس، متبرک دم، قابل قدر اور آبرو کی حفاظت کرنے والا شیریں بیان، سلوک کا متوالا شاعر، جو ہمارے درمیان موجود ہے، اس کو دعوت کلام دی جائے۔

ایسا شاعر، جو روتے کو ہنسا دے، جو سوتے کو جگا دے، جو شعلہ کو شبنم، شبنم کو شعلہ بنا دے، جو کیف و مستی میں لا دے، جو خفتہ اعضاء کو ہلا دے، جو مغموم چہروں پر مسکان لا دے، جو تھکن کو مگن میں بدل دے، جو کانوں کے پردوں کو بیدار کر دے، جو بوجھل لمحات پر خوشیوں کی سوغات بانٹے، جو آدمی کو تازہ دم کر کے نیند کو ختم کر دے، ایسی ہی شاعری کا نام مزاحیہ شاعری ہے۔

وہ جب بھی ملتا ہے مسکراتا ہے
بہت تپاک محبت سے پیش آتا ہے
سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ ارادہ کیا ہے
ملا کے ہاتھ ہتھیلی میں گدگداتا ہے

عشق میں رائے بزرگوں سے نہیں لی جاتی
آگ بجھتے ہوئے شعلوں سے نہیں لی جاتی
مکتبِ عشق ہی ایک ایسا ادارہ ہے جہاں
فیس تعلیم کی بچوں سے نہیں لی جاتی

منور رانا

سامعین حضرات! نہ جانے کتنے لوگ ایسے ہیں، کہ جن کی زندگی کے احوال وواقعات، گردش ایام، حادثات فاجعہ، کے شکار ہوگئے جن کے منھ کی ہنسی، منہ میں ہی رہ گئی کیونکہ آج انسان، دردوغم میں اس قدر الجھا ہوا ہے کہ ہنسی اس سے کوسوں دور ہوتی جارہی ہے۔

پھر انسانی قدریں تغیر پذیر ہیں، چنانچہ ایک ہی حالت پر دیر تک رہنا مشکل اور غور طلب مرحلہ ہے، تو آیئے آپ کی گھبراہٹ، آپ کی بوریت، آپ کی بیزاری کو دور کرنے کے لئے ہمارے پاس وہ انجکشن ہے، جس کے لگاتے ہی آپ بیدار ہوجائیں گے، اچھل پڑیں گے، یعنی طنزومزاح کی شاعری اس سے میری مراد جناب.......... صاحب

عشق میں درد یہ الجھن بھی نہیں کر سکتے — ہم تیرے ہیں تیرا درشن بھی نہیں کر سکتے
جتنا پوجا ہے تجھے دل میں بٹھا کر ہم نے — اتنی پوجا تو برہمن بھی نہیں کر سکتے
تم سے شکوہ نہیں اس بات کی حیرت ہے مجھے — جو کیا تم نے وہ دشمن بھی نہیں کر سکتے

گھڑی گم ہونے کی حکایت

ایک صاحب کی کہیں گھڑی گم ہوگئی، جس کی وجہ سے وہ مایوس ہو کر گھر پہنچے اور جا کر چپکے سے چارپائی پہ لیٹ گئے، بیوی بہت خدمت گذار تھی اس نے چہرہ کو دیکھ کر بھانپ لیا اور کہا جانِ جاناں کو کیا پریشانی لاحق ہوگئی، تو اس نے مایوسی کے عالم میں جواب دیا کہ گھڑی گم ہوگئی، تو بیوی نے جواب دیا، مایوس ہونے کی کیا بات ہے؟ کہا کہ وہ بہت اچھی تھی، اب فوراً بولی کیا مجھ سے بھی اچھی تھی؟ کہا جی، تم سے بھی اچھی تھی، کسی عورت کو یہ کہاں برداشت کہ اس کے سامنے کسی اور چیز کی تعریف کی جائے، وہ جھنجھلا کے بولی، کہ

گھڑی مجھ سے کیوں کر اچھی ہوسکتی ہے، تو شوہر نے جواب دیا کہ جب وہ بگڑتی تھی، تو بند ہوجاتی تھی، اور اگر تم بگڑتی ہو، تو شروع ہوجاتی ہو۔

بہر حال! مجھے پورا اعتماد ہے کہ طنز ومزاح کا شاعر آپ کے ماتھے پر پڑی سلوٹوں کو دور کر کے آپ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ لائے گا آپ کی پیشانی پہ جگمگاہٹ اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائے گا، آپ کی بیتابی کو قرار، تھکان کو دور کرے گا اور سستی کو کافور کرے گا، نئی فضا اور نئے ماحول سے روشناش کرائے گا اور محفل مشاعرہ کو قہقہہ زار بنائیگا۔

رات جب میرے گھر میں وہ آیا ❁ رہ گئی لاج پارسائی کی
دونوں اینٹیں تلاش کرتے رہے ❁ تین ٹانگیں تھیں چار پائی کی

اعجاز پاپولر: ماخوذ گلستان شعر وادب ص: ۱۷۷

مزاحیہ شاعری، ایک ہنگامی کیفیت پیدا کرتی ہے، جہاں اس میں قہقہہ، تبسم ریزی مستی وشوخی مضمر ہوتی ہے، وہیں مزاحیہ شاعر، سماج میں پھیلی برائی، لوگوں کی آوارگی عورتوں کی بے حیائی، نوجوانوں کی کمزوری، وطن میں فتنہ طرازی، غریبوں پر ہوئی دست درازی وغیرہ، پر ایسی یلغاریں کرتا ہے کہ طوفان مچا دیتا ہے اور جو مشاعرہ کو بھی ہنگامہ خیز بنا دیتا ہے تو دوسری طرف کربلا کا میدان، ساتھ ہی ساتھ وہ خوشیوں کی برسات بھی کرتا ہے کہ جس سے آنکھیں بسا اوقات اشکبار بھی ہوجایا کرتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ مزاحیہ شاعری، بہت ہی دلچسپی ودل جمعی کے ساتھ سنی جاتی ہے۔

حکایت: ہے کہ ناسخ آتش لکھنؤ کے دو بڑے مشہور شاعر تھے، کہیں ناچ کا پروگرام چل رہا تھا، وہاں پہنچ گئے اور دیکھا کہ جو عورت گا رہی ہے، وہ بہت لمبی ہے، شاعروں کی طبیعت میں شوخی ہوتی ہے، ان میں سے ایک نے یہ مصرعہ جڑ دیا۔

طولِ شب فراق سے دو ہاتھ بڑی ہے

اس عورت نے اس مصرعہ کو سن لیا اور اس شاعر کو کچھ کہنے کے ارادہ سے کہا میاں پھر کہنا، تم نے کیا کہا تھا، اس نے پھر پڑھ دیا

طولِ شب فراق سے دو ہاتھ بڑی ہے

تو دوسرے ساتھی نے رسوائی سے بچنے کے لئے فوراً اس پہ مصرعہ لگا دیا

وہ زلف مسلسل جو تیرے رخ پہ پڑی ہے۔

تو لیجئے ایسا شاعر، جس کی طبیعت میں حق گوئی، صبر وشکیبائی، انصاف پسندی انسانیت نوازی اور بیحد بیبا کی ہے، جو پیدا تو نرم گدوں پر ہوا، مگر زندگی کا اکثر حصہ ٹوٹی ہوئی چٹائیوں پر بیٹھ کر گزارا، جو بہت ناز ونخرہ میں پلا اور مال ودولت کے گھوارہ میں پروان چڑھا مگر شاعری کو گلہ سے لگالیا اور اپنی زندگی کا اس کو مشغلہ نہیں بنایا کیونکہ وہ بہترین ڈاکٹر بھی ہیں تو اچھے انجینئر بھی۔

بہرہ کی عیادت

ایک بہرہ، اپنے دوست کی عیادت کو گیا، وہ اس کی صورت ہی دیکھ کر پریشان ہوگیا، کہ یہ کمبخت کہاں سے آ گیا، کیونکہ وہ اپنی بات سنائے گا اور میری بات کچھ نہ سن سکے گا، چنانچہ بہرہ نے جب اس کی مزاج پرسی کی اور یہ معلوم کیا کہ اب کیا حال ہے؟ مریض نے جھنجھلا کر کہا کہ میں مر رہا ہوں، تو بہرہ سمجھا کہ یوں کہہ رہا ہے کہ اب آرام ہے، اس نے کہا الحمد للہ، پھر پوچھا آج کل آپ کونسی دوا لے رہے ہیں، مریض نے کہا زہر پی رہا ہوں، بہرہ نے سمجھا کسی دوا کا نام لیا ہوگا، تو کہا اللہ تعالیٰ اس دوا کو تمہاری رگ رگ میں پیوست کر دے، پھر پوچھا کون سے حکیم کا علاج چل رہا ہے، مریض نے کہا ملک الموت کا، بہرہ نے جواب دیا، خدا ان کے قدم کو مضبوط کر دے، واقعی وہ تو بڑا اچھا حکیم ہے۔

تو لیجئے، ایسا شاعر جو اپنی غزلوں اور نظموں کے ذریعے شیطانی ورومانی حکومتوں کو چیلنج کرتا ہے اور جو اسلام کے شورائی نظاموں کا دلدادہ ہے اور جو کلمۂ حق کا جھنڈا بلند دیکھنا چاہتا ہے، جو صدق وصفا کا بول بالا چاہتا ہے، جو جمہوریت اور آزادی رائے کا، ملک کے اندر خواستگار ہے۔ کہ جسکی شاعری حرمت الفاظ سے پیہم وضو کرتی ہے اور وہ خود کتابوں سے اکثر اوقات گفتگو کرتا رہتا ہے

گنگناتا ہوا یہ کون چمن سے گذرا
ہر کلی مائلِ گفتار نظر آتی ہے

موج گل موج صبا موج سحر لگتی ہے
سر سے پا تک وہ سماں ہے کہ نظر لگتی ہے
لمحے لمحے میں بسی ہے تیری آمد کی مہک
آج کی رات تو خوشیوں کا سفر لگتی ہے

ایسا شاعر، جس کے سامنے، الفاظ کا دفتر، ہاتھ جوڑ کر کھڑا رہتا ہے، جو حوادثات زمانہ اور ملک گیر انقلابات پر گہری نظر رکھتا ہے اور جو انسانی نبض بہت جلد پہچاننے کا سلیقہ وشعور رکھتا ہے، جو دلوں کی دھڑکنوں کو محسوس کرنے میں ماہر ہے اور جو شعر وادب کے تقاضوں کی بھرپور رعایت کرنے والا ہے میری مراد.............

یہ کس کی یاد مجھ کو ڈس گئی ہے ❁ مری آنکھوں میں آ کے بس گئی ہے
مری نس نس میں آ کے بس گئی ہے ❁ جسے کہتی ہے دنیا فکر جاناں
محبت جب سے ان کی مس گئی ہے ❁ رہا نہ خوف دانش کو کسی کا

شاعر اور مالدار

ایک شاعر نے ایک مالدار کی تعریف کی اور کچھ نہ پایا، دوبارہ برائی کی، مالدار نے اس کو کچھ نہ کہا، دوسرے دن شاعر اس کے دروازہ پر گیا اور بیٹھ گیا، مالدار نے کہا اے شاعر، تو نے تعریف کی، میں نے تجھ کو کچھ نہیں دیا، تو نے میری برائی کی، میں نے تجھ کو کچھ نہیں کہا، اب تو اس جگہ کیوں بیٹھا ہے؟ شاعر نے کہا، اب میں چاہتا ہوں کہ اگر تو مرجائے تو تیرا مرثیہ بھی کہوں۔

وہ شاعر جو بوڑھاپے کے باوجود، جوانوں کا سا حوصلہ رکھتا ہے اور جو ضعیف العمری، پیرانہ سالی اور بیماری کے باوجود ہماری ادنیٰ سی دعوت پر، پیار کا تحفہ لے کر آیا ہے ہم اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ ان کو صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے، اور آنجناب کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ اور ہم نہایت ہی ادب واحترام سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ تشریف لائیں۔

تبصرہ: اتنی کم عمری اور قلیل مدت میں شاعری کے اس افق کو چھولینا، جہاں پہونچنے میں برسوں لگ جاتے ہیں، اس شاعر نے اپنے جوان حوصلوں سے بتا دیا کہ کم عمری ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی، اگر بازو میں جان، حوصلوں میں مضبوطی اور علم وعمل میں پختگی ہوتو، کم وقت میں، شہرت کا ایک لمبا سفر طے کیا جاسکتا ہے

تبصرہ: ایسے لوگ، جن کی زندگی آلام، ہموم، غموم، بادسموم، مصائب اور مد وجزر سے بھری ہوئی ہے، ایسے میں اگر چند لمحے خوشی کے مل جائیں تو اس کو بیکار گنوانا نہیں چاہئے، کبھی ہنسنے سے بھی دل مردہ ہوتا ہے اور کبھی رونے میں بھی لطف ومزہ آتا ہے اور کبھی نہ رونے میں غم اور نہ ہنسنے میں مزہ آتا ہے، مگر ہاں جسم کو، روح کو، عقل ودماغ کو، تازہ کرنے کے لئے کچھ ہنسنا بھی ضروری ہے۔

اک روز چار یار نے آپس میں یہ کہا ✿ حق ہے ہمارا دوستو، سرکاری مال میں
آوارہ گردی، چوری چکاری کو چھوڑ کر ✿ دوجیل خانے میں گئے دواسپتال میں

بہرحال سامعین میں دیر سے آپ کے اشارے، کنائے کو بہت نزدیک سے دیکھ رہا ہوں، آپ کے ماتھے کی شکن وسلوٹوں کو بھی بھانپ رہا ہوں، آپ کی دُزدیدہ وشرمیلی نگاہوں کی پھدکتی ہوئی نوک وپلک کو بھی محسوس کررہا ہوں، تو لیجئے اسی شاعر کو آواز دیں جس کے کلام کے ایک پہلو میں اگر گنگا کا بانکپن ہے تو جمنا کی پھبن بھی ہے، تذکرہَ محبوب بھی ہے تو مشک خُتن کی مہک کا حسن سرور بھی۔

تبصرہ: حضرات! انسان میں، خیروشر کا شعور ہے، فکروفن کی طلب وجستجو ہے، اچھے برے کی تمیز ہے، حق وباطل میں فرق سمجھنے کی سوجھ بوجھ ہے، علم وحکمت کا باب نور بھی ہے۔

اگر انسان میں یہ خوبیاں نہ ہوں تو وہ درندہ صفت انسان بن جاتا ہے، کہ جس کے شرور وفتن کی وجہ سے آسمان، آگ کے انگارے وشرارے برسانے لگتا ہے، زمین شعلوں کی زبان بن جاتی ہے اور فضا میں عداوت ونفرت کا زہر پھیل جاتا ہے۔

عداوت ہے تو ہے لیکن ریاکاری نہیں ہوگی
کوئی کچھ بھی کہے مجھ سے طرف داری نہیں ہوگی

وہ جس کے ساتھ اک تھالی میں کھانا کھا چکا ہوں میں
کسی قیمت پہ ان کے ساتھ غداری نہیں ہوگی

ایسا شاعر، جو فن شعر و ادب کے مقتضیات سے واقف اور اس کی خواہشات سے آشنا ہے، جو اپنی فطری اور ذہنی کاوش کو بروئے کار لانے کے لئے عمدہ تعبیرات واصطلاحات سے بھر پور طریقے سے لیس ہے۔

ایسا شاعر، جو دماغی فسادات وخرافات کو، معاشرہ کے بگاڑ کو اور آنکھوں کے آنسوؤں کو، زبان کے زہریلے بول کو، دریا کی طغیانی کو، موجوں کی روانی کو، بے راہ جوانی کو، اپنا موضوع سخن بناتا ہے۔ میں اسی شاعر کو دعوت کلام دینے جا رہا ہوں۔

ایسا شاعر، جو الفاظ کی پنکھڑیوں کو تراش خراش کر ہوادار پنکھا بنانا جانتا ہے، جو گردشوں کے لشکر سے نبرد آزما ہونے کی اہلیت رکھتا ہے، جس کا دل پھول سے ہاتھوں میں بم دیکھ کر دھڑکنے لگتا ہے، اور اچانک ذہن میں حامد بھرا پچی کا یہ شعر، گردش کرنے لگتا ہے

بچہ کھلونا کھیلے گا یا بم بنائے گا اب آنے والا عہد ہمیں یہ بتائے گا

ایسا شاعر، جو قدیم وجدید، متقدمین ومتاخرین کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی شاعری کا آغاز کرتا ہے۔ جو محنت کش، جفاشعار ہے، جو محبت کا ہمالہ حوصلے کی چٹان، اور عزم کا شہ سوار ہے، جو اپنے خون کو پسینہ کر کے اپنی زندگی کا روشن باب تیار کر رہا ہے اور قوم کی عظمت و بلندی کے لیے ایک بلند مینار تعمیر کرنے میں لگا ہوا ہے اور نئی نسل کو بام عروج تک پہنچانے کی تگ و دو اور سوچ وفکر میں ہمہ وقت منہک ومصروف رہتا ہے، اس سے میری مراد نوید انجم مظفر نگری ہے

کھلی پھرتی ہیں جو آزاد وہ خطرے میں رہتی ہیں
حفاظت سے ہماری مرغیاں ڈربے میں رہتی ہیں
بزرگوں کی شرافت کا بھرم رکھنے میں رہتی ہیں
ہمیشہ خاندانی عورتیں پردے میں رہتی ہیں
بزرگوں کی نصیحت کو کیا تھا ان سنی میں نے
سزائیں ٹھوکریں بن کر میرے رستے میں رہتی ہیں

کھلا اک آسماں دے ان کو اڑنے کے لیے مولا
تمناؤں کی چڑیاں خواب کے پنجرے میں رہتی ہیں

❁

تو آیئے اب ایسے ادیب و قلمکار شاعر کو دعوت دیں، جن کے پاکیزہ افکار و خیالات کو دیکھ کر فنی شعور پیدا ہوتا ہے، اور جن کی عمدہ ادب نوازی سے زبان و بیان میں حسین قدو قامت اور شگفتگی و شائستگی پیدا ہو رہی ہے، جو سراپا محبت و مؤدت اور امن و شانتی کا لہلہاتا ہوا گویا ایک سبزہ زار ہے، جو دل کش و دل ربا اور دلفگار ہے اور جن کا سایہ ہمارے لئے باعث فخر و مسرت ہے، جو اس پر فتن اور پر آشوب دور میں، پیام انسانیت کی بہی خواہی کی شمع روشن کر رہا ہے اور اردو کے بقا و تحفظ اور آبیاری کے لئے اپنا تن، من، دھن، سب کچھ نچھاور کر رہا ہے، اور اس کی تعلیم و تعلم کو عام کرنے کے لیے بے چین و بے تاب ہے، جس کی اضطرابیت کا اندازہ ان ہی کے شعر سے لگایا جا سکتا ہے۔

چلئے، اس شاعر کے حضور، جس کی طرف آپ کی نگاہیں مستقل اٹھ رہی ہیں، میں آپکے ماتھے کی شکن کو سمجھ رہا ہوں۔ اور اسی شاعر کو آواز دے رہا ہوں کہ وہ تشریف لائے۔

تو لیجئے ایسا شاعر، جس کے چہرہ پر پاکیزگی کا نور، کہکشاں کا ظہور، آنکھوں میں علم و ادب کا سرور، زبان و بیان میں حلاوت، قابل قبول ہے، میری مراد ....

میں التماس کرتا ہوں۔

تبصرہ آج مجھے بھی اور اراکین مشاعرہ کو بھی کافی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ ہمارے بیچ ایک ایسی شخصیت جلوہ فگن ہوئی ہے، جن کا پروگرام لینے کے لئے اور ان کو بلانے کے لئے لوگ ترستے رہتے ہیں اور بہت مشکل سے ان کا پروگرام ملتا ہے، مگر ہماری خوش نصیبی ہے کہ آپ نے ہماری ادنیٰ سی دعوت پر قدم رنجہ فرما کر ہمارے پروگرام کو عزت بخشی، میں شکر گزار ہوں اور بیحد ممنون مشکور ہوں۔

تو لیجئے اب ایسی شخصیت، جس کی قربت و دوستی سے آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے اور جس کی فرقت و دوری سے قافلۂ شب مضمحل و پریشان ہو جاتا ہے۔ میں دعوت

کلام دے رہا ہوں۔

ناظم مشاعرہ ! شرکاء بزم ادب، بڑی سرگرمی، مستعدی، فرض شناسی اور ذمہ داری سے اپنے اپنے فرض منصبی ادا کر رہے ہیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ اس لمبے چوڑے پنڈال اور لق ودق میدان میں عشاقِ شعر وادب کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا ہجوم ہے، جو اس بات کا گواہ ہے کہ اردو پر جان نچھاور کرنے کے لئے ابھی بھی بہت لوگ تیار ہیں۔

بنیا اور بانٹ

مشہور ہے کہ کسی بنئے نے اپنی عورت سے کہا، ذرا مجھے بانٹ اٹھا دے، تو اس نے کہا، اوہ! بھلا مجھ سے اتنا بھاری بانٹ کیسے اٹھے گا؟ اس نے سنار سے کہہ کر ایک سل کے اوپر سونا جڑوا دیا اور گھر میں لا کر بیوی سے کہا کہ میں نے تیرے واسطے نئی قسم کا زیور تیار کرایا ہے، جیسے ہی وہ زیور اس کی بیوی کے سامنے آیا، اس نے بے ساختہ گلہ میں ڈال لیا، اس کے بعد بنئے نے خوب اس کی پٹائی کی، اور کہا مردار بزدل، کل تو تجھ سے بانٹ بھی نہ اٹھ رہا تھا اور اب سل کو گلہ میں بلا تکلف ڈالے پھر رہی ہے؟

تبصرہ ناظم مشاعرہ

محترم حضرات، ہمارا یہ اجلاس، بڑے تزک واحتشام، جوش وخروش اور آب وتاب کے ساتھ، منزل کی طرف، محو سفر اور رواں دواں ہے، اس میں شائقین کا بہت بڑا رول رہا ہے کہ انہوں نے بڑی سنجیدگی کا مظاہرہ کیا اور مشاعرہ کے حسن کو دو بالا اور دو چند کیا، جس سے اراکین کی خوشیوں میں چار چاند لگ گئے۔ ساتھیو، یہ دیندار اور پاکباز انسانوں کا شہر ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ واقعی یہاں کے لوگ سیدھے سادھے بھولے بھالے، سچے اور اچھے ہیں۔ جس کے لئے میں تمام سامعین کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

تو لیجئے، ایسا شاعر، جو جان غزل، شانِ اردو ادب، غازۂ نگارِ سخن ہے، جو اپنے حوصلوں میں آہنیت رکھتا ہے، جس نے میدان شعر وادب میں اپنا لوہا منوایا ہے، اور جس نے کلام کی نوک

و پلک اور اس کی زلفیں سنوارنے میں کافی عرق ریزی کی ہے، جولفظوں سے کھیلنے کا ہنر اور عبارت سے ہاتھ ملانے کا شعور رکھتا ہے، جولب ولہجہ میں منفرد اور انداز کلام، میں باکمال ہے۔

تبصرہ: یہ تھے شاعر صاحب، جو سماعتوں میں رس گھول رہے تھے، دلوں پر شبنم چھڑک رہے تھے اور آنکھوں کو اشکبار اور ہم سب کو بیقرار کررہے تھے۔

ایسا شاعر، جس نے، بہت ہی آہستگی سے شعروادب کی دہلیز پہ قدم رکھا، مگر اپنی سچی طلب اور جذبۂ کاملہ کی وجہ سے بڑی سرعت کے ساتھ شعروادب کے افق پر چھا گیا کہ جس کا کسی کو یقین نہیں تھا۔

تبصرہ: ایسے جدید، لب ولہجہ، کا شاعر، جس کے بارے میں کوئی وہم وگمان اور خواب وخیال نہیں کرسکتا تھا کہ وہ اپنے کلام اور آواز کا جادو، اتنی کم عمری میں اس طرح پھیلا دے گا مگر محنت، ہمیشہ رنگ لاتی ہے وقت نے انگڑائی لی، قسمت نے ساتھ دیا اور بہت ہی جلد وہ مقبول ہو گئے۔

ایسا شاعر، جو غلط رسم ورواج، پراگندہ ماحول، راہبروں کی بے اعتدال سیاست وقیادت اور لوگوں کی اندھی تقلید وعقیدت کو، اپنی شاعری کا موضوع کلام بنا کر، مثل آئینہ، جب عوام کے سامنے رکھتا ہے، تو پتھر دل بھی موم کی طرح پگھلنے لگتا ہے، تو آیئے ایسی تصویر کشی کرنے والے شاعر کی تصویر آپ کو دکھائی جائے، جس سے آپ کے دل کو طمانیت وسکون ملے گا میری مراد.................

تبصرہ ساتھیو! غیر مستحقین کو نزدیک اور مستحقین کو ستائش سے دور رکھنا یہ طریقہ سراسر غلط اور اپنے نفس کی زیادتی پر مبنی ہے، مگر جب کہ اس کا صحیح مصداق سامنے ہو، تعریف کا دفتر بکھیرنا بے جا نہ ہوگا، کیونکہ لفظوں کی برسات اب نرم زمین پر ہوگی، اور نرم زمین کے اندر بیج فائدہ سے خالی نہیں۔

تبصرہ: سامعین! سکون کا ماحول بنایئے تو یقینا لطف آئے گا، ورنہ شیخ سعدیؒ کا مقولہ اپنی جگہ بالکل درست ہے، کہ لڑھکتے ہوئے پتھر پر کبھی گھاس نہیں جمتی، اسی طرح پروگرام میں ادھر ادھر پھرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

تبصرہ: غزل کا راستہ، دلہنوں کی زلفوں کی طرح پیچ در پیچ ہے، جس میں محبت، سوئی کے دھاگوں کی طرح بیندھی جاتی ہے، مگر پھر بھی کچھ لوگ شعراء کی آواز اور کلام سے بیزار ہیں، جو بہت ہی افسوس کا مقام ہے، اور ایسے ہی لوگ بعد میں خود اپنے ہاتھوں کی پشت اپنے دانتوں سے کاٹتے ہیں۔

ایسا شاعر، جس کی تہذیب وافکار میں اگر ایک طرف انمول جواہر پارے ملیں گے تو اس کی غزل میں دل کو چھو لینے اور دل پر چھا جانے والے نایاب تحفے بھی ملیں گے اور جس کے اشعار میں حقیقت کی دنیا سے احساس کی دنیا میں لے جانے والے بیش قیمت موتی دستیاب ہوں گے۔ میری مراد......................

ایسا شاعر، کہ جس کے لب ولہجہ میں جادو ہے، جس کے شعر میں ردیف وقافیہ اور عمدہ ادب پیمائی ہے، ساتھ ہی ہر شعر وسخن میں ایک انقلاب پوشیدہ رہتا ہے، جس کی آواز میں مقناطیسیت کی وہ آمیزش ہے کہ سننے والا بیخود ہو جائے، کھڑا ہوا شخص بیٹھ جائے، جس کا اندازِ کلام سن کر روح شاداب ہو جائے، جس کا کلام دل ودماغ کو معطر کر دے اور جس کا راگ دلوں کو ماہی بے تاب کر دے۔

ایسا شاعر، جسے قدرت نے پیدائشی طور پر فکر وفن کا ملکہ اور بانکپن عطا کیا ہے جو گاؤں کی پگڈنڈی سے گذر کر شہر کی شاہراہوں پر جب تصورات کا جال بچھاتا ہے، تو خود بخود شعر بننے لگتا ہے، جو تالابوں، ندیوں کو چھوڑ کر جب خوبصورت جھیلوں، ندی، نالیوں، پہاڑوں، پارکوں، میلوں، محفلوں میں قدم رکھتا ہے، تو اس کا احساس فوراً انگڑائی لینے لگتا ہے اور حسن غزل کی آنکھوں میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی کا نغمہ سنانے اور گنگنانے لگتا ہے، جو ہر مجلس میں تر وتازگی بخشنے کا انوکھا فن جانتا ہے۔

مدتوں بعد کسی شاعر کا آنا

وہ شخصیت، جو مدتوں بعد یہاں آئی ہے، کہ جس کے دیدار سے آنکھوں کو ٹھنڈک محسوس ہو رہی ہے، میں احسان مند ہوں اراکین مشاعرہ کا کہ اس کی ذات سے استفادہ کا موقع ہم سامعین کو ملا، جو ہم سے ہزاروں میل دور ہے، مگر اس کی محبت ہماری رگوں کے قریب ہے۔

شعراء وطن کی جان ہیں

اپنے خون جگر سے، چمنستانِ شعر وادب کی آبیاری کرنے والے اور ہندوستان کو جنت نشاں بنانے کی فکر کرنے والے شعراء کی، حب الوطنی پر شک کرنا ایسا ہی ہے کہ جس طرح کسی باپ کو خود اپنے بیٹے پر ہی شک ہو کہ یہ میرے نطفے سے ہے یا نہیں؟ بہرحال دنیا کے کسی بھی خطے کا شاعر ہو، سب سے پہلے وہ اپنے ملک کو جنت نشاں دیکھنا چاہتا ہے، مگر شاعر کا دل، اس وقت بہت کڑھتا ہے، جب اپنے ملک میں کہیں، کوئی قانون شکنی کا شکار ہوتا ہے، جب کسی ابلہ ناری کی عصمت وعفت سربازار لٹتی ہے، کسی معصوم بچے کو نیزے پر اچھال کر جب اس کو گولیوں سے فضا میں بھون دیا جاتا ہے، حلال وحرام کے فرق کو طلاق مغلظہ دیدی جاتی ہے، سود اور رشوت کو مال غنیمت جان کر استعمال کیا جاتا ہے، قتل وخون کا بازار گرم کیا جاتا ہے اور تہذیب وروایت کو روشن کرنے کے بجائے سوگوار بنا دیا جاتا ہے، جب تعصب ونفرت کو دیوتا کا درجہ دیدیا جاتا ہے، تو انقلابی شاعر میدان، شعر وادب کی لگام کی حرکت کو تیز تر کر دیتا ہے اور ہر ظلم وظالم کے خلاف بانگ دہل، آواز بلند کرتا ہے، کیونکہ شاعر اپنے ملک کو ہر برائی سے محفوظ رکھنے کا ذمہ دار ہوتا ہے، بقول جناب منور رانا کے، شاعر غم زمانہ کو یتیم خانے سے لائے ہوئے بچوں کی طرح نہیں بلکہ اپنے بچوں کی طرح پالتا ہے، اس لئے دنیا کے کسی بھی خطے میں جب کوئی واردات رونما ہوتی ہیں تو اس کو شاعر اپنے شعر میں اجاگر کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور وطن سے محبت تو فطری چیز ہے، کہ ہر آدمی کو اس مٹی سے محبت ہوتی ہے، جہاں کی مٹی سے وہ پیدا ہوا ہے، لہٰذا کسی کو بغیر ثبوت کے جیل کی کوٹھری میں بند کر دینا اور دہشت گرد کہہ کر وحشیانہ سلوک کرنا، یہ عدل وانصاف کے بھی خلاف ہے اور انسانیت کے بھی، کیونکہ جب انصاف بے لاگ اور بے لوث ہے تو اس کا استعمال بھی بے لاگ اور بے لوث ہونا چاہئے، اور انسانیت کو زندہ رکھنے کے لئے عدل وانصاف سے کام لینا بہت ضروری ہے، اگر اس کے باوجود بھی کوئی اپنے ظلم سے باز نہیں آتا ہے تو اسے عذاب الٰہی کا انتظار کرنا چاہئے، کیونکہ مظلوموں، غریبوں، ستم ظریفوں کی آہ سے کب آسمان کا کلیجہ پھٹ جائے اور مصیبت نازل ہو جائے کچھ پتہ نہیں۔

شاعر کی ذہانت

ایک دن ایک شاعر نے خطا کی، بادشاہ نے جلاد کو فرمایا کہ میرے سامنے اس کو قتل کر ڈالو، شاعر تھر تھر کانپنے لگا، بادشاہ کے ہمنشین نے اس سے کہا، یہ کیا نامردی اور بزدلی ہے، بہادر کبھی اس طرح نہیں ڈرتے ہیں، شاعر نے کہا اے ہم نشیں اگر تو بہادر ہے آ اور میری جگہ بیٹھ، تا کہ میں اٹھ جاؤں، بادشاہ نے اس لطیفہ کو پسند کیا، ہنسا اور اس کی یعنی شاعر کی خطا معاف فرمادی۔

شاعر اور اس کا کردار

پہلے زمانے میں شعر اور شاعر کی بہت اچھی پہونچ رہی، کہ نوابوں، راجاؤں، شہنشاہوں کے دربار میں شروع شروع میں خوب خوب آؤ بھگت ہوئی، اور شاعر کو دربارِ عالیہ سے بہت ہی داد و تحسین ملتی تھی، مگر جب راجاؤں، نوابوں، کا زوال ہوا تو شاعری بھی مدھم پڑ گئی، اور شاعری ہوٹلوں، چائے خانوں اور میخانوں کے ارد گرد چکر کاٹنے لگی، مگر ادب نواز لوگوں نے پھر اس کو سنبھالا دیا، اور نشست و مشاعروں سے دوبارہ وہی رعب و دبدبہ قائم کیا گیا، جو نوابوں کے یہاں تھا، چناں چہ کچھ عرصہ پہلے اگر کسی قبیلے میں کوئی شاعر پیدا ہوتا تھا، تو ہر ممکن قبیلہ والے اسے بام عروج تک پہنچانے کی کوشش کرتے تھے، کیونکہ شاعر اپنے قبیلے کے لئے قابل فخر اور باعث عزت و آبرو سمجھا جاتا تھا، نوٹ، یہ حقیقت ہے کہ شاعری کا عروج مشاعروں سے ہوا تھا، اور وہیں سے زوال کے قریب ہے، الغرض جب لوگوں نے دیکھ لیا کہ یہ شعراء اسٹیج پر کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں، اور خود ان کی زندگی بے راہ روی کا شکار ہے، ان کے قول و فعل میں زبردست تصادم اور تضاد ہے، روحانیت اور اخلاق و اخلاص سے خالی کھول ہے، اندر کچھ اور باہر کچھ ہے، تو لوگوں نے شاعروں کو قریب کرنا اور خاطر مدارات اور قابل قدر حوصلہ دینا بند کر دیا، مگر یہ رویہ صرف انہیں لوگوں کے ساتھ اپنایا گیا، جو صحیح معنوں میں یا تو شاعر ہی نہیں تھے یا انہوں نے شاعری کا صحیح مفہوم اور مقصد ہی نہیں سمجھا گویا کہ وہ شاعر کے لباس میں متشاعر تھے، یہ بات

سچ ہے کہ آج ہم جس بے حسی اور بے ضمیری کے دور میں زندگی گذار رہے ہیں، اس میں کسی کی موت پر دو آنسو بہالینا بھی بہت بڑی ہمدردی ہے، شاعر کی شرست اور جبلی خصلت میں حق بات کا کہنا ہے، وقت اور حالات کے گرد ونواح سے واقف ہونے کے بعد اس سے منہ چھپانا گویا کہ تجاہل عارفانہ ہے اور حقیقت سے نظروں کو چرانا ہے، الغرض لوگوں کی بے ترتیب زندگی اور معاشرات کی خرابی جب ادیبوں، شاعروں، قلمکاروں کو کچوٹتی ہے، تو وہ بے چین و مضطرب ہو جاتے ہیں، کیونکہ جب زندگی کا لمحہ لمحہ پر خطر، انقلابات اور حوادث کا شکار ہو جاتا ہے اور شاعر اس کو اپنے دل پر لے لیتا ہے، تو اسی کو شعری پیراہن سے مزین کر دیتا ہے، اور پھر زبان وقلم کے ذریعے صفحۂ تاریخ پر قلم بند اور رقم کر دیتا ہے، اور ایسی شاعری کہ جس میں ظلم کو ظلم، سچ کو سچ، انصاف کو انصاف، ظالم کو ظالم، منافق کو منافق، دھوکہ کو دھوکہ، جھوٹ کو جھوٹ، شریف کو شریف، کمین کو کمین، سانپ کو سانپ، زہر کو زہر، چور کو چور کہنا پڑے اس کے لئے بہت بڑا مردانہ دل چاہئے، اور خاص طور سے اس دور میں سچ کو سچ، برے کو برا کہنا گویا کہ لپکتے ہوئے شعلوں پر قدم رکھنا ہے، مگر یہ بھی سچ ہے کہ ایسا شاعر قوم وملت کے لئے بہت بڑا کام کر جاتا ہے، اور بکھری قوم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے اور اتحاد باہمی پیدا کرنے میں بہت بڑا رول ادا کرتا ہے، چنانچہ وہ شاعری جو آدمی کو تازہ دم کر دے، دلوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دے اور قوم وملت کے خون میں گرماہٹ پیدا کر دے، سست اور سوئی ہوئی قوم کو بیدار اور باخبر کر دے، جو سماج میں ایک گہرا اور اچھا اثر چھوڑے، ایسی شاعری کو دینی خدمت کے قریب سمجھا جائے گا، ساتھیو، جب شعر وشاعر میں روحانیت، حالات کی صداقت، برتاؤ کی شرافت، معاملات کی نفاست، عزت نفس اور ذہنی پاکیزگی رچی بسی ہوتی ہے، تو اس کلام کا اثر بہت جلد ذہن ودماغ پر چھا جاتا ہے، مگر یہ سلیقہ مدتوں تجربات ومشاہدات کی بھٹی میں تپنے کے بعد آتا ہے، شاعر حقیقت میں وہی لوگوں کی نظروں میں مقبول ہوتا ہے، جو ہر کسی کے دکھ درد کو محسوس کرتا ہے، اور مظلوموں سے محبت وہمدردی جتانا اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے اور اسی کو زندگی کا نصب العین بنالیتا ہے، زندگی کے تلخ وشیریں تجربات ہی دراصل شاعری کے محرکات کے اسباب بن جاتے ہیں، اور تنزلی میں بلندی کی چاہت اور غربت میں احساس وادراکات کے گوہر تلاش کر لینے کا نام اصل

شاعری ہے، جب کہ بعض لوگوں نے اندر کی ٹوٹ پھوٹ کو جوڑتے رہنے کا نام شاعری بتایا ہے، بہر حال شاعری اپنے دامن میں بہت کچھ رکھتی ہے، اس میں مدحت، محبت، فخر، ہجو، قصیدہ، معذرت، مرثیہ اور مختلف اوصاف جلوہ فگن ہوتے ہیں۔

شاعر اور پیمنٹ

پہلے زمانہ کے شعراء کی کوئی پیمنٹ مقرر نہیں ہوتی تھی، (جس طرح کے آج کل پہلے سے طے ہو جاتی ہے) بلکہ ان کا گذر بسر، انعام و اکرام اور عطیات پر ہوتا تھا، جو کوئی مضبوط ذریعہ معاش نہیں سمجھا جاتا تھا، اس لئے پرانے زمانہ کے زیادہ تر باصلاحیت شعراء پریشان رہتے تھے، مگر انقلاب زمانہ کی کیفیت تو دیکھئے کہ آج کے بڑے شعراء اکثر مالدار ہیں، کیونکہ ان کو ایک مشاعرہ میں اتنی پیمنٹ مل جاتی ہے کہ سرکاری ملازموں کو پورے مہینہ میں نہیں ملتی، اس لئے شاعری بظاہر آج کل مضبوط ذریعہ معاش لگتی ہے۔

حکایت

ایک طفیلی شاعر کی حکایت ہے کہ کسی نے اس سے پوچھا کہ تم کو احکام میں سے سب سے زیادہ کونسا حکم پسند ہے، اور دعاؤں میں سے کون سی دعا محبوب ہے، تو اس نے کہا مجھے احکام میں کُلُوْا وَاشْرَبُوْا یعنی کھانے اور پینے والا حکم پسند ہے، اور دعاؤں میں سے رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ" کہ اے ہمارے رب آسمان سے ہم پر دسترخوان نازل فرمایئے، یہ پسند ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آج شاعروں کا حال اس سے مختلف ہے کیوں کہ آج کے شعراء پیمنٹ اور لفافوں پر بہت گہری نظر رکھتے ہیں اور اگر اس میں ذرا بھی کچھ کمی ہو تو لڑنے، مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر سب ایسے نہیں ہوتے۔

داد، شاعر کے لئے مثل آب حیات ہے

کسی جگہ اگر شاعر کو داد، نہ ملے، تو ملول خاطر نہ ہونا چاہئے، اور اپنے چہرہ پر افسوس کا سیلاب نہ بہانا چاہئے، اور یہ سمجھنا چاہئے کہ لوگ ان کے علو شان سے واقف نہیں ہیں،

بقول شیخ سعدیؒ ’’کہ اگر کوئی تیرا مرتبہ نہ جانے تو کیا غم ہے کہ کچھ لوگ شب قدر کی اہمیت سے بھی ناواقف اور اس کی برکتوں سے نابلد ہیں‘‘ اور مقولہ ہے ’’کہ گنبد پر کبھی اخروٹ نہیں ٹھہرتے اور پھولوں کی خوشبو پر لہسن کی بو غالب آجاتی ہے اور ڈھول کی آواز سے ستار کی آواز عاجز ہوجاتی ہے‘‘ اگر کوئی نااہل مشک کو بدبودار کہے تو یہ اس کی عقل کا فطور ہے اور تجھے مطمئن رہنا چاہئے کیونکہ تنگ چشموں سے وفا ڈھونڈنا اور بند کنویں سے پانی کی امید کرنا غلطی ہے۔

مقولہ ہے کہ عزیز مصر کے دربار میں کھوٹی پونجی، جوہری کی دکان پہ نہایت معمولی موتی آفتاب کے سامنے چراغ کی روشنی اور کوہِ الوند (جو بہت بڑا پہاڑ ہے شہر ہمدان کے علاقہ میں) اس کے سامنے بلند عمارت اور اس کا مینار بھی چھوٹے قد کا سا لگتا ہے۔

بہر حال **تو آیئے** اس شاعر کے حضور چلیں، جو ہندوستان کا ایسا فرزند ہے کہ جس کے اسٹیج پر پہنچتے ہی بوڑھوں کی ٹیڑھی کمر بھی خوشی کی وجہ سے سیدھی ہوگئی ہے۔

تبصرہ شاعر: تعجب ہے اس بلبل پر کہ وہ رخصت ہوگئی، اور اس کے جسم پر نہ پھول کھلا، اور نہ اس کا لب ہنسی سے کھلا اور اس پر بھی افسوس ہے کہ جو بلبل جیسی آواز پر اپنے کان نہ لے گیا، جو شخص روشنی اور تاریکی کے فرق کو نہ جانتا ہو، اس کے لئے دیو کا دیدار اور حور کا رخسار برابر ہے، مگر باشعور شاعر نے اپنے دیوانوں کا دل ضرور لوٹ لیا اور ایک دل لبھانے والے کی طرح دل لے گیا۔

فنکاروں کے لئے دعائیہ جملہ

اے ہنرمندی کے درختوں خدا کرے تم بہت دنوں پائیدار رہو، کیونکہ تم میوہ دار بھی ہو اور سایہ دار بھی، تمہارا چہرہ ہمیشہ اسی طرح کھلتا رہے، اور ہر موڑ پر تمہیں آسمانی مدد اور فتح و نصرت حاصل ہو، اور تمہاری امیدوں کے چمن سرسبز و شاداب رہیں، اور تمہارا بلند نصیبہ ساتویں آسمان ہو، تمہاری نعمتوں کا دسترخوان بچھا ہوا اور تمہاری سخاوتوں کا طوفان بڑھتا ہوا اور جود وسخا، لطف و کرم کا بادل برستا رہے، کہ تم نے اپنے خاندان کے وقار اور بزرگوں کی نیک نامی کو روشن رکھا، خدا کرے کہ تمہارے اخلاص و عمل کی تلوار کبھی کند نہ ہو۔

تو لیجئے، ایسا شاعر، جس کا کلام حوصلوں میں جان اور مردہ دلوں میں آنچ پیدا کرتا ہے، جو عشق و مستی کی آگ کو گلنار کرتا ہے، اور جو حلقۂ شعر و ادب میں الفت کا چراغ روشن کر دیتا ہے، چنانچہ میں اسی شاعر کو، جس کا طرز کلام، قابل رشک و اطمینان اور قابل ستائش ہوتا ہے، آواز دے رہا ہوں کہ وہ تشریف لائیں۔

ایسا شاعر، جو سیاست کی بدلتی کیفیات، نئی نئی سازشوں کی داغ بیل کے جزئیات وکلیات کی شناخت و پرداخت سے خوب واقف ہے، اور جو دستور جمہوریت، فرقہ پرستی مفاد پرستی، قتل معصومیت کے راز سے، اچھی طرح پردہ اٹھانے والا ہے، جو بیک وقت کئی زبانوں کا مالک ہے، جس کی برجستگی اور خود ساختہ کلامی سے لوگ، ششدر و دنگ ہیں، یہ سب خداداد صلاحیت کا ثمرہ ہے۔

تبصرہ: جناب شاعر صاحب جب اپنا کلام سنا رہے تھے تو پنڈال بھی جھوم رہا تھا، اور جاتا ہوا مجمع واپس آگیا، سماں بندھ گیا، اور دماغ روشن ہو گیا، جس پر اراکین بزم کو ناز ہو رہا ہے، میں اس کے لئے شاعر صاحب کو مبارک پیش کرتا ہوں۔

ایسا شاعر، جو باطل نظریات، طاغوتی افکار و خیالات کو اچھی طرح اپنے اشعار کے آئینہ میں اتارنے کا ہنر جانتا ہے، جو قوم و ملت میں پھیلی ہوئی برائیوں پر انگشت نمائی کے صحیح ڈھنگ سے بخوبی واقف ہے، اور جو معاشرہ کی بگڑتی تصویر، جہیز کی بڑھتی لعنت، رشوت کی کثرت کے محل کو مسمار کرنے والی شاعری سے لبالب ہے، جو بن کھلے پھولوں کو مسلنے کے شوق رکھنے والوں پر نشتر زنی اور ایسے جرائم کے مرتکب لوگوں کو عذاب الٰہی کا خوف دلاتا ہے میری مراد......................

ایسا نوجوان شاعر، جو خاندانی شاعر ہے، اور آپ کو یہ محاورہ بھی معلوم ہے کہ خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے، چراغ سے چراغ جلتا ہے میرا مطلب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ جس کا شوق وجذبہ انداز وادا بھی وہی ہے جو ان کے اصلی استاذ اور خاندان کے معماروں کا تھا۔ میری مراد ....

ایسا شاعر، جو دینی، اصلاحی، ثقافتی، احتجاجی، شعری اور ادبی ہر محفل میں مانند

آفتاب چمکتا ہے، جو شاعری، نام ونمود، حصولِ مال ودولت، عظمت وشوکت کے لئے نہیں بلکہ خالص اردو ادب کی خدمت کے لئے کرتا ہے میرا روئے سخن شاعر .... صاحب ہیں جناب والا تشریف لائیں اور اپنے تعارف وتعریف کی تصدیق فرمائیں۔

ایسا شاعر، جو شعر وادب کا مخلص ہے، جو پاک طینت ہے جو عداوت ونفرت، تعصب وقوم پرستی سے آزاد ہو کر عام انسانوں کے لئے اپنے شعروں میں وہ حقائق پیش کرتا ہے، جن پر انسانیت کی نجات، قوم وملت کی بقا اور ملکی حفاظت وترقی کا انحصار ہوتا ہے۔تو لیجئے میں اسی شاعر کو دعوت کلام دے رہا ہوں۔

تبصرہ: اس عالم فانی میں کوئی بھی ایسا انسان نہیں، جس کو غم اور خوشی کی حقیقتوں سے دوچار نہ ہونا پڑتا ہو چنانچہ غم کی فضاؤں اور خوشی کی بہاروں سے معمور ہو کر زندگی کے غم کے صحن میں اور خوشی کے آنگن کی چھاؤں میں بیٹھ کر نغمۂ بلبل گنگنانا اور کاروان شاعری کو پروان چڑھانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔اس لئے ہمیں شعراء کی قدر کرنی چاہئے۔

جا گنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے
حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

تو آیئے! ایسی تابناک زندگی گذارنے والے شاعر کے در چلیں، جو باد سموم اور باد مخالف سے ٹکرا کر شعری گلدستہ تیار کر رہا ہے، جو طلب صادق اور جذبۂ کامل کا خوگر ہے۔

ایسا شاعر، جس کی تعلیم اعلیٰ، اخلاق بلند اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس شاعر نے اعلیٰ سوسائٹی میں اپنا بچپن گذار کر بزرگوں کی سرپرستی میں جوانی سے لے کر آج تک ایک صاف وشفاف اور نرم ونازک ماحول میں خود کو سنوارا اور زلفِ شاعری کا قدردان بنا، تو لیجئے ملاقات کیجئے۔

ایسا شاعر، جو غنچوں کی چیخ کو، پھولوں کی تبسم خیزی کو، بلبل کی نغمہ ریزی کو، احساسات کی آنچ کو، جذبات کی بھٹی کو، سورج کی شعاعوں اور حدت کو، چاند کی چاندنی کو، پہاڑوں کی صلابت کو، آسمانوں کی بلندی کو، دماغوں کی چترائی کو، منافقوں کی چپقلس کو، اقوام ملل کے ذہن ودماغ میں رچی بسی غلط رسم ورواج اور بدعات کو، انسانی صلاح وفلاح

کے ہر پہلو کو، جب درسیات غزل میں پرو کر خون دل سے نظموں کا مجسمہ تیار کر کے زینتِ صفحات کرتا ہے، تو ہر شخص کا دل اس کو سننے کے لئے بیقرار ہو جاتا ہے۔

تو لیجئے، اسی شبستان شعر وادب کا رخ کرتے ہیں، جو ہماری روحوں کے تار چھیڑ دیتی ہے اور دلوں کا قرار لوٹا دیتی ہے، تشریف لائیں، اور اپنا کلام پیش کر کے محفل کو نئے رنگ و آہنگ سے ہمکنار کریں۔ نابینا شاعر کے لئے یہ شعر

تم نے ظلمت میں نور دیکھا ہے ❁ رنج سے درس لے کے راحت کا
دل کی آنکھوں سے طور دیکھا ہے ❁ گو کہ آنکھیں نہ تھیں مگر تم نے

اب میں ایسے شاعر کو پیش کرنے جا رہا ہوں، جو اپنے طلسماتی ترنم اور طرز سے آپ کو شگفتہ مزاج اور تازہ دم کر دے گا، جس کی غزل میں درد الفت کی چاشنی اور عشق ومحبت کی نغمگی بھی ہے۔

ایسا شاعر، جو محاورات وتعبیرات کا خزانہ اپنے دل میں رکھتا ہے، جو الفاظ کے زیر و بم سے اور ملکی حالات سے بخوبی واقف ہے، جو غزل کا بادشاہ، ترنم کا شہسوار اور مشاعرہ کا دولہا ہے۔

ایسا شاعر، جو صبر وتحمل کا سراپا مجسمہ ہے تو تہذیب وشرافت کا گویا اک نمونہ ہے، فصاحت وبلاغت کا دلدادہ ہے تو عزم وہمت کا چٹان ہے، جو تلوار کو قلم اور قلم کو تلوار بنانے کا ہنر جانتا ہے جو شاعر بے مثال، ادیب با کمال، اور لاجواب حاضر دماغ ہے۔

ایسا شاعر، جس نے ابھی شاعری کے دنیا میں قدم ہی رکھا ہے، تاہم معلومات سے زیادہ، جذبات وتاثرات کو اپنے آئینۂ فکر وخیال میں رکھتا ہے، جس کی شاعری میں شیریں الفاظ، ضرب الامثال، لسانی تعبیرات، رائج اصطلاحات اور دلکش اشارات بخوبی پائے جاتے ہیں اور ایسے سادہ الفاظ، جو بہت جلد زباں پر چڑھ جاتے ہیں۔

تبصرہ: اپنے منفرد لب ولہجہ سے، موصوف نے جو جلوہ فشانی کی ہے، اس سے مشاعرہ کو نئی زندگی ملی اور پورے پنڈال میں ایک سماں بندھ گیا اور شاخ گل کو رنگت ملی، چشم نم اور درد وغم کو سکون ملا، تو کیوں نہ اسی شاعر کو دوبارہ بلا لیا جائے۔ کہ جس کے لئے میرا دل بھی مصر اور آپ کا دل بھی بضد ہے

ایک دو بوند سے رندوں کا بھلا کیا ہوگا
ہم تو کہتے ہیں کہ میخانہ اٹھا کر رکھ دو

ایسا شاعر، جس نے ظلم و جبر کا طوفان اپنی نگاہوں سے دیکھا اور جس نے دریا کی طغیانی سے لرزہ براندام ہو کر بھی گھنگھور گھٹاؤں کو سلام کیا، جس نے فرنگی جفاؤں اور ستم کو، ہند میں بسنے والے انسانوں پر دیکھا، اور جس نے بن کھلے پھولوں کو اپنے سامنے بے دردی سے مسلتے دیکھا، جس نے معصوموں اور معصوموں کا سر نیزوں پر لٹکتے دیکھا، جس نے بے گناہ عورتوں کی عصمت کو اپنی نگاہوں کے سامنے لٹتے دیکھا، آج وہ کہنہ مشق شاعر بھی ہمارے درمیان موجود ہے۔ تو لیجئے اب اسی تاریخ نگار اور عہد ساز شاعر کو دعوت دیں۔

ایسا شاعر، جو گردش زمانہ کو جب اپنی غزل میں سمیٹتا ہے، تو لہو ابلنے لگتا ہے، کسی دسوز سانحہ پر قلم اٹھاتا ہے تو سازِ فکر وفن اچھلنے لگتا ہے، اور جب اپنی آواز کے پر کھولتا ہے، تو صبح ہونے لگتا ہے، جس کی آمد سے اور شعری صلاحیت ولیاقت سے ہر محفل معتبر بن جاتی ہے۔ جس کی فکر ونظر سے، شعروادب کی ہر کیاری، سرسبز وشاداب اور معطر بن جاتی ہے۔

ایسا شاعر، جو منجمد خون میں حرارت پیدا کردے، جو دلوں کو جھنجھوڑ دے اور لہو کو گرما دے، جو احساس وادراک کو جگادے، جس نے اس میدان میں انفرادیت قائم کی اور ایک الگ پہچان بنائی، جو انٹرنیشنل اور بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے اور جو اتنی خوبیوں کا مالک ہے کہ ساری خوبیاں زبان وقلم کے ذریعے بیان کرنا، چند لمحوں میں مشکل کام ہے۔

حکایت: ایک بہت بڑا شاعر، سوداؔ کے نام سے گذرا ہے، جس کی بیوی بہت نیک اور عبادت گذار تھی، نماز کی پابند تھی، تو سودا شاعر نے ایک مرتبہ اس سے کہا کہ تجھے نماز پڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا، اس نیک عورت نے جواب دیا، مجھے جنت ملے گی، سودا نے کہا تو بیوقوف ہے، کیوں کہ تو وہاں بھی ان غریب، مسکین، ملاؤں کے ساتھ رہے گی اور دیکھو ہم نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے ڈائرکٹ جہنم میں پہنچ جائیں گے، جہاں بڑے بڑے وزیر، امیر، رئیس، بادشاہ ہوں گے، جیسے فرعون، ہامان، شداد، نمرود، قارون، ابوجہل ہے، ہم ایسے لوگوں کے ساتھ جہنم میں رہیں گے۔ خدا ہدایت دے ایسے شاعر کو، کہ جس کو جنت و جہنم کی بھی خبر نہیں ہے؟

ایسا شاعر، جو سریلی آواز کا مالک ہے، اور ساتھ ہی ساتھ اثر انداز، سحر آفریں، طرز وترنم رکھتا ہے، جس کی لئے ہمارے عقل ودماغ کے تہہ خانے میں سرسراہٹ پیدا کر کے ہماری عقلوں کو آج بیدار کردے گی، لہٰذا میں دعوت کلام دے رہا ہوں کہ وہ تشریف لائیں۔

تبصرہ: سامعین حضرات: آپ کا دل ودماغ یقیناً مشاعرہ سے جڑ گیا ہے، آپ کی توجہ آپ کا شوق اور شدت انتظار لمحہ میں طے کررہا ہے، اس لئے بغیر کسی تمہید وتاخیر کے جبکہ وقت کی قلت بھی دامن گیر ہے میں دعوت کلام اور آواز دے رہا ہوں کہ شاعر صاحب تشریف لائیں۔

تبصرہ اور دعوت شاعر: آج معاشرہ، عیش وعشرت کا متوالا، تہذیب وتمدن سے ناآشنا ہوتا جارہا ہے، یہی وجہ ہے کہ بدامنی، بے چینی، بادۂ خوش رنگی، شغل تخریبی، رقص وسرور کی بدمستی میں، انسان الجھا ہوا ہے، آج آدمی، آپسی تناؤ ورنجش، فاسد عقائد ونظریات، باطل افکار وخیالات، فسادات وخلفشار، نئی نئی خرافات ورسومات کی دلدل میں بری طرح پھنسا ہوا ہے، ایسے دردناک اور خوفناک ماحول میں مشاعرہ کو حالات کا پیراہن پہنا کر عوام کی نظروں میں مقبولیت کا تاج سرپر رکھنے والا شاعر، آج ہمارے درمیان موجود ہے، جو بڑا دلیر ہے، بیباک ہے بے دھڑک ہے، باشعور ہے۔ جو مونس قدردان، حافظ اردو ہے، جو ہند اور بیرون ہند ملک وقوم کا نام روشن کررہا ہے، جو صاحب قلم، صاحبِ نظر، صاحبِ دولت وثروت ہے، جو سنگلاخ چٹانوں میں بھی پیام محبت کا درس دیتا ہے، میں گذارش کرتا ہوں کہ وہ ڈائج پر تشریف لاکر اپنی گرجدار آواز اور دھماکہ خیز اشعار سے مشاعرہ کا آغاز کرے۔

حکایت: ایک شخص کی حکایت ہے کہ اس نے مرنے کے وقت اپنے ایک دوست کو یہ وصیت کی کہ مجھ کو قبر میں رکھنا تو میری داڑھی پر آٹا چھڑک دینا، چناں چہ ایسا ہی کیا گیا، لوگ اس منظر کو دیکھ کر ہنسنے لگے اور کہنے لگے، یہاں بھی مذاق نہ چھوڑا۔ بہرحال اسی حالت میں اس کو دفن کردیا گیا، کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے؟ کہا گرفت بہت سخت ہوئی، مگر

میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے، جس حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ بوڑھے مسلمان سے شرم کرتا ہے، بس اسی پر اللہ نے مغفرت فرمادی اور میں کامیاب ہوگیا۔ تو کبھی کبھی نقل کرنے سے بھی بڑا فائدہ ہوتا ہے، اللہ ہمیں اسلاف کی نقل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایسا شاعر، جو خیالوں کے سینے پر چڑھ کر، جذبات کے سمندروں کی تہہ میں، اتر جانے کی صلاحیت رکھتا ہے، جو تصور کی پرواز سے بخوبی واقف ہے، جس کا کلام ہوش ربا بھی ہوتا ہے، تو حواس باختہ کردینے والا بھی، دل و دماغ میں غور و خوض کا ملکہ پیدا کرنے والا بھی، تو جرأت و بیباکی کا درس دینے والا بھی، خوداعتمادی اور ظفر یابی کا گر بتانے والا بھی۔ تو گردش وقت کو صحیح سمت لیجانے والا بھی۔

ایسا شاعر، جس کے کلام سے، دماغ کو سکون، دل کو سرور، پاؤں کو جماؤ، بدن کو جان اور چہرے کو اطمینان ملے گا، جس کی خوش کن آواز سے سانسیں ٹھہر جائیں گی۔ تو لیجئے میں انہیں کو بلا رہا ہوں۔

ایسا شاعر، جس کی ذات میں، الفاظ تراشی، اور علم وفن کی مصوری کے خوبصورت طور طریقے موجود ہیں، جس کے اظہار اسلوب پر فصاحت و بلاغت ناز کرتی ہے، اور جس کی شرمیلی آواز کی نظافت، پر شعر و ادب رشک کرتا ہے، جو مفردات و مرکبات کی تمام قسموں سے مکمل واقفیت رکھتا ہے، اور جو مترادفات، کلام مہملات اور تتابع اضافات سے بھی خوب واقف ہے۔ جس کے لئے میں شاعر کو مبارک باد دیتا ہوں۔

تبصرہ: ایسا شاعر، جس کے کلام میں اس کی عمر بول رہی تھی بہرحال اچھی کوشش ہے، خدا کرے ترقی کرے۔

تبصرہ: ایسا شاعر، جس نے مشاعرہ میں چراغ دل جلانے اور دلوں کو جگمگانے کا کام کیا، مشاعرہ کو، جن کی شرکت سے زندگی ملی مجھے خوشی ہے۔

تبصرہ علاقہ کے شاعر کا: ابھی ابھی آپ اپنے علاقہ کے اور اپنے جانے پہچانے شاعر کے کلام سے محظوظ ہو رہے تھے، کہ وہ اپنا کلام سنا رہے تھے، اور آپ کیف و مستی کے سمندر میں غوطہ زن ہوگئے تھے، جن کے جانے کے بعد یقینا آپ کی پیشانی کی

سلوٹیں تبدیل ہوئیں اور پنڈال میں سکتے کا ایسا سماں بندھا کہ معلوم ہوتا ہے، ہر کوئی اپنی دھن میں کھویا ہوا ہے، اور اپنی گذری زندگی کی بربادی پر کفِ افسوس مل رہا ہے، اور دوبارہ جوان ہونے کی امید بھی کر رہا ہے، یقیناً ہمارے شہر کی عظمت رفتہ کی خوشبو شاعر کی سانسوں میں سمائی ہوئی ہے، جو شاعر کے کردار کی بلندی اور فکر کی نمائندگی سے پتہ چلتا ہے۔

ایسا شاعر، جو حالات کے تقاضوں کو اپنی نظر میں رکھ کر حوادث کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر شاعری کرتا ہے، جس کی شخصیت کا اندازہ خود ان کے کلام سے ہو جائے گا، جو ہر شعر کو ردیف وقافیہ کی چھلنی میں چھان کر الفاظ کو خوبصورت سانچے میں ڈھال کر عشق ومحبت کی بھٹی میں آنچ لگا کر شاعری کا بھرپور لطف لیتا ہے جس سے میرؔ وغالبؔ اقبالؔ وداغؔ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، جو صرف اپنا ہی غم نہیں، بلکہ سماج کا غم، گردونواح کا غم بھی، اپنی شاعری میں بیان کرتا ہے، اور یہ شایانِ شان ہے، جناب عالی مقام شاعر کا............

ایسا شاعر، جو اپنے مخصوص لب ولہجہ سے مشاعرہ کو جو بن عطا کر رہا تھا، جو گویا زمین وآسمان کے درمیان بجلیاں گرا رہا تھا، جس کی آواز سے وہ لوگ بھی جاگ اٹھے جن کی آنکھوں میں نیند بھر رہی تھی، یقیناً ایسی ہی آواز، رت جگانے، اور رات جگانے، میں ہماری مددگار ہو سکتی ہے۔

تبصرہ: یوں تو ہمارے اسٹیج پر ایک سے بڑھ کے ایک شاعر ہے، جس کی آواز کا جادو ہمیں بیتاب وبے چین، بیچ بیچ میں کرتا رہے گا اور ہماری بھی کوشش ہوگی کہ وقفہ وقفہ سے آپ کو نئے نئے ذائقوں سے روشناس کرایا، جاتا رہے۔

ایسا شاعر، جو بیک وقت کئی خوبیوں کا مالک ہے، اور جو کئی کتابوں کے مصنف ہیں، جو تنقید نگار، انشاء پرداز، اور بے شمار ایوارڈ وتمغات سے سرفراز کیا جا چکا ہے جس کا شہرہ ملک بھر ہی نہیں، بلکہ دنیا بھر میں ہے، جو محتاجِ تعارف نہیں ہے میری مراد......صاحب ہیں۔

تبصرہ: وہ شاعر، جو اپنی زندگی کے تلخ تجربات کو مصرعوں میں ڈھال رہا تھا اور اپنی وفا کے بدلہ جفا پر گویا آنسو بہانے کا کام کر رہا تھا اور زخمی دل پر مرہم لگا رہا تھا یہ ان کا ذاتی مسئلہ ہے۔

خیر موصوفِ محترم، قابل مبارک باد ہیں اور داد و تحسین کے مستحق بھی، ہزار سلام پیش کرتا ہوں میں اس شاعر کو اور منتظمہ کمیٹی کو جنہوں نے شاعروں کی ایک اچھی ٹیم کا انتخاب کیا جس کے حسن انتخاب پر مجھے رشک ہے۔

تو لیجئے بلا کسی تمہید و تاخیر کے اب ایسے شاعر کو دعوت اسٹیج دی جا رہی ہے جو نہ صرف اپنے ملک میں، بلکہ بیرون ہند بھی ہندوستان کی نمائندگی کرتا ہے جس کی سریلی آواز اور شیریں کلام کو آپ کچھ ہی لمحے میں سنیں گے، تو یقینا آپ محسوس کریں گے کہ نمائندہ شاعر کس علوشان کا حامل ہے۔

تبصرہ: شاعر جب اپنا کلام سنا رہا تھا، تو بار بار میرے دماغ پر یہ شعر گشت لگا رہا تھا۔

دھوپ رہتی ہے نہ سایہ دیر تک گنگناتا جا رہا تھا اک فقیر

ایسا نوجوان شاعر، جس نے پرانی ریت و رواج کو توڑ کر بہت ہی کم وقت میں اپنی شہرت کا ایک طویل سفر طے کیا ہے، جس نے اپنی خوابیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کر کے بہت ہی جلد اپنی تاریخ بنائی ہے یہی وجہ ہے کہ آج عوام و خواص کا بہت ہی چہیتا بنتا جا رہا ہے۔

ایسا شاعر، جو آپ کے مرجھائے ہوئے دل میں تازگی پیدا کرے گا، ذہن و دل کی بندشیں کھول کر آپ کے ہونٹوں کے تبسم پر راج کرے گا جو سرمئی اور شبنمی آنکھوں سے کاجل چرا کر غزل کی ڈائری اور دستاویز تیار کرتا ہے، جس کی موجودگی مشاعرہ کی جان سمجھی جاتی ہے۔

ایسا شاعر، جو لطیفوں، چٹکلوں، حکایتوں، قصوں، افسانوں، اور اخباروں، کی پیچیدہ خبروں کو شعری جامہ پہنا کر شاعری کرتا ہے، جس کی زندگی کا اکثر حصہ اپنے ہنسنے میں کم اور دوسروں کو ہنسانے میں زیادہ گذرتا ہے، گویا کہ خداوند تعالیٰ نے ان کو دوسروں کے غم بانٹنے کے لئے پیدا کیا ہے، جب ہی تو مزاحیہ شاعر کبھی بھی اسٹیج کی زینت سمجھا جاتا ہے، جو محفلوں کو قہقہہ زار اور سامعین کے دلوں کو بہت جلد بیقرار کر دیتا ہے۔

تو لیجئے ایسا شاعر، جو گلستاں شعر و ادب کا دیرینہ خوشہ چیں ہے جس میں اخلاص کی خوشبو، احساس کا جادو ہے، جس کا ہر شعر، چمکتی ہوئی تلوار کی دھار کے مانند ہے۔

جس کا ہر مصرعہ، شیش محل کی طرح صاف وشفاف ہے اور وہ ایسا ترانہ لے کر آیا

ہے، جو دلوں میں ترنگ اور نیا حوصلہ وامنگ پیدا کرے گا، جو قوم کی پستی کے اسباب کو اجاگر کرے گا اور احساس کمتری کو ماند کرے گا اور جو عزم وجزم اور فکروفن کے پوشیدہ خزانے کو وا کرے گا اور وہ وہ شاعر ہے جو کانٹوں کا سفر بھی آسانی سے طے کرلیتا ہے اور سمندر کی موجیں بھی ان کے حوصلوں کو سلام کرنے لگتی ہیں۔

ایسا شاعر، جو اپنے آپ میں ایک انجمن ہے جو معلومات کا دریا ہے تو فکروفن کا شہسوار ہے، جو حلقۂ شعروادب کا محبوب ہے تو حلقۂ قوم وملت کا مقبول بھی، جو حالات حاضرہ اور ماضی کی نس نس سے واقف ہے، جس سے مراد عالی جناب.................ہیں۔

تو آیئے اب میں ایسے شاعر کا دیدار کرانے جارہا ہوں جو عزم وحوصلہ کا پہاڑ ہے جس کا انداز تکلم، جیسے کوئی ابلتا ہوا آبشار ہے، اور جو حالات حاضرہ کے زخم پر مرہم پٹی کرنے میں برسر پیکار ہے، اور جو روشن ضمیری اور روشن خیالی کا ماہر فنکار ہے، اور جو شام اودھ اور صبح بنارس کا دلنواز وطرح دار ہے۔

ایسا شاعر، جو غزل کے معنی ومفہوم کو اپنے شعر کی کڑی میں اس طرح پروتا ہے کہ جو ہر دل پر نقش ہونے کے ساتھ ساتھ سننے والوں کو خشکی پر تڑپتی ہوئی مچھلی کی طرح بے تاب کر دیتا ہے۔

ایسا شاعر، جو اہل مجمع کے لئے یکساں کشش رکھتا ہے، جس کی سریلی اور جادو بھری آواز اور جس کا پرمست اور پرسوز انداز، دلوں کو مسرور کرنے میں کوئی خطا نہیں کرتا، وہ ہمارے درمیان بحمد اللہ آج موجود ہے۔

تو آیئے تشریف لایئے، مجمع آپ کے لئے سراپا انتظار ہے بیقرار ہے آپ کا دلدادہ ہے، جاں نثار ہے اور اپنی پلکیں بچھائے ہوئے ہے۔

صدر مشاعرہ کی تقریر

سامعین ذی وقار معزز علماء کبار، مخلص دوست واحباب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرات آج اس تاریخ ساز اور روح پرور اجلاس میں ایک سے بڑھ کے ایک

شاعر، رونق اسٹیج ہے جب کہ قافلۂ شب اپنی خوبیوں اور تمامتر رعنائیوں کے ساتھ منزل مقصود کی سرحد عبور کرنے کو ہے، یقیناً اس میں آپ کا پر شفقت سایہ اور دست کرم شامل حال ہے، جس کی وجہ سے بزم کا حسن دوبالا ہوتا جا رہا ہے، اور پروگرام کا شباب پروان چڑھتا جا رہا ہے، میں آپ کی سماعتوں کو سلام پیش کرتے ہوئے داد تحسین دیتا ہوں۔

اور میں تمام ان حاضرین کا پرتپاک استقبال و خیر مقدم کرتا ہوں، جو طویل مسافت طے کر کے باوجود قلت وقت اور کثرت مشاغل کے اور لامتناہی ذمہ داریوں کو ترک کر کے ہماری ایک ہی آواز پر رواں دواں، کشاں کشاں سرپٹ دوڑتے ہوئے گوشے گوشے سے سمٹ کر پروانہ وار پہنچ کر صف بصف، فرشِ نشیں اور شریک محفل ہو کر ہمارے جلسہ کو زینت بخش رہے ہیں، ساتھیو، گیسوئے شب کی تاریکیوں میں آپ کی تشریف آوری کے ہم بیحد ممنون و مشکور ہیں کہ آپ نے ہماری بزم کی لاج رکھی اور آپ نے اپنی سنجیدگی وخوش طبعی کا بہترین نمونہ پیش کیا، آپ کی حوصلہ افزائی اور شگفتگی وشائستگی کی کرشمہ سازی کے سوجان سے ہم قربان ہیں اور آپ کی خاموش مزاجی سے ہمیں بے انتہا خوشی ومسرت حاصل ہو رہی ہے، ہم آپ کے جذبات واحساسات کا احترام کرتے ہیں، اور اپنے دل کی ان گہرائیوں سے ہدیۂ امتنان وتشکر پیش کرتے ہیں، جہاں آپ کے لئے عزت وعظمت، احترام واکرام، اور نیاز مندی کے بے شمار جذبات موجزن ہیں، جنہیں احاطۂ اظہار میں لانے سے زبان عاجز ہے، اللہ آپ حضرات کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین

تو لیجئے ایسا شاعر، جس کے کلام کا ایک ایک شعر فصاحت وبلاغت سے مربوط و مرصع ہوتا ہے، اور جس کے اشعار میں جگہ پانے کے لئے بیلا، چنبیلی، موگرا، گلاب، چمپا، رات کی رانی، جوہی ونسترن یہ سارے پھول ہاتھ پسارے ایک فقیر کی طرح کھڑے رہتے ہیں جس کا لگ بھگ ہر شعر، عمدہ عبارتوں سے مزین ومرصع اور مقفّٰی ومسجع ہوتا ہے جو سامعین کی رگ وریشے میں دوا کی طرح پیوست ہو جاتا ہے، اور وہ جب گنگناتا ہے تو مجمع کیف وسرور کے سمندر میں غوطہ زن ہو جاتا ہے، جو دلچسپ، من پسند اشعار کا گلدستہ پیش کرنے کا فن بخوبی جانتا ہے جو سامعین کے دلوں پر چند لمحوں میں چھا جاتا ہے اور راج کرنے لگتا ہے۔

میزبان شعراء سے گذارش

پروگرام کی جوفہرست مجھے دی گئی ہے، کافی طویل ہے، جب کہ وقت قلیل ہے، اس لئے ہم تمام، مقامی شعراء کرام سے انتہائی ادب واحترام کے ساتھ گذارش کرتے ہیں کہ زیادہ وقت نہ لے کر پروگرام کو آگے بڑھانے میں ہمارا ساتھ دیں، اور مہمانوں کا حوصلہ بڑھائیں۔

تبصرہ: حضرات! وہ شاعر، جو استعارات وکنایات کی عمدہ تعبیرات کو ابھی ابھی شعری پیرہن پہنا رہا تھا، جس سے مجمع لطف اندوز ہورہا تھا میں اہل محفل کی فرمائش پر دوبارہ اسی دھوم مچانے اور دلوں میں ولولہ پیدا کرنے والے شاعر کو آواز دے رہا ہوں، آیئے جناب عالی تشریف لایئے۔

ناظم: آپ سامعین کی بے ترتیبی اور بے رغبتی، محفل میں خموشی، اسٹیج پر تشریف فرما حضرات کی بے توجہی اور نوجوانوں کی غنودگی کو دیکھ کر مجھے لگ رہا ہے کہ آپ کو کسی اور شخصیت کی چاہت ہے۔

تو لیجئے! ایسا شیریں کلام، نوجوان شاعر، جو دل میں نشاط، طبیعت میں سکون اور قلب میں اطمینان حلول کردے گا، جو نیند کی آنکھ مچولی، لوگوں کے شور شرابا اور بچوں کی بھگدڑ پر لگام لگادے گا، اور اپنی جادو بھری آواز سے مجمع پر چھا جائے گا، میں اسی شاعر کو آواز دینے جارہاہو۔

حضرات یہ مشاعرہ کا انقلابی دور چل رہاہے، تو آیئے اب صنم خانۂ غزل کی طرف چلیں

ہندی کے شاعروں (کویوں) کی نظامت

وہ شاعر، جو لگ بھگ ایک دَسَکْ سے جن پد کے سہتیہ چھتر اور انیک چھتر میں، اپنے ضلع کا نام روشن کررہاہے، اور جس نے کم عمری ہی سے شاعری میں قدم رکھا، آج وہ وشال برِکچھ بن کر ہم سب کے لئے ہر یتیمہ چھایہ اور پھل پردان کررہاہے۔ میں اسی کوی

کو آمنترت کرتا ہوں کہ وہ پدھاریں۔

ایسا شاعر، جس کا پریچے کرانا گویا کہ چاند کو دیا دکھانا ہے، کیوں کہ وہ اتنا مشہور ہو چکا ہے کہ تعارف کا محتاج ہی نہیں رہا، جس کی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنی شاعری اور کویتاؤں میں صرف ستیہ ہی ستیہ پرستت کرتا ہے اور ایکتا استھاپت کا اپدیش ہر منش اور سماج کے لوگوں کو دیتا ہے میری مراد............................فلاں صاحب ہیں۔

تبصرہ -وہ شاعر جو محبتوں کی شیت برسا رہا تھا، گگن سے تاروں کو توڑ لانے کا گر بتا رہا تھا، اداسیوں کے ماحول میں پیار کا گیت سنا رہا تھا، یہ ایک نئی کھوج تھی اور ایک خوبصورت لکچھ تھا، جو آسانی سے پراپت ہوا، میں مبارک باد دیتا ہوں، اس نوجوان شاعر کی عمدہ شاعری کو۔

حکایت ہے کہ ایک صاحب کو شاعری کا شوق ہوا، تو اس نے کسی کو استاذ بنالیا اتفاق سے کسی مشاعرہ میں اس کو بلایا گیا تو مشاعرہ میں جانے سے پہلے اس نے ایک مصرعہ بنایا، املی کے پتے سبّز سبّز

دوسرا مصرعہ بن نہیں رہا تھا تو استاد کے پاس گیا اور کہا اس مصرعہ میں (سبّز سبّز) تکرار کی صفت ہے تو استاد نے فوراً دوسرا مصرعہ لگا دیا ابجد، حطّی، ہوّز، ہوّز

اور کہا اس میں دو صفتیں ہیں ایک صفت تکرار کی اور ایک صفت تقدیم ماحقہ التاخیر کی۔

بجائے سینے کے آنکھوں میں دل دھڑکتا ہے ❁ یہ انتظار کے لمحے عجیب ہوتے ہیں
کئی رتوں سے جنہیں انتظار ہے تیرا ❁ وہ اپنی آنکھیں دریچے میں رکھ کے سوتے ہیں

تو لیجئے! ہمارے بیچ ایک ایسا بھی کوی ہے، جو اپنی کویتاؤں میں پوری دنیا کا عکس اتارنے کا ہنر جانتا ہے، جو چاند، سورج، دھرتی، آسمان، ہوا، پانی، عداوت و نفرت، محبت و مؤدت، کو اپنی کویتاؤں میں اس طرح سمو دیتا ہے کہ جس طرح ایک کالی کلوٹی لڑکی کو ماں میک اپ وغیرہ سے مزین کر کے اس کو حسینوں کی صف میں کھڑی کر دیتی ہے، جس سے یہ پہچان مشکل ہو جاتی ہے کہ اس کی یہ خوبصورتی قدرتی ہے یا بناوٹی۔

کارو بار چلنے میں کتنی دیر لگتی ہے ❁ دشمنی نکلنے میں کتنی دیر لگتی ہے
آج کل سبھی چیزیں ریڈی میڈ ملتی ہیں ❁ صورتیں بدلنے میں کتنی دیر لگتی ہے

وہ شاعر، جو ستیہ جگت میں، اپنا سمّان جنک استھان رکھتا ہے، جو پیار کے، گیان کے، دیپ جلانے کی برابر کوشش کرتا ہے، ستیہ کرم کو اپنا ساتھی اور استیہ کو اپنا دشمن تصور کرتا ہے، جس کی سنسناتی ہوئی اور گنگناتی ہوئی آواز من کو پرپھلّت کرتی ہے، پربھو سے پرارتھنا ہے کہ آنجناب دن پرتیہ دن پرگتی کی، اُور اگرسر ہوں، انہیں بھاؤناؤں کے ساتھ آپ سب مہودے کو ست نمن کرتے ہوئے عالی جاہ کو آواز دی جا رہی ہے۔

ناظم کا تبصرہ- میں ہر دِک بدھائی دیتا ہوں اور آبھار پرکٹ کرتا ہوں جناب چودھری صاحب کا کہ انہوں نے اس پروگرام کا مجھے سنیوجک بنایا اور میرا اتنا بڑا سمّان ارپت کر کے میری عزت و پرتشٹھا کو بڑھایا، جس سے میرا آتما پرسنتا سے اچھل رہا ہے، اور مجھے اس پر گرو بھی ہو رہا ہے، کہ آج آپ کے اس مشاعرہ میں مجھے اپستھت ہونے کا سوبھاگیہ ہوا اور ادب نواز لوگوں کی اتنی بڑی سنکھیا کو دیکھنے کا موقع ملا، مشاعرہ کے اراکین و منتظمین واستو میں پرشنسا کے یوگیہ ہیں، ساتھیو یہ پروگرام بہت ہی جلد آیوجت کیا جائے گا، مگر مدتوں سے یہ پرمپرا قائم ہے، کہ پہلے صدارت کی گھوشنا ہو جائے، الغرض میں چودھری مہودے کا ابھاری ہوں، کہ انہوں نے اپنے اس پروگرام میں مجھے آمنترت کیا، سبھی کو اس شبھ اوسر پر میرا نمن اور شبھ کامنائیں ہوں، اور خوشی کی بات یہ ہے کہ ہمارے بیچ وہ مہمان شخصیت بھی براجمان ہوگئی ہے جس کا ہمیں بہت دیر سے انتظار تھا۔ چوں کہ انہیں کی صدارت میں یہ پروگرام چلے گا، دوستو، میرا پریاس ہے کہ آپ سبھی لوکن کو کسی طرح کا کوئی کشٹ نہ ہو اور جلد ہی کویوں کے ناموں کی لسٹ اسپشٹ کر دی جائے۔

تو لیجئے، ایسا شاعر، جس سے کچھ برس پہلے پرتھم پریچے ہوا، اور جس کو بڑے نکٹ سے دیکھنے کا اوسر ملا، جو اپنے وچار دھاراؤں میں دیش کو سندیش پراپت کرنے میں بہت ماہر ہے، مجھے آشا ہی نہیں بلکہ پورا وشواس ہے، کہ یہ نوجوان شاعر سننے والوں کا من جیت کر حلقۂ شعر و ادب میں اپنا بلند استھان، بہت ہی جلد پراپت کر لے گا اور اپنی شاعری کا لوہا منوا لے گا، میں انرودھ کرتا ہوں فلاں صاحب سے...........................

تو لیجئے! ہمارے بیچ ایسا پرم پرش ہے، کہ جس کی کرپا سے محبت کے کچھ چھن ہمیں

بھی اپلبدھ ہورہے ہیں، جو گنگا جمنی کلچر کا گویا افسر و پروفیسر ہے، اور جو شاعری کو زندگی کی بیٹی اور مضبوط احساسات کو دلہن سمجھتا ہے، پربھو سے میری پرارتھنا ہے کہ کوی کی زندگی میں نرنتر رکھے، اب میں اسی مہان شاعر سے انرودھ کررہا ہوں کہ وہ مائک پر پدھاریں۔

وہ شاعر، جو قہقہوں کا طوفان ہے، جس کی ہر بات سمرپن کے شبدوں سے گوندھی ہوئی مالا کی طرح ہوتی ہے، اور اس کوی کا کمال یہ ہے کہ وہ طنز کے تیر جس طرف اور جہاں جہاں بھی چلاتا ہے نشانہ خطا نہیں ہونے دیتا، جو منورنجن کا گویا ایک انجن ہے، اور غزلوں کا جب وہ شیش محل تعمیر کرتا ہے، تو تھوڑی سی بھی نین میں روشنی رکھنے والا یہ کہنے لگتا ہے، یہ شاعر، قابل بدھائی پاتر ہے، اس سے میری مراد فلاں صاحب.............. ہے

ایسا شاعر، جو اردو ہندی، دونوں بھاشاؤں کا سوامی ہے، جو دونوں زبان کو فروغ دینے کے لئے اپنے ہردے میں نہ جانے کتنے جوار بھاٹا رکھتا ہے میری مراد فلاں شاعر......

تبصرہ۔آج جب کہ جیون بہت سنگھرش شیلا، ایوم جٹل ہوتا جارہا ہے، بھوتکتا کی اجسمانتا نے سماج کو ویبھاجت کررکھا ہے، آپسی تناؤ و خلفشار کے کارن سماجک رشتے درکتے اور چٹکتے جارہے ہیں اور لوگ جٹلتاؤں کے مکڑجال کے نکٹ ہوتے جارہے ہیں اور حالت یہ ہے کہ آج ہر آدمی اپنوں کے بیچ بھی اکیلا پن محسوس کرتا ہے جبکہ شاعر انہیں احساسات کو جگانے کا کام کرتا ہے۔

سنچالک کی تقریر

مترو، ایوم، مہاسجنو، مشاعرہ، قومی یکجہتی اور ایکتا پردان کرتا ہے، اسی کا پرینام ہے کہ آج ہم ایک منچ پر اپستھ ہیں، کیوں کہ اردو زبان پر ہر ویکتی کا ادھیکار ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ اس بھاشا میں مٹھاس، رسیلا پن ہے، جس کا ایک ایک شبد، سمرپت اکچھروں کی مالا سے جڑا ہوا ہے، جو راز و نیاز اور عشق و پیار کی مدھوشالا زبان کہلاتی ہے۔یہ مہتو پرن، تن آتر، مست یون ہے، ساتھیو آج ادب سے گہری روچی رکھنے والے سامعین یہاں موجود ہیں، اور یہ حقیقت ہے کہ شاعری کی پرگتی اور پرمپرا بہت ہی ابال اور اچھال کی صلاحیت رکھتی ہے، جو نئی دشائیں اجاگر کرتی ہے، چناں چہ آج اس مقام پر بڑے

بڑے مہان، مہارتھیوں کو اپنی کلا پردان کرنے کا اوسر ملے گا اور آشا کی ایک کرن ہمارے بیچ ساغر بنکر چھلکے گی، جس سے ہمارا بھرم ساہوکار رہوگا، حالانکہ کچھ لوگ ایکتا بھنگ کرنے میں لگے ہوئے تھے، پرنتو یہاں انیک دھرموں کے لوگ اور مختلف مقامات کے نواسی اُپستھ ہیں، یہی وجہ ہے کہ جو لوگ مشاعرہ میں دراڑیں ڈالنے کوشش کر رہے تھے وہ اپنی اس مہم میں اسپھل رہے، حالانکہ وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ذاتی بھید بھاؤ کو چھوڑ کر ہم سبھی قدم سے قدم ملا کر اپنے دیش کو ویکاس کی اُور لے جانے میں سہمتی اور سہیوگ پردان کریں، جس سے ملک کی بھلائی اور جگ کی بھلائی ہو، ساتھیو جب ہمارے من میں انسانیت کا انکور ہوگا تبھی اس ملک میں دَیا، پریم، وشواس، نوتکتا اور بھائی چارہ کا اپیوگ ہوگا، تو لیجئے اس پوتر پاٹھ کو یاد، دلانے کے لیے میں آمنترت کرتا ہوں اس کوی کو، جس کو دیکھنے کے لیے اور درشن کرنے کے لئے ہمارے نین بیتاب ہیں۔ جو انتھک گنوں کا مالک ہے، تو مشاعرہ کا آنند لیجئے، کیوں کہ مشاعرہ اتم اگار پر پہنچنے کو ہے۔

شہید ہوگئے جو لوگ انکی قسمت میں ❁ نہ کوئی زخم نہ تیرو کمان لکھا تھا
یہی تو دیکھ کے حیران ہوگئے دشمن ❁ ہر ایک قطرہ پہ ہندوستان لکھا تھا

تبصرہ-وہ شاعر، جو ابھی امرت رس برسا رہا تھا پیار کا دیپ جلا رہا تھا، موتی پانے کے لئے گہرے ساگر میں ڈبکی لگا رہا تھا، جیون کی پرکریا کو نشچت روپ سے جگا رہا تھا، میں شاعر کو مبارکباد دیتا ہوں۔

تو آیئے اس منچ کے مادھیم سے ہم ایسی آواز کو آواز دیں، جو اپنی من موہک کویتاؤں سے سماج کا دل، موہ لینے کے فن سے بخوبی واقف ہے، اور عوام وخواص کے ذہن ودل پر بہت جلد چھا جانے کا اسلوب وطریقہ جانتا ہے، جو حالات کے نشیب وفراز کو پرکھ کر موقع اور محل کے لحاظ سے عمدہ گفتگو کرنے کا سلیقہ جانتا ہے۔ جو سیاست کی دنیا میں ایک منفرد مقام و پہچان رکھتا ہے، جو تشنگی کو سیرابیت سے اور غمزدہ دل کو خوشدلی سے بدل دینے کے جذبات سے بھرپور ہے، جو تنہائی کے احساسات کو ختم کر کے اپنائیت کا احساس دلا کر لوگوں کو اپنا ہمنوا وہم مشرب بنالیتا ہے، میں آپ کی سیوا میں اس شخصیت کو روبرو کرنا چاہتا ہوں جس کی آواز ہم سب کو ضرور پربھاوت کرے گی۔

حکایت

دو تصویر بنانے والوں نے آپس میں کہا کہ ہم دونوں تصویریں کھینچیں، اور دیکھیں کہ کون اچھی کھینچتا ہے، ایک مصور نے انگور کا خوشہ نقش کیا اور اس کو دروازہ پر لٹکا دیا، پرندے آئے اور اس پر چونچ مارنے لگے، لوگوں نے اس تصویر کو بہت پسند کیا اور دوسرے مصور کے گھر گئے اور پوچھا کہ تو نے کہاں تصویر بنائی ہے، دوسرے مصور نے کہا، اس پردہ کے پیچھے، پہلے مصور نے چاہا کہ پردہ اٹھائے، جب ہاتھ پردہ پر رکھا، معلوم ہوا کہ پردہ نہیں ہے، بلکہ دیوار ہے اور اس پر تصویر کھینچی ہے، چناں چہ دوسرے مصور نے کہا تو نے ایسی تصویر کھینچی ہے کہ پرندوں نے دھوکہ کھایا اور میں نے ایسی تصویر کھینچی ہے کہ مصور نے دھوکہ کھایا۔

شاعرات کی نظامت: اپنی حیثیت اور شاعرات کی عزت کا خیال کرتے ہوئے کریں

ایسی شاعرہ، جس کے دل میں پیار کا مادہ موجزن تو ہے، مگر پیار میں مرجانے کو زندگی کا قتل سمجھتی ہے، جو محبت کو عبادت کا درجہ تو دیتی ہے مگر حد سے گذر جانے کو اپنے اور خاندان کی تذلیل و توہین سمجھتی ہے، جو وعدہ سے مکر جانے کو زہر ہلاہل اور دروغ گوئی کو سمِ قاتل سمجھتی ہے اور، جو مخالف حالات سے نمٹنے اور نہ ڈرنے کا حوصلہ اپنے اندر رکھتی ہے، جو آنکھوں میں کاجل کی طرح، سانس میں صندل کی طرح، خواب گاہ پر مخمل کی طرح اور گھٹا میں برسنے والے بادل سے اپنے آپ کو تشبیہ دیتی ہے، اس شاعرہ کا نام ہے انجم رہبر، انہیں کا شعر ہے

اس بار مگر پیار میں مرنا بھی نہیں ہے ❁ حالاں کہ وفاؤں سے مکرنا بھی نہیں ہے
لیکن ہمیں حالات سے ڈرنا بھی نہیں ہے ❁ حالات مخالف ہیں یہ معلوم ہے انجم

حکایت: شاہ ایران کی زبان سے ایک دفعہ یہ مصرعہ نکلا، مصرعہ یہ ہے

دُرِ ابلق کسے کم دیدہ موجود

اس پر بادشاہ نے دوسرا مصرعہ لگانا چاہا، مگر نہ لگا سکا، تو اس نے شہر کے دوسرے شعراء کو حکم دیا کہ اس پر دوسرا مصرعہ لگائیں، تمام شعراء حیرت میں پڑ گئے، کیوں کہ کوئی مضمون ہو تو اس کو پورا کیا جائے، یہ تو کچھ مضمون ہی نہ تھا، چناں چہ اس پر ایران کے شعراء مصرعہ نہیں لگا سکے، اور کہا یہ تو تک بندی ہے۔ شاہ ایران کو یہ جواب ناگوار گزرا کہ ہمارے مصرعہ کی ان لوگوں نے بے قدری کی، چناں چہ اس نے ہندوستان کے بادشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خط لکھا، کہ ہندوستان کے شعراء اس مصرعہ پر مصرعہ لگادیں، کیوں کہ ایران کے شعراء اس سے عاجز ہیں، عالمگیر نے ہندوستان کے شعراء کو اطلاع دی، تو ہندوستان کے شعراء نے بھی اس بے تکے مضمون کو دیکھ کر مصرعہ لگانے سے انکار کر دیا، عالمگیر کی ایک بہن زیب النساء بھی شعر کہتی تھی اس کو جو اس مصرعہ کی خبر پہنچی وہ بھی سوچ میں پڑ گئی کہ اس کو کس طرح پورا کیا جائے، اتفاق سے ایک روز صبح کے وقت سرمہ لگا رہی تھی اور سرمہ کچھ تیز تھا، جس کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو نکل پڑے، ایسا سرمہ جس میں کچھ سیاہی تھی اور کچھ سفیدی اور شعراء آنسو کو موتی سے تشبیہ دیا کرتے ہیں، تو آنکھوں سے آنسو ٹپکنے کے وقت فوراً اس کا ذہن شاہ ایران کے مصرعہ کی طرف گیا، اور اس پر دوسرا مصرعہ یہ لگا دیا

مگر اشک بتان سرمہ آلود

اور فوراً عالمگیر کو اطلاع دی، عالمگیر بہت خوش ہوا کہ جس مصرعہ کی تکمیل سے ایران کے شعراء عاجز ہو گئے تھے، ہندوستان نے اس کو پورا کر دیا اور اس طرح مصرعہ لگا دیا گیا کہ جو پہلا مصرعہ بے معنی تھا، وہ بھی معنی دار ہو گیا، عالمگیر ایران کے بادشاہ کو اس کی اطلاع دی، تو شاہ ایران مارے خوشی کے اچھل پڑا اور تمام ایرانی شعراء کو جمع کر کے کہا کہ تم نے ہمارے مصرعہ کو بے معنی کہا اور دیکھو ہندوستان کے ایک شاعر نے اس کو مکمل کر دیا، اور پورا شعر پڑھا

درِ ابلق کسے کم دیدہ موجود ❁ مگر اشک بتان سرمہ آلود

ایرانی شعراء، حیرت میں پڑ گئے اور کہا، واقعی شاعر نے کمال کر دیا، اور بادشاہ سے درخواست کی کہ ہم اس شاعر کی زیارت کرنا چاہتے ہیں، چناں چہ شکریہ کا خط شاہ ایران

نے لکھا اور کہا شاعر کو ایران بھیج دیا جائے، ہم لوگ ان کی زیارت کرنا چاہتے ہیں، عالمگیر اس خط اور پیغام کو بہن کے پاس لے کر گیا اور کہا کہ لو یہ بادشاہ کا خط ہے اور تم کو بلایا ہے، اور شعر کہو؟ میں اب میں کیا جواب دوں گا، تو اس نے فارسی میں ایک شعر لکھا اور کہا میرا یہ شعر ایران بھیج دو

در سخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگ گل ❁ ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

مطلب یہ ہے کہ میں اپنے شعر میں ایسے ہی چھپی ہوئی ہوں، جیسے خوشبو پھول میں، جو شخص مجھے دیکھنا چاہتا ہے، وہ میرے کلام میں مجھ کو دیکھ لے۔

خلاصہ یہ ہے کہ زیب النساء کا تخلص مخفیؔ تھا اور وہ ایک حیادار عورت تھی، جو شریعت کا ہمہ وقت پاس ولحاظ رکھتی تھی، مگر آج معاملہ اس کے برعکس ہے۔

سامعین حضرات، عورتوں کی زندگی میں نہ جانے کتنی دشواریاں، آندھیاں، تلخیاں، بے وفائیاں، سسکیاں، اور دوریاں ہوتی ہیں، کہ ان تمام رازوں کو سمجھنا کوئی کھیل نہیں ہے، کیوں کہ جب تک مرد پردیش میں رہتا ہے، اس کا درد، دن بدن بڑھتا ہی جاتا ہے، اور مستی بھری جوانی نڈھال و بے حال ہوتی رہتی ہے، کیوں کہ شب فراق اس کو سانپ بن کر ڈستی رہتی ہے، اور تنہا بستر اس کو نوکدار کانٹے کی طرح محسوس ہوتا ہے، اور اپنے محبوب کے فراق میں نہ اس کو کھانا اچھا لگتا ہے، نہ سونا، نہ چوڑی اچھی لگتی ہے نہ کنگن، نہ سسرال اچھی لگتی ہے نہ اس کا آنگن، نہ بارش اچھی لگتی ہے نہ ساون، جیسا کہ نزہت نگار نے کہا ہے۔

چوڑی نہیں دیکھی، کبھی کنگن نہیں دیکھا
تم جب سے گئے میں نے بھی درپن نہیں دیکھا
بارش کی یہ بوندیں ہیں یا چنگاریاں نزہتؔ
ایسا بھی سلگتا ہوا ساون نہیں دیکھا

مگر مردوں کی بھی کچھ مجبوریاں ہیں کہ وہ بیوی بچوں کے لئے کچھ کر گذرنا چاہتے ہیں، اسی وجہ سے وہ اکثر اسفار کرتے ہیں، مگر جو بھی ہو، عورتوں کا درد کم ہونے کو تیار نہیں۔

حضرات! یہ ترقی کا دور ہے، یا تنزلی کا، یہ فیصلہ آپ پر ہے، مگر ہاں عورتیں آج

جس قدر، مردوں کے کاندھے سے کاندھا ملا کر زمانے کے رخ کو موڑنے میں لگی ہیں، اس دوڑ کو روکنا بہت مشکل ہے، کیوں کہ اب عورتوں میں چراغ دل جلانے، افق کے پار جانے، محفلوں میں نغمات سنانے، پروں کو آزمانے، اور مردوں کو بیوقوف بنانے کا سلیقہ آ گیا ہے۔

لبوں پہ پیاس کی شدت ضرور رہتی ہے ❁ پرائے جام پہ نیت ضرور رہتی ہے
ہزار عیش کے سامان لے لئے جائیں ❁ ان عورتوں کو شکایت ضرور رہتی ہے

عورتوں کے بھی، الگ الگ روپ ہیں، ایک عورت وہ بھی ہے جو اپنے چاہنے والوں کو زیادہ پریشان نہیں کرتی، بلکہ دلاسا، تسلی دیتے ہوئے، دوریوں کو ختم کرنے کی غرض سے یہ بے جھجک کہہ ڈالتی ہے، کہ میں آپ کو اتنا پیار دونگی کہ آپ میرے پیار میں پاگل، دیوانہ، بن کر لوگوں کے بیچ قیس و فرہاد کہلانے لگیں گے، میں آپ کی سانسوں سے اس طرح لپٹ جاؤنگی کہ ہر آہٹ و سرسراہٹ سے مجھے نزدیک پانے لگیں گے، جب آپ پردیش میں بستر استراحت پر میٹھی نیند سو رہے ہوں گے، تو میرا خواب و خیال ایسا چونکا دے گا کہ آپ مجھے اپنے پہلو میں تصور کر کے بستر، ٹٹولنے پر مجبور ہو جائیں گے، اس سے میری مراد.............شاعرہ ہے۔

دل مرا ایسی راجدھانی ہے ❁ جہاں بس تیری حکمرانی ہے
اس نئے دور میں نیا سوچو ❁ پیار کی داستاں پرانی ہے
ہے ایک ہی پیاس سب کے ہونٹوں پر ❁ آج مہنگا لہو سے پانی ہے
کاش آجائے وہ اداشاید ❁ آج کی رت بھی بڑی سہانی ہے

سامعین! آج کی عورتیں، جب اپنی وفاؤں کا کبھی تذکرہ کرتی ہیں، تو یوں کہتی ہیں کہ میں آپ کی چاہتوں کا پھول اور پاون چرن کی دھول ہونا چاہتی ہوں، میں آپ کی بیکل، ہردے میں شول ہونا چاہتی ہوں، اور اپنی سچی محبت کی انوکول ہونا چاہتی ہوں، کیوں کہ آپ ہی میرا مندر، آپ ہی میری مسجد اور آپ ہی میرا تیرتھ دھام ہو، میری پوجا، آرتی، بھجن سب تمہارے نام ہو، انہی میں سے ایک محترم شاعرہ کا نام ارمل ستیہ بھوشن ہے جن کا یہ شعر ہے

مرا مندر مری مسجد میرے تیرتھ دھام تم ❁ اپنی پوجا آرتی کردی تمہارے نام سب

الغرض جب لڑکیاں خود، اپنی خوبصورتی کو بیخود کردینے والی شراب سے تشبیہ دیں گی اور اپنی جلوہ آرائیوں کی تعریف کریں گی، مردوں کو چاند، خود کو آفتاب، مردوں کو پھول، اور خود کو خوشبو، اپنے کو باغیچہ، اور مردوں کو مالی قرار دیں گی، تو یقین جانئے کہ پتھر دل بھی موم کی طرح پگھل جائے گا، اور دیوانہ وار اس کی زندگی میں سما جانے پر مجبور ہو جائے گا، ایسی ہی کچھ عکاسی ریحانہ شاہین کے ان شعروں سے ہو رہی ہے

تم کو میرے بارے میں یہ تو سوچنا ہوگا ❁ تم اگر نہ بولے گو میرا حال کیا ہوگا

در پہ جان دے دیں گے یا مراد پالیں گے ❁ آپ کی عدالت میں آج فیصلہ ہوگا

تجربہ محبت میں ہم کو یہ ہوا شاہینؔ ❁ جتنی قربتیں ہوں گی اتنا فاصلہ ہوگا

اس کے برخلاف ایک ایسی بھی تجربہ کار، مشاہدات سے لبریز، شاہکار شاعرہ بھی آج رونق اسٹیج ہے، جو چپکے چپکے اشک بہانے، شمع انتظار جلانے، عشق کی راہوں میں پلکیں بچھانے، کسی کا احسان اٹھانے، کسی مہرباں کی بات میں آنے اور اللہ کے علاوہ کسی کے سامنے سر جھکانے کو لغو، فضول اور بیکار سمجھتی ہے، جو عشق کو صرف ڈھکوسلا، اور جھوٹ پر مبنی تصور کرتی ہے اس شاعرہ کا نام ہے تاجور سلطانہ۔ شعر:

ہم چپکے چپکے اشک بہانے سے بچ گئے ❁ ایک مہرباں کی بات میں آنے سے بچ گئے

آیا امیر شہر تو سجدے کئے گئے ❁ اک ہم ہی تھے جو سر کو جھکانے سے بچ گئے

سامعین حضرات! عورتوں کا دل بہت نرم ہوتا ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، اور جس طریقے سے وہ اپنے بچوں سے پیار کرتی ہیں، دنیا میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، چناں چہ جب اس کا بچہ کبھی بازار، یا میلے میں چلا جاتا ہے تو ماں کی آنکھیں پتھرانے لگتی ہیں، بدن سہما سہما، سانسیں رکیں رکیں، اور پلکیں پسارے اپنے بچے کا پر تکچھا اور تپسیہ کرتی رہتی ہیں اور اگر رات کو آنے میں ذرا دیر ہو جائے، تو اس سمسیہ سے نڈھال ہونے لگتی ہیں، اور ماں یہ نہیں سوچتی، کہ بچہ متر منڈی، میں کسی پریم پرسنگ، ہرشُلّاس، یا کسی انوکھی اُمنگ میں مگن ہے، اور ایسی صورت میں ماں کی جان سے پران نکلنے لگتا ہے، کیوں کہ ماں اپنے بچے کو اپنے جیون

کا سہارا، آشا اور لگ بھگ ڈور سمجھتی ہے، چناں چہ کسی شاعر نے کہا ہے

کوئی بچہ تڑپتا ہے، تو ماں کا دل نکلتا ہے ❁ مگر جب ماں تڑپتی ہے تو پھر زمزم نکلتا ہے

اور ایک شاعر نے کہا ہے

پتھر ابالتی رہی اک ماں تمام رات ❁ بچے فریب کھا کے چٹائی پہ سو گئے

تو لیجئے، ایسی شاعرہ، جس کی زلف خم دار، جب اس کے گلعذار سے جا کر لپٹ جاتی ہے تو نہ جانے کتنے عشق کے پجاری، خود بخود اس کے اسیر بن جاتے ہیں، اور اگر کوئی ناصح درمیان میں حائل ہوتا ہے، تو وہ یہ کہہ کر اس کو خاموش کر دیتی ہے، کہ یہ مسئلہ میرا ذاتی ہے، اس سے آپ کو کیا لینا دینا ہے۔ اب میں تلخئ ماضی سے گذر کر مستقبل کو سنوارنے میں لگی ہوں، اس لئے میرے قدم کو کوئی راہ وفا سے نہیں روک سکتا ہے حالاں کہ تنقید نگار اور ناصح کے نزدیک خوش گمانی کی آخری منزل پر وہ گامزن رہتی ہے شعر

یہ جانتے ہوئے کہ وہ جھوٹ بھی تو لکھتے ہیں ❁ ہما ہم ان کے خطوں سے بہل گئے لیسے

تو آیئے، ایسی شاعرہ کو آواز دیں، کہ جب اس کے منہ سے مترنم آواز دکھ بھرے انداز سے نکلتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بہتے ہوئے پانی میں آگ لگ گئی ہو، اور وہ جب چاندنی بن کر جھیل میں نہانے کی بات کرتی ہے، تو لگتا ہے کہ جھیل، اس شاعرہ کی پوشاک بن گیا ہو اسی کے ساتھ جب وہ اپنی وفا کے بدلے جفا کے گیت گاتی ہے، تو لگتا ہے عشق کا خط دریا میں بہا کر وہ اپنی زندگی کا نیا، حسین تاج محل تعمیر کر رہی ہے۔ میں عارفہ شبنم کے اس شعر سے شاعرہ کو دعوت کلام دے رہا ہوں۔

چاندنی بن کے ترے دل میں اتر جاؤں گی ❁ تو نگاہوں سے چھوئے گا تو نکھر جاؤں گی
زندگی میری نہیں مجھ سے سنورنے والی ❁ تو مرا آئینہ بن جا تو سنور جاؤں گی
مجھ کو سانسوں کے گلستاں میں سجا لو ورنہ ❁ میں تو خوشبو ہوں فضاؤں میں بکھر جاؤنگی

سامعین! عورتوں کے دکھ درد پر، وفا جفا پر، ہجر و وصال پر، شب فراق پر، ذوق وصال پر اور شوق و انتظار پر بہت زیادہ کہنا بہت مشکل ہے، کیوں کہ عورتیں آج اپنی زندگی کی تاریخ خود عمدہ پیرائے میں بیان کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں، چناں چہ جب کوئی

عورت ریشمی لحاف اوڑھ کر سونے کی تیاری کرتی ہے تو اس کو شب فراق میں بستر راحت گدگدانے لگتا ہے اور وہ بستر سے اچھل کر یہ شعر تسنیم صدیقی کا گنگنانے لگتی ہے

جب کبھی تری یادیں نیند سے جگاتی ہیں ❁ ریشمی لحافوں میں سردیاں مہکتی ہیں
منتظر نگاہیں ہیں کون آنے والا ہے ❁ بھیگتی ہوائیں ہیں کھڑکیاں مہکتی ہیں
نام تیرا لکھا تھا دل کے کورے کاغذ پر ❁ یاد ہے مجھے اب تک انگلیاں مہکتی ہیں
یاد کے دریچے سے ذہن کی حویلی تک ❁ شاید کوئی آیا تھا سیڑھیاں مہکتی ہیں
ایک بار دیکھا تھا آنکھ موند کر تسنیمؔ ❁ آج تک یہ عالم ہے پتلیاں مہکتی ہیں

۱- تو لیجئے ایسی نوخیز شاعرہ، جو چہرہ کے اعتبار سے آفتاب، جسم کے اعتبار سے ماہتاب، انگلیاں مثل رنگ عناب، قد وقامت کے لحاظ سے پھولوں کی شاخ ہے، آج ہمارے بیچ وہ بھی موجود ہے جو عقلمندوں کی عقلوں کو اڑا دینے والا دمدار حسن اور جگر کو کباب بنا دینے والے سوز سے بھرے اشعار، اپنے دل کے جزودان میں رکھتی ہے، جو حور ذات، پری آواز ہے اور جو موسم بہار کے پھوار اور سیلاب سے زیادہ تازہ تر ہے، کہ جب وہ زبان کی تلوار سونت لیتی ہے، تو بڑے بڑے فن کے پہلوان میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں، کیونکہ اس کے کلام کا میدان، بہت وسیع اور عریض ہے جس کا ایک ایک شعر تر کھجور سے بھی زیادہ میٹھا ہوتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ جب اس کی ذات میں خود مٹھاس ہے۔

۲- ایک ایسی شاعرہ، جس کا جنم تو ایک گاؤں میں ہوا مگر وہ سوز وگداز میں، طوالتِ قد میں، سرمئی آنکھوں والی ہونے میں اور حسن وجمال میں، شہری عورتوں سے بھی بڑھی ہوئی ہے، کیونکہ شہری عورتوں کا حسن مصنوعی ہوتا ہے اور دیہاتی عورتوں کا حسن فطری اور قدرتی، اور فطری حسن، زیبائش وآرائش اور بناؤ سنگار والے حسن کے مقابلہ میں زیادہ پرکشش اور جاذبِ نظر ہوتا ہے، کیونکہ وہ پالش، رنگ اور تکلف وتصنع سے بے نیاز ہوتا ہے اور لوگوں کا کہنا ہے ہم تو اس کی سادگی پہ مرتے ہیں۔

۳- ایک جمال جہاں آرا اور حسن جہاں تاب، زلف سیاہ، چشم مدہوش اور سیمیں بدن شخصیت جو ہمارے بیچ موجود ہے، کہ جس کی پائل کی جھنکار نے سامعین کے ذہنوں کو متاثر

کرر کھا ہے اور اسکے چاہنے والوں کی گردنیں اسکی گذرگاہوں پر جھکی ہوئی ہیں، مگر اس معزز خاندان کی معزز بیٹی کا کیا ہی کہنا کہ وہ تمام، سرکش گردنوں کو فلانگ کر صحیح سالم اپنے آپ کو بچا کر ہم تک پہنچی ہے، تو آیئے بہتر ہوگا کہ اسی شخصیت کو محفل مشاعرہ کے روبرو لایا جائے۔

۴- ایسا چاند کا ٹکڑا، موہنی صورت، مور کی سی چال، نادر حسن، پری جیسے جسم والی اور سڈول بدن رکھنے والی، کہ جس کو دیکھنے کے بعد پارساؤں کی بھی قوت صبر شل ہو جائے اور اس کو دیکھنے سے آنکھیں سیر نہ ہوتی ہوں، ٹھیک اسی طرح کہ کوئی استسقاء کا مریض ہو اور آب فرات اس کو سیراب نہ کرتا ہو، مانندان شاخوں کے کہ جن پر گل انار لگے ہوں اور سرسبز درخت پر آگ کا شعلہ لٹکا دیا گیا ہو اور لوگ اس کے اردگرد مانند پروانہ جھلس کر مر گئے ہوں۔ تو لیجئے میں اسی شاعرہ کو دعوت کلام دینے جا رہا ہوں۔

۵- اب ایسی ہستی کو دعوت اسٹیج دی جا رہی ہے، جس کو شعراء، مشک وعنبر، تو کبھی گل بابونہ اور مشک گلاب سے تشبیہ دیتے ہوئے نہیں تھکتے، جو ایسا بہشتی چہرہ ہے کہ جس میں مشغول ہونے کے بعد، آدمی اپنے آپ کو بھی بھلا دے، کہ جس کے جسم کے بال و پر پر خزاں کی ہوا کی دست درازی نہ ہوئی ہو اور گردش زمانہ اس کے موسم بہار کی خوشیوں پر ناگواری کا بوجھ نہ ڈال سکا ہو اور جس کی عمدہ آواز، شیریں حلق اور ہونٹ، منہ سے دلفریبی پیدا کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ سارنگی کی آواز ٹھیک ہو تو گویےّ کے ہاتھ سے وہ کان نہیں اینٹھواتی، اسی طرح اچھی شاعرہ کہ جس کا گیسوئے غزل دراز ہے اور اشعار کی آگ، تر لکڑیوں میں بھی اثر پذیر ہے، وہ ہمارے درمیان موجود ہے۔

۶- ایسی شاعرہ، کہ جس کا چہرہ گلابی ہے، گلا معیاری ہے، ٹھوڑی سیب جیسی ہے، اور جس کی آواز، آب حیات سے دھلی معلوم ہوتی ہے، جو بازارِ حسن کی رونق، اور محفل مشاعرہ کی زیب وزینت ہے، اور جس کی جوانی شباب پر ہے، جو معشوقوں جیسا نقش وخط، مانند تازہ بہار رکھتی ہے، اور جو نوخیز دوشیزہ ہے، ایسا لگتا ہے کہ ناز وادا، شوخیٔ ودلبری، رفتار وروش اور یہ طور طریقہ کسی پری سے اس نے سیکھا ہے۔

۷- ایسی نئی شاعرہ، جو ڈبیہ کے موتیوں کی طرح، آج تک لوگوں کی نگاہ سے چھپی

رہی، جو کہ بلور جیسی پنڈلیاں اور چاندی جیسے رخسار اور گلاب کا سا بدن رکھتی ہے، اور سامعین جس کی راہ میں آنکھ اور دل بچھائے ہوئے ہیں۔

۸- ایسی شاعرہ، جو اپنی پیشانی کی چمک اور دلوں کو اچک لینے والی خوبصورتی سے اور سانسوں کی عمدہ خوشبوؤں سے، اپنی زلفوں کی ترتیب بندی سے، اور اپنے جسم کی لوچ و لچک سے، آنکھوں کی پتلی کی گھاٹی سے اور خوش آوازی سے اپنا گرویدہ بنانے والی ہے، اور جو عقلوں کو اڑانے والی، راہ و رسم کو نبھانے والی، شعر اور اس کی چادر کو بننے والی اور اپنی فراست کی لکڑی کو آزمانے والی ہے، اور جو ہر کسی کے دامن دل کو اپنی سریلی آواز سے کھینچنے والی۔ ہے، جس کا حسن، حسن یوسفی سے ڈھلا ہوا ہے، اور کمال خوبصورتی کا جوڑا جس کے بدن پر لپٹا ہوا ہے۔

۹- ایسی شاعرہ، جو اپنے آپ کو چھپانے والی، حیا کی چادر کو اپنے دل سے لگانے والی، مصیبت کے وقت میں صبر کرنے والی، غم زدہ آنکھوں کو سیراب کرنے والی، بوقت غصہ اترانے، اٹھلانے تڑپا دینے والی، سربستہ راز سے آشنا کرانے والی، اور حقیقتوں کا افشاء کرنے والی ہے، وہ بھی آج خوش قسمتی سے ہمارے بیچ جلوہ گر ہے۔

۱۰- ایسی شاعرہ، کہ جب وہ غزل پڑھتی ہے تو غزل کے دل کی خوشی کی انتہاء نہیں رہتی، کیونکہ غزل کو غزل پڑھ رہی ہوتی ہے، جس طرح اگر کوئی مہ جبیں اپنی مانگ میں خوشبو لگالے، تو خوشبو کی خوشی کی انتہاء نہیں رہتی کہ اس کو صحیح مقام ومرتبہ پر رکھا گیا ہے، اور ایک عظیم ہستی کی مانگ اس کو نصیب ہوگئی ہے، جو کہ چال میں ہرنی اور خوبصورتی اعضاء میں نیل گائے سے بھی بہت بڑھی ہوئی ہے، اور اس کے رعب ودبدبہ کا یہ عالم ہے کہ جب وہ سامنے آجائے، تو ہیبت سے آنکھوں پر حیا کا پردہ ڈل جائے، کہ جس سے رخ تاباں کی جھلکیاں اوجھل ہوجائیں، اور گستاخ نگاہیں اس کو دیکھنے سے قاصر ہوجائیں۔

۱۱- اس محبوب شاعرہ کا وجود، کیا ہی خوبصورت، جاذبِ قلب وجگر ہے، کہ جو مثل مورت ابھی تک ہمارے بیچ چپ ہے، جس کا خمیر ایسا لگتا ہے کہ موتیوں کو گھول کر تیار کیا گیا ہے، اور اس خمیر سے اس حسن نظر کو وجود میں لایا گیا ہے، اور اس پر بالائے ستم یہ کہ وہ

ہار، جو چودہویں رات کی طرح اس کے گلہ میں لٹک رہا ہے، گویا وہ ستاروں کا ہار ہے، کہ جس کی چمک، دمک نے تو بس دلوں کو گھائل ہی کر کے رکھ دیا ہے، کہ اس کا دیکھنے والا اپنے اوپر قابو نہیں رکھ پاتا، اور وہ اس قدر مشہور ہے کہ بجائے اوصاف گنانے کے اگر اس کی طرف اشارہ ہی کر دیا جائے، تو اس کو جاننے کے لئے اس کا نام لینے سے صد درجہ بہتر ہے، کہ جس کا مقصد حیات، بچپن ہی سے عظمت وشرافت اور شعروادب کی خوشہ چینی ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنی تمام سہیلیوں پر فائق ہے، اور بلندی کے زینے پہ اس نے ایسا قدم رکھا کہ دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔

۱۲- ایسی شاعرہ، جو مثل چاند ہے، اور جس کا بدن تاروں سے لپٹا ہوا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ چاند کے ساتھ جو تارے نکلتے ہیں، ان کو ہر آنکھ دیکھتی ہے، مگر آدمی کی گرفت سے وہ باہر ہے، اسی طرح محبوب شاعرہ کے عمدہ خدوخال کو، ہر کوئی دیکھتا ہے، مگر اس کو اپنی پکڑ میں لینا اسی قدر مشکل ہے جس قدر سورج کی کرنوں کو، جبکہ اس کا گلابی رنگ، چھریرا بدن، ہر کسی کو حرص میں مبتلا کر رہا ہے، مگر اس تک پہنچنے میں بہت سی رکاوٹیں اور دشواریاں ہیں، جبکہ بیہودہ عقل اس کی دائرۂ محبت سے نکلنے سے عاجز ہوگئی ہے، مگر کیا کریں کہ دل کی کوٹھڑی میں وہ گھر کر گئی ہے۔

۱۳- **تبصرہ**: خالی پنڈال کی روشنی سے کیا ہونے والا ہے، جبکہ اصل روشنی نظروں سے غائب ہوگئی ہے، یعنی کہ وہ شاعرہ، جو نسیم محبت کی داستاں، سنا کر ہم سے رخصت ہوگئی، اور زخمی دل پر مزید نمک چھڑک گئی، کہ جس سے محبت کے سب پرانے زخم تازہ ہو گئے، اور دل بھڑکنے لگا ہے، کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ دوبارہ جلوہ دکھا کر حسن مناظر سے ملاقات کراتی، اور خاکدان کے زخمی گلدان پر محبت کا مرہم رکھتی، کہ جس کے لئے ہم اپنی نگاہوں کا بستر، ننگی زمین پر بچھائے بیٹھے ہیں، اور ہم اس کی غزل کے احترام میں کھڑے ہو گئے ہیں، کہ وہ کون ہے؟ جو زخموں کو، غزلوں کی لڑیوں میں پرونے والی ہے، اور جوانی کے جذبات کی انگڑائیوں کے ساتھ اٹھکیلیاں کرنے والی ہے، جو نازک بدن میں آگ لگانے والی، اور دلوں میں چھلانگ مارنے والی ہے، جس کو دیر تک سننے کے باوجود ایسا لگ رہا ہے کہ

پلک جھپکنے کی مدت بھی ابھی پوری نہیں ہوئی، اور جس کا ایسا حسن وشباب کہ اگر کسی بوڑھے کو بھی اس کے بدن کی خوشبو، چھو جائے تو وہ جوان ہو جائے، اور آنکھ مسل مسل کر ہائے بڑھاپہ، ہائے میرے فراق اور ہائے درد جدائی کی مالا جپنے لگے، اور اپنے کو اس ''گوہ'' (جانور) کے ساتھ تشبیہ دینے لگے، جو دوبارہ اپنے بل تک نہیں پہنچ پاتی کہ بڑھاپہ کے ہاتھ نے اسے اس کی دسترس سے روک دیا ہے۔

۱۴- ایسی مثالی شاعرہ، جو معزز و معتبر، شریف الطبع، پاک نسل اور معتبر ننھیال و ددھیال سے تعلق رکھنے والی ہے، حفاظت آبرو جس کی علامت اور نرمیٔ وانکساری جس کی فطرت ہے، جو حالات زمانہ کی نکتہ داں اور اس کی خبروں کے نگینے سے واقف کرانے والی ہے، آج ان سے ایسی چیزیں سننے کو ملیں گی جو یقیناً وجد پیدا کریں گی، چنانچہ میری فکر نے یہ فتویٰ دیا کہ کیوں نہ اس عظیم الشان شخصیت کو دعوت کلام دی جائے۔

تتلی کی شادی

ایک دن، باغیچہ کے پھولوں پر تتلی اڑی، وہ ایسی لگ رہی تھی، جیسے اڑتا ہوا پھول ہو، اسے کیڑوں نے اڑتے ہوئے دیکھا تو چیونٹی نے کہا، اے خوبصورت سفید تتلی تو شادی کیوں نہیں کرتی؟ تو اسے تتلی نے جواب دیا، ساتھن میں غریب ہوں، میرے پاس صرف میرے دو بازو ہیں، تو سیپی والا کیڑا باغیچہ کی دیوار کے شگاف سے نکل کر آیا اور کہا کہ میں یہ مکان دیدوں گا، جو میری کمر پر ہے (یعنی سیپ کا خول) تاکہ تو اس میں رہے، شہد کی مکھی نے کہا میں تجھے شادی کی مٹھائی اپنے شہد سے دیدوں گی، جس میں سارے موسم بہار کے پھولوں کا رس ہے، جھینگر نے کہا ہمارے ذمہ باجا ہے، جس سے ہم مہمانوں کو خوش کریں گے، (جھمادیں گے) جگنو نے کہا کہ میری پیاری تتلی میں ساری رات باغیچہ روشن رکھوں گا، یہ سن کر تتلی شادی پر آمادہ ہوگئی اور اس نے کہا پیارے دوستو! اس تعاون کا بہت بہت شکریہ کل ان پرانے درختوں کے نیچے شادی ہوگی جو باغیچہ کے کنارے کھڑے ہوئے ہیں، خدا تمہارا دن بابرکت بنائے۔

اتحاد ہو تو ایسا

ایک کبوتری، ایک کھیت میں کھڑی ہوئی دانے چگ رہی تھی تو اسے ایک شکاری نے دیکھا اور اس کے لئے جال لگایا، کبوتری شکاری کے جال میں پھنس گئی اور اس نے جال سے نکلنے کی کوشش کی، لیکن وہ نکل نہ سکی۔

ایک کبوتری کا گزر ہوا اس نے اپنی بہن کو جال میں دیکھا، کبوتری اپنی بہنوں کی طرف دوڑی اور کہا، سفید کبوتری شکاری کے جال میں قید ہے، کبوتر جال کے پاس اڑ کر گئے اور کبوتری کو چھڑانا چاہا لیکن وہ چھڑا نہ سکے۔

ایک کبوتری نے کہا، جال بھاری ہے اور ہم میں سے اکیلے اسے کوئی نہیں اٹھا سکتا، ایک عقلمند کبوتری نے کہا ہم اسے اٹھانے میں باہم تعاون کریں، (یعنی سب مل کر اسے اٹھائیں) اور کسی دور جگہ اسے اڑا کر لے جائیں، اس خیال سے سب کبوتروں نے اتفاق کیا اور وہ جال کی طرف بڑھے اور اسے اٹھالیا۔

شکاری آیا، تو اس نے کھیت میں جال کو نہ پایا، اس پر اسے بڑا رنج ہوا اور وہ ادھر ادھر دوڑا، اسے تلاش کرنے کی خواہش میں، شکاری نے ہاتھ پر ہاتھ مارا (کفِ افسوس ملا) اور کہا کہ جال بھی ضائع ہو گیا۔

مگر جب اس نے فضا میں نظر ڈالی، تو کبوتروں کو دیکھا، کہ وہ جال لے کر اڑ رہے ہیں، اس نے جال حاصل کرنا چاہا مگر وہ حاصل نہ کر سکا، کبوتر اڑتے رہے، یہاں تک کہ درخت کے اوپر گھونسلے میں پہنچ گئے اور جال کو رکھ دیا۔

چوہا آیا اور اس نے اپنے دانتوں سے جال کو بری طرح کتر ڈالا، چنانچہ جال کٹ گیا اور کبوتری بچ گئی اور باہمی تعاون کی وجہ سے کبوتر شکاری پر غالب آ گئے۔

اس سے ہم انسانوں کو، بطور خاص مسلمانوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے کہ باہمی تعاون سے کتنا بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

تبصرہ، شاعرات

۱۔ خوبصورت اور پاکیزہ چہرہ والی عورت کے لئے نقش ونگار اور فیروزہ کی انگوٹھی، کان میں جھومر، ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی، پاؤں میں پازیب گلے میں ہار نہ ہو تو کوئی حرج نہیں کیوں کہ اس کا دلربا حسن ہی عقلمندوں کی عقل کو اچکنے کے لیے کافی ہے۔ اور عقلمندوں نے سچ کہا ہے کہ حسینوں کی زلف، عقل کے پیر کی بیڑی ہے، اور چالاک پرند کے لئے جال، یہی وجہ ہے کہ نہ جانے کتنے فرشتہ صفت لوگ، اس کے حسن کی قید میں یوں گرفتار ہوئے، کہ دل اور دین کو تمام عقلمندی اور ذہانت کے باوجود اس کے عشق میں صرف کردیئے اور اپنے آپ کو اس کے دلفریب دامن سے بچا نہ سکے۔

۲۔ سرد ہواؤں کا حملہ ٹھنڈا پڑ چکا ہے، بہار کا موسم آ گیا ہے، گلاب کی حکومت کا زمانہ شباب پر ہے اور نرم ونازک شاخوں کے ممبروں پر بلبل کی چہکنے کی تیاری ہو رہی ہے، مگر ایک بلبل ابھی اور ہے جو ایسے باغ میں اپنا آشیانہ رکھتی ہے، جس میں طرح طرح کے گل ریحان، سنبل، ضمیران، اس کے پاؤں چومتے ہیں، درختوں کے جھرمٹ اس کی قدم بوسی اور رنگ برنگے میوے، اس کی خوراک بن جانے کے لئے بے قرار و بے تاب رہتے ہیں۔

۳۔ ایسا خوبصورت چہرہ، کہ اگر کوئی مصری کی ڈلی بھی کھا رہا ہو تو اس کے حسن ذاتی کو دیکھ کر تکتا رہ جائے، کیونکہ جب وہ ہنس مکھ اور خوش اخلاقی کے ساتھ آجائے تو زخمیوں کے زخم پر گویا مرہم پٹی ہو جائے، کیا اچھا نصیب ہے اس شخص کا کہ جس کے ہاتھ میں اس کی زلف کا سرا ہے۔

۴۔ ایسا کھلتا ہوا، حسین چہرہ، جو دیکھ لے تو اس کے سامنے لیمو کے بجائے مدہوشی کے عالم میں اپنا ہاتھ تراش لے، مقولہ ''شراب کا نشیلہ آدھی رات بعد ہوش میں آجاتا ہے، لیکن مست ساقی کے لئے خدا خیر کرے، کہ اس کو تو بس قیامت کی صبح کو ہی ہوش آئے گا، تازہ انگور کھٹے ذائقہ کا ہوتا ہے، دو چار دن ٹھہر جاتا، کہ میٹھا ہو جائے، کھجوریں جب پک گئی ہوں اور باغباں نظروں سے اوجھل ہو، یا روکنے والا نہ ہو تو پارسا

انسان کے بھٹکنے کا بھی خطرہ ہے، یاد رہے بلبلوں سے وفا کی امید رکھنا خام خیالی ہے، اس لئے کہ ہر لمحہ ایک دوسرے پھول پر چہکتی ہیں۔

۵- یہ شوخ نگاہ، جب دل عشق کے کمند میں پھانس لیتی ہے، تو صبر ہاتھ سے لے جاتی ہے، اور جان قدموں میں ڈال دیتی ہے، اور جگر میں سما کر آنکھیں خیرہ کر دیتی ہے، کہ جس کا بانکپن غضبناک، ابرو کی شیریں گرہ، قابل دید ہے، اور جس کا دامن کشادہ ہے اور جو فاخرہ لباس میں ناز وانداز سے چلنے والی ہے، حقیقت ہے کہ ایسے دوست کی مار بھی عاشق زار کے لئے مانند کشمش ہے، اور اس کے ہاتھ سے منہ پر مکا کھانا اپنے ہاتھ سے روٹی کھانے سے زیادہ پر لطف ہوتا ہے، مگر ہاں جس کے سامنے منشاء وخواہش کے مطابق تازہ کھجوریں ہوں، وہ دوسرے کے انگوروں کی شاخ پر ڈھیلا نہیں مارے گا، کیونکہ جس دل کو بہشتی حور نے اچک لیا، وہ یغمانی معشوق کی طرف کبھی دھیان نہ دے گا۔

۶- **تبصرہ:** کسی کے محبوب کا رخ روشن، جب آفتاب بن کر اس کے سامنے آ جائے، تو پھر اس کی شب فرقت کی صبح نمودار ہو جاتی ہے، اور شب ہجر کی تاریکی اور درد وکرب کی بے چینی محبوب کی زیارت سے ہی ختم ہو جاتی ہے، اور ٹھنڈی سانس کی لہر اس کی رگوں میں دوڑنے لگتی ہے، اسی طرح مشاعرہ میں جب کوئی شاعرہ شعر پڑھتی ہے تو سامعین کی نیند حواس باختہ ہو جاتی ہے، اور بند آنکھوں کے دروازے فوراً کھل جاتے ہیں۔

۷- **تبصرہ:** محبوب کے فراق کی وجہ سے سورج کے روشن ہونے کے باوجود ابھی تک تاریکی ہے، مگر اب جبکہ محبوب کا رخ روشن سامنے آ گیا ہے، تو وہ دن جو مثل اندھیری رات تھا، اب اندھیری رات بھی مثل دن لگ رہی ہے، کیونکہ وہ لطافت طبع میں تمام خوشبوؤں کا مجموعہ ہے اور سخاوتوں میں بادلوں سے بڑھا ہوا ہے۔

محترم دوستو، انسان کے پاس خواہشات کا انبار ہے، جہاں ایک خواہش پوری ہوتی ہے، وہیں دوسری خواہش کی ابتداء ہوتی ہے، اور اسی طرح سے خواہشات کا سلسلہ بدستور قائم رہتا ہے، انسان کی خواہش کسی منزل پر جا کر ختم نہیں ہوتی، یہاں تک کہ وہ خود ختم ہو جاتا ہے، اور بہت سی خواہشات اپنے دل میں لے کر اس دار فانی سے رخصت ہو

جاتا ہے۔ اور ایک خواہش جو بہت دلچسپ بھی اور جان لیوا بھی ہے وہ عشق ہے، کہ اس کے مریض کو کسی حکیم کی دوا سے شفا نہیں ملتی، اصول محبت کے تمام فرائض پورے کرنے کے باوجود، عاشق دردِ محبت کا شکار رہتا ہے، کہ اس کے قریب شفاء بھی جانے سے ڈرتی ہے کیونکہ جنونِ کامل نے اس کی عقل وخرد کو بھی سلب کرلیا ہے۔

مریضِ عشق پہ رحمت خدا کی ❁ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

عشق کا ذائقہ بہت لذیذ ہے، مگر محبوب کا غیظ وغضب بہت خطرناک ہے کہ اگر اس کی تلخی اور کڑواہٹ کا ایک قطرہ بھی سمندر میں گر جائے تو اس کا سارا پانی کھارہ ہوجائے، مگر عشق کا پھندا عاشق کے حلق میں ایسا لگ جاتا ہے جیسے مچھلی کے حلق میں کانٹا۔

۲۔ معشوق جہاں بھی جائے، عزت واحترام پائے، اگرچہ ماں باپ نے اس سے ناراض ہوکر اس کو گھر سے نکال دیا ہو، شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے کہ جب میں نے مور کے پر کو قرآن کے اوراق میں دیکھا، تو بہت تعجب ہوا اور میں نے کہا کہ یہ مرتبہ تو تیری حیثیت سے زیادہ دیکھتا ہوں، تو مور کے پر نے جواب دیا چپ رہ، جو حسن رکھتا ہے جہاں جہاں قدم رکھتا ہے، لوگ اس کو ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں اور بزرگوں نے کہا ہے کہ تھوڑا حسن بہت سے مال سے بہتر ہے، اور حسین چہرہ ٹوٹے دلوں کا مرہم اور بند دروازوں کی چابی ہے، مشہور ہے کہ ایک حسین چہرہ، دیبا کی ہزار خلعتوں سے بہتر ہے، اور میٹھی جان کے لئے تشفی اور شفا بخش دوا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ اگر میٹھے پانی کا چشمہ لوگوں کو میسر ہو تو پیاسے لوگ، کبھی کھارے پانی کے اردگرد اکٹھا نہیں ہوتے، اور نہ کوئی بے پھل کے درخت پر ڈھیلا مارتا ہے۔

۳۔ عشق کے راستے میں دل شکنی، امید وبیم، وفا وجفا، خوف وہراس، حرص وطمع بہت کچھ کو دخل ہے کیوں کہ کچھ لوگ اس کی راہ میں غم ہی غم اٹھاتے ہیں، اور خالی ہاتھ لوٹ جاتے ہیں، اور کچھ لوگ وہ ہیں کہ خواہ زخم دیکھیں، یا زخم کا مرہم، بہرصورت ڈٹے رہتے ہیں اور غم کی شراب، پے درپے پیتے رہتے ہیں، اور اس کی تلخی اور کڑواہٹ پہ خاموش رہتے ہیں، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ دوست کے ہاتھ سے کڑواہٹ بھی شکر ہوتی ہے، اور پروانہ کی طرح خود کو آگ میں ڈال لیتے ہیں، اور ریشم کے کیڑے کی طرح اپنے اوپر ریشم کا جال

نہیں تنتے، کیونکہ ہوس کے غبار نے عقل کی آنکھیں سی دی ہیں، اور خواہش کی لُو زندگی کی کھیتی پر حکمراں ہوگئی ہے، سچ ہے کہ عاشق کے دل میں صبر نہیں ٹھہرتا ہے جس طرح کہ پانی چھلنی میں نہیں ٹھہرتا، اور نہ آزاد لوگوں کے ہاتھ میں مال ٹھہرتا ہے، اور نہ اندھی ابروؤں پر نیل کے پتوں کا رنگ سوبھا دیتا ہے۔ الغرض جہاں بھی شہنشاہ عشق پہنچتا ہے وہاں پرہیز گاری کی قوت متزلزل ہوجاتی ہے، اور وہ شخص جس کا دل صرف دوست کی محبت کا گھر ہو، وہ لوگوں کے طعن و تشنیع، اینٹ پتھر، تیر و تبر پھینکنے پر دھیان نہیں دیتا، کیونکہ اس کے دل میں دوست کی محبت کے رہتے ہوئے کسی سے کینہ رکھنے کی گنجائش نہیں رہتی ہے، مقولہ ہے کہ ’’خوبصورت مور جلوہ دکھاتا ہے مگر جس باز کے بال نوچے اور اکھڑے ہوئے ہوں وہ کیا خاک جلوہ دکھائے گا‘‘ یاد رہے حسین آنکھوں کی جادوگری سے بچنا ہی دانشمندی ہے، کیونکہ حسین آنکھوں کا سحر کیا ہوا نہ اپنی بہادری سے نہ کسی ہتھیار سے اور نہ مال و دولت کے ذریعہ سے چھٹکارا پا سکتا ہے۔

۴۔ شیریں لب، ہنس مکھ مکھڑا، شمع انجمن ہے کیوں کہ اس کا چہرہ ایسا ہے جیسا کہ اندھیروں میں چودہویں کا چاند، کم یاب حسن رکھنے والا محبوب اگر ناز و نخرہ کرے تو کیا حرج ہے، کیونکہ یہ تو حسن والوں کی فطرت ہے، اور جب معاملہ عاشقی اور معشوقی کا آجاتا ہے تو مالکیت اور مملوکیت کا سلسلہ بھی ختم ہوجاتا ہے، اور جب مزاج کی ہمواری درہم برہم ہوجاتی ہے تو نہ کوئی تعویذ اثر کرتا ہے اور نہ علاج، اور عشق نے تو بڑے بڑوں کو اپنا شکار بنالیا، اور پھر کسی قابل نہ رہنے دیا جیسا کہ شیخ سعدیؒ نے کہا ہے کہ اگر تو ساتوں منزل حفظ پڑھتا ہے، مگر جب تو عاشق ہوگیا تو الف، با، تا بھی یاد نہ رہے گا، اور ملامت کرنے والوں کی ملامت اس کے دل کے باہر ہی چکر لگاتی رہے گی، چوں کہ دوست کی محبت تو دل کے اندر ہے، جہاں ملامت کی رسائی نہیں ہوسکتی، یہی جہ ہے کہ کتنے لوگ ہیں کہ اس پر خطر راہ میں ان کی جانیں بھی گئیں، روپے بھی گئے، بدنام بھی ہوئے، اور وصال صنم بھی نہ ہوا، اور اگر کوئی نصیحت کرتا ہے تو عاشق زار یہ شعر پڑھتا ہے۔

ناصحا مت کر نصیحت، جی میرا گھبرائے ہے
میں اسے سمجھوں ہوں، دشمن جو مجھے سمجھائے ہے

حقیقت ہے کہ لیلیٰ کے حسن کو مجنوں کی آنکھوں کے حلقے سے دیکھنا چاہئے، تا کہ اس کے نظارہ کا راز دیکھنے والوں پر روشن ہو جائے، یاد رہے، جس کا دل پا بزنجیر عشق ہو گیا اور وہ کمینہ نفس کی ہوس کے پیچھے لگ گیا، تو نہ وہ تیز تلوار کی نوک اور دھار سے ڈرے گا اور نہ کسی کے طعن و تشنیع سے، بلکہ طلب میں جان کھو دینا اگر دوست تک پہنچنا ممکن نہ ہو تو بھی بہتر سمجھے گا، اور اگر دامن پکڑ لینے کا موقع فراہم نہ ہو تو اس کے دروازے پر جان دیدینے کو ہی فخر و سرخروئی سمجھے گا، افسوس کہ حکیم تو پرہیز بتاتا ہے، مگر لالچی نفس شکر کا طلبگار رہے، مقولہ ہے کہ اگر عقیدت کی نظر سے دیو کو بھی آدمی دیکھتا ہے تو دیو اس کی نگاہ میں فرشتہ معلوم ہوتا ہے، آفتاب کا نور پوری دنیا کو روشن کرتا ہے، مگر چھچھوندر کی آنکھ میں وہ حقیر و معتوب ہے، اگر دشمنی کی نگاہ سے حضرت یوسفؑ کو بھی کوئی دیکھے گا، تو برائی سے نشان دہی کرے گا، کیونکہ دشمن کی آنکھ میں کسی کا بھی ہنر عیب ہے، مگر وہی دوستوں کی نگاہ میں پھول ہے، جو دشمنوں کی نگاہ میں کانٹا نظر آتا ہے، سچ ہے کہ چمگادڑ اگر آفتاب سے نہیں ملنا چاہتا، تو آفتاب کے بازار کی رونق ختم نہیں ہوتی، ٹھیک اسی طرح، ایسے دو شخص کہ ان کی جان اور ہوش ایک ہوں، آپس میں باتیں کر لیتے ہیں، حالانکہ وہ چپ رہتے ہیں، عاشق زار زبان حال سے یہ کہتا رہتا ہے کہ اے نصیحت کرنے والو! زبان کے زور سے مجھ سے توبہ نہ کراؤ، اس لئے کہ مجھ سے توبہ تلوار کے زور سے بھی نہیں ہو سکتی اور اے محبوب! تو نزدیک آ کہ تیری موجودگی میں جان دینا بہتر ہے۔

عشق صبر اور دل کا سکون اڑا دیتا ہے اور عاشق کا یہ حال ہوتا ہے کہ بیداری میں اپنے محبوب کے وجود اور دل پر فریفتہ ہوتا ہے، اور بحالت خواب اس کے خیال کا پا بزنجیر، جو خلوص سے اپنا سر محبوب کے پاؤں پر اس طرح رکھتا ہے، کہ اس کے وجود کے سامنے دنیا کو معدوم سمجھ بیٹھتا ہے اور اس قدر اس کی محبت، اس کی آنکھوں میں سما جاتی ہے کہ اگر جان بھی مانگے تو اس کی ہتھیلی پہ رکھ دے، اور اس کی تلوار پہ اپنا سر رکھ دے، کیونکہ عاشق تلوار کے ڈر سے اپنے مقصد سے دستبردار نہیں ہوتا، بلکہ معشوق کے وصال کی فکر میں جان سے بے نیاز اور روپے پیسے نچھاور کرنے کے لئے بے قرار رہتا ہے، کہ جس کا پڑاؤ ہر وقت

دوست کے کوچے میں رہتا ہے، اور راتوں کو اس کی یاد میں اپنی آنکھوں کا سرمہ نیند سے اس طرح دھوڈالتا ہے کہ تنہائی کا بستر استراحت، اس کو خاردار معلوم ہوتا ہے اور ایسا خمار دیوانگی کہ رات اور دن کا امتیاز، اس کے دل سے ختم ہو جاتا ہے، چناں چہ اس کی محبت کی آگ اس کو ہر رات جلا دیتی ہے، مگر صبح کے وقت اس کی خوشبو پا کر وہ پھر زندہ ہو جاتا ہے اور دل ہی دل میں کہتا ہے، کہ دوست کے قدموں پر جان دینے والا پروانہ، اس پروانہ سے بہتر ہے، جو تاریک گوشہ میں زندہ ہو۔

حکایت

حکایت ہے کہ ایک بزرگ جنہوں نے شہر چھوڑ کر ایک غار میں سکونت اختیار کر رکھی تھی، تو شیخ سعدیؒ نے ان سے سوال کیا، کہ آپ شہر میں کیوں تشریف نہیں لے جاتے تا کہ تھوڑی دیر کے لئے دل کو فرحت و سرور میسر ہو جائے، اور دل کی تنگی کافور ہو جائے تو بزرگ نے فرمایا کہ شہر میں اچھے اچھے حسین بستے ہیں، اور جہاں پھسلن زیادہ ہوتی ہے، تو ہاتھی بھی پھسل جاتے ہیں، واقعی گوشہ نشینی اور پردہ نشینی ہی مقام عافیت ہے، کیونکہ نگاہ ہی وہ چیز ہے جس کے ذریعے سے محبت کے بیج بوئے جاتے ہیں، اور آدمی زلف محبت کا قیدی بن جاتا ہے۔ اور عقلمند کی آنکھ کو حرص نہیں سی سکتی ہے، حقیقت ہے کہ عقلمند کی ہنسی بھی خالص سونے کے مانند ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی جاتا ہے اپنی آبرو کی حفاظت کی وجہ سے قدر و منزلت پاتا ہے۔

عورت کی پیدائش

۸-**تبصرہ:** اگر چہ پیدائش کے اعتبار سے وہ ایک عورت ہے مگر یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے، جب کہ عقل، سمجھ، شرافت اور کمال باطنیہ میں بہت سے مردوں پر فضیلت رکھتی ہے، اور اس کے اوصاف اتنے ہیں کہ وہ عورتوں اور مردوں، دونوں کی جماعت میں مثل یاقوت و زمرد اور زر خالص ہے، کہ جس کا خواب و خیال، شرافت و نزاکت اور شوخیٔ و شرارت مرد قوی کو بھی پریشان و مضمحل کر دیتا ہے، چناں چہ اس کا تصور، دماغوں کو دیمک

کے کیڑے کی طرح کھوکھلا کر دیتا ہے، کہ جس سے ہوش وخرد سب خرد برد ہو جاتے ہیں، بہر حال عورت کے قدوقامت کو اگر شاخ کے ساتھ تشبیہ دیں تو یہ اس کی توہین ہے، کیونکہ وہ اس سے بلند ہے تخلیق کی آراستگی میں، اور اگر اس کے ذہن کو مشک وعنبر اور شہد سے تشبیہ دیں تو بھی اس کی اس میں ذلت ہے، کیونکہ وہ شہد سے زیادہ مٹھاس اور شیرینی اپنے اندر رکھتی ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اصل چیز تو کمال ہے، مرد اور عورت ہونا نہ کوئی عیب ہے نہ کمال، مثلاً ''الشمس'' (یعنی سورج) (جو عربی کا لفظ ہے) مؤنث ہے مگر وہ چاند سے زیادہ روشن ہے، حالانکہ ''القمر'' (یعنی چاند) مذکر ہے، مگر اس کے باوجود اس کی روشنی سورج کی روشنی کے مقابلے میں کم ہے۔

۹-**تبصرہ**: محبوب کا وجود، شاعروں کی نگاہ میں مشرق ومغرب کے وجود سے بلند تر ہوتا ہے، جس کا طلوع ہونا تو باعث راحت وتسکین ہے، مگر غروب ہونا دل کو ذرا بھی نہیں بھاتا، یہ حقیقت ہے کہ عاشق کی نظر اوروں سے اندھی ہو جاتی ہے، کہ وہ محبوب کے علاوہ کسی کو نہیں پہچانتا، کیونکہ دل، عقل اور نگاہ سب اس کی چوکھٹ کے دربان ہو جاتے ہیں۔

۱۰-**تبصرہ**: گیت، غزل، شراب اور عورت یہ چار چیزیں ایسی چیزیں ہیں کہ اچھے اچھے پارساؤں کے دل میں ہلچل مچا دیتی ہیں، مگر وہ شخص جس کے سامنے خوف خدا اور فکر عقبیٰ ہو، عزم کی چٹان اور نیلا آسمان اس کی حفاظت کر رہا ہو تو اس پر کسی چیز کا اثر نہیں ہوتا۔

مساوات کا دعویٰ

مساوات کا دعویٰ کر کے محفلوں، مجلسوں میں عورتوں کو اپنے پہلو میں بٹھا کر انصاف دلانے کی بات کرنا، اور اپنے آپ کو پاک باز ثابت کرنے کی کوشش کرنا یہ بہت بڑا فراڈ اور دھوکہ ہے اور اپنے جذبات کو بڑھاوا دینے کا ایک حیلہ ہے، چوں کہ اس کی مثال اس روزہ دار کی طرح ہے کہ جس کے سامنے دستر خوان بچھا ہوا ہے اور وہ خوبصورت غذا کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا ہے کہ کب ٹائم ہو کہ اس پر لپکیں اسی طرح ان پاکبازوں کا حال ہے، جو عورتوں کو پہلو میں بٹھا کر مساوات کا دعوی کرتے ہیں، کہ جب بھی ان کو

موقع ملتا ہے تو ذرا بھی نہیں چوکتے اور عورتوں کو اپنے جال میں مچھلی کے پھنسانے والے کانٹے کی طرح پھنسا لیتے ہیں۔ اللہ ہم سب کی اس طرز زندگی سے حفاظت فرمائے۔

حکایت: ایک ہنسانے والے شخص نے نکاح کیا، چار مہینے کے بعد اس کی بیوی کو لڑکا پیدا ہوا، تو اس نے شوہر سے کہا کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھنا چاہیے؟ تو شوہر نے کہا کہ پیک تیز رفتار (یعنی سپر فاسٹ) کیونکہ نو مہینے کا سفر اس نے چار مہینے میں طے کیا ہے۔

حکایت: ایک صاحب نے ایک بکری کسی کی پکڑ لی اور اس کو گھر میں لا کر ذبح کر دیا، ایک آدمی نے اس سے کہا کہ بغیر اس کے مالک کی اجازت کے تو نے کیسے ذبح کر کے استعمال کیا، حشر کے دن اس کے بارے میں پرسش ہوگی، پوچھا کہ اس کا گواہ کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ بکری خود حاضر ہو کر گواہی دے گی، کہا جس وقت گواہی دے گی اس کا کان پکڑ کر اس کے مالک کے حوالے کر دوں گا۔

کمزور نفس پر خواہشات نفسانی ڈاکہ زنی کرتی ہیں

پروانہ کو دیکھئے کہ اس دل جلے کی جان بھی چلی گئی اور آواز تک نہ نکلی، چوں کہ اس کا مزاج اصول وعادت اور محبت کی راہ پر جان لٹا دینے کا سخت کاربند تھا، اس لئے وہ اپنے محبوب کی گھنی زلفوں کی لٹوں سے اس طرح لپٹ اور چمٹ گیا کہ جان دے کر ہی اس سے الگ ہوا، معشوق کی قربت میں حلاوت کے ساتھ کڑواہٹ بھی ہے، کیوں کہ عشق، عاشق کی جان لے لیتا ہے، یہ حقیقت ہے کہ اگر دو محبت کرنے والوں میں کبھی جدائیگی نہ ہوتی تو دنیا والوں کو بیوفائی اور ستمگری کی کبھی خبر نہ ہوتی، اگر موت نہ ہوتی تو زندگی کی حقیقت نہ ہوتی، اگر بدصورتی نہ ہوتی، تو حسن کی قدردانی نہ ہوتی، ٹھیک اس آدمی کی طرح جس کے پیٹ میں درد اور جسم پر بخار کبھی سوار نہ ہوا ہو تو وہ درد و بخار کی کلفت کو کیا جانے گا، اسی طرح اگر غریبی نہ ہوتی تو امیری کی قدر نہ ہوتی اور دشمن نہ ہوتے تو حوصلوں کی ضرورت نہ ہوتی، اگر فقر نہ ہوتا تو سخاوت کی اہمیت نہ ہوتی، اگر بیماری نہ ہوتی تو صحت کی عظمت نہ ہوتی، اگر کمزور نہ ہوتا تو پہلوانوں کی ہیبت نہ ہوتی اور اگر دنیا ہی نہ ہوتی تو ان جھمیلوں کی کلفت نہ

ہوتی، الغرض وہ شخص جو کہ قتیل محبت ہے اور جس کی پلکیں آنسوؤں سے شرابور ہیں وہ مانند اس مقتول کے ہے، جو خون سے لت پت ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ ایک تلوار سے قتل ہوا ہے اور ایک نگاہ کے تیر سے اور دونوں قابل رحم ہیں، مگر وہ شخص کہ جس کا معشوق بغل میں بیٹھا ہوا ہو اور اس کے دیدار سے غم کی گرد چہرے سے دور ہو رہی ہو، اور وہ شخص جس کی آنکھیں معشوق کے انتظار میں ٹکٹکی لگائی ہوں اور عشق میں ناکامی کے سبب وہ اپنے گریبان کو چاک کرر ہا ہوں اور چہرہ کے آنسوؤں سے اپنے غم کا اظہار کرر ہا ہو اور عشق کے سمندر کی سیرابی حاصل کرنے میں تھک کر چور ہو گیا ہو اور وصل محبوب سے محروم رہنے کی وجہ سے کف دست مل رہا ہو اور جان حلق میں آئی ہوئی ہو بہت بڑا فرق ہے۔

ساتھیو! حقیقت ہے کہ جہاں پھول ہے وہاں کانٹا بھی ہے، جہاں شراب ہے وہاں اعضاء شکنی بھی، جہاں دریا میں موتی ہیں وہاں انسان کو کھانے والا مگرمچھ بھی، اور انسان کا سب سے بڑا دشمن، جو اس کے پہلو میں ہے وہ اس کا نفس ہے، اور شیطان کو بھی دھوکہ اور ہلاکت میں اس کے نفس نے ہی ڈالا تھا، محترم حضرات، شہوت ایک خطرناک آگ ہے، جس میں چھلانگ مارنے والا اپنے آپ کو جلاتا ہے، اور اپنے اوپر وہ دوزخ کی آگ کو تیز کرتا ہے، مگر باکمال ہے وہ شخص کہ اس آگ پر صبر کا پانی چھڑک دے اور آتش عشق کو بجھادے، کیونکہ ایک نہ ایک دن زندگی کی تازہ بہار زرد پڑ جائے گی اور گلابی چہرہ پر زوال آجائے گا اور اس میں گڈھا پڑ جائے گا تو دیکھنے والوں کی آتش عشق خود بخود بجھ جائے گی، چوں کہ ناز وادا، نرم و نازک بدن ڈھیلا پڑ جائے گا، اکڑ، تکبر، زوال حسن پر ایک دن ماتم کرنے لگے گا، کہ جب اس کا کوئی طلبگار و خریدار نہ ہوگا، اور باغ کا سبزہ کھملا اور مرجھا جائے گا اور لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے، کہ تجھ میں اور مجھ میں، اے کاش مشرق و مغرب کی جدائی ہوتی، کہ پھول تو تاج کے ساتھ اتر گیا اور کانٹا رہ گیا، خزانہ ختم ہو گیا اور سانپ رہ گیا، اور محبوب خود اپنی زبان سے یہ کہے گا کہ کل میں وصل کے باغ میں مور کی طرح اکڑتا پھرتا تھا، مگر آج دوست کی جدائی سے سانپ کی طرح بل کھو رہا ہوں۔

نوٹ: آنکھ کو برچھی کی نوک پر رکھنا دشمنوں کے چہرے دیکھنے سے بہتر ہے، اے کاش وہ

شخص جس کو خالص بستر پر نیند اور سکون نہیں آتا تھا جب تک گلاب و عنبر پہلے اس کے بستر پر نہ چھڑکا جاتا تھا، مگر زمانہ کی گردش نے اس کے رخسار کے پھول جھاڑ دیئے اور آج حال یہ ہے کہ کانٹوں کی جھاڑیاں اس کی قبر پر اگ آئی ہیں، یہ کیا اوندھا نصیبہ، پست مقدر اور نیرنگی کا زمانہ ہے۔ مقولہ ہے کہ "اندھا بیچارہ خواب میں بھی آنکھ روشن نہیں دیکھتا، جبکہ پیاسوں کو خواب میں پوری دنیا پانی کا چشمہ نظر آتا ہے، اور کتوں کو سات دریاؤں میں بھی غسل دیدو، جس قدر زیادہ بھیگے گا اس قدر زیادہ ناپاک ہوگا اور جب پھاڑ کھانے والے کتے کو گوشت مل جائے تو پھر وہ یہ نہیں پوچھے گا کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ہے یا دجال کا گدھا، دریا کی دوستی باعث نفع ہے اگر موج کا خوف نہ ہو، پھول کی صحبت اچھی ہے اگر کانٹے کی پریشانی نہ ہو، اس لئے ہوس کا فرش لپیٹ دینا ہی اچھا ہے، اور ادھر ادھر چکر کاٹنا یہ عقلمندوں کا کام نہیں ہے، عقلمندوں کی عقل کی ترازو کے لئے یہ بات بہت اہم اور وزن دار۔ ہے۔

قحط سالی اور عشق

ملک شام کا ایک مشہور شہر ہے دمشق، ایک سال اس میں ایسا قحط پڑا کہ کھیتی اور کھجور کے باغ بادل کے نہ برسنے سے جل گئے، پرانے چشمے سوکھ گئے، درخت پھل سے ترس گئے، نہ پہاڑ پر سبزہ، نہ باغ میں کوئی شاخ، ٹڈیاں باغ کھا گئیں، اور انسان ٹڈیوں کو، طاقتور لوگ سست اور عاجز ہو گئے، یتیم کی آنکھ کے سواء کہیں پانی نہ رہا، سختی انتہاء کو پہنچ گئی اور مشقت آخری حد پر، اس طور پر کہ دوست عشق کرنا بھول گئے، کسی اہل دل نے عاشقوں سے پوچھا کہ تمہیں محبوب چاہئے کہ روٹی، تو بیساختہ بولے روٹی، کیوں کہ نہ آسمان سے بارش ہوتی ہے نہ فریاد کرنے والوں کی آہ و بکا کا دھواں اوپر پہنچتا ہے۔ حقیقت ہے عشق کا بھوت اسی پر سوار ہوتا ہے کہ جس کی جیب نوٹوں سے اور پیٹ کھانوں سے بھرا ہوا ہو۔

چناں چہ کسی نے کہا کہ شاخ کے ساتھ کانٹا ہتھیار بند ہے، معشوق بغل میں ہے مگر ہونٹ اور شکم بھوک و پیاس سے خشک ہے، جس کی خواہش کا گھوڑا مردہ پڑا ہوا ہے اور مکھی کی طرح شکر سے چمٹنا چاہتا ہے، مگر اندر کا دیو، خالی معدہ کی شیشی میں بند ہے، جو اس

میدان میں پالے کی طرح جما ہوا ہے اور اب راہ فرار تلاش کر رہا ہے اور اس کا دل خون ہو رہا ہے اور پاؤں مفلسی کے مضبوط پنجے میں پھنسا ہوا ہے، یہی وجہ ہے کہ اہل نظر اور اللہ والے حسین چمڑی رکھنے والے کو دل نہیں دیتے کہ یہ کچا خیال ہے، بلکہ ایسے لوگوں کو بیوقوف، بے عقل اور بیل سے تشبیہ دیتے ہیں کہ عارضی حسن پر فدا ہوئے اور حسن کا نقشہ بنانے والے کو بھول گئے، جس کی وجہ سے عشق حقیقی اور معرفت الٰہیہ سے محروم ہو گئے، اللہ والے عارفوں کے نزدیک خدا کے علاوہ کچھ نہیں۔ الغرض یہی وہ لوگ ہیں جن پر حال طاری ہوتا ہے اور وہ آگ اور پانی پر برابر چلتے ہیں اور وہی لوگ اللہ کے منظور نظر ہوتے ہیں۔ عقلمند انسان اس وجہ سے منہ سی لئے ہوئے ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ شمع بے زبانی کی وجہ سے برابر جل رہی ہے، تو یہ مناسب نہ ہوگا کہ نفس کافر کی پوجا کرے اور جہاں کہیں دل فریب نقش اور خط دیکھے وہیں کمند ڈال دے اور اس کو زندگی کی کتاب میں سما لینے کی کوشش کرے، دوستوں کے دل اور اس کے پسینہ پر جان فدا کرنے لگے ان کی گذرگاہوں کے میخ اور کیل بن جائے، اس کے دامِ فریب کا پرند ہو جائے اور شکار بند پر ہاتھ پھیلانے لگے، اور اپنی آبروریزی کی بھی پرواہ نہ کرے، واقعی پری جیسا چہرہ رکھنے والا حسن فتنہ ہے، مگر جب تک لوگ، اس کے اندر کے عیب سے واقف نہیں ہوتے اس کی راہ میں اپنی آبرو ریزی کو ثواب سمجھتے ہیں، اور دل کے خیال میں جان دینے لگتے ہیں اور اس کے حسن آفتاب کی لو کی گرماہٹ سے اپنا دامنِ دل جلانے لگتے ہیں، اور نگاہوں کی قندیلیں اس کی راہ میں جلائے رکھتے ہیں، اور گندگی کی طرح اس کے پاؤں میں گرنے لگتے ہیں، کہ ان کو اپنے سر کی اتنی بھی خبر نہیں رہتی ہے کہ وہ اپنی مانگ کو تارے کے تاج سے سجا رہے ہیں یا تیز تلوار ان کے سر پر لٹکے ہوئی ہے، کہ اس کے شباب وشوخی سے متأثر ہو کر تقویٰ بھی زخمی ہونے لگا ہے، اور جس کا چہرۂ یاقوتی کو دیکھ کر من مچلنے لگا ہے، بہت سے زور آور غالب عقلیں ہیں کہ ان کو عشق کا جنون مغلوب کر لیتا ہے، اور جب عشق عقل کے کان کھینچتا ہے تو پھر ہوش سر میں نہیں رہتا۔ **نکتہ**: عشق آگ ہے اور نصیحت ہوا، اور آگ ہوا سے زیادہ تیز ہو جاتی ہے۔ اور شیخ سعدیؒ کا مقولہ ہے کہ

عاشق کو نصیحت کرنا

ایسا ہی ہے، جیسا کہ جس کسی کو بچھو نے کاٹ لیا ہو اور اس سے کہا جائے کہ مت رو، چپ ہو جا، تو وہ اور تیز روئے گا چناں چہ نصیحت اسی کے کان کو بھاتی ہے کہ جس کے نفس کا کتا خاموش ہو گیا، ٹھنڈا پڑ گیا، یا مر گیا ہو، مگر شہوت کے دیو پر نصیحت بہت مشکل سے ٹھہرتی ہے اگر آدمی شہوت کے دامن سے اپنا چنگل چھڑا لے تو وہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ جائے گا، بھائیو، سرکش نفس، سرکش گھوڑے کی طرح تجھے دام فریب کی طرف دوڑائے جا رہا ہے جب کہ موت اچانک تیری رکاب پھسلانے والی ہے اور اگر تو نے اپنے۔ پاؤں کو حرص و ہوس کے پتھر سے باندھ رکھا ہے تو بہت مشکل ہے خدا تک پہنچنا اور منزل کو چھونا، انسان کو نفس اتارہ ذلیل کرتا ہے، اگر تو ہوشمند ہے اس کو غالب نہ رکھ، حرام سے نفس کی باگ موڑ دینے والے بہادری میں رستم اور سام سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں، خواہشات نفسانی اور ہوس، ڈاکو اور جیب کترے ہیں اور آدمی قبر کی خاکدان بچھونا ہے، ہوس بازی ایسے پھول سے مناسب نہیں ہے، جس کیلئے ہر صبح ایک نئی بلبل ہو، اس کو جنت کی حور کی طرح دل لبھانے والا نہ سمجھ، اس لئے کہ وہ دوسری حیثیت سے بھوت کی طرح ہے یعنی دیکھنے میں حور معلوم ہوتا ہے، مگر عادت کے اعتبار سے بھوت، شادی کر اور بیوی سے گھر آباد کر اور گھر برباد کرنے والے معشوق سے دل ہٹا لے، خوبصورت، خوش مزاج، بیوی ہزار عاشق رکھنے والے معشوق سے سو درجہ بہتر ہے۔

ساتھیو، عشق ایک خوفناک ہوا ہے جس کی گرد انسان کی آنکھ میں دنیا اندھیری کرنے میں لگی ہے، اس لئے تو کوتاہ نظر نفس سے بچ اور سر کو غفلت کے گریبان سے نکال اور عارضی سرائے سے دل نہ لگا، عاشق زار شوہر کی طرح اپنی بیوی کی وفا کا دم بھر، خوشی سے وہ پھول بن کر تیرے پیچھے لگے گی اور کہے گی کہ جب سے تیری نظر محبت مجھ مسکینہ پر پڑی ہے، میرے نشانات، آفتاب سے زیادہ مشہور ہو گئے ہیں اور کہے گی کہ تو مشک ہے یا عنبر کہ میں تیری دلکش خوشبو، اور منور وجود سے مست ہوں، ہزاروں کو دل دینے والے معشوق

سے خود کو الگ کر لے، اس لئے کہ اگر تو اسکے پیر کو بھی بوسہ دے گا تو وہ بالکل تیرا لحاظ نہ کرے گا اور اگر تو اس کی راہ کی خاک و دھول بھی بن جائے گا، جب بھی وہ تیرا شکر گذار نہ ہوگا اس لئے اپنا بھیجہ اور روپیہ پیسہ اپنی بیوی کی خواہش پر قربان کر، غیر مستقل یار سے دوستی نہ کر، کیوں کہ وہ دوستی کے سرے سے لائق نہیں ہے۔ پری جیسا چہرہ رکھنے والا اور اس کا خواب و خیال دل میں سجانا اور پاکیزہ نفس کو غیر محرموں کی نظروں سے نہ بچانا باعث بربادی ہے۔

بیوی جنت ہے مگر چند ضروری چیزوں کے ساتھ

اچھی فرماں بردار بیوی، فقیر شوہر کو بھی بادشاہ بنا دیتی ہے، چناں چہ جس کا گھر آباد اور بیوی غمگسار و دمساز ہو تو اس پر رحمت گردگار کی نگاہ ہے۔ لہٰذا جب پردہ نشیں خوبصورت بیوی ہو، تو اس کے دیدار کی وجہ سے شوہر جنت میں ہے اور اس شخص نے گویا دنیا میں ہی دلی مقصد حاصل کر لیا، جس کی بیوی اس کے ساتھ ہم رائے ہو، اس بندہ کی خدا نے بھلائی چاہی ہے، جس کیلئے بیوی کا ہاتھ اور دل سچا ہو، اگر وہ نیک ہے اور خوش کلام ہے تو خوبصورتی او ربدصورتی کا دھیان نہ کر، خوش مزاج دلچسپ بیوی بدمزاج خوبصورت بیوی سے بہتر ہے، دیو جیسی شکل والی خوش مزاج بیوی، پری جیسے چہرہ والی بدمزاج سے بازی جیت لے جاتی ہے، نیک خواہ بیوی دل کا سکون ہوتی ہے اور بری بیوی سے خدا کی پناہ ہے۔ اس شوہر کے لئے سفر عید ہوتا ہے، جسکے گھر میں بدمزاج بیوی ہو، کیوں کہ جب طوطے کے ساتھ کالا کوا ہو تو وہ پنجرے سے چھٹکارے کو غنیمت سمجھتا ہے۔ ننگے پیر چلنا تنگ جوتے سے بہتر ہے اور سفر کی مصیبت اٹھانا خانہ جنگی سے بہتر ہے، اس مکان پر خوشی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے یعنی رحمت کے فرشتے واپس ہو جاتے ہیں جس سے عورت کی بلند آواز باہر نکلتی ہو، جو بیوی شوہر کی بات نہ مانے اس کا سرمئی پاجامہ شوہر کو پہن لینا چاہیے۔

جو شوہر بیوی کو قابو میں نہ رکھ سکے وہ عورت ہے

جو کوئی بدچلن عورت سے رشتہ کرتا ہے، تو اس کو سمجھ لینا چاہیے کہ اسکا رشتہ، جان کی

بلا سے ہوا ہے، اور اگر بیوی بازار کا راستہ لے تو مرد باضمیر کو اس کی پٹائی کرنی چاہیے، کیوں کہ بازار فتنہ کی جگہ ہے اور عورت کا فتنہ کی جگہ جانا گویا سوکھی لکڑی میں آگ لگانا ہے، اجنبی لوگوں سے بیوی کی آنکھ اندھی ہو، جب گھر سے باہر نکلی پھر اس کو قبر میں ہونا بہتر ہے، جب بیوی اجنبی سے بات کرے اور ہنسے بولے تو بے حیا مرد کو ڈینگیں نہ مارنی چاہیے، جب شوہر دیکھے کہ بیوی کا قدم اپنی جگہ نہیں ہے، اسکو چھوڑ کر مگر مچھ کے منہ میں جانا چاہیے، کہ ذلت کی زندگی سے مر جانا بہتر ہے، غیر مرد سے اگر منہ نہ چھپائے، اور مرد کی بات نہ مانے تو پھر کیا، بیوی اور کیا شوہر؟ خدا عورت کو حیادار اور مرد کو باغیرت بنائے آمین۔

حکایت: ایک بزرگ کی بیوی بہت ہی بدزبان تھی، انہوں نے اس کی اصلاح کی تدبیریں کیں، مگر کچھ فائدہ نہ ہوا، ایک دن جھنجھلا کر انہوں نے کہا کہ کمبخت تو تو بہت ہی بدقسمت ہے، میرے پاس دور دراز سے کتنے لوگ آتے ہیں، اور ان کو نفع ہوتا ہے، تو میرے یہاں ایک مدت سے ہے مگر تجھے کچھ نفع نہیں ہوا، تو وہ بولی میں بدقسمت کیوں ہوتی؟ میں تو بڑی خوش قسمت ہوں کہ ایسے اللہ والے کے پلے سے بندھی ہوئی ہوں، میرے برابر تو کوئی نہیں، بلکہ بدقسمت تو تم ہو کہ مجھ جیسی عورت تم کو ملی۔

جوان لڑکی کی شادی کسی بوڑھے شخص سے کر دینا سراسر ظلم ہے

کیوں کہ وہ بوڑھا شخص جو اپنی جگہ سے خود نہیں اٹھ سکتا، مگر لاٹھی کے سہارے سے، وہ کب اور کیسے نوجوان عورت کی خواہش پوری کر سکتا ہے، مکان نقش ونگار والا چاہئے، مگر پشتہ تو ویران کھڑا ہے، دھوکہ سے بال سیاہ کئے ہوئے شخص اپنی ٹیڑھی کمر کیسے سیدھی کرے گا؟ کیوں کہ جوان عورت کے پہلو میں اگر کوئی بوڑھا آبیٹھے تو اسے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی زہر آلود تیر اس کے جسم میں پیوست ہو گیا ہے، یا کوئی جان لیوا خطرناک انجکشن، کیونکہ جس کا ہاتھ خود کانپ رہا ہو، وہ موتی کیسے بیندھ سکتا ہے؟ مقولہ ''خوبصورت کے منہ سے پیاز کی بو حقیقت میں بدصورت کے ہاتھ کے پھول سے بہتر ہے'' حسین چہرہ،

دیبا کا لباس، صندل اور عود، رنگ و بو، یہ سب چیزیں عورتوں کی زینت ہیں، مگر اس کے بغل میں جوان مرد ہی اچھا لگتا ہے، مقولہ ہے کہ ''کتنے خواب ایسے ہیں ان کا دیکھنے والا خواب میں خوش رہتا ہے، مگر جب وہ جاگتا ہے، تو ان کو خوف لاحق ہو جاتا ہے'' نازک طبع، محبوب کی عشق و محبت بھی حسین خواب کے مانند ہے، جو ایک فریب ہے، جس پر اعتماد اور نہ اس کے دوام کی امید کرنی چاہئے۔ جب باغ میں باد صبا چلتی ہے، تو جوان درختوں کا جھومنا اس کی شایان شان ہے، کیونکہ جب باغ کی شادابی ختم ہو جاتی ہے، تو کوئی اس سے گلدستہ نہیں بناتا، جس طرح کہ جَو (درخت) جب تک سرسبز ہے لہلہاتا ہے، اچھا معلوم ہوتا ہے، اور جب پک کر زرد ہو جاتا ہے تو ٹوٹ جاتا ہے، موسم بہار جب بید مشک کی خوشبو پیدا کرتا ہے تو نو جوان درخت پرانے پتے جھاڑ دیتا ہے، سچ ہے کہ ٹوٹے ہوئے پیالے کو اگر مضبوطی سے باندھ دیں تو بھی وہ نئی کی قیمت نہیں دے سکتا، اسی طرح جب جوانی کے گلابی جیسے چہرے پر جھرجھری کا قبضہ ہو جاتا ہے اور ہاتھ پاؤں کی رگیں مانند سوکھی لکڑی کے ہو جاتی ہیں، تو یہ ناز و نخرہ کا مقام نہیں ہوتا۔

دنیا جو ایک معشوقہ ہے، اس سے دل نہ لگا

اس لئے کہ وہ جس کے ساتھ بیٹھی اسی کا دل توڑ آئی، غفلت کا سرمہ آنکھ سے صاف کر، اس لئے کہ کل کو تو مٹی کے نیچے سرمہ ہو جائے گا، تنگدست ہو کر قیامت کے شہر میں نہ جا، اس لئے کہ حسرت سے بیٹھنا سود مند نہیں، اب جبکہ تیرے پاس آنکھیں ہیں کچھ آنسو بہا لے، منہ میں زبان ہے کچھ خدا سے عذر کر لے، روح بدن میں ہمیشہ نہ رہے گی اور زبان منہ میں سدا نہ رہے گی، خواہ تو پہلوان ہے یا تلوار باز، سوائے کفن کے کچھ نہ لے جائے گا، کیونکہ موت کی دوا کسی کو معلوم نہیں، اور زندگی ہے جو داغ مفارقت جلد ہی دینے والی ہے، اور یہ صاف بات ہے کہ اگر لوگ نہ مرتے تو آج زمین پر پاؤں رکھنے کی جگہ نہ ہوتی۔ ایک ایسا بوڑھا (صاحب متنبی) بھی گذرا ہے جس کا کہنا یہ تھا کہ میں ایسا الفت سرشت پیدا ہوا ہوں کہ اگر بڑھاپے سے کوچ کر کے بچپن کی طرف آ جاؤں، تو میں بادلِ دردمند بڑھاپے سے روتا ہوا جدا ہوؤں گا، حالانکہ بڑھاپے سے ہر شخص کو طبعی طور پر

نفرت اور بچپن سے محبت ہوتی ہے، مگر ان کا ماننا ہے کہ میری محبت ونفرت کا معیار ساری دنیا سے الگ اور جداگانہ ہے۔

الحاصل، جب جوانی کا پتہ جھڑ گیا، تو ہوس کو سر سے نکال دینا چاہئے، اس لئے کہ ہوس بازی اور چشم بازی کا زمانہ ختم ہو گیا ہے، اور بوڑھے سے زور آوری اور مردانگی نہیں ہوسکتی، جب بزرگی کا غبار سر پر جم جائے (یعنی سفید بال) تو پھر جوانی کے عیش کی فکر کو ترک کر دینا چاہئے، اور جب بدن کے سیاہ بال برف رنگ کے ہو جائیں، تو بلبل کی طرح باغ کی سیر کو بھول جانا چاہئے، جمناسٹک اور جمپ تو جوانوں کے لئے ٹھیک ہے، کیونکہ بوڑھا تو ہاتھ کا سہارا لئے بغیر نہیں اٹھ سکتا، اور اب جب کہ اس کے جسم کی طاقت نیند سے سو گئی ہے اور ہاتھ پاؤں کمزور ہو گئے ہیں، تو چیونٹی، چیتوں سے کب مقابلہ کر سکتی ہے؟

اور وہ شخص روپیہ پیسہ پانی کی طرح بہاتا ہے اور مقصد کے حصول میں کامیاب نہیں ہوتا ہے، تو یقیناً وہ غضبناک اور پشیمان ہو کر اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہی دانتوں سے ہوس اور حسرت کی آگ میں جلاتا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ اصل چیز کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد اس کے آثار اور نقش قدم کو تلاش کرنا بے سود ہوتا ہے، اس لئے ہر بجلی کی طرف محبت کا ہاتھ دراز کرنا ٹھیک نہیں، کیونکہ بعض بجلیوں میں ہلاکت کی کڑک ہوتی ہے، اور ہر پرندہ جال میں نہیں گرتا اگرچہ وہ جال سونے کے دانے سے کیوں نہ بنایا گیا ہو، خواہشات نفسانی کو دبانے کے لئے آنکھوں کو نیچے رکھنا بہت کارگر ہے، کیونکہ نگاہ ہی وہ چیز ہے کہ جس کی وجہ سے محبت کے بیج بوئے جاتے ہیں اور آدمی زلف محبت کا اسیر ہوتا ہے۔

حکایت: ایک نوجوان شوہر، بیوی کی مخالفت کی وجہ سے ایک بوڑھے آدمی کے سامنے جا کر رونے لگا اور کہا کہ میں اس غالب دشمن کے ہاتھ سے اس طرح مشقت برداشت کر رہا ہوں، جیسے چکّی کا نچلا پاٹ۔ اس بوڑھے نے کہا اے خواجہ، صبر کر لے، اس لئے کہ صبر کرنے سے کوئی شرمندہ نہیں ہوا ہے اور جب کہ تو رات کو اوپر کا پاٹ ہے، تو پھر دن میں نچلا پاٹ کیوں بننا مناسب نہیں سمجھتا، اس طرح تو گھر برباد ہو جائے گا اور کہا جب تو نے پھولوں کی شاخ سے خوشی دیکھی ہے، مناسب ہوگا اگر تو اس کے کانٹے

کا بوجھ برداشت کرے، کہ جس درخت کا تو مسلسل پھل کھا رہا ہے تو اس وقت کہ جب تو اسکا کانٹا کھائے، برداشت کر، معلوم ہوا کہ عورتوں کو معمولی معمولی باتوں پر اپنے سے جدا نہیں کرنا چاہیے۔

حکایت: ہے کہ مشہور عالم حضرت شیخ عبدالوہابؒ نے ایک ترکی غلام کی شادی ایک پاک دامن عورت سے کرادی، کچھ عرصہ بعد اس کے گھر بچہ پیدا ہوا، وہ بچہ کو دیکھنا چاہتا تھا، مگر بیوی اس کو دیکھنے نہ دیتی تھی ایک روز اس لڑکے نے حضرت شیخ سے شکایت کردی اور کہا کہ میری بیوی مجھ کو بچہ دیکھنے نہیں دیتی اس لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ میری ساس سے شفارش کردیں، تاکہ میں بچہ کو دیکھ کر سکون حاصل کرسکوں چناں چہ آپؒ نے اس کی بیوی کی والدہ سے سفارش کی، چناں چہ وہ پردہ کیساتھ فوراً بولی کہ حضور والا بچہ چتکبرا ہے، سر سے ناف تک سفید بقیہ سارے بدن کالا پیدا ہوا ہے، اس وجہ سے ان کو دیکھنے سے منع کرتی ہوں۔ جب بچہ کے باپ کو معلوم ہوا اور سنا کہ لڑکا چتکبرا پیدا ہوا ہے تو چیخنے لگا، ہائے میرا بیٹا، میرا بیٹا، پھر اس نے کہا کہ بالکل اسی رنگ کے میرے دادا تھے، تو پھر اس کی بیوی کی بیچینی دور ہوئی اور خوش ہو کر اس نے اپنے شوہر کو بچہ دکھایا۔

عشق حقیقی

عشق حقیقی کا مزہ تو کچھ اور ہی ہے، کہ شراب وحدت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے، عشق حقیقی کا شہید جنتی ہے، جبکہ عشق مجازی کا قتیل جہنم کے راستے پر ہے، حقیقت ایک آراستہ محل ہے اور خواہش وہوس اڑتی گرد ہے، اور اڑتی گرد میں آنکھ والا بھی اندھا ہو جاتا ہے۔ ساتھیو! جس کی اڑان حقیقت کے برج سے ہو تو اس کی رفتار کی پہنچ سے فرشتہ بھی عاجز ہے، آ، قدم آگے بڑھا، تاکہ تو مرتبے میں فرشتوں سے آگے بڑھ جائے، اگر تو اس میدان میں پیچھے رہ گیا، تو درندوں سے بھی کم ہے، کیا تو نہیں دیکھتا کہ اگر کوئی خادم، انسان کی خدمت کرنے میں سست ہوتا ہے تو اس کو گدھوں کی خدمت کے لئے مامور کر دیا جاتا ہے، یاد رکھ نفس اور شیطان صحیح راستوں سے ہٹا کر اندھیرے کنویں میں ڈال دیتے ہیں۔ اس لئے عشق الٰہی کے ماسواء سب بیکار ہے۔

نیتاؤں کی نظامت

۱- ایسا جھجھار و لیڈر، کہ جس کے ٹکٹ کا اعلان ہوتے ہی وطن کے لوگ وطن سے غائب اور وطن سے غائب لوگ وطن لوٹ آئے، مطلب یہ ہے کہ اس کے ٹکٹ ہونے کی خبر سنتے ہی، لوگ اپنے اپنے گھروں سے نکل کر اس کا استقبال اور حوصلہ افزائی کے لئے اپنے گھر کو چھوڑ دیتے ہیں، اور اس کے ہم نشین بن جاتے ہیں اور جو لوگ پردیس میں ہوتے ہیں اس کو جتانے کے لئے اپنے گھر واپس لوٹ آتے ہیں، کہ لوگ کس قدر اس سے محبت کرتے ہیں، تو پھر اس کے جیتنے میں کیا شک ہے؟ یہ قائد کی بے پناہ محبتوں کا نتیجہ ہے، کہ کچھ لوگ اپنے گھر چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور کچھ لوگ پردیس سے گھر آنے پر، عوام کی مجبوری ہے کہ ایسے با اخلاق لیڈر سے چمٹ جائے کہ جو ہر آدمی کے لئے مخلص ہے، عوام اس کو اس کی محبت کے بدلے کبھی ہارنے نہیں دیں گے، بلکہ جیت کا ہار اس کے گلہ میں ڈال کر ہی دم لیں گے، کیونکہ وہ اپنے لیڈر کی حفاظت اپنے سروں سے بھی زیادہ کر رہے ہیں، چوں کہ وہ سب کی آنکھوں کا تارہ ہے۔ تو لیجئے اسی لیڈر کو میں دعوت اسٹیج دینے جا رہا ہوں کہ وہ تشریف لائیں۔

پارٹی بدلنے والے لیڈر کے لئے

۲- ایسا لیڈر، جو فریادی تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے اور اگر کوئی رات کو بھی آواز دے، تو وہ اس کی صدا پر کان دھرنے والا ہے، جو اصول کا بہت پابند ہے، جو اپنے ماتحتوں کو خوش رکھنے والا اور دوستوں کی خوشنودی طلب کرنے والا ہے، مگر پارٹی بدلنا ان کی مجبوری بن گئی تھی، کہ وہاں کسی کی شنوائی نہیں تھی، اب جبکہ ایسی پارٹی میں شامل ہو گئے کہ جس میں اچھے اچھے لوگ آنے کو بے چین و بے قرار ہیں، بہت خوبی کی بات ہے کہ بروقت، برمحل پارٹی کے ہائی کمان نے ان کو قبول کر لیا، گویا کہ معمولی بارش کو چھوڑ کر موسلا دھار بارش کا رخ ہوا ہے، جو نقصان دہ اقدام نہیں ہے۔ مگر ہاں پارٹی کا بدلنا آج ایسا ہی ہے جیسے کپڑوں کا بدلنا۔

۳- وہ لیڈر کہ جس کا تعلق معزز خاندان سے ہے، جو صحیح معنوں میں سخی، بہادر، نڈر، دلیر، معزز، عظیم، شریف اور دانش مند ہے اور جو اپنے قبیلہ کا سربراہ وسردار ہے اور جو قابل عزت وتکریم ہے، ان کے رہتے ہوئے کسی دوسرے کو الیکشن میں جتانا عقلمندی، جوانمردی، شرافت نفس اور خودداری نہیں ہوگی، اس لئے ہم سب کو یکجٹ ہو کر باضمیر اور باغیرت ہو کر ان کو ہر حال میں جتانا ہوگا، اگر ہم سربلندی چاہتے ہیں، تو اپنے اخلاق اور دلی محبت کا ثبوت پیش کرنا ہوگا۔

۴- ایسا نوخیز نوجوان، جو عزم وارادہ کا پہاڑ، ہمت وحوصلہ کا شہسوار، اور غریبوں پر مہربان ہے، جس کے سامنے مدمقابل کے ظلم وستم کی کوئی پول کھولتا ہے، تو اس کے سینے کا پسینہ خون آلود اور تر ہو جاتا ہے، اور جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے، کہ جو ریشم نما کپڑوں سے نہیں بلکہ اپنی باتوں کی شکر سے اور بلند کردار سے لوگوں کے منہ میٹھا کر کے اپنا ہمنوا بنانے کا عادی ہے، اور اس کو جہاں بھی محبت ملتی ہے وہ وہیں خیمہ گاڑ کر محبت کا دیپ جلانے لگتا ہے، جو میدان سے پشت پھیر کر بھاگنے والا نہیں، بلکہ دشمن کے ہر وار کا صحیح جواب دینے والا ہے، جو پریشانی کے وقت میں بھی ثابت قدم رہ کر لڑنے والا ہے، اس لئے ہماری ذمہ داری بنتی ہے، کہ ہم ان کا تعاون کریں، عزت افزائی کریں، دل کے اندرون سے، یعنی صدق دل سے، نہ کہ بعض دوستوں کی طرح کہ سامنے تو اپنے گریباں چاک کر لیتے ہیں اور جب ان سے جدا ہوتے ہیں، کچھ نہیں کرتے، کچھ نہیں بولتے، جیسا کہ گونگے بہرے ہیں، مگر ہم سب کو چوکنا رہنا ہے۔ اور مخالف کے ہر وار کو ناکام بنا کر اپنے اس نوجوان ساتھی کو جتانا ہے۔ جے ہند، جے بھارت، خدا حافظ

۵- ساتھیو! سمندروں کے عجائبات، ہمیشہ سے مشہور ہیں اور ہمارا قائد وامیر بھی ایک ایسا سمندر ہے، کہ جس میں اتنی حیرت انگیز صلاحیتیں اور کمالات ہیں، کہ ان کو چند منٹوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا، قصہ، کہانیوں اور داستانوں میں جو پہلے حیرت ناک باتیں سنائی جاتی تھیں، ہمارے قائد کی حیرت ناک خوبیوں کے سامنے وہ بے حقیقت ہو کر رہ گئی ہیں، کیونکہ یہ فیاضی میں حاتم طائی، عدل میں نوشیرواں، طاقت میں رستم، بہادری میں محمد ابن قاسم، عزم میں نور الدین زنگی اور حوصلہ میں صلاح الدین ایوبی ہے، کہ جس مقام کو حاصل کرنے

سے بہت لوگ عاجز وقاصر ہوجاتے ہیں، یہ اس مقام کو پاکر ہی دم لیتے ہیں، جو مشقتوں اور دشواریوں سے گھبرانے والا نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ ہمارا قائد، بلند مقام پر پہنچنے کی اور عوام کی خیر وفلاح کی مسلسل کوشش کررہا ہے۔ اور جو لیڈر عوام کا کام نہیں کرتا اور نہ اس کا خیال، اس کی مثال اس شترمرغ کی طرح ہے، جو نہ بوجھ کھینچتا ہے اور نہ ہوا پر اڑتا ہے۔

نوٹ: عوام کے دکھ درد کو سیاسی، لوگوں کو سمجھنا چاہئے، ورنہ کٹی زبان کے انسان کی طرح، منہ میں زبان رکھنا چاہئے، اور ظلم کرنے والوں کی صحبت میں بیٹھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ آگ کے شعلہ پر۔

۶- ایسا فتحیاب، نامور، کمیاب، اور سیاست کا ماہر جو ہر جو ہمارے درمیان ابھی حاضر ہوا ہے، جس کا سورج معاون ہے، مدد اس کا ساتھی ہے، تقدیر اس کا حامی ہے، مخلوق اس کا ساقی ہے، کامیابی اس کی چابھی ہے، دلیری اس کا دوست ہے، کون ایسا شخص ہے سیاست میں؟ جو اس جیسا انصاف پسند ہو، اس جیسا وفادار ہو، اس جیسا جس کا خاندان ہو، کہ جس کے باپ دادا پاکیزہ نفس والے تھے، اور موصوف کی پرورش بھی اسی طرز پر ہوئی ہے، جب ہی تو ان کی طبیعت پر ان کے خاندان کے عکس کا ایک پرتو جلوہ نما ہے، کہ ان کے پیچھے چلنے سے معمولی لوگ بھی سردار بن گئے، یعنی وہ شخص جس کے باپ دادا شکاری شیر ہوں، اور شیر کی طرح کسی جانور کے شکار کا جھوٹا نہ کھاتے ہوں، تو یقیناً اس کی اولاد لائق اطاعت، لائق اعتماد واعتبار اور بہترین سربراہ بننے کی مستحق ہے، اور ایسا شخص جو رات کو بھی دن سمجھتا ہے وہ رعایا کی خدمت کے لئے رات ودن میں کوئی فرق نہیں کرتا۔

۷- وہ قائد، جو دنیا کے کندھے پر چڑھ گیا اور دنیا اس کی ایسی سواری بن گئی کہ وہ جس طرف بھی رخ کرتا ہے، وہ اس سے فرمانبردار سواری کی طرح لے جاتی ہے اور یہ بیٹھے بیٹھے اپنے مقصد کو حاصل کرلیتا ہے جو اس کی عظمت اور بلندیٔ قسمت کی دلیل ہے۔

۸- اہل نجوم کا کہنا ہے کہ انسانی زندگی پر ستاروں کا اثر ہوتا ہے، کبھی زحل کا، تو کبھی مشتری وغیرہ کا، جو انسانی زندگی کو متاثر کرتا ہے، مگر ہمارے اس ستارے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ جس کی ذات ستاروں میں مؤثر ہے اور انسانوں میں بھی، مطلب یہ

ہے کہ جب وہ ستاروں میں بھی مؤثر ہے، تو یقینا انسانوں میں اس کا اثر بہت زیادہ ہوگا، کیونکہ ستاروں کو جنم دینے والے کے سایے میں ہے، اور اسی کا بنایا ہوا قانون روئے زمین پر نافذ کرتا ہے، اور اسی کا کہا مانتا ہے اور خالص اسی کی عبادت کرتا ہے، مطلب یہ ہے کہ عالی قدر کی حیثیت دریا کی طرح ہے، اور ان کے مدمقابل دوسرے سردار اور سربراہ چھوٹی نہروں کے مانند ہیں، اور حقیقت ہے کہ جو شخص دریا کا ارادہ کرے اس کی نگاہ میں چھوٹی نہریں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ تو آیئے سب سے پہلے بھاشن اسی شخصیت سے کراتے ہیں۔

۹- ایسا لیڈر، جو ہم سب کا چہیتا اور محبوب ہے کہ جس کی محبت ہمارے دلوں میں نقش رہتی ہے، مگر کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک طرفہ محبت ہو، مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم لوگ محبت کرتے ہیں، اسی طرح آپ کے دل میں بھی ہماری محبت ہونی چاہیئے، کیونکہ جس پارٹی کے وزیر، منتری اور اعلیٰ اراکین وعدہ خلاف ہوں اور انسان نواز نہ ہوں، اس سے بھلائی کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی، کیونکہ بند مٹھی کے ذریعے کوئی بڑا کام انجام نہیں دیا جا سکتا ہے۔

۱۰- وہ نوجوان، جو صاحب الرائے ہے، جو نوجوان ہونے کے باوجود پختہ کاروں کی طرح فہم وتدبر حکمت ودانائی کے ساتھ ہر کام انجام دیتا ہے، خوشی اور ناراضگی دونوں حالتوں میں اعتدال پر رہنے والا ہے، ایسا نہیں کہ خوشی کی حالت میں تو حکمت ودانائی سے کام لے اور غصہ کی حالت میں مغلوب الغیظ ہو کر کوئی غیر دانشمندانہ قدم اٹھائے، تو موصوف بہترین خصلت کے مالک ہیں۔

۱۱- ایسا رہنما، جو حسن کے سانچے میں ڈھلا ہوا اور خوبصورت کلام کا جوڑا پہنے ہوا ہے اپنے عزم بلند کو نیام سے باہر نکالے، اور بہادری کا لنگر ہمارے بیچ ڈال کر سیاسی جواہرات کے مواد بکھیرنے والا ہے جو سیاسی شگاف کو بند کرنے والا اور رعایا کے بکھرے ہوئے شیرازے کو جمع کرنے والا ہے۔ جو مدمقابل کے شعلوں کو اور اڑنے والی چنگاریوں کو بجھانے والا ہے، سچ کو واضح کرنے والا ہے اور جو حوادث کی کمان سے گھبرانے والا نہیں ہے۔ اور جو عملی میدان میں صاف وشفاف ذہن رکھنے والا ہے۔

۱۲- ایسا نوجوان لیڈر، کہ جس کے نصیبہ کا بلند ستارا، ملک کو روشن کر رہا ہے۔ اور منحوس

ستارے اس کے دشمن کے بدن کو دن بدن دبلا اور بیمار کئے جا رہے ہیں، جو حسن انتظام اور حکومت و سلطنت کے پیچ و خم کے اعتبار سے کامل العقل اور روشن ضمیر ہے، جو ہمت کے اعتبار سے بلند، بازو کے اعتبار سے دلیر، دل کے اعتبار سے ہوشمند ہے، اور جو عہد کہن کے شباب کی تیز رفتاری کو زندہ رکھنے والا ہے، کیا ہی خوب ہے زمانے کے ماں کی دولت، کہ جس نے ایسا لیڈر اور ہونہار بیٹا اپنی گود میں پالا، کہ جس کے چہرہ پر سلطنت کی آنکھ کھلی ہوئی ہے اور تمام پارٹی کے سیاست داں اپنی گردن اس کے سامنے ٹیڑھی کئے ہوئے ہیں، خدا اس نوجوان کو نظر بد کی تکلیف سے محفوظ رکھے، رحمت سے اس کا سر اور چہرہ بارونق رکھے اور امید کے درخت سے پھل نکلے، اور یہ عدل وانصاف کے دامن سے وابستہ رہے اور اس کی جوانی پر طاقتِ بہار اسی طرح قائم رہے۔

۱۳- ایسا رہنما، جو نہ رشوت لینے والا، نہ دھوکہ دینے والا اور نہ شراب خانوں کی تائید کرنے والا ہے، بلکہ دست سوال کو بھرنے والا، سائل کی فریاد اور حاجت کو سننے والا، اور انصاف کی حمایت کرنے والا ہے، اور ایسا وضاحتی بیان دینے والا کہ جو دلوں پر ایسا نقش ہو جاتا ہے، جیسا کہ نگ کا نقش، حقیقت ہے کہ ہر آدمی صدر مقام کے لائق نہیں ہوتا ہے، اعجاز مرتبہ کی حیثیت سے دیا جاتا ہے اور مقام اندازے کے مطابق۔

۱۴- **تقریر ناظم**: آج کے اس اہم تاریخی اور بامقصد پروگرام میں آپ حضرات کی شرکت قابل قدر اور لائق صد احترام ہے، آپ تمام شرکاء کا، حالات حاضرہ کی نبض اور وقت کے بدلتے ہوئے تیوروں کو محسوس کر کے دور دراز علاقے سے سفر طے کر کے آنا اور تعلیمی پروگرام کو بام عروج پر پہنچانے کی انتھک کوشش کرنا اور ملی تشخص کو برقرار رکھنے کی تگ ودو میں لگنا، وقت کا اہم تقاضا اور سرمایہ ہے، ساتھیو! اس بالغ اور باشعور تاریخی محفل میں یہ جتانے اور بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ ماشاء اللہ یہاں، سبھی ملت کے درد میں شامل ہونے والے ماہرین حضرات کا ایک معتبر قافلہ بیٹھا ہوا ہے۔

۱۵- ایسا قائد، جو جمہوریت کا سپہ سالار، ملت کا غمخوار ملک کا غم گسار، عمدہ انشاء پرداز، مقرر شعلہ بار، انسانیت نواز، ادب شناس، ہمارے درمیان موجود ہے۔

حضرات! خوش قسمتی سے ہمارے درمیان نعمت غیر مترقبہ کے طور پر ایک ایسی شخصیت بھی آج رونق اسٹیج ہے جو تاریخ ساز، عہد ساز، بہترین قلمکار و پترکار، صاحب ذوق، صاحب مطالعہ، صاحب کردار ہے، جو اپنی لیاقت وصلاحیت، استعداد واستطاعت میں ایک تنہا انجمن ہے۔

خدا کے واسطے مہر سکوت توڑ بھی دے
تمام شہر تیری نغمگی کا پیاسا ہے

حکایت

ایک قاضی نے ایک کتاب میں دیکھا، کہ جو سر چھوٹا اور ڈاڑھی لمبی رکھتا ہے بیوقوف ہوتا ہے، قاضی سر چھوٹا اور ڈاڑھی بڑی رکھتا تھا، اپنے دل میں کہا کہ سر کو بڑا نہیں کر سکتا ہوں، لیکن ڈاڑھی چھوٹی کر دوں گا، قینچی تلاش کی نہ پائی، آدھی ڈاڑھی ہاتھ میں پکڑی اور آدھی چراغ کے پاس لے گیا، جب ڈاڑھی کے بالوں میں آگ لگ گئی اور شعلہ ہاتھ پر پہونچا، ڈاڑھی کو چھوڑ دیا، اس کی پوری ڈاڑھی جل گئی، قاضی بہت شرمندہ ہوا اس سبب سے کہ جو کچھ کتاب میں تھا، ثبوت کو پہونچ گیا۔

افسران کی نظامت

۱- اب میں امرت زبان، جوشیلا نوجوان، رسیلا بیان، اور ایک اچھے انسان کو آمنترت کرتا ہوں کہ وہ اپنا بھاشن پرکٹ کرے، جس کا شبھ نام فلاں ہے۔

۲- اب میں اس شخصیت کو آواز دے رہا ہوں کہ جس کے منہ اور روانی میں مٹھاس ہی مٹھاس ہے، اور جو حلقہ دوست واحباب کا دل گداز، خوشبوؤں اور خوشیوں کی برسات اپنے دل کے بھیتر رکھتا ہے، میں آدرسمان کرتا ہوں۔ نیز یہاں تک پہنچنے میں جو کشٹ ہوا اس کے لیے میں چھما چاہتا ہوں اور آبھار پرکٹ کرتا ہوں۔

تبصرہ: دانشوران اور مخلص رہنمایان قوم کا یہ مقدس قافلہ، جو اپنی تشریف

آوری سے پروگرام کو رونق بخش رہا ہے اور اراکین کے جہد مسلسل سے جو پروگرام میں چار چاند لگے ہوئے ہیں۔ تو اس موقع پر منور رانا کا وہ شعر یاد آ رہا ہے

یہ وہ زمیں ہے جہاں آسمان رہتا ہے ❁ اسی گلی میں وہ بھوکا کسان رہتا ہے
ہمارے ساتھ بھی بیٹا جوان رہتا ہے ❁ ہمیں حریفوں کی تعداد کیوں بتاتے ہو

سامعین کرام! پروگرام کا آغاز ہو چکا ہے اور ہمارے سیاسی رہنماؤں کا ایک جم غفیر ہمارے اسٹیج پر موجود ہے، تو لیجئے میں سب سے پہلے اس جھجھارو اور سیاست داں کو آواز دینے جا رہا ہوں، جو قوم وملت کا غمخوار، سراپا حلیم و بردبار، دوستوں اور اپنوں کا ہمراز و دمساز ہے، اور غریبوں، مظلوموں کا مونس وغمگسار ہے، ضمیر ہاپوڑی کے اس شعر کے ساتھ

چراغ بن کے جو محفل میں جل سکو تو چلو ❁ اندھیری رات کا منظر بدل سکو تو چلو
کسی غریب کی قسمت بدل سکو تو چلو ❁ لباس جسم بدلنے سے کچھ نہیں ہوگا

اب اس کے بعد میں حرف التماس کروں گا، ایسی شخصیت سے جو پیکر اخوت و محبت عالی مرتبت، رفیق الامت، صاحب جاہ وحشمت، بے پناہ شان وشوکت کا حامل ہے اور جو بے انتہاء عزم و ہمت، اور قوم کی ترقی و بلندی کے لئے اپنے اندر ایک نئی امید، اور نیا حوصلہ رکھتا ہے، میں اس شعر کے ساتھ ان کو آواز دے رہا ہوں

ہمارا تیر کچھ بھی ہو نشانے تک پہنچتا ہے ❁ پرندہ کوئی موسم ہو ٹھکانے تک پہنچتا ہے
خوشی سے کون بچہ کارخانے تک پہنچتا ہے ❁ دھواں بادل نہیں ہوتا کہ بچپن دوڑ پڑتا ہے
مگر بچپن ہمیشہ رام دانے تک پہنچتا ہے ❁ میں چاہوں تو مٹھائی کی دوکانیں مول سکتا ہوں
ابھی بیٹا ہمارا صرف شانے تک پہنچتا ہے ❁ ابھی اے زندگی، تجھ کو ہمارا ساتھ دینا ہے

تو لیجئے! اب میں ایسی مہان شخصیت کو آواز دینے جا رہا ہوں، جو پارٹی کا اعلیٰ ذمہ دار، تہذیب و تمدن کا شاہکار، تعلیمی وسیاسی میدان کا دلدار، حکومت کا خاص عہدہ دار، اور کارگذار ہے، اس شعر کے ساتھ

حویلی جھوپڑی سب کا مقدر پھوٹ جائے گا
اگر یہ ساتھ ہندو مسلموں کا چھوٹ جائے گا

دعا کیجئے کہ ہم میں پیار کے رشتے رہیں قائم
یہ رشتے ٹوٹ جائینگے تو بھارت ٹوٹ جائیگا

ایسا قائد، جو اپنی امتیازی تہذیب، مخصوص شناخت، مہتم بالشان اطوار واخلاق اور سیاسی شعبہ جات کا متوازن ہے، جو سلیم الطبع اور دور اندیش ہے، جو نہایت نازک و پر آشوب دور میں، اپنی جسارت اور خداداد ملکات وعطیات سے صحیح خطوط ونقوش اور بڑوں کے نشان قدم پہ چل کر ملک وقوم کی رہنمائی کا فریضہ نبھا سکتا ہے۔ تو میں اسی کو آواز دے رہا ہوں۔

پولیس افسران کے لئے

۱- ایسا بہادر افسر جو کسی بھی علاقہ میں جاتا ہے، تو وہ سب کی نظروں کا محبوب بن جاتا ہے اور کسی پر ظلم کر کے دوسروں کے دل میں خوف ووحشت نہیں بٹھاتا اور نہ کسی مالدار کا مال چھین کر، دوسرے مالداروں کو ڈرانے کی کوشش کرتا ہے، مطلب یہ ہے کہ اپنی حیثیت اور رعب لوگوں کے دلوں میں بٹھانے کے لئے نہ کسی پر ظلم کرتا ہے اور نہ کسی کا مال جبراً چھینتا ہے، مگر ہاں، مدمقابل کو خوفزدہ ضرور کرتا ہے، اور سخت سیاہ غبار میں بھی اس کو زمین پر پٹک دیتا ہے، نیز اس کے لئے ستاروں کو توڑ کر زمین پر لانا کوئی مشکل کام نہیں لگتا، یعنی اچھے کام کرنا گویا ان کی فطرت ہے۔

۲- جو شخص جتنا عظیم المرتبت ہوتا ہے، اس کے ارادے اتنے ہی عظیم وبلند ہوتے ہیں، اور بلند ارادہ رکھنے والے شخص کی نظر میں، بڑے کام بھی چھوٹے معلوم ہوتے ہیں جس کو وہ آسان سمجھتے ہوئے بہت جلد، پایۂ تکمیل کو پہنچا دیتا ہے، بعینہ یہی حال ہمارے امیر ....عالی قدر کا ہے، کہ جو کام بڑے بڑے منسٹر اور فوجی سپہ سالار نہیں کر پاتے یہ اس کو پورا کر لیتے ہیں اور بڑے بڑے مشکل مسائل کا حل اپنی ذہنی فطرت وصلاحیت کی وجہ سے چٹکیوں میں حل کر لیتے ہیں، جہاں پہنچنے کے لئے قوی الارادہ، بلند ہمت کا آدمی ہونا شرط ہے، جبکہ ہمارے ایس ڈی ایم صاحب چاہتے ہیں کہ مجھ جیسے بہادر اور لوگ بھی ہو جائیں، جبکہ ان جیسا بہادر تو شیر بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ لوگ ہو جائیں۔

حکایت

ایک سپاہی، دیوان کے پاس اپنی تنخواہ لینے گیا، تنخواہ کا جو کاغذ اپنے ساتھ رکھتا تھا، وزیر کو دکھلایا، وزیر نے کچھ سوچا اور کہا کہ تیرا کاغذ پرانا راگ معلوم ہوتا ہے، اطمینان کے لائق نہیں ہے سپاہی رنجیدہ خاطر ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور بادشاہ کے حضور پہنچ گیا، نظر کے سامنے رکھا اور گانے والوں کی طرح سے نرم آواز میں گانا شروع کیا اور اپنے سر کو ہلانے لگا، جب بادشاہ کی نظر، اس سپاہی پر پڑی تو معلوم کیا کہ تو کیا کرتا ہے اور کیا چاہتا ہے، سپاہی نے عرض کیا کہ بندہ تنخواہ لینے کے لئے گیا تھا، وزیر کو فرمان دکھلایا، وزیر نے کہا تیرا کاغذ پرانا راگ معلوم ہوتا ہے اس لئے میں اب امتحان کر کے دیکھتا ہوں، کہ کون سے سائر اُس سے موافق ہوتا ہے، بادشاہ نے اس کے لطیفہ کو پسند کیا اور دولت بے انداز بخشی۔

۱- ایسا قائد، جو بلند ہمت، اور مضبوط ارادوں کا انسان ہے، کہ جب کسی مقصد کو حاصل کرنے کی ٹھان لیتا ہے، تو راحت و آرام کی چادر کو اپنے سے الگ کر دیتا ہے، اور پھر مشکلات، اور حوادثات کی پرواہ نہیں کرتا، یعنی میدان کارزار اسکی تمنا، فتح اسکا مقدر، اور انصاف اس کا مقصد ہو جاتا ہے، اور یہ ان لوگوں میں سے نہیں کہ چھت سے چوہوں کے بستر پر گر جانے سے نیم مردہ ہو جائے، اور مخالفین کی دھمکیوں سے ڈر کر بزدل ہو کر، بچھوؤں کی پیٹھ پر سو جائے، یہ حقیقت ہے کہ اس کو دشمنوں کی دھمکی سے بالکل حیرت نہیں ہوتی کیوں کہ اپنی ذات میں یہ خود ایک حیرت انگیز چیز ہے، اس لئے کسی حیرت انگیز چیز، اس کو پر حیرت نہیں بناتی، اور نہ کوئی قسم کی گھبراہٹ اور خوف کا یہ شکار ہوتا ہے۔

۲- ایسا شخص، جو عزت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہے، جو حکومت وقت کا ایسا مشیر ہے، کہ جس کا مشورہ مانا جاتا ہے، جو بہت محنتی ہے اور پارٹی کیلئے مبارک مانا جاتا رہا ہے، کیوں کہ بیشمار تجربوں کے ساتھ ساتھ، اس کو حوادث سے نمٹنے کا شعور بھی ہے، چناں چہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حوادث بے جان ثابت ہوئے ہیں اس کی مردانگی کے سامنے، اور جو رعایا کی دیکھ بھال، اور مدد و امداد میں بھی بہت چست ہے، اور رعایا کی حفاظت، اپنی حفاظت

سمجھتا ہے۔ جس کی وجہ سے دشمنوں کے ارادے قتل ہو رہے ہیں، ان کے ساتھی ان سے دغا کر کے علاحدہ ہو رہے ہیں، اور وہ خود میدان چھوڑ کر بھاگنے کا راستہ ڈھونڈ رہا ہے۔ اور ایسا بدحواس ہو رہا ہے کہ خوف و دہشت کی وجہ سے اس کو قریب کی منزل بھی دور دکھائی دے رہی ہے، بلکہ یہ کہئے کہ دشمن کو مرعوبیت، مال غنیمت کے طور پر ملی ہے، اور یہ عوام کے ساتھ محبت کرنے کا نتیجہ ہے، جب کہ ابھی اس کی زبان اور تیر و تلوار کا حملہ باقی ہے، یعنی ہمارا یہ لیڈر بہت دلیر، اور دل ربا ہے۔ میں اسی کو دعوت اسٹیج دینے جا رہا ہوں۔

۳- ایسا شخص، جس کو عقل و فراست، ادب و تہذیب، تعلیم و تربیت، اولو العزمی، کم عمری ہی میں ادھیڑ عمر والوں جیسی ودیعت کر دی گئی ہے۔ جس سے محسوس یہ ہوتا ہے کہ ان کے اوپر کبھی بچپن گذرا ہی نہیں، جو فطری طور پر صاحب فہم و فراست، دانا و بینا، باادب باتہذیب اور تجربہ کار ہے، جو جوانی میں بھی، بوڑھوں جیسی عقل، اور سوچ، رکھنے والا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ پہلے الیکشن میں ریکارڈ توڑ جیت حاصل کر کے اعزاز و افتخار کی سر کو چھو چکا ہے، جس کے اندر ملک چلانے کی صلاحیت ہے اور جو نشیب و فراز حالات کے پیچ و خم اور عوام کے دکھ و درد سے بخوبی واقف ہے۔ میری مراد فلاں صاحب ہیں۔

بدذات آدمی تاج و تخت کے لائق نہیں

یاد رہے کہ ہاتھ کی سخاوت زبان کی سخاوت سے بہتر ہے، اور وہ لوگ جو زبان سے وعدے تو بہت کرتے ہیں مگر ہاتھ سے کچھ نہیں دیتے اور عوام کا بے وقوف بناتے ہیں درحقیقت وہ خود بے وقوف ہیں کیونکہ وعدہ خلافی سے چہرہ کبھی روشن نہیں ہوتا، اور زمانہ ایک دن اس کو ایسے موڑ پہ چھوڑ دے گا جس کا وہم و گمان بھی اس کے دل میں کبھی نہ گذرا ہوگا، اور جھوٹے وعدوں کا پٹارا اس کے لئے زہریلا سانپ ثابت ہوگا اور اس کے حاشیہ نشین لوگوں کے لئے موت، اور دوبارہ لوگ اس لیڈر کی مطلب برآری، اطاعت اور جی حضوری بالکل نہیں کریں گے، اور یہ کہیں گے کہ یہ تو کاذب ہے، غاصب ہے، اور ملک کا غدار ہے، اور اس کے لنگوٹیا یار بھی اس کی وعدہ خلافی، بدمزاجی کی وجہ سے دور بھاگ جائیں گے، اور

کہیں گے اس حبشی خصی کو کس نے مشورہ دیا کہ وہ دوبارہ الیکشن لڑ رہا ہے۔ کیونکہ اس نے سب کچھ اپنا پیٹ بھرنے کے لئے کیا ہے، عوام کے لئے کوئی کام نہیں کیا، اور یہ کہیں گے وہ انسان کی شکل میں ایک لومڑی ہے کہ جو بھوک سے زیادہ کھاتی ہے اور حیثیت سے زیادہ ادھم مچا رہی ہے، اور شاہی خزانے اور لوگوں کے مال میں لوٹ پاٹ کر رہی ہے، جبکہ ملک بھکمری، غربت مہنگائی کا شکار ہے، اور ایسے حالات، ملک میں اسی وقت پیدا ہوتے ہیں جب حکومت وسلطنت نااہل لوگوں کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے، اور اس کے اردگرد جو لوگ جمع ہیں وہ ذلیل اندھے اور بے عقل ہیں، جو سیاہ وسفید کے فرق کو بھی نہیں سمجھتے، کہ جن کو نہ عزت کا خیال ہے اور نہ اپنی حرمت کا، اور نہ اتنی سمجھ ہے کہ وہ اپنی رائے سے کچھ کر سکیں۔

نوٹ: مخلوق کو ستانے والے کا کوئی یارو مددگار نہیں ہوتا، اور جو ظلم سے کسی دل کو گھائل کرتا ہے، درحقیقت وہ اپنی جان پر ہی ظلم کرتا ہے، ایک دن اس کا بہت برا انجام ہونے والا ہے، اس کے برخلاف، جو مخلوق پر مہربانی کرتا ہے وہ بلندی کے اونچے مقام پہ پہنچ جاتا ہے، میوہ سے بھری شاخ زمین پر سر رکھ دیتی ہے، مگر میوہ سے خالی شاخ اپنے سر کو اوپر اٹھائے رکھتی ہے، تو ایک آندھی سے ہی وہ زمین کے نیچے آجاتی ہے۔

مگر ہاں میرا عمدہ مضمون جو ایک دستاویز ہے، اس پر مبنی ہے کہ تم کو نرالا دیکھا اور میں تو پہلے سے ہی پر امید تھا کہ تمہیں دیکھ کر میں باغ باغ ہو جاؤں گا، یہ حقیقت ہے کہ جب ملک میں ذات پات اونچ نیچ کے فرق کو مٹاتے ہوئے انصاف سے کام لیا جائے، تو کوئی وجہ نہیں کہ شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی نہ پینے لگیں، اور ایسا اس روئے زمین پر ہو چکا ہے، کہ جب بادشاہ نے انصاف سے کام لیا تو بھیڑ اور بکری ایک ساتھ جنگل میں رہتے تھے اور بھیڑیا بکریوں پر حملہ زن نہیں ہوتا تھا اور چرواہا بے خوف بکریوں کو چھوڑ کر سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ کر پرواہوا کا آنند لیتا تھا۔

حکایت

ایک راجہ کے یہاں، ہندو پنڈتوں نے رپٹ دائر کی کہ مسلمانوں کی مسجد، مندر کے پاس ہے، جس میں وہ اذان دیتے ہیں، ان کو مسجد میں زور سے اذان دینے سے منع کر

دیا جائے، کیونکہ اذان سن کر ہمارے دیوتا بھاگ جاتے ہیں، راجہ نے وزیر سے کہا کیا خوب بات ہے؟ کہ ہمارا ایک گھوڑا توپ کی آواز سن کر چونکتا تھا، تو ہم نے اس کی چمک نکلوانے کے لئے یہ تدبیر کی، کہ اس کو توپ خانہ کے پاس رسیوں سے بندھوا کر، خوب توپ چلانے کا حکم دیا، جس کی وجہ سے اس کی چمک جاتی رہی، تو ہمارے دیوتا اگر اذان سے بھاگتے ہیں، تو یہ ہمارے لئے تو بہت نقصان دہ بات ہے، مسلمان جب چاہیں گے ان کو بھگا دیا کریں گے، لہٰذا ان کی چمک نکالنی چاہئے اور مسلمانوں سے کہنا چاہئے کہ خوب زور سے اذان دیں، جو ہمارے لئے سودمند ہے، واقعی راجہ نے بہت اچھا جواب دیا۔

حکایت

ہارون رشید، ایک مرتبہ اپنے وزیر کے ساتھ جنگل کی سیر کرنے گیا، تو ایک بوڑھے کو دیکھا کہ باغ میں گٹھلیاں بورہا ہے، تو ہارون رشید نے وزیر سے کہا اس سے پوچھو کہ کیا بورہا ہے؟ وزیر نے پوچھا تو بوڑھے نے کہا کھجور کی گٹھلیاں بورہا ہوں، ہارون رشید نے پوچھا، یہ کتنے برس میں پھل لے آئیں گی، بوڑھے نے کہا، بیس پچیس سال میں، تو ہارون رشید ہنسا اور کہا کہ بوڑھے میاں کے پیر تو قبر میں لٹک رہے ہیں، اور بیس پچیس سال کا سامان کرنے میں لگے ہیں، وزیر نے جب یہ بات بوڑھے سے کہی، تو وہ کہنے لگا، اگر سب باغ لگانے والے یہی سوچا کرتے، جو تم سوچتے ہو، تو آج تم کو ایک کھجور بھی نصیب نہیں ہوتی، بھائی دنیا کا کام تو اسی طرح چلتا ہے، کہ کوئی درخت لگاتا ہے، اور کوئی پھل کھاتا ہے، ہارون رشید اس کا معقول جواب سن کر کہا، بیشک، اور ہارون رشید کا طریقۂ کار یہ تھا کہ جس شخص کی بات کو وہ تسلیم کر لیتا، اس کو ایک ہزار درہم و دینار دے دیتا، چنانچہ وزیر نے اس وقت ایک ہزار کا توڑا اس کے حوالے کیا اس کے بعد دونوں آگے چلنے لگے تو بوڑھے نے کہا کہ میری ایک بات اور سنتے جاؤ، کہا بولو کیا کہتے ہو؟ کہنے لگا کہ کسی کا بیج تو بیس سال پچیس سال میں پھل لاتا ہے، مگر میرا بیج ایک ہی سال میں پھل لے آیا، ہارون رشید نے پھر اس کی تصدیق کر دی، تو وزیر نے ایک ہزار کا دوسرا توڑا اس کے حوالے کیا، پھر آگے چلنے لگے تو بوڑھے نے کہا ایک بات اور سنتے جاؤ، کہ کسی کا بیج تو

سال بھر میں ایک بار پھل لاتا ہے اور میرا بیج ایک سال میں دو مرتبہ پھل لے آیا، ہارون رشید نے کہا بیشک، وزیر نے ایک ہزار کا تیسرا توڑا اس کے حوالے کیا اور ہارون رشید سے کہا کہ بس اب تیز چلیئے، بوڑھا تو بڑا عقلمند ہے ہم کو لوٹ ہی لے گا۔

چناؤ اور رہنما کا انتخاب

دوستو! ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہم اپنا ایسا رہنما چنیں، جو صاف ستھرا انسان ہو، کیونکہ رہبر کی مثال جڑ کی طرح ہے، کہ اگر کسی درخت کی جڑ، یا کسی مکان کی بنیاد سڑی ہوئی یا کمزور ہو تو اس کی کونپل، شاخ، ٹہنی اور عمارت کمزور ہو جائے گی، اسی طرح اگر بادشاہ ہی چور ہو تو اوپر سے نیچے تک کے افسران، ملازمین، سب کے سب چور ہوں گے، اس لئے ہمیں یہ دیکھنا اور سوچنا ہوگا کہ ہم ووٹ کس کو دے رہے ہیں، غلط اور بدکردار لیڈر چننے کی مثال ٹھیک اس دیہاتی کی طرح ہے، جو کھیت میں کیکر کے درخت لگائے ہوئے ہے اور امید کر رہا ہے کہ ان کی شاخوں سے انگور اور امرود اُگیں گے۔

حکایت

ایک شخص نے اپنے نوکر سے کہا اگر صبح کے وقت دو کوّے ایک جگہ بیٹھے دیکھے تو مجھے خبر دینا، کہ میں ان کو دیکھوں گا اور اچھی فال پاؤں گا، اور میرا پورا دن خوشی سے گذرے گا، اتفاقاً اس کے نوکر نے دو کوؤں کو ایک جگہ بیٹھا دیکھا، اس نے اپنے مالک کو خبر دی، اس کا آقا، جب باہر آیا ایک کوا دیکھا کیوں کہ دوسرا اڑ گیا تھا، نوکر پر بہت غصہ ہوا اور اس کے کوڑے مارنے شروع کئے، اسی وقت ایک دوست نے اس کیلئے کھانا بھیجا، نوکر نے عرض کیا، اے آقا ایک کوے کو آپ نے دیکھا تو کھانا پالیا اگر دو کوّے کو دیکھتا تو تو وہی پاتا، جو میں نے پایا۔ یعنی تو بھی کوڑے کھاتا۔

کھائی وطن کے عشق میں گولی کہاں کہاں　　دشمن کے ٹینک توڑ دیئے، تو نے اے جواں
باقی رہے گی حشر تلک تیری داستاں　　تو شیر تھا، دلیر تھا، عبدالحمید خاں

اردو زبان پر تقریر

دوستو، ساتھیو، اب اگر چھوت چھات ہے تو وہ صرف ہندوستان کی مشترکہ زبان اردو کے ساتھ ہے، نیتا جی اگر منچ پر بولیں گے تو اردو زبان استعمال کریں گے اور پارلیمینٹ میں بولنے کا موقعہ ملا تو اردو کے خلافت آگ اگلیں گے، کہ اس زبان کو بند کرو اور اس کی جگہ انگریزی لاؤ، جو نہ اس ملک کی زبان ہے اور نہ ان کے باپ دادا کی زبان تھی، جب کہ ہوتا یہ ہے کہ ہر قوم اپنے باپ دادا کے نقش قدم پر چلتی ہے، مگر کیا کیا جائے کہ بھینگے کی آنکھ کو تو ایک کا، دو دکھائی دیتا ہے، ایک سدرشن جی ہیں کہ اردو پر تو بہت کیچڑ اچھالتے ہیں مگر ان پر افسوس یہ ہے کہ وہ خود سنسکرت بولنے پر اپنی قوم کو مجبور نہیں کرتے؟ اور اس کی تعلیم پر زور نہیں دیتے، معلوم ہوا کہ وہ تو بس مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کے لیے اور بھڑکانے کے لیے ایسا بھاشن دیتے ہیں۔

اردو کو مدارس کے علماء اور ادیب، بیوہ نہیں ہونے دینگے

ہندوستان کے سابق وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے تھوڑی بہت اردو کو فروغ دینے کی کوشش کی مگر جب وہ اس میں ناکام ہو گئے تو مجبور ہو کر بول پڑے کہ زبانوں کے ساتھ چھوت چھات یہودیت ہے ۲۰۱۲ء کے نگر پالیکا پریشد کے چناؤ کے موقعہ سے بھاجپا کا ایک نیتا جو چیرمینی کا امیدوار تھا، اردو اخبار والے جب اس کے پاس ایڈ کے لئے پہنچے تو بھاجپا نیتا نے کہا کہ اردو سے ہمارا کیا تعلق، ہماری زبان تو ہندی ہے اور اردو مسلمانوں کی، پھر کہا کہ اردو میں ایڈ دینے سے ہمارا کیا فائدہ ہوگا، جب کہ مسلمان بی جے پی کو ووٹ نہیں دیتے۔

بھارت کی شان اردو زبان

محترم ساتھیو، وہ زبان کبھی ختم نہیں ہو سکتی، جس میں کئی زبانیں سما گئی ہوں، اور اردو زبان کی مثال تو ماں کی طرح ہے، کہ اگر کسی ماں کے کئی بچے بچیاں ہوں تو وہ ماں

سب کی دیکھ بھال کرتی ہے، اسی طرح اردو ہے کہ اس کی رگ وریشے میں کئی ملکوں کی زبانوں کے الفاظ حلول کر گئے ہیں، جیسے کہ ہندی، پوربی، عربی، فارسی، یونانی، فرانسیسی، ترکی، عبرانی، سنسکرت، پنجابی، پرتگالی، بنگالی وغیرہ، گویا کہ اردو ایک لشکری زبان ہے، پھر یہ کہ اردو زبان وادب پر کسی کی اجارہ داری اور جاگیر نہیں ہے، بلکہ ہر وہ شخص جو اس کی زلفیں سنوارنے میں ہمہ تن مصروف ہے، وہی اس زبان کا وارث اور نگہبان کہلانے کا مستحق ہے، اور یہ بلاتفریقِ مذہب وملت اپنے چاہنے والوں کی مالکہ ہے، چنانچہ سرسید احمد خاں مرحوم نے کہا تھا کہ اردو اور ہندی کو میں اپنی دونوں آنکھوں کی مانند سمجھتا ہوں کیونکہ اردو میری مادری زبان ہے اور ہندی قومی زبان ہے، حالانکہ کچھ لوگوں نے پارلیمنٹ سے لے کر ایوان شاہی تک اس کی بھرپور مخالفت کی اور یہ کہا کہ اردو صرف مسلمانوں کی زبان ہے، جب کہ اردو زبان نے تو ہندوستان آزاد کرانے میں کلسٹر بم اور اگنی میزائیل سے بھی زیادہ تیز کام کیا ہے، کون نہیں جانتا کہ انقلاب زندہ باد کا جو نعرہ حضرت مولانا حسرت موہانیؒ نے ہندوستان میں بس رہے لوگوں کو دیا تھا یہ وہ نعرہ ہے کہ سوئی ہوئی قوم بیدار ہو جائے، بزدل قوم بہادر ہو جائے، میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگنے والا سپاہی اپنی جگہ ڈٹ جائے، یہ وہ نعرہ ہے جو نامردوں اور کاہل لوگوں کو مردانگی کا جوہر عطا کر کے شعلۂ جوالہ بنا دیتا ہے، مگر تعجب ہے کہ اردو کے خلاف چلانے والے لوگوں کو جب اپنا حق لینے کا نمبر آتا ہے تو وہ بھی یہی تڑپ کر بولتے ہیں، کہ یہی وہ اردو زبان ہے، جو ہمیں ووٹ دلا سکتی ہے، نوٹ دلا سکتی ہے، الیکشن جتا سکتی ہے اور حق دلا سکتی ہے، بہر حال انہیں میں سے کچھ جگر گوشۂ اردو زبان اور سپوت بن کر کھڑے ہوئے اور کہا نہیں نہیں، زبان کا رشتہ کسی خاص مذہب وخاندان اور علاقے سے نہیں ہوتا، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر انہوں نے یہ کہا کہ اردو، ہندوستان کے مشترکہ کلچر وثقافت کی علامت اور بھارت کی شان ہے اور اگر کوئی زندہ زبان ہے تو وہ اردو زبان ہے، چنانچہ ہندوستان میں بہت سے ہندو شعراء، صحافی، تنقید نگار اور اردو زباں کے ماہر فن ہر دور میں موجود رہے ہیں، جن کا حلقۂ شعر وادب میں ایک خاص مقام رہا ہے۔ اردو نے جب رگوناتھ سہائے کو

اپنی باہوں میں لیا، تو وہ فاروق ہو گئے، کرشن، لال بہاری، نور بن گئے، کنور بیدی مہیندر سنگھ، سحرؔ ہو گئے، ویریندر قمر، ہو گئے، اشوک، ساحلؔ ہو گئے۔

حضرات! بہت بڑے شاعر جناب ندا فاضلی نے یہ کہا ہے کہ اردو زبان وہ زبان ہے جو کتاب گھروں سے نکل کر گلی کوچوں میں گھومتی ہے، موسموں کے ساتھ جھومتی ہے، مسکراہٹوں کے ساتھ مسکراتی ہے، غموں کے ساتھ آنسوں بہاتی ہے، اور جس کو گھروں کے آنگن بھی بولتے ہیں، اور ناچیز نے اردو زباں کی زبونحالی پر یہ شعر کہا ہے۔

وہ اک بول جسے سب غریب کہتے ہیں ❁ زبانِ اردو ہی ایسی مثال ہے صاحب

اردو کا حال خستہ کیوں؟

الغرض آج ہم اپنے بچوں کو سب کچھ پڑھانے کے لئے تیار ہیں، مگر نہیں پڑھاتے ہیں تو وہ اردو زبان ہے، اور بعض لوگ اگر کچھ پڑھ بھی لیتے ہیں تو الفاظ کی صحیح پہچان نہیں کر پاتے، یہی وجہ ہے کہ کچھ لوگوں کو احقر نے دَم کو دُم، شیر کو شِیر، خوشبو کو خشبو، دھڑتے سے پڑھتے ہوئے سنا ہے، اگر یہی حال رہا تو اردو کی نماز جنازہ پڑھا دی جائے گی اور اردو صرف کتابوں میں رقم ہو کر رہ جائے گی، تو خلاصہ یہ ہے کہ اردو زبان ہندوستان میں بسنے والی ہر قوم اور ہر برادری کی زبان ہے، اور یہ اسی سرزمین کی زبان ہے جو یہیں پلی، بڑھی اور جوان ہوئی اور یہیں پھل پھول رہی ہے، اس لئے ہمیں اس کی قدر کرنی چاہئے اور اس کو فروغ دینے میں ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔

حکایت

ایک چور ایک شخص کے گھر میں گھوڑا چرانے کے لئے گیا، اتفاقاً پکڑا گیا، گھوڑے کے مالک نے چور سے کہا اگر گھوڑا چرانے کی ترکیب مجھ کو دکھلا دے تو تجھ کو چھوڑ دوں گا، چور نے اس بات کو قبول کیا اور گھوڑے کے پاس گیا اس کے پاؤں کی رسی کھول ڈالی، اس کے بعد گھوڑے کے منہ میں لگام دی، پھر گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیز دوڑایا اور کہا دیکھ اس طرح چوری کرتے ہیں، لوگوں نے چور کا ہر چند پیچھا کیا اس کو نہ پایا۔

عقلمند قاضی

ایک شخص کی دینار کی تھیلی گھر میں سے گم ہوگئی، اس نے قاضی کو اطلاع دی، قاضی نے سب گھر کے آدمیوں کو بلایا اور ہر ایک کو ایک لکڑی دی کہ وہ سب لمبائی میں برابر تھیں، اور کہا جو کہ چور ہے اس کی لکڑی ایک انگلی کے بقدر بڑھ جائے گی، جب سب کو رخصت کر دیا جس شخص نے چوری کی تھی ڈرا اور اپنی لکڑی کو بقدر ایک انگلی کے کاٹ دیا، دوسرے دن قاضی نے سب کو بلایا اور لکڑی کو دیکھا معلوم کیا کہ چور یہی ہے، اشرفیوں کی تھیلی اس سے وصول کی اور اس کو سزا دی۔

حکایت

ایک شخص نے بہت مال ایک سنار کے سپرد کیا اور سفر میں چلا گیا، جب واپس آیا تقاضا کیا، سنار نے انکار کیا اور قسم کھائی کہ مجھ کو تو نے کچھ نہیں سونپا ہے، وہ شخص قاضی کے پاس گیا، اور اپنے تمام حالات قاضی سے بیان کئے، قاضی نے سوچا اور فرمایا کہ کسی کو مت کہو، کہ فلاں سنار میرا مال نہیں دیتا ہے، تیرے مال کے لئے ایک تدبیر کردوں گا، قاضی صاحب نے اس صرّاف کو بلایا اور کہا بہت مال میرے پاس آ گئے ہیں، میں ان کو تنہا نہیں رکھ سکتا ہوں، تجھ کو اپنا نائب بنانا چاہتا ہوں، اس لئے کہ تو ایماندار ہے، صراف نے قبول کیا اور بہت خوش ہوا جب صرّاف اپنے گھر چلا گیا، قاضی صاحب نے اس آدمی کو بلایا اور کہا کہ اب اپنا مال صرّاف سے مانگ، یقیناً دیدے گا، وہ شخص صرّاف کے پاس گیا جب صرّاف نے اس کا چہرہ دیکھا، دیکھتے ہی کہا آؤ بہت خوب آئے، تیرا مال میں بھول گیا تھا، گذشتہ رات مجھ کو یاد آیا، الغرض مال اس کو دیدیا اور نائب ہونے کے لالچ میں قاضی کے پاس گیا، قاضی صاحب نے فرمایا کہ میں آج بادشاہ کے پاس گیا تھا، ایسا معلوم ہوا کہ تجھ کو بڑا کام سپرد کرنا چاہتا ہے، خدا کا شکر کر، تو عنقریب بڑا مرتبہ پائے گا، اور اب دوسرا نائب اپنے لئے تلاش کروں گا، بالآخر اس ترکیب سے قاضی نے اس کو رخصت کیا۔

محفلِ حمد، نعت، نظم، وترانہ

بندے جو بھی گنہگار ہیں
مغفرت کے طلب گار ہیں
رحمتیں ہیں تری بے شمار
ہم تو مجرم خطاکار ہیں
تیرے قبضے میں مالک مرے
سارے اپنے و اغیار ہیں
راہ حق کی طلب کے لئے
وقف یہ فکر و افکار ہیں
کرتے ہیں بندگی جو تری
وہ زمانے میں ہشیار ہیں
کر عطا ان کو عقل سلیم
جو بتوں کے طرفدار ہیں
تو ہی واقف ہے ہر راز سے
جو بھی وحدت کے اسرار ہیں
نفسی نفسی کا عالم ہو جب
شفقتیں تیری درکار ہیں
ڈوبتی میری کشتی کا تو
صرف مولیٰ مددگار ہیں
چھوڑ کر ساری دنیا کو ہم
ایک تیرے پرستار ہیں
بس لگا اپنے مولیٰ سے دل
لذتیں ساری بیکار ہیں
ہر مصائب کی بہتر دوا
ساتھیو ذکر واذکار ہیں
بخش دے اے خدا تو ہمیں
ہم یقیناً خطا کار ہیں
حمد باری لکھوں کس طرح
میرے الفاظ ناچار ہیں
آبرو رکھنا دانش کی تو
جس کے مونس، نہ غمخوار ہیں

• • •

رہنما راہبر، آپؐ ہیں
ذات خیر البشر آپؐ ہیں
مشعلِ راہ قرآن ہے
اور جان و جگر آپؐ ہیں
دشمنوں کے لئے مصطفیٰ
چشمۂ درگذر آپؐ ہیں
ہے منور جہاں آپؐ سے
ایسے نوری بشر آپؐ ہیں
آپؐ کا حسن ہے بے مثال
رب کے نادر گہر آپؐ ہیں
کی براہیمؑ نے جو دعا
اس کا ثمرہ ثمر آپؐ ہیں
جتنی دولت ہے سب زیر ہے
ایک ایسا زبر آپؐ ہیں
ہے لقب اُمّی دانش تو کیا
علم کے بام ودر آپؐ ہیں

درسِ حق

عین الحق دانش قاسمی

آپؐ آئے جہاں مسکرانے لگا — اور دیا نور کا جگمگانے لگا
میرے آقا کا تھا، ایسا حسن و جمال — چاند بھی شرم سے، منہ چھپانے لگا
آپؐ سے پہلے، دنیا میں تھا، شر ہی شر — آپؐ آئے تو شر تھرتھرانے لگا
جب صفا پر، نبیؐ نے دیا درس حق — کُفر کا ہر قدم، لڑکھڑانے لگا
آپؐ کے حسنِ اخلاق کو دیکھ کر — حلقۂ جہل، قدموں میں آنے لگا
جو بھی دشمن نبیؐ کے تھا، پیغام کا — وہ بھی اسلام پر جاں لٹانے لگا
جس گھڑی آپؐ طائف میں زخمی ہوئے — عرشِ اعظم بھی، آنسو بہانے لگا
کتنا پرکیف ہے، معجزہ آپؐ کا — رب کا، پتھر بھی، کلمہ سنانے لگا
جو نہ دیتا تھا، سائل کو خیرات بھی — وہ بھی آقا پہ، سب کچھ لٹانے لگا
نعت ہم نے پڑھی، جب بھی دانشؔ کبھی — نورِ حق، ساری محفل پہ، چھانے لگا

نعتیہ کلام اور عظمت صحابہؓ

کوہِ صفا پر دیں کی اشاعت کرتے ہیں — گالی سنکر صبر و شفاعت کرتے ہیں
اپنی عاصی امت کی بخشش کے لئے — رو، رو، کر صحرا میں عبادت کرتے ہیں
کوڑا ڈالا کرتی تھی جو رستے میں — میرے نبیؐ جی اس کی عیادت کرتے ہیں
اپنے سر پر گٹھڑی لے کر جاتے ہیں — ایسی خدمت شانِ رسالت کرتے ہیں
زخمی ہوکر طائف میں سردارِ امم — مولا مولا امت امت کرتے ہیں
دیکھئے رب کی قدرت جانی دشمن سے — مکڑی کے جالے سے حفاظت کرتے ہیں
پڑھتے ہیں کنکر تک کلمہ مٹھی میں — مشرک، ملحد پھر بھی بغاوت کرتے ہیں
آدمؑ سے ہیں عیسیٰؑ تک موجود نبیؑ — شاہِ دوعالم سب کی امامت کرتے ہیں
قرآن و سنت کے جو عاشق ہوتے ہیں — خواب میں وہ آقا کی زیارت کرتے ہیں

دین کا جب بھی کوئی تقاضا آتا ہے — ہر لمحہ صدیقؓ عیانت کرتے ہیں
ان کے مٹ جانے کا خطرہ لاحق ہے — اہل اللہ سے جو بھی عداوت کرتے ہیں
خالق اکبر راضی ان سے ہوتے ہیں — دین کی خاطر لوگ جو ہجرت کرتے ہیں
شانِ صحابہؓ دیکھو اپنے مہماں کی — خود بھوکے ہیں اور ضیافت کرتے ہیں
سورۂ طٰہٰ پڑھتے ہیں جس وقت عمرؓ — خون میں وہ محسوس حرارت کرتے ہیں
اپنی پیٹھ پہ آٹا لے کر خود پہنچے — حاکمِ عادل ایسی حکومت کرتے ہیں
سترہ جوڑے روز بدل دیتے ہیں ہم — ستر ہیں پیوند خلافت کرتے ہیں
عثماںؓ کی سیرت کو تو اپناتے نہیں — اور کہنے کو ہم بھی سخاوت کرتے ہیں
ہجرت کی شب، سوئے نبیؐ کے بستر پر — فاتح خیبر خوب شجاعت کرتے ہیں
خاتون جنت ہیں چکی پیس رہیں — ارض و سما یہ دیکھ کے حیرت کرتے ہیں
ساقیٔ کوثر پہنچے جب ایوبؓ کے گھر — اہل مدینہ پوری حمایت کرتے ہیں
بھیج خدا خالدؓ جیسا جاں باز کوئی — اہل باطل پھر سے شرارت کرتے ہیں
گھر میں فاقے ہیں لیکن عشاق نبیؐ — غربت میں بھی رہ کر نصرت کرتے ہیں
ہیں وہ منافق اہل حق کی نظروں میں — شان صحابہؓ میں جو اہانت کرتے ہیں
رحمتِ حق کا سایہ ان پر ہوتا ہے — مفلس، بیوہ، پر جو عنایت کرتے ہیں
کوئی آفت ان کے سر پہ آتی نہیں — جو اپنے ماں باپ کی عزت کرتے ہیں
خیر و برکت انکے گھر میں ہوتی ہے — جن کے بچے روز تلاوت کرتے ہیں
حشر میں ان کی بخشش کیسے ہوگی بھلا — سنت سے جو لوگ بغاوت کرتے ہیں
اہلِ ایماں ہیں جو اپنی نسلوں کو — علمِ دیں پڑھنے کی ہدایت کرتے ہیں
اس دم ہوگا امن و اماں کا راج یہاں — دانش گر ہم سچی قیادت کرتے ہیں

عین الحق دانش قاسمی

جنت کا سفر ہو جائے

نیک اعمال پہ جب عمر بسر ہو جائے — پھر تو آسانی سے جنت کا سفر ہو جائے
ہاتھ میں ساغرِ توحید ہو اور دل میں خدا — نزد مولیٰ کے وہ مانندِ گہر ہو جائے

وہ جوکرتا ہے شب وروز عبادت رب کی　　بالیقیں بندہ وہ فردوسِ نظر ہوجائے
جس کے ہونٹوں پہ سدا ذکرِ خدا رہتا ہے　　اسکا ہر کام، بلا نقص و ضرر ہوجائے
کاش مل جائے مدینہ کی اجازت مجھ کو　　ہے یقیں پختہ، مدینہ میرا گھر ہوجائے
اللہ اللہ وہ زمزم کا مقدس پانی　　جسکے پینے سے شفایاب جگر ہوجائے
جو ہے دیوانہ نبیؐ کا، وہ ہے دیوانۂ حق　　زہر بھی پی لے تو، بے جان، اثر ہوجائے
ہم غلاموں کا نصیبہ بھی سنور جائے گا　　روزِ محشر میں جو آقا کی نظر ہوجائے
قتل کرنے کو چلے جو بھی شہِ بطحیٰ کو　　کیا پتہ؟ انکو یہ، حضرت کو خبر ہوجائے
ہو جو مومن تو نہیں اسکو کوئی بھی خطرہ　　ہم سفر ایسے مسافر کا، بھنور ہوجائے
مل ہی جائے گا اسے راستہ حق کا اک دن　　قومِ غافل ذرا بیدار اگر ہوجائے
معجزہ دیکھئے سرتاجِ امم، کا دانشؔ　　اک اشارے سے ہی دو ٹکڑے قمر ہوجائے

نعت پاک

عین الحق دانشؔ

جسکو سرکار کی سنت سے، محبت ہوگی　　اسکی قسمت میں یقیں کر لو کہ جنت ہوگی
اسکو ہرگز، نہ جلا پائے گی، نارِ دوزخ　　دل میں جسکے بھی محمدؐ کی اطاعت ہوگی
رسمِ دنیا کی حقیقت ہے فسانہ سن لو　　درس قرآں پہ چلو گے، تو حفاظت ہوگی
حکم ربی سے، وہ جنت میں نہ جا پائے گا　　جسکو اصحابؓ پیمبرؐ سے عداوت ہوئی
جن کے بیٹوں کو بنایا ہے خدا نے حافظ　　رحمت حق کی انہیں خاص رفاقت ہوگی
جن کو مٹنے کا، زمانے میں سلیقہ آیا　　روزِ محشر، انہیں لوگوں کی حفاظت ہوگی
نعرہ، تکبیر کا لب پر سدا جاری رکھنا　　اس عمل ہی سے ترے خوں میں حرارت ہوگی
وہ جو ڈوبا ہے، غمِ عشق نبی میں لوگو!　　قبر میں اس کو محمدؐ کی زیارت ہوگی
جسکو حاصل ہے، جہاں میں غمِ فردا دانشؔ　　اُس پہ اللہ کی، اک خاص عنایت ہوگی

دعوت دین

جہان بھر میں خدا نیک نام کرتا ہے — خلوصِ دل سے جو دعوت کا کام کرتا ہے
تقاضا دین کا جب سامنے کوئی آئے — تو اس کو پورا نبیؐ کا غلام کرتا ہے
بسا لے دل میں محبت جو اپنے مولیٰ کی — وہ اپنے واسطے دوزخ حرام کرتا ہے
مشکلیں راہ کی آسان اس کی ہوتی ہیں — نماز روزے کا جو اہتمام کرتا ہے
جو بھیجتا ہے درود وسلام آقا پر — وہ اپنے حق میں ہی کوثر کا جام کرتا ہے
عشق ہوجائے جسے مصطفیٰ کی سنت سے — خدا زمانے کا اس کو امام کرتا ہے
پڑھے جو صبح ومساء، اس کلامِ حکمت کو — نصیبہ اپنا وہ ذی احترام کرتا ہے
جس کا کردار ہو ملتا ہوا صحابہؓ سے — بلند و بالا نبیؐ کا نظام کرتا ہے
اسکو ہوتا ہی نہیں خوف کسی بھی شئی سے — ذکر اللہ کا جو صبح و شام کرتا ہے
جس کا دل ہونے نہ کبھی یاد خدا سے غافل — خلد میں اپنا یقیناً مقام کرتا ہے
خدمتِ خلق ہو جس شخص کا شیوہ دانش — زمانہ ایسے بشر کو سلام کرتا ہے

مخزن جودوایثار ہے

انبیاء کے جو سردار ہیں — مخزنِ جود و ایثار ہیں
جس نے دیکھا فدا ہوگیا — یہ نبوت کے انوار ہیں
عطر بیزی ہے ماحول میں — آئے نبیوں کے سردار ہیں
آپؐ کے فیض و برکات سے — گھر مدینے کے گلزار ہیں
معتمد مستند پیش رو — آپؐ کے غار کے یار ہیں
بعدہٗ ہیں عمرؓ ذی وقار — پھر حیا کے علم دار ہیں
سب صحابہؓ ہیں معیار حق — اور علیؓ اعلیٰ کردار ہیں
وہ جو لڑتے ہیں حق کے لئے — حق کے روشن وہ مینار ہیں
ہیں جو دشمن نبیؐ کے مرے — دین و ملت کے غدار ہیں

کر صحابہؓ پہ جاں کو نثار — دین کے اصل معمار ہیں
جن سے خوش ہیں خدا کے رسولؐ — باغ رضواں کے حقدار ہیں
کوئی کچھ بھی کہے غم نہیں — ہم نبیؐ کے رضا کار ہیں
معتبر ساری مخلوق میں — آپؐ کے سارے انصارؓ ہیں
نعتِ احمد لکھیں کس طرح — ہم تو عاجز ہیں لاچار ہیں
درد سارے جہاں کا لئے — روئے امت کے غمخوار ہیں
سب مضامین دانش سہل — نعت کی راہیں دشوار ہیں

تیرگی میں گرفتار ہیں

روشنی کے جو حقدار ہیں — تیرگی میں گرفتار ہیں
خوشبوؤں سے جو نفرت کریں — میری نظروں میں وہ خوار ہیں
آنچ آئے جو ایمان پر — جان دینے کو تیار ہیں
ہم تو اعمال بد کے سبب — بزدلی میں گرفتار ہیں
جو جلاتے ہیں گھر میں بہو — وہ زمانے کے بدکار ہیں
کر رہی خود کشی بیٹیاں — کیسے ہم ہیں جو بیزار ہیں
روز لٹتی ہیں عصمت یہاں — عورتیں وہ جو لاچار ہیں
کرتے تقلید یورپ کی جو — کیسے سمجھوں حیادار ہیں
کامیابی ملے گی ضرور — حوصلے صرف درکار ہیں
توڑ دو ان کے ہاتھوں کو تم — ظلم کے جو بھی معمار ہیں
ساری دنیا کی خبریں غلط — سچ تو نبیوں کے اخبار ہیں
کہنے کو تو مسلماں ہیں ہم — در حقیقت اداکار ہیں
اب حیا ہو گئی بے حیا — یہ قیامت کے آثار ہیں
بڑھتی جاتی ہے تشنہ لبی — ہم بھی مشتاقِ دیدار ہیں
لوٹنا جن کا شیوہ ہے وہ — آج ملت کے غمخوار ہیں
آج دانش مرے ملک میں — گرم رشوت کے بازار ہیں

نظم

عین الحق دانش

حق کے لئے جو خوں کو پسینہ کرتا ہے
جنت میں وہ اپنا ٹھکانہ کرتا ہے
اللہ اللہ کرتے رہنا بھائی مرے
اللہ اللہ رب کا دیوانہ کرتا ہے
پیارے نبیؐ کی سنت سے تم پیار کرو
غفلت اب سنت سے زمانہ کرتا ہے
پھنستی ہے منجدھار میں میری نیّا جب
رب ہی میرا پار سفینہ کرتا ہے
ذکر اگر کرتا ہے واعظ دوزخ کا
خوفِ خدا سے دھک دھک سینہ کرتا ہے
یاد میں وہ بے چین یہاں ہے آقا کی
جس کا دل بھی یاد مدینہ کرتا ہے
اس کو عطا، ہوتا ہے بلندی کا سہرا
دیں کے لئے جو خرچ خزانہ کرتا ہے
بچتے رہنا دانشؔ اس کی چالوں سے
جھوٹے وعدوں کا جو بہانا کرتا ہے

❁❁❁

نعت پاک

عین الحق دانش قاسمی

رکھے گا پاس جو قرآن وسنت اور پیمبرؐ کا
نبیؐ کے ہاتھ سے اس کو ملے گا جام کوثر کا
رسولِ پاکؐ کی عظمت خدائے پاک سے پوچھو
کوئی ثانی نظر آتا نہیں ہے روئے انور کا
خدا کے بعد افضل ہے مقام ومرتبہ جن کا
نہیں ہے کائناتِ کل میں آقا کے برابر کا
جسے ہم حجر اسود کہتے ہیں تعمیر کعبہ میں
نبیؐ کے ہاتھ سے رکھا مقدر ہے یہ پتھر کا
عبادت کرنا واجب ہے ادب کرنا ضروری ہے
تقدس لازمی انساں پہ ہے اللہ کے گھر کا
بزرگی اور بڑائی ہے فقط شانِ خداوندی
تکبر مٹ گیا سب قیصر وکسریٰ سکندر کا
مجھے تو کل بھی یثرب کی جدائی نے رلایا ہے
میرے دل پر اثر ہے آج بھی طیبہ کے منظر کا
یقینا جنبشِ نوکِ قلم پر نعتیں رہتی ہیں
قلم پر میرے یہ احسان ہے بس ربّ اکبر کا
میری زنبیل میں دانش نہیں الفاظ ان جیسے
کروں میں کس طرح سے تذکرہ محبوب داور کا

یہ تلاوت کا فیض ہے

عین الحق دانش

قرآن یہ ملا ہمیں رب جہان سے ☆ جس کا سرا ملا ہے صفِ آسمان سے
قرآن پاک کی یہ تلاوت کا فیض ہے ☆ خوشبوئے خلد آتی ہے میرے مکان سے
گھر میں اگر ہے حافظ قرآن ایک بھی ☆ جنت میں لیکے جائیگا دس خاندان سے
ہر روز ہو تلاوت قرآن گھر میں گر ☆ آسان مشکلیں ہوں بڑی آن بان سے
ہر لفظ اس کا دل میں ہے محفوظ منکرو! ☆ ممکن نہیں ہے اس کو مٹانا جہان سے
قرآں پہ طنز کرے سے پہلے یہ سوچ لو ☆ اس کو عزیز رکھتے ہیں ہم اپنی جان سے
بدو عرب کے صاحبِ ذیشان ہو گئے ☆ قرآں کو جب بھی پڑھ لیا دل کی زبان سے
قرآں کی عظمتوں کا بیاں کس طرح کریں ☆ پڑھتے ہیں حق پرست بڑی شان بان سے
وقتِ سفر جو ساتھ میں قرآن لیکے جائے ☆ رہتا ہے وہ سفر میں بھی حفظ وامان سے
اہل عرب کو فخر ہے قرآں پہ اس لئے ☆ بہتر زبان اس کی ہے ہر اک زبان سے
قرآن پاک میں ہے ہدایت عمل کی بات ☆ معلوم یہ ہوا ہے ہمیں رہبران سے
ہرگز جلا نہ پائیگی نارِ جہنمی ☆ فارغ ہوا ہے جو کوئی حفظ قرآن سے
ہے عامل قرآں پہ جہنم حرام کیوں؟ ☆ یہ مسئلہ تو پوچھئے گا مفتیان سے
دانش نجات اسکی بھلا ہوگی کس طرح؟ ☆ جو دور ہے نماز سے حق کی اذان سے

پھول اور گلشن

پھول ہونگے یہ مرے۔اور میرا گلشن ہوگا ☆ جب مرے دل میں دیا پیار کا روشن ہوگا
دیش میرا ہے محبت کی بدولت میری ☆ تو ہے غدارِ وطن تیرا نہ خرمن ہوگا
بن گئے اہل ہوس ملک میں خونی قاتل ☆ اب کہاں چین وسکوں کا کوئی بچپن ہوگا
کتنے معصوم تھے جو قتل کئے ہیں تم نے ☆ ظلم دیکھو گے اگر سامنے درپن ہوگا
ربِ کونین سے ہی ڈرنا فقط اے دانش ☆ تجھ سے پھر خوفزدہ تیرا بھی دشمن ہوگا

احساسِ اتّحاد

عین الحق دانش

عزت ہمیں ملی ہے یہ مولیٰ کی شان سے ☆ دریا بھی خوف کھاتا ہے غازی جوان سے
صحراء میں بھی بلند کیا رب کے نام کو ☆ نکلا ہے جب بھی تیر ہماری کمان سے
دہشت گری کا ہم پہ یہ الزام ہے غلط ☆ رشتہ ہمارے دل کا ہے ہندوستان سے
کرتی ہے ناز ہم پہ یوں بھارت کی سرزمیں ☆ آزاد جو کیا ہے فرنگی عنان سے
کی ابتداء جو کام کی حمد وثنا کے ساتھ ☆ حل ہوگئے ہیں جملہ مسائل جہان سے
جس شہر جس گلی سے پیمبرؐ گذر گئے ☆ روشن ہوئے ہیں انکے قدم کے نشان سے
معراج کے سفر کی حقیقت نہ پوچھئے ☆ حیرت زدہ تھے مشرکین جس بیان سے
حجرہ نشیں کو دوستو! کمتر نہ جانئے ☆ افکار جن کے ہیں جدا وہم وگمان سے
پرواز ختم ہوگی بلندی کی ایک روز ☆ ظالم یہ لگ رہا ہے تمہاری اڑان سے
کرتا نہیں ہے خدمت مادر پدر جو وہ ☆ محروم ہی رہیگا ہر اک سائبان سے
شیریں سخن وہ ہو نہیں سکتا ہے دوستو! ☆ رکھے گا جو بھی دشمنی اردو زبان سے
جبر وفساد سے ہوئے بچے یتیم جو ☆ تاریخ کالی ہوگئی اس داستان سے
پیدا نہ ہوگا ہم میں جو احساسِ اتحاد ☆ یونہی کٹیں گے ہم یہاں تیغ وسنان سے
رزقِ حلال کھاتا ہے دانش جو عمر بھر ☆ ڈرتا نہیں ہے وہ کبھی حق کے بیان سے

گردشِ ایام

عین الحق دانش

شرارت کو بڑھایا جا رہا ہے ☆ شریفوں کو ستایا جا رہا ہے
صداقت منہ چھپاتی پھر رہی ہے ☆ ہمیں جھوٹا بتایا جا رہا ہے

ہمیں سے ہے چمن کی آبیاری ☆ ہمیں کیوں؟ خوں رلایا جا رہا ہے
جو ہیں گلشن کے باغی اور دشمن ☆ انہیں مالی بنایا جا رہا ہے
درندوں کی حمایت ہو رہی ہے ☆ اور انساں کو ستایا جا رہا ہے
شہیدوں کے کفن کو جس نے بیچا ☆ اسی کو سر چڑھایا جا رہا ہے
جلایا گھر ہمارا جس شقی نے ☆ اسی کا گھر سجایا جا رہا ہے
حیاداری نہیں دنیا میں باقی ☆ لباسِ زن گھٹایا جا رہا ہے
بدن کی کیا؟ نہیں ہے کوئی قیمت ☆ جو یہ ننگا دکھایا جا رہا ہے
یقیں ہے موت تو آئے گی اک دن ☆ ازل سے یہ بتایا جا رہا ہے
امیری ہوگئی ستہ پہ قابض ☆ یہ کیسا گل کھلایا جا رہا ہے
ہمارے گاؤں میں جو ہے یہ ہلچل ☆ کوئی نیتا بلایا جا رہا ہے
جو واقف ہی نہیں شعر وادب سے ☆ انہیں نغمہ سنایا جا رہا ہے
ادب کی مسندوں پر آج دانش ☆ گلوکاروں کو لایا جا رہا ہے

کایا پلٹ گئی

عین الحق دانش

شراب پینے کی لت ہے کمال ہے صاحب ☆ مگر خدا کے یہاں تو زوال ہے صاحب
خمر کو زیر لب لینا حرام لکھا ہے ☆ مگر حلال کے فتوے؟ خیال ہے صاحب
وہ اک لفظ جسے سب غریب کہتے ہیں ☆ زبانِ اردو ہی ایسی مثال ہے صاحب
مٹا کے مسجد ومندر کا حسیں تاج محل ☆ جنون نیتا گری کو ملال ہے صاحب
بھٹکتا پھرتا ہے انصاف دورِ حاضر میں ☆ سیاسی لوگوں کی کیسی یہ چال ہے صاحب
نہیں ہے کوئی بھی غمخوار اس زمانے میں ☆ کرے ہے زر یہ رشوت کا مل ہے صاحب
پلٹ کے دیکھ لو کایا پلٹ گئی دانش ☆ امیر شہر کا جینا محال ہے صاحب

دردِ غم کی دوا

عین الحق دانش

چشمِ نم دردِ غم کی دوا دیجئے ☆ اپنے دامن کی ٹھنڈی ہوا دیجئے
دل کی تاریک دنیا کو دے کے جلا ☆ نشۂ بغض ونفرت مٹا دیجئے
جان دینا بھی جس نے گوارا کیا ☆ ان کو پیہم وفا کا صلہ دیجئے
اہلِ باطل سے وحشت ہمیں ہو رہی ☆ آپ ہی اپنا جلوہ دکھا دیجئے
آپ میں طوطا چشمی کی خصلت ہے کیوں؟ ☆ اپنے وعدے کو رنگِ وفا دیجئے
ظلمتوں میں بھٹکتے ہیں جو جہل کی ☆ ان کو فکر ونظر کی ضیا دیجئے
خلد کے ہم ازل سے طلبگار ہیں ☆ اے خدا! ہم کو جنت میں جا دیجئے
ٹھوکریں کھا کے دانش ہوا دربدر ☆ اس کو چلمن میں اپنی چھپا لیجئے

غزل

کدورت کو مٹانا آگیا ہے ۔۔۔ دلوں سے دل ملانا آگیا ہے
خدا مالک ہے ہر جن وبشر کا ۔۔۔ ہمیں یہ حق بتانا آگیا ہے
ہماری راہ کے کانٹوں سے کہہ دو ۔۔۔ مشقت آزمانا آگیا ہے
جوانی ہے غنیمت اور بلا بھی ۔۔۔ لو موسم بھی سہانا آگیا ہے
وفاداری نہیں ہے جن کا شیوہ ۔۔۔ انہیں الفت جتانا آگیا ہے
نکالے جارہے ہیں باپ گھر سے ۔۔۔ برا کیسا زمانہ آگیا ہے
کبھی تو آئے گا وہ گھر ہمارے ۔۔۔ ہمیں اپنا بنانا آگیا ہے
وہ ظالم دیکھ لے اطوار میرے ۔۔۔ ستم کو آزمانا آگیا ہے
مسیحا کہہ رہی تھی جس کو دنیا ۔۔۔ زہر اس کو پلانا آگیا ہے
مرے دشمن میرا کردار دیکھیں ۔۔۔ جلے گھر کو بسانا آگیا ہے
تم اپنے ذوق کو دانش نہ بھولو ۔۔۔ ہمیں نغمہ سنانا آگیا ہے

فکرِ جاناں

میری آنکھوں میں آکے بس گئی ہے ☆ یہ کس کی یاد مجھ کو ڈس گئی ہے
جسے کہتی ہے دنیا فکرِ جاناں ☆ میری نس نس میں آکے بس گئی ہے
غریبی مفلسی میری جو دیکھی ☆ نگاہِ ناز مجھ پر ہنس گئی ہے
امیدیں جب لگائیں ناخدا سے ☆ میری کشتی بھنور میں پھنس گئی ہے
رہا نہ خوف دانشؔ کو کسی کا ☆ محبت جب سے ان کی مَس گئی ہے

نعت پاک

میری تقدیر چمکی جہاں سے ☆ وہ مدینہ کی بادِ صبا ہے
دل کے خانے جہاں سے ہیں روشن ☆ مصطفیٰ کی وہ شانِ ضیا ہے
پی لے سرکار سے جام کوثر ☆ بالیقیں ذاتِ خیرالوریٰ ہے
برسے رحمت کی بارش جہاں پر ☆ وہ مدینہ کی دل کش فضا ہے
بت ہیں اوندھے نبی کے ادب میں ☆ کتنا بارعب شاہِ ہدیٰ ہے
مجھ کو پہنچا دے یارب مدینہ ☆ خلد جیسی جہاں کی ہوا ہے
سن کے معراج کے واقعہ کو ☆ منکروں کو تعجب ہوا ہے
حشر میں خوف کیوں کر ہو دانشؔ ☆ مہرباں جب حبیبِ خدا ہے

نظم

جو ربِّ دو عالم کا، ثنا خواں نہیں ہے
و اللہ، کوئی اس کا، نگہباں نہیں ہے
ماں باپ کی خدمت، جو نہیں کرتا، جہاں میں
جنت اسے مل جائے یہ، امکان نہیں ہے
فرمانِ نبیؐ، ہے کہ وہ دوزخ میں جلے گا
جس کا خدائے پاک پہ ایمان نہیں ہے

سنت پہ، شریعت پہ، عمل پیرا نہیں جو
وہ شخص حقیقت میں مسلمان نہیں ہے
باغی ہے خدا کا، جو نبیؐ کا بھی ہے منکر
بخشش کا وہ رکھتا، کوئی سامان نہیں ہے
جس دل میں نہ ہو، عظمتِ حضرات صحابہؓ
وہ دل، دلِ کافر ہے مسلمان نہیں ہے
جو گھر کے بڑے بوڑھوں سے، کرتا ہے، محبت
وہ چاہے جہاں جائے، پریشان نہیں ہے
مانندِ بیابان ہے گھر اس کا اے لوگو
جس گھر میں، کوئی قاریٔ قرآن نہیں ہے
ہے پل صراط، جنت ودوزخ کے درمیاں
اس پر سے گذرنا، کوئی آسان نہیں ہے
کرتا ہے ستم جب کوئی انسان کسی پر
محسوس یہ ہوتا ہے، وہ انسان نہیں ہے
ابلیس کے چیلوں سے ہے، رشتہ کوئی اس کا
جو اپنے گناہوں پہ، پشیمان نہیں ہے
جو،قوم بزرگوں سے نہیں رکھتی عقیدت
اس کا کہیں بھی دیکھئے، سمّان نہیں ہے
ہرگز نہ فیض پہنچے گا، اس سے جہان میں
استاد کا جو مانتا احسان نہیں ہے
حاصل نہ ہو، گر دولتِ دنیا تو نہیں غم
جنت کے سوا، کوئی بھی ارمان نہیں ہے
دانشؔ اسے عروج ملے بھی تو کس طرح
جو دولتِ اسلام پہ قربان نہیں ہے

خدایا رحم کر دے

عین الحق دانش

جج، کلکٹر، ڈی ایم، ایم پی کرتے ہیں بیوپار
خدایا رحم کر دے
چوپٹ، بسمل، گرگٹ، الّھڑ، شعروں کے فنکار
خدایا رحم کر دے
اجہل، ان پڑھ اور گنوار قوم کے ہیں سردار
خدایا رحم کر دے
چور، جواری، شطرنج باز، ہیں کرسی کے دعویدار
خدایا رحم کر دے
پکچر، ٹی وی، وی سی آر، دیکھیں ہر اتوار
خدایا رحم کر دے
بم دھماکہ، گولی وار، ہیں بچوں کے ہتھیار
خدایا رحم کر دے
رشوت، چغلی، جھوٹ، حسد، سب ان کا ہے کردار
خدایا رحم کر دے
میٹ اور مچھلی، مرغ کباب، کھاتے ہیں سرکار
خدایا رحم کر دے
نیتا، شرطہ، دانش داغ پیسوں کے سب یار
خدایا رحم کر دے

ماں

منور رانا

کسی کو گھر ملا حصے میں یا کوئی دوکاں آئی
میں گھر میں سب سے چھوٹا تھا مرے حصے میں ماں آئی

یہاں سے جانے والا لوٹ کر کوئی نہیں آیا
میں روتا رہ گیا لیکن نہ واپس جا کے ماں آئی

ادھورے راستے سے لوٹنا اچھا نہیں ہوتا
بلانے کے لئے دنیا بھی آئی تو کہاں آئی

کسی کو گاؤں سے پردیس لے جائے گی پھر شاید
اڑاتی ریل گاڑی ڈھیر سارا پھر دھواں آئی

میرے بچوں میں ساری عادتیں موجود ہیں میری
تو پھر ان بدنصیبوں کو نہ کیوں اردو زباں آئی

قفس میں موسموں کا کوئی اندازہ نہیں ہوتا
خدا جانے بہار آئی چمن میں یا خزاں آئی

گھروندے تو گھروندے ہیں چٹانیں ٹوٹ جاتی ہیں
اڑانے کے لئے آندھی اگر نام ونشاں آئی

کبھی اے خوش نصیبی میرے گھر کا رخ بھی کر لیتی
ادھر پہنچی ادھر پہنچی، یہاں آئی وہاں آئی

وتعز من تشاء وتذل من تشاء

الطاف ضیاء

نادان کو اس بات کا بالکل نہیں پتہ
وتعز من تشاء وتذل من تشاء

اللہ کے حضور یہ ہوتا ہے فیصلہ
وتعز من تشاء وتذل من تشاء

جھوٹی نوازشات کی بارش فضول ہے
مجھ کو ذلیل کرنے کی سازش فضول ہے
میرا قدم قدم پہ مددگار ہے خدا
وتعز من تشاء وتذل من تشاء

جب تم زمین والوں کو نیچا دکھاؤ گے
بے داغ صورتوں کو جو شیشہ دکھاؤ گے
آئے گی آسمان سے اس وقت یہ صدا
وتعز من تشاء وتذل من تشاء

بیجا کسی کے حق میں برا کر رہے ہیں جو
اک دوسرے کے راز کو وا کر رہے ہیں جو
ان کو بتائے کوئی اس آیت کا ترجمہ
وتعز من تشاء وتذل من تشاء

بنجر زمیں پہ پھول کی چادر بچھائے وہ
پتھر کو موم ، موم کو پتھر بنائے وہ
اس کی رضاء سے زہر بھی بن جاتا ہے دوا
وتعز من تشاء وتذل من تشاء

کچھ بھی نہیں ہوں دوستو ان پڑھ گنوار ہوں
بے نام بے نشان ہوں بے اعتبار ہوں
الطاف تھا میں اس نے بنایا مجھے ضیاءؔ
وتعز من تشاء وتذل من تشاء

تو ہے بے مثال

تری کوئی مثال نہیں تو ہے بے مثال
اے رب ذوالجلال اے رب ذو الجلال
ذروں کو آفتاب بنانا ترا کمال
اے رب ذو الجلال اے رب ذوالجلال

گھیرے ہوئے ہے مجھ کو زمانے کی تیرگی
دکھلائے کون ترے سوا مجھ کو روشنی
اے روشنی نواز میرے دل کو بھی اجال
اے رب ذو الجلال اے رب ذوالجلال

آمادہ یوں تو مجھ کو مٹانے پہ تھا جہاں
لیکن تری نگاہ کرم سے اے مہرباں
ناکام ہوگئی ہے مرے دشمنوں کی چال
اے رب ذو الجلال اے رب ذوالجلال

یا رب مرے قلم کو تو وہ روشنائی دے
میں جھوٹ جب لکھوں تو اندھیرا دکھائی دے
میرے شعور وفکر میں تیرا ہی ہے جمال
اے رب ذو الجلال اے رب ذوالجلال

عربی نعت

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ
الصبح بدا من طلعته والليل دجى من وفرته

فاق الرسلا فضلا وعلی اهدی السبلا لدلالته

ازکی النسب اعلی الحسب کل العرب فی خدمته

کنز الکرم مولیٰ النعم هادی الامم لشریعته

سعت الشجر نطق الحجر شُقَّ القمر باشارته

جبریل اتٰی لیلة اسرٰی فالرب دعاه لحضرته

نال الشرفا واللّٰہ عفا عما سلفا من امته

فمحمدنا هو سیدنا فالعز لنا لاجابته

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

رہبر عالمؐ

نور حقیقت جلوۂ فطرت صلی اللہ علیہ وسلم
عرش کی رونق فرش کی زینت صلی اللہ علیہ وسلم

صبح ازل رخسار منور شام ابد کے روئے مطہر
اللہ اللہ آپؐ کی صورت صلی اللہ علیہ وسلم

رہبر عالم ہادیٔ دوراں سارے جہاں پر آپؐ کا احساں
سب کی خاطر آپؐ ہیں رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

جام کوثر سب کو پلایا مژدۂ رحمت سب کو سنایا
ساقیٔ کوثر مالکِ جنّت صلی اللہ علیہ وسلم

خار کے بدلے پھول کی بارش واہ رے ان کی شانِ نوازش
دشمن جاں پر بھی ہے عنایت صلی اللہ علیہ وسلم

ذکر نبیؐ ہے باعث رحمت ذکر نبیؐ ہے کیف ومسرت
مجھ کو رسولوں سے ہے عقیدت صلی اللہ علیہ وسلم

نعت

جناب جمشید جوہرؔ

یہ تو کانٹوں بھری وادی کا سفر لگتا ہے
نعت پڑھتا ہوں تو یارو مجھے ڈر لگتا ہے
باغ جنت بھی اسے دیکھے تو شرما جائے
ایسا سرکار دوعالمؐ کا نگر لگتا ہے
گود میں لے کے انہیں دائی حلیمہؓ بولیں
تیری آمد سے ہی جنت مرا گھر لگتا ہے
آپؐ کے عشق میں وہ سوکھا تنہ حنّانہ
ہجر میں پھوٹ کے یوں رویا بشر لگتا ہے
بولے جبرئیل امیںؑ سدرہ پہنچ کر ان سے
اس سے آگے مرے آقا مجھے ڈر لگتا ہے
ہم تصور میں پہنچ جاتے ہیں طیبہ اکثر
کتنا بابرکت و رحمت یہ سفر لگتا ہے
وہ حسینؓ ابن حسینؓ ہوں کہ علی اصغر ہوں
پھول ہوتے ہوئے بھی شیر ببر لگتا ہے
زندگی جس کی اطاعت پہ بسر ہوتی ہے
اپنی مٹھی میں لئے فتح و ظفر لگتا ہے
تم کو عزت جو ملی آج جہاں میں جوہرؔ
یہ بزرگوں کی دعاؤں کا اثر لگتا ہے

قسمت جگاتے رہیں گے

جناب جمشید جوہرؔ

شاہ طیبہ کے عظمت کے نغمے
ہم بصد شوق گاتے رہیں گے
آپؐ کی یاد میں دل جلاکر
بزم الفت سجاتے رہیں گے
اپنی فکروں کی پرواز کا رخ
جب ہو تو ہو سوئے مدینہ
نذر کرنے کو نقد دل و جاں
ہم غلامانہ جاتے رہیں گے
ہے یہ اپنی تمنا الٰہی
کردے ہم کو مدینے کا راہی
تیرے محبوب کے در پہ جاکر
اپنی قسمت جگاتے رہیں گے
اللہ اللہ یہ شوق شہادت
کہہ رہی ہے زبان رسالت
زندگی یوں مسلسل ملی تو
جان رب پر لٹاتے رہیں گے
آپؐ کے ہجر میں اب تو پیہم
بے کلی دل کی بڑھنے لگی ہے
اپنے جذبات کو ہم اے جوہرؔ
یوں ہی کب تک دباتے رہیں گے

جناب جمشید جوہر

جو رشتہ رب سے ٹوٹے گا تو کیا کیا پوجنا ہوگا　　کبھی پتھر خدا ہوں گے تو سورج دیوتا ہوگا
مسلمانوں تم آ جاتے ہو مکاّروں کے چکر میں　　اگر دجاّل آنکلا تمہارا حال کیا ہوگا

جناب وارث علی وارثی میرٹھی

یہ زمین روشن ہے آسمان روشن ہے
بس نبیؐ کے قدموں سے کل جہان روشن ہے
یہ ثبوت کیا کم ہے حق کا اہل باطل کو
چاند کے بدن پر جو اک نشان روشن ہے
ناز کر مقدر پر اپنے اے ابو ایوبؓ
ایک شب کی خدمت سے خاندان روشن ہے
سرور دوعالم نے جس میں پرورش پائی
حشر تک حلیمہؓ کا وہ مکان روشن ہے
دوسرا مؤذن ہے کب بلال حبشیؓ سا
کائنات پر جس کی ہر اذان روشن ہے
قبر کے اندھیروں سے مجھ کو خوف کیا وارث
ان کی کالی کملی کا سائبان روشن ہے

گنجینۂ ایمان مٹا ہے نہ مٹے گا　　اللہ کا فرمان مٹا ہے نہ مٹے گا
مٹ جائے گا خود اسکو مٹانے کی طلب میں　　دشمن سے یہ قرآن مٹا ہے نہ مٹے گا

تابشؔ ریحان مئو

آرزو ہے یہ اک زمانے سے　　جاؤں طیبہ کسی بہانے سے
کفر و باطل کے چھٹ گئے بادل　　سرور انبیاءؑ کے آنے سے
طرز پائی گلوں نے کھلنے کی　　میرے آقا کے مسکرانے سے
کوئی لوٹا نہیں کبھی خالی　　کملی والے کے آستانے سے
اللہ اللہ قمر ہوا ٹکڑے　　ایک انگلی کے بس اٹھانے سے
مہکی مہکی فضا ہے چاروں طرف　　ہو کے طیبہ صبا کے آنے سے
روح بیدار ہوگئی تابشؔ　　نعت آقا کی گنگنانے سے

حضرت الحاج قاری محمد انیس پر خاصوی الہ آبادی

تھوڑی سی زندگی جو ملی ہے تو کیا کریں
مکہ چلیں طواف کریں حج ادا کریں
پڑھ کر درود گنبدِ خضریٰ کے ارد گرد
اے کاش ہم بھی مثلِ کبوتر اڑا کریں
روضہ کی جالیوں کو یہاں چومنا ہے جرم
اور دل یہ چاہتا ہے کہ ایسی خطا کریں
کچھ عرض مدعا نہ کریں ہم زبان سے
اظہارِ حال کے لئے آنسو بہا کریں
گھبرائے دل تو پیدا ہو ایسی خدا سبیل
دنیا کو چھوڑ زائرِ طیبہ ہوا کریں
نعتیں نبیؐ کی یاد میں لکھی ہیں جو انیسؔ
دل میں ہے شوق روضہ پہ جاکر پڑھا کریں

جناب رفیق بلگرامی صاحب

نوعِ انسان کا ارتقاء دیکھئے
عظمت و شوکتِ مصطفیٰ دیکھئے
سنگریزوں نے بھی کلمۂ حق پڑھا
شاہِ لولاک کا معجزہ دیکھئے
آپؐ کے زیرِ پا عرشِ رب العلیٰ
شاہِ کونین کا مرتبہ دیکھئے
بعد نبیوں کے صدیقؓ افضل بشر
قول پاکِ شہِ دوسرا دیکھئے
قصرِ کسریٰ ہوا جس کے زیر نگیں
وہ ہے فاروقؓ کا دبدبہ دیکھئے
جن کو چالیس دن تک نہ پانی ملا
صبرِ عثمانؓ کی انتہا دیکھئے
ہوگیا دیکھو لرزہ بپا کفر میں
ہیبت و شوکتِ مرتضیٰؓ دیکھئے
اے رفیقؔ اس میں اصحاب ہیں جلوہ گر
آپ دل کا مرے آئینہ دیکھئے

نعت پاک

ندیم نیازی

آنکھوں میں بس گیا ہے مدینہ حضورؐ کا
بیکس کا آسرا ہے مدینہ حضورؐ کا

پھر جا رہے ہیں اہل محبت کے قافلے
پھر یاد آرہا ہے مدینہ حضورؐ کا

نبیوں میں جیسے افضل واعلیٰ ہیں مصطفےؐ
شہروں کا بادشاہ ہے مدینہ حضورؐ کا

ہے رنگ ونور جس نے دیا دو جہان کو
وہ نور کا دیا ہے مدینہ حضورؐ کا

جب سے قدم پڑے ہیں رسالتماب کے
جنت بنا ہوا ہے مدینہ حضورؐ کا

قدسی بھی چومتے ہیں ادب سے یہاں کی خاک
قسمت پہ جھومتا ہے مدینہ حضورؐ کا

ہر ایک ذرہ اپنی جگہ ماہتاب ہے
کیا جگمگا رہا ہے مدینہ حضورؐ کا

ہو ناز کیوں نہ اس کو ندیمؔ اس نصیب پر
جس کو بھی مل گیا ہے مدینہ حضورؐ کا

سیرت رسولؐ کی

حبیب اسلام پوری

احسان و درگزر تو ہے فطرت رسولؐ کی
دونوں جہاں پہ عام ہے رحمت رسولؐ کی
لاریب آپؐ صاحبِ خلق عظیم ہیں
حسن عمل کا اسوہ ہے سیرت رسولؐ کی
بھٹکے ہوؤں کے واسطے تڑپے وہ رات دن
غارِ حرا کو یاد ہے خلوت رسولؐ کی
لائے گئے جو سامنے دشمن فتح کے دن
سب کو معاف کر دیا، ہمت رسولؐ کی
کھیلے نبیؐ کے خون سے طائف کے ارذلیں
ان کے لئے دعائیں کیں، عظمت رسولؐ کی
حمزہؓ کا دل نکال کے ہندہ چبا گئی
اس کو گلے لگا لیا، شفقت رسولؐ کی
معراجِ مصطفی سے انساں ہوا بلند!
قدسی بھی سرنگوں ہوئے رفعت رسولؐ کی
دنیا کو عدل وخیر کا ایسا دیا نظام!
وحشت کدوں میں بس گئی جنت رسولؐ کی
روح الامیں کی آنکھ نے دیکھے حسیں ہزار
قرباں ہوئے وہ دیکھ کے صورت رسولؐ کی
امی لقب کے علم پہ قربان فلسفے!
بے حد و بے کنار ہے حکمت رسولؐ کی
شہر نبیؐ کی چاہتیں دل کا سکوں حبیبؔ
سرمایۂ حیات ہے الفت رسولؐ کی

اللہ کا قانون بدلتے نہیں دیکھا

حافظ محمد ظہور الحق ظہورؔ

اللہ کا قانون بدلتے نہیں دیکھا
جو اس کی قضا ہو، اسے ٹلتے نہیں دیکھا

توحید کے گلشن میں خزاں آ نہیں سکتی
مشرک کو کبھی پھولتے پھلتے نہیں دیکھا

موسیٰؑ کے تو ساحل نے قدم چوم لئے ہیں
فرعون کو دریا سے نکلتے نہیں دیکھا

جس شخص کا ہو زیست کا عنوان ہی توحید
اس شخص کو عنوان بدلتے نہیں دیکھا

ملحد ہے جو ہے منکر ارشاد پیمبرؐ
ظلمت سے کبھی اس کو نکلتے نہیں دیکھا

جس دل میں سمائی ہو پیمبرؐ کی محبت
بدعات پہ اس دل کو مچلتے نہیں دیکھا

بجھتا نہیں پھونکوں سے چراغ اہل ہدیٰ کا
بس کفر کا اسلام پہ چلتے نہیں دیکھا

سیلاب حوادث ہوں کہ طوفان مصائب
مسلم کو رہ حق سے پھسلتے نہیں دیکھا

ہو جبر کی تلوار کہ دولت کی ہو جھنکار
موقف کبھی مومن کا بدلتے نہیں دیکھا

مردان خدا، غیر خدا سے نہیں ڈرتے
جس دل میں ہو ایماں وہ دہلتے نہیں دیکھا

اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے
بچ کر کسی ظالم کو نکلتے نہیں دیکھا
تسکین ظہورؔ! اس کو ملی یاد خدا سے
جس دل کو کسی طور بہلتے نہیں دیکھا

لاکھوں سلام

ظفرؔ جنکپوری

ختم نورِ نبوت پہ لاکھوں سلام
شمع بزمِ رسالت پہ لاکھوں سلام
فخر عالم کی عظمت پہ لاکھوں سلام
صاحب شان وشوکت پہ لاکھوں سلام
عرشؔ پر حقؔ نے بلوایا معراجؔ میں
اس پیمبرؐ کی رفعت پہ لاکھوں سلام
حشر کے دن ہیں، محکم سہارا وہی
اس رسولِؐ شفاعت پہ لاکھوں سلام
جس کی امت پہ شفقت رہی عمر بھر
اس نبیؐ کی محبت پہ لاکھوں سلام
خلق کو جس نے خالقؔ سے ملوا دیا
اس نبیؐ کی عنایت پہ لاکھوں سلام
خُلق کے جس نے برسائے لعل وگہر
اس نبیؐ کی سخاوت پہ لاکھوں سلام
جس سے اہل فصاحت بھی شرما گئے
اس نبیؐ کی بلاغت پہ لاکھوں سلام

جس کے قدموں پہ کسریٰ وقیصر جھکے
اس پیمبرؐ کی عظمت پہ لاکھوں سلام
رحمتِ دو جہاں، ختم پیغمبراں
اس پیمبرؐ کی عظمت پہ لاکھوں سلام
ہوش جس نے رکانہ کے گم کر دیئے
اس نبیؐ کی شجاعت پہ لاکھوں سلام
بن کے آیا، جو محبوب حق دہر میں
اس نبیؐ کی کرامت پہ لاکھوں سلام
قول ہے جس کا "الفقر فخری ظفرؔ
اس نبیؐ کی قناعت پہ لاکھوں سلام

درود وسلام ہو جائے

امیرؔ مینائی

زہے نصیب مدینہ مقام ہو جائے
در حبیب پہ اپنا سلام ہو جائے
تیری جنابِ مقدس میں اے رسول کریمؐ
قبول اپنا درود وسلام ہو جائے
مدینہ جاؤں پھر آؤں دوبارہ پھر جاؤں
تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے
ترے غلام کی شوکت جو دیکھ لے محمود
تو وہ ایاز سا ادنیٰ غلام ہو جائے
بلا لو جلد مدینے یہ ہے امیرؔ کو خوف
کہیں نہ عمر دو روزہ تمام ہو جائے

ترانہ جامعہ، میرانپور قصبہ میرانپور مظفر نگر (یوپی)

مرکز علم و عمل ہے گلستان قاسمی
پارہا ہے فیض جس سے ملک کا ہر آدمی
جو حفاظت کررہا ہے مذہبی اقدار کی
ہے اسی کے واسطے جام شرابِ سرمدی
ہے فلاح قوم و ملت یہ ہمارا جامعہ
ہر نفَس کو دے رہا ہے جو پیامِ دوستی
آرہی ہے جامعہ سے نکہتِ دارالعلوم
اس اثر سے ہورہی ہر شیٔ معطر قدرتی
ہورہے ہیں اہل ایماں جامعہ سے فیضیاب
جارہی ہے ہر طرف اس کی مقدس روشنی
ہے تقاضہ وقت کا کہ دین کی تعلیم ہو
اس لئے ہم دیتے اس میں درسِ فکر وآگہی
جامعہ کی شان وشوکت اور شہرت دیکھ کر
ہے پریشاں اس لئے بزمِ بتانِ آذری
یہ کسی صورت بھی اس کے واسطے بہتر نہیں
جو بشر بھی کر رہا ہے جامعہ سے بے رخی
کر رہے ہیں طالبانِ جامعہ دل سے دعا
مدتوں باقی رہے یہ گلستان یوسفیؒ
درحقیقت جامعہ کے بانیان و مہتمم
ہیں یقیناً عاشقِ شیخینؓ و عثمانؓ و علیؓ
حضرت مولانا ارشدؔ ہیں یہاں کے مہتمم
جو پلاتے ہیں خوشی سے بادۂ حب نبیؐ
ہیں سعیدؔ باصفا اس جامعہ کے منتظم
رکھتے ہیں جو سب سے الفت اور ادا میں دلکشی

ترانہ مدرسہ خیر النساء شیش محل آزاد مارکیٹ دہلی ٦

یہ خیر النساء ہے مدرسہ ہمارا
بنا ہے یہ سب کی نگاہوں کا تارا

یہاں علم و فن کے ہیں ماہر ابھرتے — اخوت محبت کے ہیں پھول کھلتے
ہر ایک شاخ پر تیری بھنوریں مچلتے — یہاں دین احمدؐ کے نغمے ابھرتے

ہر ایک عزم تجھ سے ہوا آشکارا
یہ خیر النساء ہے مدرسہ ہمارا

ریاضِ عمر نے تجھے جگمگایا — نقیؔ اور رحماںؔ نے تجھ کو سنوارا
تجھے انجمن نے ہے دل سے لگایا — تو طیبؔ کے دل کا بنا ہے دلارا

یہ اسلمؔ کی محنت کا ثمرہ ہے سارا
یہ خیر النساء ہے مدرسہ ہمارا

ضلالت میں ڈوبا ہوا تھا مکاں یہ — نہ تھا ابر رحمت ہی سایہ فگاں یہ
بنا ہے یہاں دین کا گلستاں یہ — اکابر کی نظروں میں ہے کہکشاں یہ

تو شاہیںؔ کی محنت سے ہے جھلملایا
یہ خیر النساء ہے مدرسہ ہمارا

یہاں تجھ سے پھیلی ضیاء علم کی ہے — ہر ایک سو چلی اب ہوا علم کی ہے
سدا تجھ سے پھیلی سدا علم کی ہے — ہوئی آج پھیلی فضا علم کی ہے

سعی تجھ سے معمورؔ کی آشکارا
یہ خیر النساء ہے مدرسہ ہمارا

ہمیشہ چمن لہلہاتا رہے گا — یہ توحید کا نغمہ گاتا رہے گا
یہ شمس و قمر جگمگاتا رہے گا — سدا اس پہ رحمت کا سایہ رہے گا

ہے امجدؔ کے لب پر یہی لفظ آیا
یہ خیر النساء ہے مدرسہ ہمارا

طالب دعا مولانا محمد شاہین صاحب قاسمی صدر مدرس مدرسہ ہٰذا

ترانہ، مدنی دارالعلوم دیوبند

ہر خاص وعام کیوں نہ کرے تیرا احترام
دارالعلوم مرکزِ علمی تجھے سلام

ہر گوشہ تیرا علم کا دریا بنا رہے
ہر شخص کے لبوں پہ یہی التجاء رہے
فیضان چار سو تیرا گلشن سدا رہے
ہر شخص تیری ذات پہ واقع فدا رہے
نازل کرم ہو رب کا میرے تجھ پہ صبح وشام
دارالعلوم مرکزِ علمی تجھے سلام

کرتے ہیں دعاء دل سے غلامانِ مصطفیٰ
جاری ہو تجھ سے ہر گھڑی فیضان مصطفیٰ
تیرا وجود ہے یہاں اللہ کا انعام
دارالعلوم مرکزِ علمی تجھے سلام

یہ حضرتِ مدنیؔ کی ہی نسبت کا اثر ہے
عبدِ حنانؔ کی جو تمنا کی ڈگر ہے
حضرات اکابر کی جو خوشیوں کا شہر ہے
اورقاری ولیؔ صاحب کا منظورِ نظر ہے
قرآن کی تعلیم کا جو کوہِ طور ہے
اورحضرتِ عثمانؔ کی آنکھوں کا نور ہے
چلتا رہے بخیر سدا تیرا یہ نظام
دارالعلوم مرکزِ علمی تجھے سلام

طالبِ دعا، حضرت الحاج قاری محمد ولی اللہ حسنی مظفر نگری
بانی ونگراں مدنی دارالعلوم دیوبند

ترانہ جامعہ قاسمیہ دارالتعلیم والصنعۃ (دیوبند) سہارنپور

میں پنچھی علم کی ڈالی کا، میں جگنو اندھیری راتوں کا
اب پھول کلی کے ہونٹوں پہ، چرچا ہے مری سوغاتوں کا
دنیا کے تماشے لاکھ سہی، ناشاد نہیں کرپائیں گے
ہم وقت کی چاندی کو یونہی، برباد نہیں کرپائیں گے
جودھوپ میں تپتے آئے ہیں، وہ آنکھ اٹھاکر دیکھیں بھی
بارش کی پھواروں جیسی ہیں، یہ علم کی ننھی بوندیں بھی
یہ بارگہِ ابراہیمؔ، قرآں بھی، جس کا واصف ہے
اک روز یہاں جھک جائیں گی، اربابِ جہاں کی نظریں بھی
دنیا نے ابھی دیکھا ہی کیا، قدرت کا عمل وہ کیا جانے
کب پھول کھلیں ویرانوں میں، کب خاک سے ابھرے پیمانے
وہ فکر وعمل میں ڈوبی سحر، اے کاش زمانہ بھی دیکھے
جب علم کے قطرے قطرے سے، بنتے ہیں ہزاروں میخانے
جوحرص وہوس کا بندہ ہے، وہ میرا فسانہ کیا جانے
اے دوست مرے ارمانوں کو، مصروف زمانہ کیا جانے
سنسار سے مجھ کو کیا شکوہ، وہ ایک پرانا شاطر ہے
وہ عشق کا نغمہ کیا سمجھے، وہ دل کا ترانہ کیا جانے
آتجھ کو وہ منظر دکھلاؤں، جب سارا زمانہ سوتا ہے
جب رات کا دہقاں دھرتی پر، احساس کے گندم بوتا ہے
جب نیند سے بوجھل شاخوں پر، آواز مری لہراتی ہے
قرآن کے نقطے نقطے پر، تاروں کا گماں سا ہوتا ہے

اقبال کا وہ شاہین ہوں میں، کیا چھیڑ یگا کوئی زاغ مجھے
پودا ہے یہی جوفکروں کا، اسلاف کا ہے ایک باغ مجھے
اس نور کی اجلی راہوں میں، صدیوں کے نوادر بکھرے ہیں
یہ شوق کا جوآئینہ ہے، دکھلائے گا اک اک داغ مجھے
ہاں آج یہ میں نے عہد کیا، دنیا میں اجالا کردوں گا
میں دین کے اس مینارے کو، افلاک سے اونچا کردوں گا
ناقد نے سمجھ کیا رکھا ہے، واصفؔ کے چمن کا بلبل ہوں
کردار وعمل کی شبنم سے، میں دشت کو دریا کردوں گا
میں پنچھی علم کی ڈالی کا، میں جگنواندھیری راتوں کا
اب پھول کلی کے ہونٹوں پہ، چرچا ہے مری سوغاتوں کا

ترانہ مدرسہ رضی العلوم، تعلیم القرآن

درگاہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ، سنگھاڑا چوک نبی کریم دہلی

مخزنِ رشدوہدایت، تعلیم القرآن ہے
حرفِ اقراء کی تلاوت، تعلیم القرآن ہے
مرکزِعلم ِنبوت، تعلیم القرآن ہے
شمعِ ایماں کی حفاظت، تعلیم القرآن ہے
نازشِ اہل ِعقیدت، تعلیم القرآن ہے
ماحیٔ کفروضلالت، تعلیم القرآن ہے
ہادمِ ایوانِ بدعت، تعلیم القرآن ہے
ذکرِ مولیٰ کی ضمانت، تعلیم القرآن ہے
دینِ حق کی شان وشوکت، تعلیم القرآن ہے
ہمدمِ اہل ِبصیرت، تعلیم القرآن ہے
باعثِ برکات ورحمت، تعلیم القرآن ہے
قابل ِتکریم وعزت، تعلیم القرآن ہے
کیوں نہ ہو مقبول نزد ِخاص وعام
اللہ والوں کی بدولت، تعلیم القرآن ہے
ہیں مبارکؔ کی بہت قربانیاں
ملک میں یہ بیش قیمت تعلیم القرآن ہے
گوہر ِمقصود ہیں ناصر، جمیلؔ
بن گیایوں قصرِملت، تعلیم القرآن ہے

طالب دعا: حافظ محمد مبارک ناظم مدرسہ رضی العلوم تعلیم القرآن دہلی

ترانہ مدرسہ تعلیم القران

مسجد حاجی لنگا سیکٹر ۳، آر۔ کے پورم، نئی دہلی ۲۲

گلشن بزمِ ہدایت، تعلیم القرآن ہے
گلستانِ درس حکمت تعلیم القرآن ہے

مرکزِ علم وفراست، تعلیم القرآن ہے
قاطعِ عصیان وبدعت، تعلیم القرآن ہے

داعیٔ راہِ صداقت، تعلیم القرآن ہے
دینِ حق کی شان وشوکت، تعلیم القرآن ہے

حق پرستوں کی محبت، تعلیم القرآن ہے
دین کی کرتا ہے خدمت تعلیم القرآن ہے

جس قدر تقسیم کرلو۔ گھٹ نہیں سکتی کبھی
علم کی وہ سچّی دولت، تعلیم القرآن ہے

ہر درودیوار سے آتی ہے خوشبوعلم کی
نازشِ ایوانِ ملت، تعلیم القرآن ہے

اسوۂ حسنہ کی جو تعلیم دیتا ہے سدا
تحفۂ اصحابِ سنت، تعلیم القرآن ہے

جومشائخ سر زمینِ ہند میں مشہور ہیں
ان بزرگوں کی بدولت، تعلیم القرآن ہے

روشنی میں اپنی دکھلائے گا سب کو پل صراط
حشر میں نورِ رفاقت، تعلیم القرآن ہے

یہ ادارہ درحقیقت قوم کی آواز ہے
عصرِ حاضر کی ضرورت، تعلیم القرآن ہے

مقصدِ اصلی ہمارا دعوت وتبلیغ ہے
اس لئے نورِ ہدایت، تعلیم القرآن ہے

حضرتِ قاسم رحیمی ہیں یہاں کہ مہتمم
دوریوں کرتا جہالت، تعلیم القرآن ہے

روشنی پھیلی ہے جس کی ہر جگہ اطراف میں
اس لئے شمع ہدایت، تعلیم القرآن ہے

طرزِ نو سے کرکے روشن علم ودانش کے چراغ
مرکزِ اہل شریعت، تعلیم القرآن ہے

کُل اداروں میں یقینا ہر طرح ممتاز ہے
درس گاہِ اہل سنت، تعلیم القرآن ہے

طالبِ دعاء......حضرت مولانا قاسم رحیمی مہتمم مدرسہ، تعلیم القرآن آر کے پورم دہلی

ترانہ دارالعلوم حسینیہ

جامعہ نگر اوکھلا، دہلی

اشاعت دین حق کی ہو یہی مقصودِ خلقت ہے
یہ ہے علمی ادارہ قوم کا اور سب کی چاہت ہے

صدا آتی ہے ہر دیوار سے اللہ اکبر کی
یہ نعمت ہے خدائے پاک کی مخصوص دولت ہے

نرالے پھول ہیں جس کے انوکھا جسکا گلشن ہے
حفاظت ہے ضروری اس کی یہ اصلی امانت ہے

ہو ہر جانب عمل دینِ محمدؐ کی اداؤں پر
یہی تو اسکا مقصد ہے یہی اسکی فضلیت ہے

ہمارے طالبانِ حق یہی اعلان کرتے ہیں
ہمارا یہ ادارہ اک کلید ِ قصرِ جنت ِ ہے

نرالی زیب وزینت جو ہمارے مدرسہ کی ہے
اکابر کی دعائیں ہیں خدا کی خاص رحمت ہے

مدارس قلعۂ اسلام ہیں دینی حمیّت کے
یہی پہچان ہے اس کی یہی اسکی علامت ہے

نچھاور جس کے اوپر ہے یہاں کا بچہ بچہ بھی
یہی قرآں کی دولت ہے جو اک سچّی حقیقت ہے

بڑی محنت سے سینچا ہے رشیدیؔ نے گلستاں کو
اسی خاطر زمینِ ہند پر اس کی حمایت ہے

مقابل ہی رہا کرتے ہیں ہر دم دشمن دیں سے
یہی تہذیب ہے اسکی یہی اس کی کرامت ہے

عنایت کیوں نہ ہو پھر قوم کی اس کی ترقی پر
ہے احساں ملک پر جسکا وطن میں جسکی شہرت ہے

کرو اس کی حمایت مؤمنو گر عافیت چاہو
یہ طلبہ کی جماعت ہے یہ ملت کی امانت ہے

نذر توحیدؔ صاحب کی تمنا بس یہی اک ہے
پھلے پھولے مدرسہ یہ جونبیوں کی وراثت ہے

طالب دعاء جناب قاری محمد سلیم رشیدیؔ صاحب بانی ومہتمم دارالعلوم حسینیہ جامعہ نگر اوکھلا،

تیس پارے

علم وتہذیب وتمدن کا قرینہ اک طرف
سارا عالم اک طرف شہر مدینہ اک طرف

مشک وعنبر مونگرا چمپا کلی جوہی گلاب
ساری خوشبو اک طرف ان کا پسینہ اک طرف

تیس پارے قلب کے جزدان میں محفوظ ہیں
سارے سینے اک طرف حافظ کا سینہ اک طرف

واحد انصاری

ترانہ مدرسہ ترتیل القرآن

کیلاش وہار، پنسالی روہنی سیکٹر ۲۴، دہلی

مظہرِ نور ہدایت، ترتیل القرآن ہے
گلستانِ اہل سنت، ترتیل القرآن ہے
مرکزِ فہم وفراست، ترتیل القرآن ہے
خادم قرآن وسنت، ترتیل القرآن ہے
ناشرِ دین وشریعت، ترتیل القرآن ہے
اہل ایماں کی ضرورت، ترتیل القرآن ہے
درسگاہِ فکر امت، ترتیل القرآن ہے
قوم کی اصلی امانت، ترتیل القرآن ہے
معدنِ حق وصداقت، ترتیل القرآن ہے
تحفۂ اربابِ ملت، ترتیل القرآن ہے
مبلغِ اسرار امت، ترتیل القرآن ہے
دین کی کرتا اشاعت، ترتیل القرآن ہے
ہے مبینؔ احمد کی خدمت لا جواب وبے مثال
اس لئے بھی پائی شہرت، ترتیل القرآن ہے
علم کی شمع جلا تا ہے جوہرسو ہر طرف
فاتحِ ابوابِ جنت، ترتیل القرآن ہے

طالبِ دعاء جناب مولانا مبین احمد الحسنی مہتمم مدرسہ ترتیل القرآن دہلی ۴۲

باب سیاست

آشتی، دل بستگی، آپس کی بھائی چارگی
دل نوازی، دوستی، ہر دھرم کا پیغام ہے
پیر و پیغمبر کا، اوتاروں کا، کہنا ہے یہی
نام پر مذہب کے لڑنا بزدلوں کا کام ہے

وزیر اعلیٰ کا بھاشن

محترم بزرگو، عزیز ساتھیو، میں آپ کے لئے کوئی نیا آدمی نہیں، بلکہ آپ کے بیچ رہ کر آپ کا کام کرنے والا ہوں، آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ جن راستوں سے لوگوں کا گذرنا محال تھا، میں نے وہاں لیلیٰ کے رخسار کی طرح سڑکیں بنوائیں، اور خراب سڑکوں کو سندری سہاگن بنادیا، کیوں کہ مجھے معلوم ہے کہ یہاں کے لوگ کپڑا اچھا، چہرہ اچھا نہیں بلکہ خوبصورت سڑکیں اور اچھا کام دیکھنا چاہتے ہیں، اور آپ سب کو پتہ ہے کہ چھٹی بھی چھ دن میں ہوتی ہے، مگر میری حکومت کی ابھی چھٹی بھی پوری نہیں ہوئی، باوجود اس کے تعلیمی نظام، ہاسپیٹل کا نظام، آواس نرمان اور عوامی خدمات کو میں نے بروقت انجام دینے کی ہمہ وقت کوشش کی ذات پات کے فرق کو پرے ڈالتے ہوئے چھتر میں وکاس کیا، جو وعدہ کیا لگ بھگ اس کو نبھایا، کیونکہ وعدہ نبھانا، میرا دھرم ہے اور اس صوبہ سے جنگل راج کو ختم کرنے کے لئے ہر وقت برسر پیکار رہا، اور ہمیشہ سچے اور اچھے لوگوں کا ساتھ دیا، رشوت خوری، پولس کی طرف سے ہونے والی زیادتی اور فرقہ وارانہ فسادات پر، پرتی بندھ لگایا اور ظلم کرنے والوں کی لگام کو مضبوطی سے کس دیا، یہی وجہ ہے کہ گذشتہ پانچ سالوں کے اندر آپ نے نہیں سنا ہوگا، کہ کہیں فساد کے انگارے اٹھے اور کسی دلت، غریب، مسلمان کا گھر جلا، میں نے ہمیشہ جن ہِت کی بات کی اور بھائی چارہ میں، میں نے کوئی کسر نہیں رکھ چھوڑی ہے، ہر وقت ہر آدمی کے لئے میرا دروازہ کھلا ہوا ہے، میرا موبائل کبھی بند نہیں رہا

اور نہ میں نے نمبر بدلا، تا کہ آپ لوگوں کو کبھی تکلیف نہ پہونچے، مگر مد مقابل بڑا ہوشیار اور خطرناک رویہ اپنانے پہ تلا ہوا ہے، مجھے اور پارٹی کو نت نئے طریقے سے بدنام کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے اور یہاں تک کہا جا رہا ہے کہ یہ دہشت گردوں کی، لوٹ گھسوٹ اور دیش کو کنگال کرنے والوں کی پارٹی ہے، یہ بہت بڑا الزام ہے، بہتان ہے، فراڈ ہے جو لگایا جا رہا ہے۔ دوستو میں زمینی نیتا ہوں، آپ کا کام کروں گا اور آپ کے ملک کی شان بڑھاؤں گا، اس لئے آپ سب متروں کا فرض بنتا ہے، کہ آپ لوگ مجھے ووٹ دیں، یہ قرض ہوگا اور اس کا بدلہ میں جیتنے کے بعد چکاؤں گا، میں چٹکلوں اور لطیفوں سے عوام کے دل کو بہلانے والا نہیں، بلکہ کام کو سلام ہے اور کام کر کے آپ کے دل کو لبھاؤں گا، اور مخالفین دیکھتے رہ جائیں گے بلکہ سب کلین بولڈ ہو جائیں گے اور مجھے کوئی طاقت جیتنے سے نہیں روک سکتی، آج سب کے منہ میں لاوا پھوٹ رہا ہے اور دنگ ہیں کیونکہ ان سب پارٹیوں کو معلوم ہے کہ ہمارے ساتھ عوام نہیں ہیں، آپ کو یہ بخوبی معلوم ہے کہ کونسی پارٹی آپ کا ہمدرد ہے اور کس پارٹی نے کتنا آپ کو ستایا اور آپ کا خون چوسا اور ووٹ لے کر جھوٹے وعدوں سے بہلا کر کام کچھ نہیں کیا، اس لئے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے، سمجھدار لوگ ہمیشہ ترقی دینے والوں کو اپنا لیڈر سمجھتے ہیں، اور جو بھیڑ ان کے ساتھ دیکھائی دے رہی ہے لوگ ان کے ساتھ دل سے نہیں ہیں، بلکہ وہ کرائے کے لوگ ہیں جو ان سے نوٹ کھینچتے ہیں اور کنگال بنانے میں لگے ہوئے ہیں، وہ بھی جب ووٹ ڈالنے والے کمرے میں داخل ہوں گے تو ووٹ مجھ ہی کو دیں گے کیونکہ ان کو تو پہلے سے معلوم ہے کہ وہ جس کے ساتھ ہیں وہ تو جیتے گا نہیں پھر کیا فائدہ ووٹ خراب کرنے سے چوں کہ یہ ایک طرفہ معاملہ ہے، اور یہ سچ ہے کہ پانچ سال پہلے جو ڈرے، سہمے اور خوفزدہ رہتے تھے، ان کو اب ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ اب مہوا کا رودل میری شکل میں اوپر والے نے دوبارہ پیدا کر دیا ہے، اب ظالموں کو پنپنے نہیں دیا جائے گا، اور جو سلوک رام نے راون کے ساتھ کیا وہی سلوک ملک کے دشمنوں کے ساتھ کیا جائے گا، اور اگر کوئی دھورندر پارٹی کا، یا پارٹی سے باہر کا ہے اور وہ عوام پر ظلم وستم روا رکھتا ہے تو وہ منتری اور وزیر ہی کیوں نہ ہو جیل کی ہوا کھائے گا، اور کسی کے ساتھ کوئی رُو، رعایت نہیں ہوگی، ہماری پارٹی میں سب کا آدر سمان

ہے، مجھے معلوم ہے کہ یہاں کے لوگ بڑے اچھے اور جذباتی ہیں اور جس پر فدا ہوتے ہیں دل و جان سے فدا ہو جاتے ہیں اور آپ کا یہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا مجمع اور بھیڑ اس کا ثبوت ہے کہ آپ لوگ دل و جان سے ہمارے ساتھ ہیں، یہاں کا ایک ایک بوڑھا، ایک ایک بوڑھی، یہاں کا ایک ایک نوجوان، مرد و عورت اور بچے اور ان کے ہاتھ کا جھنڈا اور ان کا ولولہ خیز نعرہ، یہ بتلا رہا ہے کہ ہم ووٹ بھی دیں گے، اور پارٹی کی ترقی کے لئے ضرورت پڑی، تو نوٹ بھی دیں گے یعنی جان بھی دیں گے، مال بھی دیں گے اور جتا کر ہی دم لیں گے، نیز مسلم سمودائے کہ لوگوں کو پارٹی میں اہم عہدہ دیا جائے گا، کیوں کہ ہماری پارٹی کا مشن ہی یہ ہے کہ دیش واسیوں کو کوئی دکھ نہ پہونچے، سب سکھی رہیں، بجلی، پانی، اسکول، ہاسپیٹل، پل، سڑکیں، کارخانے، قصبہ، اور شہر کے ساتھ ساتھ، گاؤں میں بھی ہر طرح کی سہولیات دستیاب ہوں، کسان، غریبوں کے مسائل حل ہوں، غریب لوگ روزی، روٹی سے جڑیں، نئی نئی اسکیموں سے فائدہ حاصل کریں، اور جو غریبوں کے مکانات بنیں، اس میں کوئی غریب کے بجائے امیر داخل نہ ہو، اور نہ اس میں کوئی دھاندلی ہو، ہر ایک کو اس کا حق ملے، اور وکاس کے نام پر جو پارٹیاں لوٹ مار کر رہی ہیں ان کا خاتمہ ہو، دوستو، مخالف پارٹیاں، آج کل بغیر دانے کا جال ہر طرف پھیلا رہی ہیں، اور یہ افواہ اڑا رہی ہیں کہ اس بار جیتنے کے بعد چھتر میں نہیں آئیں گے اور کوئی کام نہیں کیا جائے گا، یہ محض دھوکہ، ڈھکوسلہ اور مکر کا جال ہے، اگر وہ اپنی بات میں سچے ہیں، تو ان کو سامنے آ کر بتانا چاہئے، اگر میں صوبہ، یا چھتر کی دیکھ ریکھ نہیں کرتا، تو کیا سڑکیں، نالیاں، اسکول، پل، برج، خود بخود بن گئے؟ مگر ہاں ایک آدمی ہر جگہ نہیں جا سکتا، اس لئے اگر کوئی ایسا گاؤں رہ گیا تو آئندہ دھیان دیا جائے گا اور میں اس کے لیے چھما چاہتا ہوں۔

کسی صوبہ کو ترقی پر پہنچانے والی شخصیات کیلئے

یقیناً تیری ذات اس ملک اور صوبہ کے لئے ماں باپ کی حیثیت رکھتی ہے، کہ تو نے اس کی عظمت رفتہ کو بحال کیا ہے، اور اس کی تعمیر و ترقی میں مسلسل جدو جہد کی ہے، اور اس کو بام عروج تک پہنچانے کا کام کیا ہے، تو تاریخ میں ایک بلند مینار کی طرح ہے،

کہ جس کو تو نے اپنے خون جگر سے سینچنے میں اتنی محنت کی ہے، کہ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں، کہ تو ہی اس ملک کا باپ اور ماں ہے، اور واقعی تو صوبہ کے عوام کی حفاظت اس طرح کر رہا ہے، جس طرح جنگل کا شیر اپنے بچے کی حفاظت کرتا ہے، حقیقت میں تو مرد میداں ہے اس لئے کہ تمہاری نظر کام کے انجام پر ہے اور تو ناز ونعمت اور مال ودولت میں پلا ہوا ہونے کے باوجود ہمیشہ سرگرداں رہتا ہے، تو بڑا ہی عقلمند، مآل اندیش اور دوربیں ہے، کہ کبھی حوادث سے نہیں گھبراتا بلکہ اپنا مضبوط پنجہ اس میں گاڑ کر حوادث کو کمزور بنا دیتا ہے، بلاشبہ تیرے مخالفین مضبوط، طاقتور اور سخت ہیں، مگر تو تو پنجہ آزمائی میں ان سے بھی دس ہاتھ آگے نکلا، اور ان کے ہر حملہ کا جواب کسر نفسی، خاموشی اور شریف طبیعت کے ساتھ دیا، جو ان کی جان کے لئے جال اور زبان کے لئے مانند تیز تلوار ہے، مطلب یہ ہے کہ تو نے دشمن کو پوری طرح پسپا کر دیا اور اس کی ناک میں مٹی لیپ دی، اور ان پر تیری ترقی وتعمیر کی جو تلوار گری تو وہ شرمندگی کے خون سے سب کے سب شرابور ہو گئے، اور عوام کے دل کو جیتنے کے لئے جتنی خوبیوں کی ضرورت ہے وہ تجھ میں تمام تر موجود ہیں، اور تم نے اپنی سخاوت کو عوام پر اس طرح بکھیر دیا جس طرح نئی دلہن کے لئے دینار ودراہم بکھیرے جاتے ہیں۔

جب کہ مخالفین تیری حکومت واقتدار کا چراغ گل کرنا چاہتے تھے، مگر جبکہ تیری سلطنت کی بنیاد انصاف پر مبنی ہے اور جہاں عدل وانصاف ہو اس کی حفاظت نیلی چھت والا پروردگار کرتا ہے، اس لئے تجھے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں کہ تیرے اقبال پر آنچ آنے والی نہیں ہے، اور مخالف کا کوئی وار تم پر کامیاب نہیں ہو سکتا۔

کرم چاری، سرکاری ملازمین

بھرشٹا چار اور رشوت خوری اتیا چاری جیسے معاملات سے گریز کریں، بطور خاص پولیس اور اس کے جملہ ارکان، ذرا دھیان سے سن لیں، کہ سب کو ایک نظر دیکھیں اور کسی کو بھی یہاں ستانے کی بالکل کوشش نہ کریں، ورنہ اپنے کرتوتوں کے برے انجام کے لئے تیار ہو جائیں، نیز بہن، بیٹی، بہوؤں کی عزت وآبرو کی حفاظت کو یقینی بنائیں، اور دہشت

کرمیوں، غنڈوں، فسادیوں، جیب کتروں، اغوا کاروں پر اپنا مضبوط شکنجہ کس دیں، نیز اسکول جانے والی لڑکیوں کے ساتھ چھیڑ خوانی نہ ہو، کوٹھوں پر، ہوٹلوں پر، کنواری لڑکیوں کی اور بیواؤں کی نیلامی نہ ہو اس پر گہری نظر رکھیں اور دھوکہ دھڑی کرنے والوں کو جیل کی سلاخوں میں اور زنجیروں میں جکڑ کر ان کو جیل تک پہونچائیں، تو خلاصہ یہ ہے کہ مجھے پلیز ایک موقع اور دیجیے، تاکہ ترقی کا جو نقشہ اور خاکہ میں نے تیار کر رکھا ہے، وہ مکمل ہو جائے، اور جو کام ابھی تک پورے نہیں ہوئے ہیں، وہ پورے کر لئے جائیں، اس لئے آپ سبھی پریمی، مہاتماؤں، ماؤں بہنوں بھائیوں بزرگوں سے میری دلی پرارتھنا ہے کہ سب یکجٹ ہو کر میرے جھنڈا تلے آجائیں اور وکاس کا ایک موقع اور دیں اور فلاں تاریخ میں صبح سویرے اٹھ کر منہ دھو کر اپنے پورے پریوار کے ساتھ ووٹنگ کرنے پہنچیں اور اس نشان کا کرپا کر کے بٹن دبا دیں، جو میرا نشان اور آپ سب کی شان ہے اور مجھے جتائیں، میں آپ سب کا ابھاری رہوں گا اور یہ احسان نہ بھولوں گا۔

مفادی زندگی جینے کے عادی ہو گئے ہیں سب
یتیموں اور غلاموں سے محبت کون کرتا ہے
ہمیں نے لاج رکھی ہے اصولوں کی یہاں ورنہ
شکم پر باندھ کر پتھر حکومت کون کرتا ہے

نیتا جی کا بھاشن

باپ کے سمان، بزرگو، وطن عزیز کے دوستو، بھائیو، ماتاؤ، اور بہنو، ابھی کچھ چھن پہلے، مجھے یہ آگیہ پراپت ہوا کہ آپ کے شہر میں ایک وشال سنگٹھن ہونے جا رہا ہے حالاں کہ مجھے کہیں اور جانا تھا کیوں کہ سمے کا آبھاؤ تھا مگر آپ کی دلی محبت کی وجہ سے مجھے آپ کی محفل میں پرکاشت ہونا پڑا، ساتھیو! یہ پلیٹ فارم، الیکشن یا ووٹ پر وچار ومرش کرنے کا نہیں ہے، پرنتو، شورٹ اسٹوری میں میں آپ کو اتنا بتانا چاہوں گا کہ میری صرف ایک ہی اکچھا ہے کہ آپ لوگ ہمارا دل وجان سے ساتھ دیں اور ہمارا حوصلہ بڑھائیں،

تا کہ ہم آپ کے ہر بگڑے ہوئے کاموں میں ہاتھ بٹا سکیں، آپ دھیرج رکھئے، اوپر والے کی کرپا سے ہم بھاری متوں سے جیتنے جارہے ہیں، باقی بات اس وشے پر کسی اور منچ کے تھرو ہوگی، آج تو میں صرف آپ لوگوں سے چند منٹوں کے لئے بھینٹ کرنے آیا تھا، مجھے آشا ہے کہ نشچت روپ سے آپ لوگ ہمارا ساتھ دیں گے۔ جے ہند۔ خدا حافظ

نیتا جی کا بھاشن

محترم بھائیو، کسی بھی قوم کے لئے تعلیم ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، گریجویشن، ایجوکیشن ریزرویشن لڑکیوں کے سواری کا انتظام، بوڑھے اور بڑھیا کو پینشن دلانا غریبوں کے لئے مکان بنوانا اور نوکری دلانا اور ٹیکنکل کے میدان میں ادارپن کرانا، میرا دھرم اور طریقۂ کار ہے اور ہم کام کررہے ہیں اور کام کریں گے اور فلاں فساد کے موقع سے جب کہ کچھ لوگ آگ بھڑکانے میں لگے تھے، میں نے سب کو ٹھنڈا کیا اور حکومت کے خلاف بھی ایک مرتبہ میں نے نعرہ بلند کردیا، ہم مکروفریب سے بھری سیاست کے قائل نہیں ہیں، نہ ایسی پالیسی کی بلکہ باغیرت، باحمیت، باشعور، بارعب، سیاست کے قائل ہیں، ہم اس ملک میں بنی اسرائیل کی طرح رہنا نہیں چاہتے کہ وہ اپنے ملک میں بھی اجنبی اور پردیسی بنکر زندگی گذار رہے تھے اور کسی طرح کا کوئی حصہ غلامی کے علاوہ نہیں تھا، مسلمان اپنے وطن میں اجنبی نہیں بلکہ معروف شہری بنکر رہیں مسلمانوں کو اپنے وطن میں اگر معتمد شخصیت اور معروف بنکر رہنا ہے تو سیاسی میدان میں آنا پڑے گا الیکشن میں حصہ لینا پڑے گا ووٹ ڈالنا پڑے گا اور جو لوگ اپنے اوپر بیتے ظلم و ناانصافی اور فرقہ وارانہ فساد میں حکومت کی یکطرفہ کارروائی کی وجہ سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ووٹ ڈالنا ہندوستان میں ہمارے لئے جائز نہیں، تو یہ صرف چند آدمیوں کی بات ہے، جو خبط الحواسی کا ثبوت ہے اور بہت بڑی بھول، کیوں کہ ووٹ ہی تو ہمارا اصل ہتھیار ہے، ورنہ ہندوستان میں ہمارے پاس ہے ہی کیا؟ بلکہ باقاعدہ کچھ اراکین حکومت کا بھی یہی پلان رہا ہے، کہ کسی طرح سے مسلمانوں کے سارے حقوق چھینے جائیں تا کہ ہمارا مقدر مسلمانوں کے قبضہ سے باہر ہو جائے اور جو ہم چاہیں کریں۔

بھاشن: مترو، بندوؤ! اور منچ پر اپستھ مہا سجنو! میں آپ سب کو نمن کرتا ہوں، پرنام کرتا ہوں، آداب وسلام عرض کرتا ہوں۔ مترو آپ سبھی کو معلوم ہے کہ یہ چناوی دور ہے اور ہر خطہ میں لوگ نیا چہرہ دیکھ رہے ہیں، ہمدردی وغمخواری کا روپ دھار کر محبت کا چولہ پہن کر بھولے بھولے عوام کا خون کرنے کے لئے اپنی اپنی نرم باتوں سے ورغلانے کی ہر ممکن کوشش میں ہر پارٹی کا آدمی لگا ہوا ہے، اور ہر پارٹی کا امیدوار، عوام وخواص کو لبھانے کے لئے نت نئے طریقے ایجاد کرنے اور لوگوں کو اپنے قریب کرنے کے لیے ہر طرف دوڑ رہا ہے اور ترقی کے نئے نئے سہانے خواب دکھا رہا ہے۔

ساتھیو، آج چاروں دشاؤں میں کالے بادل کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی ہے، ہر اور تپسیہ بھنگ کرنے کے چرچے ہو رہے ہیں اور انصاف دونوں شانوں چت پڑا ہوا ہے، کسی کا کسی سے کوئی میل نہیں ہے، ناتجربہ کار لوگوں کی ریل پیل ہو رہی ہے، ان پڑھ اور مُرکھ لوگ کرسی پر براجمان ہو رہے ہیں، اور پڑھے لکھے لوگ، گلی کوچوں میں بے بسی کے عالم میں جوتے چٹخاتے پھر رہے ہیں، بطور خاص، اقلیتوں کے مسائل سے فی الحال کوئی دل چسپی لینے والا نہیں دکھائی دے رہا ہے، مگر ساتھیو! میں آپ کا ہمدرد ہوں۔

میری ماتاؤ، بہنوں، اور بھائیو، ووٹ بہت قیمتی ہے، اس کو ضائع مت کرنا، آپ مجھے ووٹ دو، میں آپ کا قرض دار رہوں گا، اور احسان مند بھی اور آپ کا قرض بھی حتی المقدور جیتنے کے بعد، سر سے اتارنے کی کوشش کروں گا۔ آپ کا بالک، آپ کا پتر، آپ کا یہ لاڈلا، آپ کا چہیتا آپ کی امیدوں پر کھرا اُترے گا، جو ایک عرصہ سے آپ کے درمیان آپ کی سیوا کر رہا ہے۔ آج آپ کی خدمت میں ووٹ کا سوالی بن کر آپ سے قرض مانگنے آپ کے در پر آیا ہے، نشچت روپ سے میری جیت میں آپ کی جیت ہے، میری خوشی میں آپ کی خوشی اور آپ کی خوشی میں میری خوشی ہے، کیوں کہ یہی میرا جنم بھومی بھی ہے، پچھلے سب گلے شکوے کو دور کر کے میرا ساتھ دیجئے مجھے ووٹ دیجئے، اور پانچ سال کے درمیان جو بھول چوک ہوئی اس کے لئے میں چھما چاہتا ہوں، اور میری آرزو ہے کہ آپ امن وشانتی کی ریت کو برقرار رکھتے ہوئے اس نشان کا بٹن میری طرف سے دبا دیجئے گا، جس کا میں امیدوار ہوں مجھے آپ سب سے بڑی آشا وامید ہے اور آپ لوگوں نے مجھے اچھی طرح

دیکھا اور پرکھا بھی ہے، کہ جب سے میں آپ کے آشرواد سے ودھایک (ایم پی) بنا، میرا دروازہ ہروقت ہر ویکتی کے لئے کھلا رہا، نہ میں نے کبھی کسی سے رشوت لی اور نہ میں نے اپنا موبائل نمبر بدلا اور نہ کسی اجنبی نمبر کو دیکھ کر سوئچ آف کیا۔

اس لئے آپ کو گھس پیٹیوں سے چوکنا اور ہوشیار رہنا ہوگا، اور اپنے علاقے کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے اپنے آپ کو تیار اور ہم آہنگ ہونا پڑے گا، بہت سے حمایت کے دعوے دار، طرح طرح کے بھیس بنا کر آپ کو اپنے فریبی جال میں پھانسنے کی انتھک جد و جہد کریں گے اور بلند و بانگ دعوے کریں گے مگر وہ کچھ نہیں کریں گے، آپ کو پتہ ہے ہماری پارٹی بہت مضبوط استھتی میں ہے اور یہاں کسی کی دال گلنے والی نہیں ہے، یہاں جو بھی مقابلے کی بات کرے گا، وہ منہ کی کھائے گا، ساتھیو! میں آپ کے مدرسوں کی منظوری، بچوں کی نوکری، اور ریزرویشن جیسے مسئلوں کو لے کر پارلیمنٹ میں آپ کی نمائندگی کروں گا اور ہر طرح کی سُویدھائیں اُپلبدھ کراؤں گا

کمند چاند ستاروں پہ ڈال سکتا ہوں
سمندروں کو تہوں تک کھنگال سکتا ہوں
مرے وجود کو انچوں سے ناپنے والو
میں ہر چٹان سے دریا نکال سکتا ہوں

میری ماتاؤ، بہنو، بزرگو، اور منچ پر بیٹھے سبھی نیتا گن دیش واسیو، ساتھیو، بھائیو، اگر میں یہ الیکشن جیت گیا تو ہر خوشی آپ لوگوں کے لئے قربان کردوں گا اور آپ کے انوسار کام کروں گا، کیوں کہ میری عادت کام کرنے کی ہے اور کام کر کے آپ کی نشچت سیوا کروں گا آپ کے چرن اور شرن میں رہوں گا آپ کی سڑکیں مضبوط، نالیاں مستحکم اور اسکولوں، کالجوں کا بہترین بندوبست کروں گا، تاکہ بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت ہو سکے اور غریبوں کے رہنے کے لے گھر بنواؤں گا

پرندے بھی نہیں رہتے پرائے آشیانے میں
ہماری عمر گزری ہے کرائے کے مکانوں میں

جو لوگ اس شعر کے مصداق ہیں، ان کے لئے ایک محل تعمیر کراؤں گا اور اگر کسی غریب ابلہ ناری بیواؤں پر کوئی ظلم کرتا ہے، تو اس سے بھرپور مقابلہ کروں گا اور جو بھی مجھ سے اور قانون سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا، اسے چور چور کردوں گا۔ اور میرے رہتے ہوئے کوئی دھورندر، دبنگ، اگر ذرا بھی سر اٹھائے گا تو اسے کچل کر رکھ دوں گا، یہ آپ سے میرا وعدہ ہے، جس کو نبھا کر ہی دم لوں گا، کیوں کہ ستیہ، نیایئے، امن، بھائی چارہ اور شدھ کام کرنا میرا دھرم اور مذہب ہے اور جو اس کے وروددھ کرتا ہے، یقین مانئے کہ وہ سیاست کو، آدمیت کو، انسانیت کو، بدنام اور برباد کر رہا ہے، اور وہ انیایئے یعنی بھرشٹاچار، ناانصافی، بدسلوکی، کی ڈگر پر چل کر صرف چند دنوں کے لئے کیول اپنا بھلا کرتا ہے، مگر وہ سب کے نین سے بہت جلد گر جاتا ہے، اور وہ جو اپنے بھاشن سے آسمان و زمین کے قلابے ملا کر لوگوں کے دلوں کو چھوئی موئی کی طرح حیادار، اور اپنا دل دار و غمگسار بناتا ہے، جب وہی شخص جیت جاتا ہے، تو پھر اپنے چھیتر میں کبھی نہیں آتا، جو بہت ہی دکھ، چنتا جنک بڑا آشچریہ اور کرودھ کی بات ہے، مگر جب دوبارہ الیکشن کا اعلان ہوتا ہے، تو پھر وہ بڑا معصوم بنکر اپنا چہرہ لوگوں کو دکھاتا ہے، جس کی وجہ سے ایسے لوگوں کو پھر کوئی لابھ نہیں ملتا او روہ کیسے لوگ ہیں، جو دوبارہ عوام کے درمیان ووٹ مانگنے آجاتے ہیں، لیکن ساتھیو، مجھے آپ کی محبت پر یقین ہے کہ میں اوشیہ جیتوں گا، کیوں کہ میں پراجت نہ کبھی سیوکار کرتا ہوں، نہ پربھو سے اور آپ لوگوں سے ایسی امیدیں باندھتا ہوں، اس لئے چنتا کرنے کی کوئی آویشکتا نہیں ہے، اوپروالا میری محنت اور آپ کی محبت کو اکارت نہیں کرے گا۔

ایک کن کٹے کا آج یہ اعلانِ عام ہے
نیتا ہیں ہم ہمارا تو قربانی کام ہے
نیتا کا دعویٰ سن کے میں یہ سوچنے لگا
قربانی کن کٹے کی تو یارو حرام ہے

ساتھیو، سانپ دیکھنے میں سب کو سندر لگتا ہے مگر سمجھ دار لوگ کبھی اسکے قریب نہیں جاتے، اسی طرح، طرح طرح کے ڈھونگ رچانے والے بھی، کچھ دوستوں کو بہت پسند آتے ہیں مگر جب ان کی نظریں بدلتی ہیں تو گلہ شکوہ کرتے رہتے ہیں، حالاں کہ سانپ سے

کٹوانے والا خود اپنی ذات کا دشمن ہے اس لئے ان کو خود اپنے آپ کو کوسنا چاہیے اب لوگ اتنے بدھو نہیں ہیں، کیوں کہ اب ہر آدمی سمجھنے لگا ہے، کہ کونسی پارٹی کام کرتی ہے اور کون سی نہیں، کون ہمارا مسیحا ہے اور کون ہمارا قاتل، کون عوام کا بھلا کر سکتا ہے اور کون نہیں، کون ہمارا رہبر بننے کے لائق ہے اور کون نہیں، کون سوتنتر تا سنانی ہے اور کون بھرشٹا چاری، کون مہاتما ہے اور کون گوڈسے، کون عبدالحمید ہے اور کون اسیما نند، کون صادق و جعفر ہے اور کون سبھاش چندر بوس، خلاصہ یہ ہے کہ سبھی ساتھی گن شش و پنج اور شکوک وشبہات کو ترک کر کے اپنے عزم وحوصلہ اور بلند ولولوں کے ساتھ ہمارا ساتھ دیں، ہمارا ہاتھ مضبوط کریں تب جا کر کہیں اس علاقے کا سدھار ہوگا اور کھویا ہوا وقار بحال ہوگا اور تمام ترقیاتی میدان میں آگے بڑھنے بڑھانے کا موقع فراہم ہوگا۔

لطیفہ

ایک دن ایک بادشاہ شاہزادہ کے ساتھ شکار کو گیا، جب ہوا گرم ہوئی بادشاہ اور شاہزادہ نے اپنا لباس مسخرہ کے کندھے پر رکھ دیا بادشاہ مسکرایا اور کہا اے مسخرہ تیرے اوپر ایک گدھے کا بوجھ ہے، مسخرہ نے کہا نہیں بادشاہ سلامت، بلکہ دو گدھے کا بوجھ ہے۔

بھاشن: ماتاؤ اور بہنو! ایوم مہا سجنو! یہ ودھان سبھا الیکشن کا دور چل رہا ہے، ہر طرف گہما، گہمی کا عالم ہے، اور گاؤں کے چوراہوں، چائے خانوں، دکانوں، مکانوں، ہوٹلوں، بازاروں، پلاٹوں، کھیت کھلیانوں پر اس وشیے میں خوب وچار و مرش ہو رہے ہیں، کوئی کسی کو کوس رہا ہے، تو کوئی کسی کی تعریف میں لگا ہوا ہے، گویا کہ ہر ایک ذہن جیسے ووٹوں کا کاروبار کر رہا ہے، قسم قسم کے برساتی مینڈکوں کی طرح نئے نئے چہرے ہمارے سامنے آرہے ہیں، کوئی کہتا ہے ہم آپ کے یہاں انٹر کالج پاس کرا دیں گے، تو کوئی کہتا ہے آواس نرمان کرا دیں گے، کوئی کہتا ہے ہم تعلیم و شکچھا اور سرکاری ہاسپیٹل کے لنگڑے انتظام کو درست کرا دیں گے، تو کوئی کہتا ہے کہ ہم آر سی سی سڑکیں بنوا دیں گے، اب آپ سوچ میں پڑ جائیں گے، اور کش مکش کا ایک عالم آپ کی خواب گاہ میں اٹکھیلیاں کھیلے گا، کہ میں کیا کروں؟ کِن تو، میری آپ سے یہ پرارتھنا ہے کہ آپ دل سے میرا تعاون کریں،

کیوں کہ سیاست میں آنے کا مقصد میرا مال بٹورنا نہیں ہے، بلکہ متکبر اور مغرور لوگوں کے دبدبہ کو ختم کرنا، دبنگوں وفسادیوں کے زور کو کم کرنا اور ان کو جیل بھجوانا، انصاف کا جھنڈا بلند کرنا، ہر شہری کو، دیہاتی کو عزت دینا، مظلوموں کو اس کا حق دلانا، دیانت قائم کرنا، ہر چھوٹے بڑے اور بہن ماتاؤں کی قدر کرتے ہوئے اپنی بہن اور ماں کے سمان سمجھنا اور قدر کرنا، پولیس کی زیادتی کو روکنا، لوٹ پاٹ اور غنڈہ گردی کو ختم کرنا، یہی ہمارے اہم مقاصد ہیں، اور یہ مقاصد اس وقت تک پورے نہیں ہو سکتے، جب تک آپ مجھے جتا کر پارلیمنٹ تک نہیں بھیجیں گے۔ خدا حافظ

جب زمانے کے کنویں لاشوں سے بھر جائیں گے سب
لوگ پانی کے لئے پیاسے کدھر جائیں گے سب
یہ توسوچو مسجد اور مندر میں پھر جائے گا کون؟
جب ہمارے ملک کے انسان مرجائیں گے سب

حکایت: ایک شخص نے بڑا مرتبہ پایا، ایک دوست مبارکباد دینے کے لئے اس کے پاس گیا، اس شخص نے پوچھا تو کون ہے؟ اور کیوں آیا ہے؟ اس کا دوست شرمندہ ہوا اور کہا کہ مجھ کو تو نہیں پہچانتا ہے، تیرا پرانا ہمیشہ کا دوست ہوں، اظہار افسوس کے لئے تیرے پاس آیا ہوں، سنا ہے کہ تو اندھا ہو گیا ہے۔

اگر عورت ہو تو یہ بولے

میں آپ کی بیٹی، آپ کی بہن، آپ کی بہو، آپ سب سے جہیز، یا جہاز مانگنے نہیں آئی ہوں، بلکہ آپ سے، محبت، پیار، خلوص مانگنے آئی ہوں، اور اچھے خاندان کے شریف لوگ تو اپنی بیٹیوں اور بہنوں کی حرمت وآبرو کی خاطر اپنی جان کی بازی بھی داؤ پر لگا دیتے ہیں، مگر نہ میں جان مانگنے آئی اور نہ مال، بلکہ میں آپ سب کے سامنے ایک بھکارن بن کر آئی ہوں، اور اپنا دامن پھیلا رہی ہوں، کہ بس ایک بار صرف مجھے اپنے شرن میں جگہ دے کر میری آنچل کو اپنے قیمتی ووٹوں سے بھر دیجئے، میں اپنا فرض آپ کی بہن، بن کر نبھاؤں گی، اور اپنے دروازے سے اپنی سکت کے مطابق کسی کو مایوس ہو کر

جانے نہیں دوں گی، یہ میرا وعدہ ہے جو پتھر کی ایک لکیر ہے، کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ جن لوگوں نے جیتنے کے بعد اپنے دروازوں پر سخت پہرے بٹھائے، غضبناک دربان اور پھاڑ کھانے والا کتا رکھ لیا اور کسی کی فریادرسی نہیں کی، گھر میں رہتے ہوئے کہلوا دیا کہ کہہ دو کہ وہ تو باہر گئے ہیں، تو پھر عوام نے بھی ان کو ہمیشہ کے لئے باہر کا راستہ دکھا دیا اور اس کو دفن کر دیا، عوامی عدالت یقیناً بہت مضبوط اور غیر متزلزل ہے، بھائیو، عورتوں کو حالانکہ اس دور میں گھٹیا نگاہوں سے دیکھا جا رہا ہے مگر عورت دیوی ہے اور نہ جانے اس کے پیٹ سے کتنے دیوتا، مہان، رشی، پیغمبر، عالم، پجاری، اور لاکھوں، بدّوان، پہلوان پیدا ہوئے، عورتوں میں فطرتاً نرمی ہوتی ہے اور بہت نرم دل ہوتی ہیں، اسی لئے کسی کو دکھ میں دیکھ کر عورتوں کا دل کانپ جاتا ہے، اور پھر وہ ہر طرح کی قربانیاں اپنوں کے ساتھ دینے کے لئے بقدر وسعت تیار ہو جاتی ہیں۔

رہ کے بنگلے میں بھی اخلاق نہ بھولے اپنا
گھر سے جانے دیئے سڑکوں پہ اجالے ہم نے
ہم نے ہر دور میں انساں سے محبت کی ہے
دولت آئی ہے تو کتے نہیں پالے ہم نے

بھائیو! اس ملک میں جمہوریت ہے اور جمہوریت کا الیکشن میں بہت بڑا مقام ہے، نیز یہ سیٹ عورتوں کے لئے ریزرو ہے اسی کارن میں آپ کے بیچ ہاتھ پھیلانے آئی، یہ پرچار کا دور ہے، اور اس میں طرح طرح کے نغمے، چٹکلے، طنز کے بھالے اور ملامت کا پٹارا کھولا جائے گا، جس میں میرے علاوہ کوئی دودھ کا دھلا نہ ملے گا، اس لئے اس طرف آپ لوگ دھیان نہ دیں اور اپنی پارٹی کو مضبوط کریں، میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے اور داستاں کو سمیٹتے ہوئے آپ سے صرف اتنی گذارش کروں گی، کہ آپ فلاں نشان کو نہ بھولیں، میں زیادہ وقت تک بات کرنے کی عادی نہیں، بلکہ کم کو زیادہ سمجھتی ہوں اور آپ لوگوں کو سمجھدار سمجھتی ہوں، میری آپ سب سے گذارش ہے کہ آنے والی تاریخ میں مجھے اپنے ووٹوں کا دان پردان کریں، اوپر والا آپ سب کو سکھ، شانتی میں رکھے، میں آپ سب

سے دوبارہ ہاتھ جوڑ کر بنتی کر رہی ہوں، کہ آپ دیکھیں کہ ووٹوں کا زیادہ حقدار کون ہے اور اس علاقے کے لئے اور آپ کے لئے کون فائدہ مند ہے؟

سونیا گاندھی کا بھاشن

سونیا گاندھی نے، اپنے ایک بھاشن میں کہا کہ اتر پردیش کے حالات دیکھ کر دکھ ہوتا ہے۔ کہ غیر کانگریسی ایک مدت سے حکومت کر رہے ہیں اور اتر پردیش کی دشا بگاڑنے میں کوئی کور کسر باقی نہیں رکھ رہے ہیں۔ جبکہ یہ پردیش کانگریس کے زمانہ میں ایسا نہیں تھا اور کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ پنڈت جواہر لال نہرو، لال بہادر شاستری، اندرا جی، اور راجیو گاندھی جی کے پردیش کو کچھ لوگ ایسی حالت میں پہنچا دینگے، انھوں نے کہا کہ اتر پردیش میں سبھی اصولوں اور آدرشوں کیلئے خطرہ بڑھا ہے، اور بھرشٹا چار تتھا جوڑ، توڑ کی راج نیتی کا دور چل رہا ہے، سبھی غیر کانگریسی، پارٹیوں کے لوگ اپنے سوارتھ کے لئے سمجھوتے کئے، کرسیاں بانٹیں، اور پردیش کو برباد کیا، اور کسی کو بھی وکاس، یا غریب جنتا کے درد کا کوئی احساس نہیں ہے، اس لئے بھاجپا، سپا، اور بسپا کی حکومت رہتے ہوئے پردیش کے وکاس کی امید نہیں کی جا سکتی، پردیش میں کسان، بجلی، پانی، کھاد کیلئے پریشان ہیں، اور جوان بے روزگاری کے کارن در، در، کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں، مہیلائیں ظلم کا، شکار ہیں، بچے اچھی شکچھا سے محروم ہیں، غریبوں کی کہیں شنوائی نہیں ہے، اور قانون ویوستھا کا کہیں نام نہیں ہے، کیندر سے کافی مقدار میں دھن راشی جا رہی ہے، مگر وکاس کا صرف نام ہے، کیونکہ وکاس کا پیسہ نجی جیبوں میں چلا جاتا ہے، اب درد حد سے گزر چکا ہے، بھرشٹا چار کی انتہا ہو گئی، قدم، قدم، پر بھید بھاؤ، ظلم انیائے اور اتیہ چار ہے، اس لئے ہم یوپی میں نو نرمان کیلئے چناؤ لڑ رہے ہیں اور کہا کہ سپا، بسپا، بھاجپا، منچ پر بھلے ہی ایک دوسرے کی برائی کریں، پر موقع پڑنے پر، کرسی کے لئے یہ پارٹیاں ہاتھ ملاتی رہی ہیں، بسپا، سپا، نے کرسی کے لئے ہاتھ ملایا تو بھاجپا سپا نے چھ، چھ، مہینے کیلئے کرسی کا سمجھوتا کیا، آخر یہ لوگ یوپی کی جنتا کو کتنے دنوں تک دھوکہ دیتے رہیں گے۔

آپ کے ہاتھ سے تلوار گرادی صاحب
ان ہواؤں نے تو سرکار گرادی صاحب
جس پہ تم بیٹھ کے کرتے تھے پرندوں کا شکار
ایک چڑیا نے وہ دیوار گرادی صاحب

راہل گاندھی کا بھاشن

ساتھیو! اتر پردیش میں کئی برسوں سے، جنتا نے اَنیّ پارٹیوں کا شاسن کال دیکھا ہے، اس بار اگر جنتا نے ہمارا ساتھ دیا، تو پردیش میں کسان، غریب، مزدور، کا وکاس ہوگا، اور پردیش کو بھرشٹاچار سے مُکت کرادیا جائے گا۔ جنتا اس بار ہمیں آزما کر دیکھے، ہم ان سے کئے گئے وعدوں کو پورا کرینگے، اور اتر پریش کو اُتم پردیس بنانے کا کاریہ کرینگے۔ بے روزگاروں کو روزگار ملے گا اور پردیش میں سنساَدھنوں کی کوئی کمی نہیں رہے گی، سماج کے سبھی ورگوں کو ہماری سرکار، ایک آنکھ سے دیکھے گی ہم یوپی کو بدلنے جارہے ہیں، غریبوں، مزدوروں، کسانوں، بے روزگاروں کا ہم کام کرینگے، اور کام آئیں گے، ہم آپ کو اَدھیکار دینے جارہے ہیں، نہ کہ غنڈہ راج بھرشٹاچار اور نہ پیسہ کھانے والی مورتیوں کا انبار۔ ساتھیو، کانگریس کی اگر حکومت بنی، تو یواؤں کو راجیہ میں ہی روزگار کے اَوسَر دیگی، تاکہ دوسرے شہروں میں کہیں جانے کی ضرورت نہ پڑے اور ان کے ساتھ غلط بیو ہار کا موقع کسی کو نہ ملے، جیسا کہ ممبئی میں شیوسینا اور مہاراشٹر، نوَنرِمان، سینا کے لوگوں نے مزدوروں اور یواؤں کیساتھ برا بیوہار کیا، اس لئے جو وکاس کا دشمن ہے اسے ہرایئے، ہم سرکار میں اگر آئینگے تو وہ ہوگا جو ایک طویل مدت سے نہیں ہوا، اتر پردیش میں پرگتی لانا ایک بڑا مشن ہے اس لئے تمام لوگوں سے بطور خاص یُواؤں سے انرودھ ہے، کہ دیگر پارٹیوں کی قید و بند اور بیڑیاں توڑ کر کانگریس کے جھنڈا تلے آجائیں، راہل گاندھی نے کہا کہ جس طرح سے بھارت کو انگریزوں سے آزادی، یواؤں نے دلائی تھی، آج وقت آ گیا ہے کہ اب پردیش کو بسپا، سپا، بھاجپا، کے چنگل میں پھنسنے سے بچایا جائے، اور دیش کو بربادی کے کگار سے ہٹا کر ترقی کی راہ پر گامزن کردیا جائے، سب سے پہلے انھوں نے

بی، ایس، پی، کی سپریمو مایاوتی پر کٹا کچھ کرتے ہوئے کہا، کہ سب کا ہاتھی چارہ کھاتا ہے، مگر مایا کا ہاتھی لکھنؤ میں روپیہ کھاتا ہے، اور کہا کہ جنتا کیول پانچ سال کیلئے ہمارا ساتھ دے تو ہم پردیش کی، کایا کلپ کردینگے، اور سماج وادی پارٹی کے سپریمو پر کٹا کچھ کرتے ہوئے کہا کہ پنچر سائیکل والے اتنے ماہر ہیں، کہ وہ یہ بھی وعدہ کرلینگے کہ اگران کوووٹ ملے تو آسمان کا رنگ نیلے سے ہرا کروادینگے، اور کہا کہ وعدہ تو نوٹ کھانے والا جادو کا ہاتھی کرتا ہے، اور کہا کہ دلی چھوڑ، اتر پردیش میں میں اس لئے آیا ہوں تاکہ غریب، کسان، اور نوجوانوں کے لئے سنگھرش کروں، اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ میرا غریبوں کے گھر جانا ناٹک ہے، اتر پردیش کے وکاس کی بات ناٹک ہے تو ٹھیک ہے بھیا، میں یہ ناٹک کرتا رہونگا، اور کہا کہ غیر کانگریسی سرکاروں نے یوپی کو ذاتی واد دیا ہے، بھرشٹا چار دیا ہے، اور غنڈہ راج دیا ہے، اور کہا کہ وپچھی دلوں کے نیتا کسانوں اور غریبوں سے نہیں ملتے ان کے گھر کھانا نہیں کھاتے، اس لئے ان کی سمسیا ئیں بھی نہیں جانتے، کانگریس ایسا نہیں کرتی، ہم لوگوں کے بیچ جاتے ہیں، ان کی باتیں سن کر یوجنائیں بناتے ہیں، ہماری ہی سرکار نے کسانوں پر جو ساٹھ ہزار روپیہ قرض تھے، معاف کیا تھا، اور بنکروں کو دو دو لاکھ روپیہ کا لان بھی پاس کرایا تھا، اور کہا کہ بھارت، وشو کا پہلا دیش ہے کہ جس میں راجیو گاندھی کے دورۂ حکومت میں سلمان رشدی کی کتاب پر، پرتی بند لگایا گیا تھا، اور بی، جے، پی، پر تنز کرتے ہوئے کہا کہ بھاجپا نے اترا کھنڈ میں جم کر بھرشٹا چار کا کھیل کھیلا ہے، اور بھرشٹا چار کے سارے ریکارڈ توڑ دیے ہیں، اس لئے راجیہ کے وکاس کے لئے کانگریس ضروری ہے نہ کہ کھنڈوری، آج کانگریس پارٹی کی مظبوط اِستتھی بنتی جارہی ہے، اور جیتنے کے بعد وکاس کا راستہ کھل جائے گا، اور وکاس کا پہیہ چاروں اُور گھومے گا، اور کہا کہ غیر کانگریسی لوگوں کو آپ نے ایک عرصہ تک حکومت کا موقع دیا، مجھے صرف پانچ سال دیجیئے، اور جس طرح آپ نے ملک سے انگریزوں کو بھگایا تھا، سپا، بسپا، اور بی، جے، پی، کو بھی بھگا دیجئے۔

راہل نے کہا، کہ میں وعدہ میں اتنا یقین نہیں رکھتا، کہ جتنا کام کرنے میں یقین رکھتا ہوں، بہر حال میں یوپی کو اپنے پیروں پر کھڑا دیکھنا چاہتا ہوں، اس لئے میں مسلمانوں، دلتوں، غریبوں کے گھر انکے حالات کو جاننے کے لئے جاتا ہوں، دیگر پارٹیاں اس کو

ناٹک بتاتی ہیں، غیر کانگریسی سرکاروں نے اتر پردیش کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کر دیا ہے، لوگ یہاں بھوک سے تڑپ رہے ہیں، اور شکچھا کے نام پر بے شمار دکانیں کھل چکی ہیں، اسلئے آنے والا وقت ہمارا ہے۔ کیونکہ کانگریس کے ہاتھ کو جنتا کا ساتھ ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ کیندر سے پیسہ بھیجا جاتا ہے۔ مگر لکھنؤ میں سب یوجنائیں دم توڑ دیتی ہیں، اس لئے موجودہ سرکار کا جانا طے ہے، چھونکہ جنتا کے ہونکار کے سامنے اب تک کوئی نہیں ٹک سکا ہے، اسلئے آپ سے نویدن ہے کہ اس بار ہمیں جتائیے۔ ہم یوپی میں وکاس کے واسطے پیسوں کی گنگا بہادینگے اور کیندر کا پیسہ بھرشٹاچاروں کی بھینٹ چڑھنے نہیں دینگے۔ اور آپ کا درد عوام کی آواز جو لکھنؤ تک نہیں پہونچتی ہے، اس کو لکھنؤ تک پہونچانے کا کام کرینگے۔ اور دیگر پارٹیوں نے جو یوپی کو نچلے پائیدان پر کھڑا کر رکھا ہے اس کو بلند کرنے کی کوشش کرینگے۔

باتوں سے بھی بدلی ہے کسی قوم کی تقدیر
بجلی کے چمکنے سے اندھیرے نہیں جاتے

۞

حسن تدبیر سے جاگ اٹھتا ہے قوموں کا نصیب
کبھی تقدیر بدلتی نہیں ارمانوں سے

بات ہیرا ہے بات موتی ہے ۞ بات لاکھوں کی لاج ہوتی ہے
بات ہر بات کو نہیں کہتے ۞ بات مشکل سے بات ہوتی ہے
ان سے جب دل کی بات ہوتی ہے ۞ وجد میں کائنات ہوتی ہے
کیا کریں بات بے وفاؤں سے ۞ بات والوں سے بات ہوتی ہے

اور انہوں نے کہا کہ بائیس برس سے یوپی میں مایاوتی جی لگ بھگ حکومت کر رہی ہیں، لیکن کیندر دوارا بھیجے گئے تقریباً دو لاکھ ساٹھ ہزار کروڑ روپے ہاتھی اور مورتیوں کے پیٹ میں چند دنوں پہلے اتار دیئے گئے، اور کانگریس کے زمانے میں جتنے کارخانے اتر پردیش میں لگائے گئے تھے، ان سب کو بند کر دیا گیا، اور وکاس کے پیسے ہاتھے گھوڑے کھا گئے، اور ایسے ایسے پرتیاشی جن پر قتل کے کئی سنگین مقدمات ہیں، مایا سرکار کے سایہ

تلے زمین قبضانے، نوٹ گننے میں لگے ہوئے ہیں، اور مایاوتی جی نے پانچ سال کے شاسن کال کے دوران، وکاس سے سنبندھت ایک بھی کام نہیں کیا او ریوپی سرکار دوارا بھرشٹاچار کے مادھیم سے جنتا کا خون چوسا جا رہا ہے اور ہلیتھ گھوٹالا، جو غریبوں کے علاج کے لئے پیسے تھے وہ بھی مایاوتی اور ہاتھی کھا گئے، ریت کھنن، شراب مافیا، میل مالکوں سے اویدھ اصولی ہوئی ہے اور بھرشٹا چار، اتیاچار، روپیہ کھینچنا، رشوت لینا، اور تاناشاہی کو خوب بڑھاوا ملا ہے، اور نردوش لوگوں کو جیل کے اندر بھیجا گیا، اگر میری سرکار آئی، تو جو لوگ فرضی مقدمات کی وجہ سے جیل میں ہیں، پہلی فرصت میں ان کو مکت کرایا جائے گا، اس لئے نوجوانو! اٹھو، جاگو، اور بدل دو اس صوبے کی سرکار۔

چودھری اجیت سنگھ کا بھاشن: چودھری اجیت سنگھ نے، اپنے ایک بھاشن میں کہا کہ پہلے سپا، اور بھاجپا نے، اس پردیش کو لوٹا تھا۔ باقی بچا ہوا مایاوتی سرکار کے منتریوں نے لوٹا اور کہا کہ مایاوتی کی سرکار بنتے ہی سب سے پہلے کسانوں پر اس حکومت نے گولیاں چلوائیں۔ اور کہا کہ مایاوتی نے جو نعرہ دیا تھا۔

''چڑھ غنڈوں کی چھاتی پر، مہر لگے گی ہاتھی پر''

تو جو لوگ ملائم سنگھ سرکار اور ان کے غنڈوں سے پریشان تھے۔ سنہ ۲۰۰۷ء کے چناؤ میں ان سے تو چھٹکارا مل گیا اور مایا کی سرکار بھی بن گئی۔ مگر گولی جنتا کی چھاتی پر جا لگی اور سب غنڈے ہاتھی پر سوار ہو گئے۔ خلاصہ یہ کہ مایاوتی کا دیا ہوا نعرہ خود اس کے خلاف ثابت ہوا۔ اور شہری علاقہ میں مایاوتی کی ڈھکی ہوئی مورتیوں کے لئے یہی سندیش نکلتا ہے کہ پردہ نہ اٹھاؤ۔ اور اجیت سنگھ کا کہنا ہے کہ کلیان سنگھ، ملائم سنگھ اور مایاوتی نے اتر پردیش کو اُلٹا پردیش بنا کر رکھ دیا ہے۔ اور مایاوتی پر نشانہ سادھتے ہوئے کہا کہ مایاوتی اپنی پارٹی سے ٹکٹ دینے کیلئے اگر کسی سے ۲۰ لاکھ روپئے لیتی ہے اور اگر کوئی اور آدمی ۲۵ لاکھ دے تو وہ ۲۰ لاکھ والے کے پیسے بڑی ایمانداری سے واپس لوٹا دیتی ہے۔ ملائم سنگھ کے بارے میں آروپ لگایا کہ انہوں نے اپنے کاریہ کال میں یُواؤں سے ۳، ۳ لاکھ روپئے لے کے پولس میں بھرتی کیا۔ اور سب سے حیرت کی بات یہ ہے کہ سنہ ۲۰۱۲ء کے ودھان سبھا چناؤ کی سبھا میں

انہوں نے یہ کہہ دیا کہ بلاتکار کی شکار ہونے والی مہیلاؤں کو ہم نوکری دینگے جبکہ بلاتکار کرنے والوں کو سزا دینے کی بات کا ذکر ہی نہیں، کیا جس سے عورتوں کا اَپمان ہوا ہے۔ شعر

دونوں ہی پکچھ آئے ہیں، تیاریوں کے ساتھ
ہم گردنوں کے ساتھ ہیں وہ آریوں کے ساتھ
صحت ہماری ٹھیک رہے گی تو کس طرح
آتے ہیں اب حکیم بھی بیماریوں کے ساتھ

اور بھاجپا پر برستے ہوئے انہوں نے کہا تھا کہ بھاجپا نیتاؤں کو چناؤ نزدیک آتے ہی ایودھیا میں رام مندر کی یاد آتی ہے، جب کہ کیندر میں ستّا میں رہتے ہوئے انہوں نے کبھی یہ مدعا نہیں اٹھایا اور کہا کہ بھاجپا نیتاؤں نے مندر نرمان کے نام پر دیش کو ٹھگا ہے اور عوام کو بیوقوف بنایا ہے۔

چناں چہ آج رالود، کانگریس گٹھ بندھن نے سبھی دلوں کے ہوش آڑا دیئے ہیں اور اس کے سبھی کاریہ کرتاؤں نے امیدوار کو جتانے کے لئے کمر مضبوط کر رکھی ہے۔ چوں کہ اب نل سے صرف وکا کا پانی نکلے گا۔ جو سماج کے تمام لوگوں کے کھیتوں کو سیراب کرے گا۔

پرینکا گاندھی کا بھاشن: پرینکا گاندھی نے اپنے بھاشن میں جنتا سے کہا کہ آپ ایسی سرکاروں کو نکار دیں، جو آپکو نکارتی ہیں اور کہا کہ کانگریس کی نیتیاں عام آدمی اور غریبوں کو مضبوط بناتی ہیں اور انہیں ادھیکار دیتی ہیں۔ جبکہ غیر کانگریسی سرکار ستّا میں آنے کے بعد ان کے نیتا بڑے بڑے بنگلے بنواتے ہیں اور ان کے بڑے بڑے کاروبار پھولتے اور پھلتے ہیں۔ گویا وہ اپنا وکاس کرتے ہیں اور آپ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ یہی بدلاؤ لانا ہے۔

ششما سوراج کا بھاشن: ششما سوراج نے مایاوتی پر کٹا کچھ کرتے ہوئے کہا کہ مایاوتی کا ہر چناؤ میں نعرہ بدل جاتا ہے، کبھی تلک، ترازو، اور تلوار کا نعرہ ہے، تو کبھی،

ہاتھی بڑھتا جائے گا، وِپکچھ کی چھاتی پہ، چڑھتا جائے گا

مگر اس کے صرف نعرے ہی بدلتے رہے ہیں، سوچ نہیں بدلی اور کانگریس کو

آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے ششما نے کہا کہ کانگریس حکومت کی پالیسیوں کے باعث ہی ملک میں کمر توڑ مہنگائی میں اضافہ ہوا ہے۔

سچن پائلٹ : سچن پائلٹ نے کانگریس کی حمایت میں بولتے ہوئے کہا کہ، کانگریس کے یوراج راہل گاندھی کا سپنا ہے کہ پردیش میں غریب، مزدور، کسان اور اہسائے لوگوں کی سرکار بنے۔ جس کارن وہ جنتا کو جاگ رُک کرنے کا کام کر رہے ہیں۔ اور کہا کہ کسانوں پر اَتیَیا چار و گولہ باری کرنے والی سرکار کو جنتا دیکھ چکی ہے۔ کئی برسوں سے اتر پردیش سے دور ہو چکی کانگریس کو بھی جنتا جن سیوا کرنے کا اس بار موقع دے۔ کیونکہ دیگر سرکاروں نے اس دوران پردیش ہت میں وکاس کے کاریہ نہیں کئے۔ جبکہ جنتا کو چاروں طرف سے لوٹنے کا کام کیا گیا۔

جے پرکاش اگروال: جے پرکاش اگروال کا کہنا ہے کہ کانگریس ہی ایک ایسی پارٹی ہے، جو سبھی ورگوں کو ساتھ لے کر چلتی ہے اور وکاس جس کا، پرمکھ مدعا ہے، اتر پردیش میں سپا سمیت دیگر پارٹیوں کے دورِ حکومت میں جنتا کو بھرشٹاچار اور بے کاری کے سوا کچھ نہیں ملا۔ جسکی وجہ سے یہاں کے لوگ پریشان ہیں۔

کلیان سنگھ کا بھاشن ! کلیان سنگھ نے اپنے بھاشن میں کہا کہ بھاجپا کا بھلا اب بھگوان بھی نہیں کر سکتے، اور یہ بات کلیان سنگھ نے اپنے ایک انٹرویو کے درمیان ودھان سبھا چناؤ ۲۰۱۲ء میں کہی۔ اور کہا کہ بھاجپا پارٹی کے اندر اندرونی اختلافات اتنے ہیں کہ انکو کسی باہری دشمن کی ضرورت ہی نہیں ہے، بھاجپا میں چھوٹے من کے لوگ تین تکڑم سے بڑے بڑے پدوں پر بیٹھ گئے ہیں تو سُوابھک ہے کہ ان کے فیصلے بڑے من اور صحیح سوچ والے نہیں ہو سکتے، اور کہا کہ اس پارٹی میں بھید بھاؤ پھیلا ہوا ہے، وکاس اہم نہیں بلکہ رام جنم بھومی اور کرشن جنم استھان کی مکتی ابھیان ہے،

کانگریس ورشٹ نیتا **امبیکا سونی** نے بھاجپا پر نشانہ سادھتے ہوئے کہا کہ بھاجپا کو چاہیے کہ وہ کیندر سرکار یا کانگریس کی آلوچنا کرنے کے بجائے اپنے گھر کو دیکھے، کیوں کہ لوگ سبھا میں وپکچھ کی نیتا ششما سوراج اور راجیہ سبھا میں ارون جیٹلی اپنے اپنے

سدنوں میں مختلف مادھیم سے اٹھائے جارہے مدعوں کا جواب الگ الگ طرح سے دیتے ہیں، جس سے ایسا لگتا ہے کہ ان کی اپنی پارٹی میں ہی ایک رائے نہیں ہے، یہی نہیں بلکہ پارٹی کا ہر سانسد الگ الگ راگ الاپتا ہے۔

جَیَنْت سِنْگھ: یوراج جینت چودھری نے کہا کہ راج نیتی میں پڑھے لکھے اور ایماندار لوگوں کا آنا بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ ایسے لوگ اگر راج نیتی میں نہیں آئینگے تو دیش پردیش ترقی نہیں کرسکتا۔ اور کہا کہ بسپا مکھیا نے جیتے جی اپنی مورتی لگائی ہے۔ یَدِی اتنا پیسہ وکاس پر خرچ ہوتا، تو پردیش کی کایا ہی پلٹ جاتی اور کہا کہ غریب اور پردیش کا یوا، مورتی یا پارک دیکھ کر پیٹ نہیں بھر سکتا، بلکہ اسے روزگار چاہیئے۔ اور اس کا سنکلپ لیتے ہوئے لوگوں کے ہاتھ اُٹھوائے کہ یا چُنا نہیں، اب رن ہوگا، جیون، جَے، یا مرن ہوگا اور کہا کہ یوپی تو آج ہریانہ، کیرل جیسے راجیوں سے بھی وکاس میں پچھڑا ہوا ہے۔ دلتوں کی مسیحا کہلانے والی مایاوتی نے تو دلتوں کا، سَرْوَادِھک شوشن کیا ہے۔ اور بھاجپا سپا نے سروسماج کو ٹھگنے کا کام کیا ہے جبکہ کانگریس سروسماج کی پارٹی ہے۔ سب کو اس کا حق دیتی ہے۔

قاضی رشید مسعود: مترو! بندُوَ! منچ پر بیٹھے مہا سجّنو! ایوم ماتاوَ! بہنو! اور بھاگیہ وِدھاتا، مت داتاوَ!

آج ہر طرف کانگریس کی لہر ہے، اس لئے کام بڑا آسان ہوگیا ہے۔ اور ہاتھی لفظ سے صرف (اِی) کو ہٹانا ہے تو ''ہاتھ'' بن جائیگا۔ جو کانگریس کا نشان اور ملک کی شان ہے۔ اور کہا کہ ملائم سنگھ کا اصلی چہرہ مسلم وِرودھی ہے ان کا کہنا تھا کہ اعظم خان نے اپنے ایک بیان میں خود کہا تھا کہ میں ۲۳ سال تک ان کے ساتھ رہا اور مدتوں بعد میں نے ملائم سنگھ کی دھوتی کے نیچے آر۔ ایس۔ ایس کا کچھا دیکھا ہے۔

کانگریسی لیڈر کا بھاشن: کانگریسی لیڈر نے ملائم اور مایا پر کٹا کچھ کرتے ہوئے کہا کہ ان دونوں نے ہمیشہ مسلمانوں کی پیٹھ میں خنجر گھوپنے کا کام کیا ہے اور سپا سپریمو نے تو مسلمانوں کو ٹھگنے کے علاوہ کچھ نہیں کیا اور نوکری میں مسلمانوں کو ''لالی پوپ'' ہی دیا ہے۔

هریندر ملک: نے کہا کہ ٹی وی چینل پر کیمروں کے سامنے بیٹھ کر جنتا کو بیچنے والے نیتاؤں کو اب راج نیتی سے باہر کرنے کا سمے آگیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ٹی وی پر بکتے ہوئے یہ نیتا تو صرف ایک بار دکھائے گئے ہیں، لیکن جنتا کو تو نہ جانے انہوں نے کتنی بار بیچا ہوگا، اور کہا سوال ایک ودھایک چننے کا نہیں ہے بلکہ ایک اچھی سرکار چننے کا ہے جو سپنوں کو ساکار کر سکے۔ جو دیش میں ایسے قانون بنائے، جو غریبوں، مظلوموں، مزدوروں، کسانوں اور یُواؤں کو بھوِشو کیلئے ہت کاری ہو اور یہ تبھی سَنبھاو ہوگا۔ جب پردیش میں کانگریس سرکار ہوگی اور سرکاریں قانون اسلئے بناتی ہیں کہ دیش کی جنتا کو سہولت ملے۔

کانگریسی، سُومانش پرکاش نے کہا: کہ جَنپدْ بھر میں غنڈہ، تتْو پوری طرح سے بے خوف ہوکر، سرِ راہ اَپہرن، لوٹ اور ہتھیائیں کر رہے ہیں، جس سے جنتا کا ہر ورگ خوف کے سائے میں زندگی بسر کر رہا ہے، جبکہ کانگریس کا ہاتھ مزدور، غریب اور عام ناگرِک کے ساتھ ہے۔ اور کہا کہ سروجَنِک جیون، سُو کچھ پاک صاف ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اگر میں ودھایک بنا تو پائی پائی کا حساب جنتا کے سمکچھ رکھونگا اور ایک ایک پائی کا حساب دونگا۔ اور کہا کہ اگر میں جیت گیا تو حج کا کوٹہ بڑھوانے کی کوشش کرونگا اور جو لوگ ہوائی جہاز کا خرچ برداشت نہیں کر سکتے، انکے لئے پانی کے جہاز کا پَربَندھ کیا جائیگا اور جنپد سے حج کو جانے والے لوگوں کے ٹھہرنے کی جگہ کا انتظام کیا جائیگا اور سومانش پرکاش کے منچ کے دیگر مقرروں نے کہا کہ اسرائیل کا سمرتھک کرنے والے سپا کے لوگ کبھی ہتیشی نہیں ہو سکتے۔

سنجے دت کا بھاشن: انہوں نے کہا کہ میری رگوں میں کانگریسی خون دوڑ رہا ہے اور میرے پریوار کے لمبے سمے سے کانگریس پارٹی سے تعلقات رہے ہیں۔ اسلئے میں سپا، کو چھوڑ کانگریس میں شامل ہو گیا۔ کیونکہ سپا پارٹی کی کتھنی اور کرنی میں انتر دیکھنے کی وجہ سے پارٹی سے منھ بھنگ ہو گیا اور میں کانگریس میں چلا آیا۔

دل بدلو نیتا کے بارے میں

ساتھیو، بہت سے دگج نیتاؤں نے ٹیم بدل کر بلے بازی کرنے کا فیصلہ لیا

ہے۔کہ جیت کا پالا ان کے سر ہوگا،مگر ان کا اسکور اس بار صفر رہے گا،اور وہ کلین بولڈ ہوجائیں گے اور راج نیتی میں بوڑھے شیر سمجھے جانے والے، چناؤ کے پچ پر اس بار رن آوٹ ہوجائیں گے،تو کئی جم کر کھیلتے ہوئے فتحیاب ہوجائینگے،یعنی بھیڑیا شیر ہوگا اور شیر بھیڑیا بن جائے گا۔

دل بدلو، بھرشٹاچار نیتاؤں کو سکون کی تلاش۔

جو لوگ ہاتھی سے ٹپک کر نیچے گر گئے یا ٹپکا دئے گئے،ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جو ہاتھی کے پیر کے نیچے دب کر بھی راج نیتی کر رہے ہیں اور پارٹی سے جڑے دوسرے نیتاؤں کا ٹکٹ کاٹنے میں مصروف ہیں اور کچھ لوگ وکلپ کے طور پر ہاتھی کی سونڈ کی لپیٹ سے جان بچانے کی آشا میں سائیکل پر سوار ہوگئے اور کچھ لوگ کمل کی آڑ میں آکر بیٹھ گئے اور کچھ جنتا کی پیاس بجھانے کیلئے نل سے پانی کھینچنے میں سرگرم ہیں۔ عدم گونڈوی کا یہ شعر،

کا جو بھنے پلیٹ میں،،وھسکی گلاس میں
اترا ہے،رام راج،ویدھا یک نِواس میں

کیا یہاں نیتاجی آئے تھے؟

پرتیاشی جن سمپرک کر کے چلے گئے،مگر محلے والے بے خبر رہے کیونکہ محلے والوں کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ نیتاجی کب اور کیسے محلے میں آئے تھے اور کس سے مل کر چلے گئے۔

نوکر کی غفلت

ایک تاجر اپنے گھوڑے پر ایک گاؤں میں گیا،تو اس نے سنا کہ وہاں چور بہت ہیں، اس وجہ سے اسے ڈر ہوا کہ وہ اس کے گھوڑے کو چرا لیں گے، پس جب رات تاریک ہوگئی تو اس نے اپنے نوکر سے کہا، آج رات تجھے سو جانا چاہئے، اور میں بیدار رہوں گا، کیونکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ تو اس کی حفاظت اچھی طرح نہیں کرے گا، اس لئے چور گھوڑا چرا لیں گے،نوکر نے کہا، میرے آقا! آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں، یہ اچھا نہیں

ہے، کہ نوکر سو جائے اور آقا گھوڑے کی حفاظت کے لئے جاگتا رہے، میں گھوڑے کا پہرہ دوں گا اور اس سے غافل نہیں ہوں گا، پس تاجر سو گیا، تھوڑی دیر بعد وہ جاگا تو اس نے نوکر کو دیکھا کہ وہ کسی چیز پر غور کر رہا ہے تو اس نے اس سے کہا تو کس بات کو سوچ رہا ہے؟ اس نے کہا میں یہ سوچ رہا ہوں کہ خدا نے پانی پر زمین کو کیسے بچھایا، اس (تاجر) نے کہا مجھے ڈر ہے کہ تو اپنی سوچ میں پڑ کر گھوڑے سے غافل ہو جائے گا پس چور آئیں گے اور تو ان کو نہ دیکھ پائے گا، اس (خادم) نے کہا جناب آپ اطمینان رکھئے میں چوکنا ہوں، یہ سن کر آقا پھر سو گیا، آدھی رات کے بعد دوسری بار اس کی آنکھ کھلی تو نوکر سے پوچھا کیا تو سو رہا ہے؟ اس نے کہا نہیں میرے آقا لیکن میں یہ سوچ رہا ہوں کہ خدا نے آسمان کو بغیر ستون کے کیسے اٹھایا؟ آقا نے کہا دیکھ ایسا نہ ہو کہ تو سوچتا رہے اور گھوڑا چرا لیا جائے اس نے کہا میرے آقا ایسا بالکل نہیں ہوگا، اس کے آقا نے کہا جب تو سونا چاہے (تو سو جانا) کیوں کہ میں پہرے کے لئے جاگنے کو تیار ہوں، تو اس نے کہا مجھے سونے کی ضرورت نہیں، پھر آقا سو گیا، سورج نکلنے کے وقت وہ بیدار ہوا تو اس نے نوکر سے معلوم کیا تو اب کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا میرے آقا میں اس بارے میں سوچ رہا ہوں کہ زین کون اٹھائے گا، میں یا آپ؟ کیوں کہ چور گھوڑا چُرا لے گئے ہیں اور زین چھوڑ گئے ہیں۔

مسٹر اظہر الدین کا بھاشن: پرانے کرکیٹر مسٹر اظہر الدین نے اپنے ایک بھاشن میں کہا کہ اگر کوئی کھلاڑی پچ پر جمنے کی کوشش کرتا ہے، تو اس کو جلد آؤٹ کرنے کی تدبیریں کی جاتی ہیں، اس لئے جنتا سے اپیل ہے کہ غیر کانگریسی سرکار کو اتر پردیش سے جلد، رن آؤٹ یا کلین بولڈ کر دے، اور کانگریس کی سرکار بنانے میں ہمارا سہیوگ دے۔

سلیم انجینئر: کانگریسی نے کہا کہ بسپا نے اپنے کاریہ کال میں کیول اپنا وکاس کیا ہے اور پردیش کو نرک بنا دیا ہے۔ جبکہ جہاں جہاں کانگریس کی سرکار ہے، وہاں کی جنتا بڑے سکون میں رہ رہی ہے۔ آج راہل کی گرج سے اتر پردیش میں وپچھی بوکھلا سے گئے ہیں۔ یہی کارن ہے کہ ان کے بارے میں اناپ شناپ بیان دے رہے ہیں۔

مکھیا و پردھان اور چیرمین اس طرح بھاشن کریں

شعر

وہ، جس کے چاند ستارے ہیں، اس کا ذکر نہیں
لوگ نجومیوں کا بہت اعتبار کرتے ہیں
سبھی ہمارے قبیلہ کے لوگ ہوتے ہیں
جو لوٹتے ہیں بھروسے کے لوگ ہوتے ہیں
کوئی بتا نہیں سکتا کہ کون کس کا ہے
جلوس میں بھی کرائے کے لوگ ہوتے ہیں

ساتھیو! چناوی سنگرام تیز ہوگیا ہے، اسلئے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ مجھے جتانا نہ بھولیں، کیونکہ میں ہر طرح کے وکاس کیلئے شَنکَلپ بدھ ہوں، اگر میں جیت گیا تو جہاں، پیاؤ نہیں ہے اس کا سَمادَھان کیا جائیگا۔ سرکاری نل بھی جگہ جگہ لگائے جائیں گے۔ مردار جانوروں کی بدبوؤں سے بچانے کیلئے علاقہ سے دور ایک خاص جگہ مقرر کی جائیگی۔ ٹوٹے کھڈنجے درست کئے جائیں گے۔ تالابوں سے اَوِیدھ قبضے ہٹائے جائیں گے۔ بجلی، پانی اور سیور کی پریشانیوں سے عوام کو نجات دلائی جائیگی۔ بجلی کٹوتی کی سمسیا کا سمادھان کیا جائیگا اور بجلی بلوں کی گڑبڑی کو درست رکھنے کے لئے میٹروں پر کڑی نگاہ رکھی جائیگی۔ ہسپتالوں میں مریضوں کے لئے دوائیاں مفت اُپلبدھ کرائی جائیں گی۔ بچوں کے کھیلنے اور سیر وتفریح کیلئے ایک کھیل میدان اور پارک بنایا جائیگا۔ قصبہ میں روڑ ویز بس اسٹینڈ کی مانگ پوری کی جائے گی۔ نیز قصبہ کی سُرکچھا، وِیُوستھا درست کی جائے گی۔ چھتر کے یُواؤں کو نوکری دلائی جائے گی، تاہم روزگار سے ان کو جوڑا جائیگا، اور جو لوگ بی۔ پی۔ ایل کارڈ کے مستحق ہیں ان کے بی۔ پی۔ ایل کارڈ بنوائے جائیں گے۔ وِردھا پینشن کو یقینی بنا دیا جائیگا۔ قصبہ میں ایل۔ ایل۔ بی کالج بنوایا جائیگا۔ مہیلاؤں، اور اسکول جانے والی لڑکیوں کی سرکچھا کی بھرپور کوشش کی جائیگی، لڑکیوں، مہیلاؤں کے ساتھ چھیڑ کھانی کرنے والوں سے سختی سے نمٹا جائیگا۔ اور اسکولوں، کالجوں کی آمد ورفت کے چوراہوں پر پولس

گشت کو تیز تر کیا جائیگا۔قصبہ میں سماج کے یُواؤں کو نشہ کی لت سے دور رکھنے کیلئے نشہ مکتی کیندر کی اِستھاپنا کی جائیگی اور جگہ جگہ نیشنل ہائیوے پر بریکر لگائے جائیں گے اور ریلوے پھاٹک پر جام اور دُرگھٹنا کو ختم کرنے کیلئے فلائی اُور بنایا جائیگا اور بائی پاس منظور کرانے کی کوشش کی جائیگی۔اور کافی عرصہ سے ریلوے اسٹیشن بنانے کا پرستاؤ جو ٹھنڈے بستہ میں پڑا ہوا ہے اس مشن کو تیز کیا جائیگا اور یہاں ریلوے لائن بچھانے اور سپر فاسٹ گاڑیوں کے رکوانے کا پرستاؤ بھی پاس کرایا جائیگا۔سرکاری ودھیالے کا پورے طور سے اہتمام کیا جائیگا، تا کہ ہمارے بچے، بچیاں جو دور دراز پڑھنے جاتے ہیں، ان کی مشکلیں آسان ہوں۔قصبہ میں انجینیر نگ کالج اِستھاپِت کرنے کا پریاس کیا جائیگا۔رات کو پولس گشت، محلوں کی نگرانی کیلئے بڑھایا جائیگا اور خاص خاص جگہوں پر پولس تعینات کی جائیگی۔ مسافروں کو جہاں جہاں بدمعاشوں سے دقتیں پیش آرہی ہیں وہاں وہاں چوکس نگرانی کا ویوستھا کیا جائیگا۔ٹھیلے والوں اور آڑھتیوں کی پریشانی کو دور کیا جائیگا۔اکسیڈینٹ حادثوں میں مرنے والوں کے وارثوں کو صحیح معاوضہ دلایا جائیگا۔غریبوں کے رہنے کے لئے سرکاری یوجنا کے تحت مکان دلایا جائیگا۔راشن کارڈ اور پہچان پتر سبھی کے صحیح نام و پتہ کے ساتھ بنوائے جائیں گے۔نیز اسمارٹ کارڈ بھی بنوائے جائیں گے اور غریب لڑکیوں کی شادی میں آرتھک مدد کی جائیگی۔مکان بنوانے میں آرتھِک سہایتا دی جائے گی۔ایک بارات گھر، اور آشرم لوگوں کی سہولت کے لئے بنایا جائیگا۔بس اڈوں پر لگے سرکاری ہینڈ پمپ خراب رہنے کے کارن جو مسافروں کو دقتیں آرہی ہیں، اس کو دور کیا جائیگا اور جن بس اڈوں پر سرکاری ہینڈ پمپ اور شوچالے نہیں ہیں وہاں اس کا انتظام کرایا جائیگا۔نیز بدکاری کے ٹھکانوں سے اور ناچ گانے سے قصبہ کو پاک صاف رکھا جائیگا اور شراب کے سب ٹھیکے ختم کردیئے جائیں گے۔یاد رہے، سسٹم کو سدھارنے کے لئے سسٹم میں گھسنا پڑتا ہے۔موم بتی جلانے سے اب کام چلنے والا نہیں ہے، کیونکہ بھرشٹاچاری بدیشی نہیں بلکہ سودیشی لوگ ہیں۔اس لئے خوب سوچ سمجھ کر اپنا لیڈر چنیئے اور اپنے اَدھیکاروں کا گلہ مت گھونٹیئے۔اور اس بار آپ مجھے جتایئے اور دیکھئے کہ ہم کس طرح، رشوت خوری، اور رشوت خوروں کی خبر لیتے ہیں اور گیس کی کالا بازاری کو، سلینڈر میں کم وزن تولنے والوں کو، کمیشن خوروں کو، نقلی

دوائیں بیچنے والوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں، اور ڈیزل، پیٹرول کھاد وغیرہ کے مسائل کو کس طرح حل کرتے ہیں۔

حکایت

ایک بھوکا شخص جا رہا تھا، اس نے ایک گاؤں والے کو دیکھا کہ وہ دریا کے کنارہ کھانا کھا رہا ہے، اس کے قریب گیا اور کہا کہ میں تیرے گھر کی طرف سے آ رہا ہوں، گاؤں والے نے دریافت کیا میرے بچے، بیوی، اونٹ وغیرہ سب خیریت سے ہیں، اس شخص نے کہا ہاں، گاؤں والے کا دل مطمئن ہو گیا، اور پھر اس شخص کی طرف نہ دیکھا، پھر اس آدمی نے کہنا شروع کیا اے گاؤں والے، تیرا کتا مر گیا ہے، گاؤں والے نے پوچھا میرا کتا کس سبب سے مر گیا، اس آدمی نے کہا تیرے اونٹ کا گوشت بہت کھا گیا، دریافت کیا اونٹ کس طرح مرا، کہا تیری بیوی مر گئی! اس سبب سے کسی نے اس کو دانہ پانی گھاس نہ دیا، پوچھا بیوی کس طرح مری؟ کہا تیرے بیٹے کے غم میں بہت روئی اور سر سینہ پر پتھر مار لیا، پھر دریافت کیا کہ لڑکا کس طرح مرا؟ کہا کہ اس کے اوپر گھر گر گیا، گاؤں والے نے جب یہ گھر کی بربادی کے حالات سنے، مٹی سر پر ڈالی اور کھانا اسی جگہ چھوڑ دیا اور اپنے گھر کی طرف چل دیا، اور اس آدمی نے اس ترکیب سے کھانا پا لیا۔

جو کریگا گاؤں کو روشن، اسی پر دبے گا فتح کا بٹن

ساتھیو! گرامین کی سمسیائیں سننے کے لئے ایک کاریالے بنایا جائیگا۔ گاؤں کے رَجْوا ہے میں جو پانی کی سمسیا ہے اس کو دور کیا جائیگا۔ سڑکوں اور گلیوں میں جو کوڑے ڈالے جا رہے ہیں، اس کے انتظام کے لئے ہر محلے کے تراہے، چوراہے پر کوڑے دان کی ویوستھا کی جائیگی۔ ہر گاؤں میں پانی کی ٹنکی لگوانے کی کوشش کی جائیگی اور نہروں میں ہر وقت پانی اُپلبدھ کرایا جائیگا۔ موسم برسات میں جو گاؤں میں پانی رک جاتا ہے، جسکی وجہ سے لوگوں کو چلنے میں دشواریاں پیش آتی ہیں، اس کے لئے نالیوں کا انتظام کیا جائیگا، اور اس کو ندی سے جوڑ دیا جائیگا، تاکہ پانی نہ رکے۔ جرجر تار جو گاؤں کے مکھ سمسیا ہیں جن کی وجہ سے

آئے دن درگھٹنائیں ہوتی ہیں، اس کا صحیح نظم ونسق کیا جائیگا۔ اپرادھک سرغناؤں کے آتنگی، گتی ویدھیوں سے مکتی دلا کر قانون ویوستھا کو بحال کیا جائیگا، اور آپ کے گاؤں میں بھی تھانہ چوکی کا بندوبست کیا جائیگا۔ بیمہ، بیتن نظام کو درست کرایا جائیگا۔ سرکاری مدرسے جہاں نہیں ہیں وہاں مدرسے قائم کئے جائیں گے، اور جہاں مدرسے ہیں مگر ابھی تک منظوری نہیں ملی ہے ان کو منظور کرایا جائیگا۔ مدرسہ بورڈ کے اساتذہ کو صحیح وقت پر تنخواہ مل سکے اس کی بھرپور کوشش کی جائیگی۔ اردو زبان کو دفتروں، کچہریوں میں لاگو کر کے اردو پڑھے لکھے لوگوں کو روزگار سے اور روزی روٹی سے جوڑ دیا جائیگا۔ گھریلو گیس کو اُتّے کاریوں کیلئے استعمال پر جو پابندی لگی ہے، مگر سرکاری کرم چاری جو گھریلو گیس کا جم کر کھلا دُرپیوگ کر رہے ہیں، جس کی وجہ سے عام اُپبھوگتاؤں کو گیس کی قلت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اس کو ہر ممکن حل کرنے کی کوشش کی جائیگی، اور جن گاؤں میں ابھی تک ٹرانسفارم نہیں ہیں اس کا ویوستھا کیا جائیگا۔ چھتر کے کسی بھی گاؤں میں اگر پھونکا ہوا ٹرانسفارم ہے تو اس کو ۲۴ گھنٹے کے اندر بدلوا دیا جائیگا، اور غریبوں کے لئے زمین کے پٹّے کاٹے جائیں گے۔ وِدھوا و بِردھا پینشن کو یقینی بنایا جائیگا۔ اور تالاب کے پٹّے صحیح لوگوں کو دیئے جائیں گے۔ کسانوں، مزدوروں کے لئے درگھٹنا بیمہ یوجنا کی راشی ۲ لاکھ کرائی جائیگی۔ نیز کسانوں اور بنکروں کو مفت بجلی و پانی اُپلبدھ کرائے جائیں گے۔ ٹوٹی سڑکوں میں پڑے گڈھوں کو جلد سے جلد درست کرانے کی کوشش کی جائیگی۔ نیز سپر فاسٹ ٹرینوں کے بھی اپنے اسٹیشن پر اِسٹوپج کرائے جائیں گے۔ ان سبھی کاسوں کو کرانے کے لئے کسی بھی آدمی کو میرے رہتے ہوئے کسی طرح کا پروبلم اور دقت نہیں آئیگی۔ اسکول، کالج وچکِتسا سویدھائیں مہیا کرائی جائیں گی۔ تھانہ اور تحصیل کی دلالی ختم کی جائے گی اور رشوت خوروں کو عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائیگا۔ اس لئے آپ مجھے جتائیں تاکہ میں چھتر کی تصویر بدل سکوں۔ اور میں حاکم بن کر نہیں بلکہ چوکیدار اور خادم بن کر آپ کی سیوا کر سکوں۔ لوگوں کے دکھ درد میں کام آسکوں اور وکاس کی گنگا بہا کر آپ کا قرض اتاروں۔ میں سبھی ورگ کے لوگوں کو ساتھ لے کر چلوں گا اور کسی طرح کا بھید بھاؤ نہیں ہونے دوں گا۔ بجلی، پانی سمسیاؤں کو دور کرونگا اور محنت سے وکاس کے کام کرونگا۔ ساتھیو!

یہ لڑائی مان سمّان کی لڑائی ہے۔ اگر میں جیت گیا تو آپ کے مان سمّان پر آنچ آنے نہیں دونگا۔ آپ نے چونکہ اس بار اپنے من سے لڑایا ہے تو تن سے ساتھ دیجئے ورنہ پھر آپ کو ہی پَراجے کا سامنا کرنا پڑیگا، اس لئے من کو مت (ووٹ) میں بدل دیجئے اور اس بار مجھے جتا دیجئے میں زندگی بھر آپ کا شکر گذار رہونگا۔ شعر

کبھی خفا ہیں کبھی انتظار کرتے ہیں
ہر ایک بار نئے رخ سے وار کرتے ہیں
انہیں عوام کے آنسو نظر نہیں آتے
دوکاندار ہیں سودے ہزار کرتے ہیں
محبتوں کی سزائیں بہت بھیانک ہیں
کبھی کسی سے نہ کہنا کہ پیار کرتے ہیں

چیئرمین کا فرمان

ساتھیو، اگر میں جیت گیا تو قصبہ میں میرے جیتنے پر یہ کاریہ ہوں گے:

(۱) ایک ایمبولینس گاڑی نگر پنچایت ادھیکچھ کی طرف سے ہوگی، جو رات کی سات بجے سے صبح چھ بجے تک، بیماروں کی خدمت میں رہے گی۔

(۲) اسپتال میں وشیش روپ سے بال روگ، مہیلاؤں اور ہردَے روگ وغیرہ کے لئے ہر طرح کی سہولیات ہر سمے مہیا رہیں گی۔

(۳) نگر پنچایت ادھیکچھ ایک ہفتہ میں دو بار جنتا دربار لگائیں گے۔

(۴) نگر پنچایت کی اور سے بارات گھروں کی، استھاپنا کی جائے گی۔

(۵) نگر پنچایت میں کاریہ کر رہے سنویدا کرمیوں کو پکی نوکری دی جائے گی۔

(۶) نگر پنچایت کی طرف سے علاقے کو ہرا بھرا رکھنے کے لئے سڑکوں پر پیڑ لگائے جائیں گے۔

(۷) قصبہ میں سرکاری یوجناؤں کو گھر گھر لکھواُدّھیو، لوگوں کی استھاپنا کرائی جائے گی۔

(۸) ساٹھ سال کی آیو پار کرنے والے بزرگ لوگوں کے لئے نگر پنچایت بھتہ دینے

کی ویوستھا کرے گی۔

(۹) کمپیٹیشن کی تیاری کرنے والے چھاتر اور چھاتراؤں کے لئے نگر پنچایت فری کوچنگ سینٹر استھاپت کرے گی۔ قصبہ میں چوبیس گھنٹہ پانی، آپورتی دور کرنے کے لئے دو اور پانی کی ٹنکی بنوائی جائے گی۔

(۱۰) رکشا چالکوں کو انجن سے چلنے والی رکشا، نگر پنچایت اپلبدھ کرائے گی،

(۱۱) قصبہ میں منصف کورٹ کی استھاپنا کرائی جائے گی۔

(۱۲) قصبہ میں دو درجن سے زائد، استھانوں پر پیشاب اور پاخانہ گھر بنوائے جائیں گے۔

(۱۳) نگر میں روڈویز اڈہ اور منڈی سمیتی کی استھاپنا ہوگی۔

(۱۴) نگر کی سڑکوں اور چوراہوں پر رات میں، نگر پنچایت اپنا جنریٹر لگا کر بجلی دیگی۔

(۱۵) مسجد میں نماز پڑھانے والے اماموں، نیز مندر اور گردواروں کے پجاریوں کو نگر پنچایت ویتن دے گی۔

(۱۶) لڑکے، لڑکیوں کے لئے انٹر کالج بنائے جائیں گے۔

(۱۷) کھیل کے لئے اسٹیڈیم بنائے جائیں گے۔

(۱۸) نگر پنچایت کی طرف سے اسکول بنائے جائیں گے۔

(۱۹) بے گھر جنتا کو، نگر پنچایت مکان بنا کر دے گی۔

(۲۰) وِدھوا گھروں کے پڑھنے والے بچوں کو مفت کتابیں اور ڈریس نگر پنچایت اپلبدھ کرائے گی۔

(۲۱) قصبہ کے قبرستان اور شمشان گھاٹ کی چہار دیواری کرائی جائے گی۔

(۲۲) مندر و مسجد کو نگر پنچایت چوبیس گھنٹے بجلی دے گی۔

(۲۳) نگر میں ایک درجن رکشا اسٹینڈ بنائے جائیں گے۔

(۲۴) غریبوں کے لئے سردی کے موسم میں رات گزارنے کے لئے رین بسیرا بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

(۲۵) قصبہ میں مزدوری کاریہ کرنے والے ویکتیوں کا، نگر پنچایت بیمہ کرائے گی۔

(۲۶) سڑک پر سامان لگا کر بیچنے والوں اور ٹھیلے پر سامان بیچنے والوں کو نگر پنچایت استھائی، ٹھیئے دے گی۔

(۲۷) بے روزگار قصبہ واسیوں کا، ہاؤس ٹیکس اور واٹر ٹیکس معاف کر دیا جائے گا۔

ملائم سنگھ کا بھاشن

ملائم سنگھ کا بیان ہے کہ ہماری پارٹی شگوفے نہیں چھوڑتی، بلکہ ایمانداری اور تہہ دل سے سماج کے کمزور لوگوں کی پیروی کرتی ہے، ہماری سرکار کے کام خود بخود بولتے ہیں، اور ہماری پارٹی یہ کوشش کرتی ہے کہ سماج کے آخری انسان کے چہرہ پر بھی مسکان زندہ رہے۔

ہے سماجوادی کی سرکار، رہے مخالف ہوشیار

ملائم جی نے کہا کہ میں آپ سب سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ آپ بنا کسی لوبھ اور بھئے کے ہمارا ساتھ دیں گے اور اپنے چھیتر کو سوارنے کے ادھورے سپنے اور سنکلپ کو پورا کرنے میں مجھے اپنا پورا اسمرتھن جتائیں گے، چوں کہ آج پورے پردیش میں سپا کی لہر ہے اور دیگر پارٹیوں سے مسلمانوں نے منہ موڑ لیا ہے۔

ملائم سنگھ کے وعدوں کا بکھان

اس لئے میں مسلم ریزرویشن دلا کر دم لونگا، اور کہا کہ یقین کیجئے ہم اپنی سرکار میں کھاد، بیج کی کمی، ڈیزل، اور گیس کو مہنگا نہیں ہونے دینگے، اور الپ سنکھیک یواؤں کی شکچھا کیلئے یونیورسٹی کی استھاپنا کریں گے، نوجوانوں کے لئے لیپ ٹاپ پر ہندی کے ساتھ اردو اور انگریزی میں بھی کام کرنے کی سویدھائیں ہونگی، کسانوں کے پچاس ہزار روپیئے تک قرض معاف کئے جائیں گے، اٹھارہ فیصد مسلم ریزرویشن کو یقینی بنایا جائے گا، اور سرکاری سمیتیوں میں شرن لینے والے کسی بھی کسان کی زمین کو نیلام نہیں ہونے دیا جائے گا، ودیشی کمپنیوں کو یہاں بیوپار نہیں کرنے دیا جائے گا، اور انھوں نے کہا کہ ہردے، کڈنی، لیور کینسر جیسے روگ سے پیڑت لوگوں کو سرکار کی اور سے اپچار کرایا جائے گا، پینتیس د-

چالیس ؔ آیو ورگ کے یواؤں کو روزگار، اور بے روزگاروں کو مہنگائی کا بھتا دیا جائے گا، میٹرک پاس ہر مسلم لڑکی کو تیس ہزار روپیہ کا وظیفہ دیا جائے گا، کھلاڑیوں کو پرؤ ت ساہن دیا جائے گا، جس سے وہ آگے بڑھ سکیں اور کھلاڑیوں کو پراتھمکتا سے نوکری دی جائے گی، سچر کمیٹی اور مشرا کمیٹی کی رپورٹ کو لاگو کروایا جائے گا، پینسٹھ برس سے ادھک عمر کے لوگوں کے لئے کھانے پینے کی ویوستھا سرکاری اَستر سے کرائی جائے گی، اور ویٹ قانون کو نرستھ کیا جائے گا، دہشت گردی کے جھوٹے مقدموں میں پھنسے نوجوانوں کی رہائی ہوگی، اور معقول معاوضہ دیا جائیگا۔ ہر خاندان کے ایک فرد کو ملازمت دی جائیگی، ہندی، اردو اور بھوجپوری زبانوں کو ان کا حق دیا جائیگا۔ دسویں پاس کرنے والے طلبہ کو ٹیبلٹ اور بارہویں پاس کرنے والے طلبہ کو لیپ ٹاپ دیا جائیگا۔ آٹھویں تک تمام طلبہ کو مفت کتابیں اور معیاری تعلیم مفت دلائی جائیگی۔ اقلیتی تعلیمی اداروں کو یونیورسٹی کا درجہ مثلاً ندوۃ العلماء لکھنؤ، دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور وغیرہ جیسے بڑے مدارس جو ضروری شرائط پر مکمل کھرا اترنے والے ہیں، اور جن کی سندوں کو پوری دنیا قدر کی نگاہوں سے دیکھتی ہے اب یوپی میں بھی ان کی سندوں پر نوکری دینے کی کوشش کی جائیگی۔ گرامین چھتروں میں بیس گھنٹے اور شہری چھتروں میں بائیس گھنٹے بجلی دی جائیگی۔ نئے بجلی گھروں کا نرمان ہوگا، پرانے بجلی گھروں کا صحیح رکھ رکھاؤ ہوگا۔ اور بجلی چوری پر پوری طرح نگرانی رکھی جائیگی۔

اور ملائم جی نے کہا کہ ہم جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں، مگر مایاوتی جو کہتی ہے اسکا الٹا کرتی ہے، اور کہا کہ قانون ویوستھا کا راج قائم کیا جائے گا، اور اگر کوئی سپا کاریہ کرتا پارٹی کو بدنام کرتا ہے، تو اسکے خلاف بھی کاروائی کی جائے گی۔

اور بھرشٹاچاریوں تتھا اپرادھیوں کا اَستھان جیل میں ہوگا، ملائم جی نے کہا کہ مایاوتی شاسن کال، کیول پتھر کی مورتیاں، اور ہاتھی لگانے نیز سپا کاریہ کرتاؤں کے خلاف فرضی مقدمات درج کرا کر انھیں جیل بھیجنے تک سمت رہا، اور مایا کی سرکار، مافیاؤں نے چلائی ملائم جی کا کہنا ہے کہ مایاوتی سرکار نے اپنے شاسن کال میں صرف یہ کام کیے ہیں،

رشوت لینا اور نوٹ گننا، گوتم بدھ نگر سے نوئیڈا تک زمینوں پر قبضہ کرنا، تھا فرضی مقدمات کرا کے سپا کار یہ کرتاؤں کا اُتپیڑن کرنا، تانا شاہی حکومت کرتے ہوئے بھرشٹاچار اتیاچار کو بڑھاوا دینا، اور ملائم سنگھ جی نے کہا کہ میں مسلمانوں کی امید پر کھرا اترونگا۔ میں جو کہتا ہوں اس پر اٹل رہتا ہوں، میں امید سے زیادہ اٹل رہتا ہوں، میں امید سے زیادہ کام کرنے کی کوشش کرونگا اور آپ کی اَپکچھاؤں سے کام کر دکھاؤنگا، مگر اس بار کی پرکچھا میں میں آپ لوگوں کے سہیوگ سے ہی پاس ہو سکتا ہوں اور ہماری پارٹی ہی ستا سین ہوگی۔ اور انہوں نے کہا کہ بلاتکار پیڑت شکچھت یُوتیوں کو پہلے پورا انیائے دلایا جائیگا اور اس کے بعد نوکری مگر دوسرے لوگ عوام کے سامنے اس کو غلط ڈھنگ سے پیش کر رہے ہیں

سپا کے لیڈران: ملائم سنگھ یہ پہلے غیر مسلم لیڈر ہیں کہ جنہوں نے پولیس کو، بابری مسجد شہید کرنے والے کارسیوکوں، سادھوؤں اور فرقہ پرست طاقتوں پر گولی چلانے کا حکم دیا اگرچہ وہ شہید ہوگئے، ہندو ہوتے ہوئے مسجد اور مسلمانوں کے حق کی بات کرنا آسان کام نہیں جو ملائم سنگھ نے کیا، اور ملائم سنگھ نے کہا تھا کہ جب تک میں مکھ منتری ہوں کوئی پرندہ بھی بابری مسجد پر پر نہیں مار سکتا، اور یہ کام کر کے دکھایا، مگر نرسمہا راؤ کے زمانے میں بابری مسجد شہید کر دی گئی، بابری مسجد کے منہدم ہونے کے موقعہ پر ملائم سنگھ کو دکھ ہوا ہوگا، مگر کچھ کام ایسے ہوتے ہیں کہ اگر کیندر سرکار اس میں شریک ہو، اور اس کی پوری حمایت حاصل ہو تو صوبائی سرکار کچھ نہیں کر سکتی۔

ملائم سنگھ نے بٹلہ ہاؤس انکاؤنٹر کے فرضی ہونے اور اس کی جانچ کی مانگ کی بھی آواز اٹھائی، اور سماج وادی پارٹی نے ہی غازی آباد میں حاجیوں کے لیے بے مثال حج ہاؤس بنایا، نیز رام پور میں مسلم یونیورسٹی مولانا محمد علی جوہرؒ کے نام سے قائم ہونے والی میں دل کھول کر سرمایہ لگایا، جب کہ سپا سرکار نے بچیوں کا وظیفہ ختم کیا نیز یونیورسٹی کی دیواریں توڑ کر بیچ میں سڑک نکال کر یونیورسٹی کو بربادی کے دہانے پر پہنچانے کا قدم اٹھایا، لوگوں کا خیال ہے کہ ملائم سنگھ سیکولر ذہنیت کے مالک ہیں اور خامیاں تو سب میں ہوتی ہیں، کسی میں کم اور کسی میں زیادہ۔

اکھلیش یادو کا بھاشن

اکھلیش یادو نے کہا کہ اگر ہماری سرکار بنی تو چھاتر چھاتراؤں کو کمپیوٹر، تتھا بارہویں پاس، چھاتر چھاتراؤں کو لیپ ٹاپ اپلبدھ کرائے جائیں گے، عام ناگرکوں کو دوائی مفت مہیا کرائی جائے گی، اسکے علاوہ غریب کنیا کے نکاح کے لئے پردیش سرکار دُوارا تیس ہزار روپیہ کا انوُدان دیا جائے گا، اور کہا کہ بسپا سرکار نے تو جنتا کو نہ روزگار دیا اور نہ وکاس کیا، مگر اس بار وکاس، سائیکل پر دوڑے گا۔ اور اسکو دوڑانے کے لئے ٹوٹی پھوٹی سڑکیں، صاف ستھری ہوں گی اور بجلی کا نظام بھی عمدہ کیا جائیگا۔ تاکہ راہ کے روڑے سائیکل کی رفتار پر بریک لگانے کا کام نہ کرسکیں اور یہ سب کام سائیکل سوار کو پہلے مرحلہ میں کرنا ہوگا۔ اور اکھلیش نے کہا کہ مایا نے زندہ رہتے ہوئے اپنی مورتیاں لکھنؤ سے نوئیڈا تک جنتا کی گاڑھی کمائی سے سجائی ہیں۔

رام گوپال یادو کا بھاشن: مسٹر رام گوپال یادو نے کہا کہ سپا سرکار اپرادھیوں کے خلاف سخت کارروائی کرے گی اور کہا کہ اگر چالیس ہزار کروڑ روپے، مورتیوں اور پارکوں پر خرچ کئے جاسکتے ہیں تو کیا؟ چھاتراؤں کو مفت لیپ ٹاپ کیوں نہیں دیئے جاسکتے۔ اور کہا کہ سپا سرکار میں بھرشٹاچار، غنڈہ راج، اپرادھ، بلاتکار ختم ہوں گے، اپرادھی غنڈوں کو جیل کی ہوا کھانی پڑیگی اور کسانوں کو مفت بجلی مہیا کرائی جائیگی۔ شعر

غنڈوں کے ہاتھ میں ہے زمانے کی باگ ڈور
غدارِ وقت صاحبِ کردار ہو گئے

چودھری یشپال کا بھاشن: سماج وادی پارٹی کے قومی نائب صدر چودھری یشپال کا کہنا ہے کہ بھاجپا نے ہمیشہ عوام کو لڑانے اور باٹنے کا کام کیا ہے اور یہ بھارتیہ جنتا پارٹی نفرت کے بیج بوکر عوام کی لاشوں پر سیاست کرتی آئی ہے اور کہا کہ یہ پارٹی نہ رام کی حمایتی ہے اور نہ ہی ہندوؤں کی، اس لئے بی۔ جے۔ پی کا جنتا، ہتوں کی بات کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ گھڑیال کا آنسو بہانا۔

نریش اگروال: نریش اگروال نے کہا کہ سپا کی سرکار بننے کے بعد پردیش کا دھن، پتھروں پر نہیں بلکہ وکاس کاریہ پر خرچ ہوگا، اور وکاس کی ریل اپنی پٹری پر دوڑے گی۔ راہل گاندھی پر تنز کرتے ہوئے کہا کہ ابھی تو کاغذ پھاڑ رہے ہیں۔ چناؤ کے بعد کپڑے پھاڑنے لگیں گے، اور مایاوتی کے بارے میں کہا کہ اس بار مایا کا حال یہ ہوگا کہ، میں میکے چلی جاؤنگی، تم دیکھتے رہیو۔ اور کہا کہ بھاجپا نے اوما بھارتی کو یوپی میں کرایہ پر لانے کا کام کیا ہے۔ اور کہا کہ بھائیو! ظلم وزیادتی، بھرشٹاچار اور گھوٹالہ کرنے والوں کی کمر توڑنے کے لئے اس بار آپ کو اگنی پرکچھا دینی پڑیگی، اور اس کو پراجے کرنے کے لئے پورا دم خم لگانا پڑیگا، اور پردیش کی چابھی وپکچھ کے ہاتھوں سے چھین نی ہوگی۔ کیونکہ یہ لڑائی مونچھوں کی ہے اور اپنی ساکھ بچانے کی بھی اور پارٹی کی پرتشٹھا کا بھی سوال ہے۔

امام احمد بخاری کا بیان: امام احمد بخاری نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ چالیس سالوں تک کانگریس نے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسا کران پر ظلم ہی ظلم کئے ہیں، مگر اب جبکہ چناؤ کا سمے آگیا ہے، تو مسلمانوں کی یاد آئی ہے، کانگریس نے دیش میں مسلمانوں کو ۳۶ ہزار دنگے دیکر، انہیں لوٹنے کا کام کیا ہے، جس سے کانگریس کی زہر آلود ذہنیت کا پتہ چلتا ہے، مایاوتی سرکار کو آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے امام بخاری نے کہا کہ مایاوتی نے پردیش کو بربادی کے کگار پر پہونچانے کا کام کیا ہے۔ مسلمانوں کا ووٹ تو لے لیا مگر مسلمانوں کو روزگار و نوکریاں دینے میں صفر رہیں، سبھی سماج کا ووٹ حاصل کر صرف اپنے دلت سماج کا بھلا کیا ہے۔

سپا لیڈر کا بیان: ایک سپا لیڈر کا کہنا ہے کہ ۲۰۱۲ء کا چناؤ ظالم اور مظلوم کے بیچ کی لڑائی ہے جس میں جیت مظلوموں کی ہوگی اور مایا کا صفایا ہوجائیگا۔ اور کہا کہ سپریمو ملائم سنگھ کے علاوہ نہ تو کوئی مسلمانوں کا ہمدرد ہے اور نہ مسلمانوں کے نزدیک لائقِ اعتبار ہے۔ اور کہا کہ بسپا بھرشٹاچار سرکار ہے اور اس کی مکھیا کو ودھایکوں سے مہینہ لینے کی عادت ہے۔ مایاوتی کے ودھایک چور اور ڈاکو ہیں، جو کھلے عام جنتا کو لوٹ رہے ہیں، جس کارن پردیش کی جنتا مایاوتی کو کبھی معاف نہیں کریگی۔

بچّی سنگھ سینی: بچی سنگھ سینی نے اپنے بھاشن میں کہا کہ اگر سپا کی سرکار بنتی ہے تو اپرادھ اور اپرادھیوں کا صفایا کیا جائیگا اور شری ملائم سنگھ کی نیتیاں ہی اس پردیش میں ہر ورگ کا کلیان کرسکتی ہیں۔ کیونکہ ملائم سنگھ کی نیتی اور نیت دونوں صاف ہیں، جبکہ غیر سپائی دلوں کی وچار دھارا کیول دکھاوا ہے۔ جنتنتر کو لوک تنتر میں بنائے رکھنے کو ملائم جی نے ہمیشہ پُراتھمکتا دی ہے، اسی کا پرینام ہے کہ آج سپا کی لہر پورے پردیش میں بنی ہوئی ہے۔ سپا کا ستارہ بلندی کی اُور دن بدن بڑھتا جارہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دن کسی نہ کسی دَل سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ آکر آستھا، سپا میں جتا رہے ہیں۔ جس سے اُشپشٹ ہو رہا ہے، کہ جنتا کو اس پارٹی میں اپنا بھوشو روشن دکھائی دے رہا ہے اور اپنی سرکچھا بھی دکھائی دے رہی ہے۔ پارٹی کا پریورتن دن پرتی دن بڑھتا جارہا ہے اور جنتا کا جھکاؤ اس پارٹی کے پرتی دوسرے دلوں میں بے چینی پیدا کر رہا ہے۔ اور کہا کہ جیت کا پرچم ہماری ہی پارٹی پھہرانے جارہی ہے۔

کرن پال رانا: کرن پال رانا نے کہا کہ اگر پردیش کو فرقہ پرست طاقتوں کے چنگل سے لوگ چھڑانا چاہتے ہیں، تو سپا، ہی ایک وکلپ ہے۔

امیر عالم کا بیان: نوازش عالم کو جتانے کے لئے

محترم بھائیو! نوازش عالم نئی عمر کے امیدوار ضرور ہیں، لیکن لانبی ریس کا گھوڑا ہیں جو کسی گرمٹھ اور جھجھارو سے کم نہیں، اور فائنل ریس یعنی ریزلٹ والے دن خود بخود پتہ چل جائیگا، جب دِگجوں کے پسینے چھوٹ رہے ہونگے اور کہا کہ ہم چناؤ میں آگے چل رہے ہیں، جس کی وجہ سے وپکچھ کے کئی نیتا بوکھلائے ہوئے ہیں۔ اور کہا کہ آج پردیش میں مہنگائی، اس قدر بڑھ گئی کہ بھینس اور بائک کی قیمت برابری پر ہے۔ پردیش میں سنسادھن اور چھمتا ہوتے ہوئے بھی ورتمان کی جرجر، استھی لچر آرتھ ویوستھا، بھرشٹ قانون کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ اور سبھی ورگ کے سہیوگ سے صوبہ میں ستا پریورتن ہونے جارہا ہے۔ اس لئے آپ جنتا سے گزارش ہے کہ اپنے اس بچہ کو بھاری متوں سے جتایئے۔ جے ہند، خدا حافظ۔

پیش کرتا ہوں تمنائے محبت کا سلام
اپنے احباب کو دیتا ہوں مسرت کا پیام

ان کو ہمارے کچے گھروں سے لگاؤ کیا؟
بیٹھے ہوئے جو چین سے شیشے کے گھر میں ہیں

نوازش عالم کا بیان: سمانت بزرگو! ساتھیو! ماتاؤں اور بہنو! میں آپ سے صرف ووٹ بٹورنے نہیں بلکہ آپ کی محبتوں کو سلام کرنے آیا ہوں اور بھروسہ دلانے آیا ہوں کہ مجھکو آپ کی ووٹ کی روپ میں ملنے والا سمرتھن، میرے اوپر قرض رہے گا۔ میں سماج اور جنتا کا سیوک ہوں، اور آپ کی سیوا کو ہر وقت تیار رہونگا۔ میں چھتر تھا آپ کے بیچ کافی عرصہ سے نرنتر سمپرک میں رہا ہوں۔ اور آپ کا آشرواد مجھے برابر مل رہا ہے۔ میں آپ سبھی کو پُرن وشواس دلاتا ہوں کہ جیتنے کے بعد چھتر میں وکاس کی گنگا بہا دونگا، اور پانچ سال تک لائق بھائی، بیٹا بن کر چھتر کی جنتا کی سیوا کرونگا اور کہا کہ سپا سبھی ورگوں کو ساتھ لیکر چلتی ہے اور گھوشنا پتر میں بھی یہی گھوشنا کی گئی ہے۔ اس لئے آپ اٹھیئے، جاگیئے، دوڑیئے اور پانسہ پلٹ دیجیئے اور اپنے پرتیاشی (یعنی مجھکو) ہر حال میں جتائیے۔

تیز نارائن پانڈے! ایودھیا سیٹ سے کھڑے بھوجن کے پرتیاشی، تیز نارائن پانڈے نے بھاجپا پر کٹا کچھ کرتے ہوئے کہا کہ رام جی تو مندر میں تھے بھاجپا نے انھیں ترپال میں کھڑا کر دیا، مندر بنوانا ہی نہیں چاہتے، اس لیے انہیں اس بار مندر کے نام پر قطعی ووٹ نہیں کرنا ہے۔

صاحب سنگھ سینی: صاحب سنگھ سینی نے کہا کہ بسپا میں سینی سماج کے سمان کے ساتھ کھلواڑ ہوا ہے، اور کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ بسپا کو نیست نابود کر کے سپا کی سرکار بنائی جائے، اور کہا کہ ہم نے ہمیشہ سماج کے فیصلے کو سر اور پیر سمجھا ہے، اس لئے وقت آ گیا ہے مجھ پر احسان کرنے کا اور سپا کے پکچھ میں ووٹ ڈال کر وجئے بنانے کا اور کہا کہ بسپا کا وکلپ صرف سپا ہی ہو سکتی ہے اور اس بار بسپا سرکار کا پتن نشچت ہے کیوں کہ دو کاموں

میں سے ایک ہی کام ہوسکتا ہے۔ یا تو ہاتھی سنوار لو۔ یا حکومت سنوار لو۔ اور کہا کہ مایا نے صرف اپنے مہاپُرشوں کی مورتیاں لگوائیں اور برہمن سمیت دیگر سماجوں کو پس پشت ڈال دیا۔

سرفراز خاں! پردیش میں غیر سماج وادی پارٹی کو اکھاڑ پھینکنے کے لیے جنتا سماجوادی پارٹی کی اُور جھک رہی ہے، اور کہا کہ تیزی کے ساتھ ضلع میں ہماری پارٹی ابھر رہی ہے، اور ہماری سرکار بنتے ہی وکاس کے نئے آیان استھاپت کئے جائیں گے، بھے مکت سماج، بھے مکت پردیش کو یقینی بنایا جائے گا اور ستا میں آتے ہی کئے گئے وعدوں کو نبھایا جائے گا۔

آشو ملک! سماجوادی پارٹی کا کاریہ کرتا آشو ملک کا کہنا ہے کہ میں کسی پد کا لالچی نہیں ہوں: سماج وادی پارٹی میرا پریوار ہے اور میں پریوار کے سدسیہ کی طرح پارٹی ہت میں کام کرتا ہوں۔

مایاوتی کا بھاشن

مایاوتی نے کانگریس اور بھاجپا پر کٹا کچھ کرتے ہوئے کہا کہ ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء میں بابری مسجد شہید کرانے میں کانگریس اور بھاجپا کی ملی بھگت تھی اور کہا کہ بھاجپا یدی ستا میں لوٹی تو راجیہ ایوم دیش میں ایک بار پھر سمپر دایک تھا سامنت وادی طاقتیں مضبوط ہو جائیں گی اور ملک میں غریبوں کا رہنا دوبھر ہو جائیگا۔ مایاوتی نے کہا ۲۰۰۷ء کے چناؤ میں دوسرے دل کے غلط اور داغی لوگ بسپا کا ٹکٹ پاکر، چناؤ جیت کر ویدھا یک ومنتری بن گئے اور بھرشٹاچار میں لپت ہوگئے، مگر بسپا کو جب اُن کے کارناموں کا پتہ چلا تو پارٹی نے انہیں دَل اور سرکار سے باہر کا راستہ دکھا کر انہیں ڈَنڈِت کیا۔

نوٹ: مایاوتی نے اپنی سرکار میں ۲۵ منتریوں کو بھرشٹ قرار دیا تھا اور سو ودھایکوں کے ٹکٹ کاٹ دیئے تھے جو ایک انمول اور انوکھا انداز تھا، ہندوستان کی سیاست میں) انہوں نے کہا کہ بھرشٹاچاری جِن کو جیل بھیجا جائیگا اور جادوئی بوتل میں اس کو قید کیا جائیگا۔ جبکہ وکاس کے جن کو از سرِ نو زندگی دیکر اس کو کھول دیا جائے۔ اور مایاوتی نے اپنے بھاشن میں کہا کہ کانشی رام جی کی وصیت تھی کہ ان کی مورتی کے ساتھ میری اور

سَنسکرِتی کے پرَتیک ہاتھی کی مورتی لگائی جائے، مگر کیندر سرکار کے دُوارا اس کو ودھان سبھا چناؤ ۲۰۱۲ء میں پلاسٹک سے ڈھکوادیا گیا، جو الیکشن کمیشن کی زیادتی ہے۔ جس سے پارٹی کے کاریہ کرتا دکھی ہیں۔

اور مایاوتی نے کہا کہ چالیس سال تک پردیش میں کانگریس کی حکومت رہی، مگر غریبی، بے روزگاری، مہنگائی دور نہیں کرسکی تو اب کیا امید کی جاسکتی ہے جبکہ کیندر سرکار میں لاکھوں، کروڑوں کے ۶۲ گھوٹالے ہوچکے ہیں اور کہا کہ بسپا کا ستا میں رہنا مزدوروں، غریبوں، الپ سنکھیوں کے لئے آوشیک ہے۔ اور بسپا ہی وہ پارٹی ہے جو دوسری پارٹیوں کا پردیش سے صفایا کرسکتی ہے۔ اس لئے نویدن ہے کہ ہاتھی کے سامنے کا بٹن دبا کر بسپا کو بھاری بہومت سے ووٹ بنائیں۔

شتیش چندر مشرا، کا بھاشن: انہوں نے سبھی ورگوں کو آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ یدی اس بار انہوں نے پردیش میں سُوشاسَن اور وکاس کے لئے بسپا کی سرکار کو چننے میں ذرا سی بھی چوک کی، تو پردیش میں ایک بار پھر سے غنڈہ راج حاوی ہوجائیگا، اور نٹھاری کانڈ تھتھا الہ باد مدرسہ کانڈ جیسے گِھناؤنی اپرادِھک وارداتوں سے جنتا کو جھوجنا ہوگا۔ سپا کے غنڈے کھلے عام، بہو، بیٹیوں کی عزت لوٹیں گے اور قتل کریں گے۔ آج بسپائی سرکار کے کارن ہی پردیش سے غنڈوں نے پَلایَن کررکھا ہے۔ اور کہا کہ آج تک کانگریس، بھاجپا اور سپا جیسی پارٹیوں نے سماجوں کو باٹنے کا کاریہ کیا ہے اور کسی بھی دَل نے سماجک بھائی چارہ کے لئے پہل نہیں کی اور یہ کام اگر کسی نے کیا تو بسپا پارٹی ہے اس لئے جنتا کو چاہیئے کہ ووٹ ڈالنے سے پہلے سپا کا پچھلا ریکارڈ بھی دیکھے۔

اور کہا یاد رکھئے، سماج اگر کمزور ہوگا تو اس کا ہر اَستر پر شوسن کیا جائیگا اور جب سماج ایکجٹ ہوتا ہے تو اپنی طاقت سے ستّا کو بھی بدلنے کا کاریہ کرتا ہے۔ اور راہل گاندھی کا یہ بیان کہ بسپا کا جادوئی ہاتھی پیسہ کھاتا ہے، اس پر، پرہار کرتے ہوئے ستیش چندر مشرا نے کہا کہ راہل گاندھی نہ تو یوپی کے ہیں اور نہ ہی یہاں پیدا ہوئے، ان کا رہن، سہن اور شَیلی ودیشی ہے اور کہا کہ کانگریس کی چناوی گھوشنائیں ایک چھلاوا اور بھلاوا ہیں۔

نریندر کشیپ کا بھاشن: بھائیو! سَروَجن ہِتائے، سَروَجن سُکھائے، کے سدھانت کو صحیح ثابت کر کے دکھانے کی اگر چھمتا ہے تو وہ بہوجن پارٹی کے پاس ہے۔ بہوجن پارٹی نے پردیش کی جنتا کو اَپرادھ مُکت، اَنیائے مُکت، بھرشٹاچار مُکت، تتھا وکاس یکت، شاسن چلا کر دکھایا اور پردیش کی یگہ جنتا نے یہ محسوس کیا تھا کہ بسپا کی سرکار میں بڑے بڑے اپرادھی، مُڈبھیڑ میں مارے گئے، یا جیلوں کی سلاخوں میں بھیج دیئے گئے، یا جلاوطن کی زندگی جینے پر مجبور ہو گئے اور دَدُآ ٹھوکیا جیسے درجنوں اپرادھیوں سے پردیش کی جنتا کو اگر چھٹکارا ملا تو وہ بسپا کی سرکار ہے اور عام جَن مانس نے پورے پانچ برس راحت کے ساتھ اپنا جیون وَیتِت کیا۔ اپرادھی چاہے کتنا ہی شکتی شالی کیوں نہ ہو، اسے قانون کے ہاتھوں ہارنا ہی پڑتا ہے اور بی۔ ایس۔ پی۔ سرکار میں وکاس کی بہار کو لوگوں نے خوب اپنی نظروں سے دیکھا ساتھ ہی اس پارٹی میں ہر ورگ کے لوگوں کا استقبال اور ویلکم کیا گیا، مثلاً مسلمان، برہمن، کشیپ، نِشاد، بِند ماچھی، مچھوار، رَاج بھَر، تُرِیہا، کوَٹ، رِیگوار، پَرجاپتی، وِشوکرما، پال، گوسوامی، جاٹ، گجر، سینی، وغیرہ سب کو سمان ملا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام برادریوں کے لوگوں نے اپنے راج نیتک ہت کو پہچان کر بی۔ ایس۔ پی۔ پارٹی کو گلے سے لگایا اور پارٹی نے بھی اس مقولہ کے سدھانت پر عمل کیا بسپا پارٹی کا مقولہ یہ ہے۔ جسکی جتنی سَنکھیا بھاری، اس کی اُتنی حصہ داری، جس کی وجہ سے دیگر برادیوں کے لیڈر پردیش کی ودھان سبھا، ودھان پریشد اور دیش کے لوک سبھا اور راجیہ سبھا پہنچنے میں سپھل اور شکچھم ہوئے۔ بسپا کی سرکار نے مسلمان بچوں کی تعلیم کیلئے اردو، فارسی، عربی وشودھیالے کی استھاپنا کی ہے، جبکہ دیش میں اردو، فارسی، عربی وشودھیالے کہیں نہیں ہے۔ نیز بسپا کی سرکار نے مسلمانوں کے لئے ۱۹۹۵ء میں اَلپ سَنکھیک ورگ کا الگ سے منترالے بنایا تھا، جس کے ذریعہ مسلمان بچوں کو وظیفہ دینے کا کاریہ کیا گیا اور اسی سرکار نے ۱۹۹۵ء میں جو مسلمان پچھڑے ورگ سے تعلق رکھتے تھے ان کے لئے پچھڑے ورگ کا سرٹیفکٹ جاری کرایا تھا اور پردیش میں اردو، فارسی، عربی کو استھاپت کرانے کے لئے ۱۰۰ سے ادھک مدرسوں کی استھاپنا کرائی، اور بسپا نے ۲۰۱۲ء میں مسلمانوں کو ۸۶ ٹکٹ دے کر یہ ثابت کیا کہ بسپا مسلمانوں کو ان کی آبادی کے حساب سے حصہ داری دینے میں

وشواس رکھتی ہے اور یہاں کے لوگ ایک بار پھر بسپا کو نہار رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ونچھی دلوں کی نیندیں اُڑ گئی ہیں، اور وہ بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئیں ہیں، جس کے چلتے ونچھی غلط بیان بازی کرتے نظر آ رہے ہیں اور ڈر کا یہ عالم ہے، کہ جب وہ بستر پر سوتے ہیں، تبھی سپنے میں ان کو بسپا کا ہاتھی ڈراتا ہے اور دوڑاتا ہے، اور وہ ہاتھی کے ڈر سے بستر پر رات بھر بھاگتے رہتے ہیں، گویا کہ ہاتھی کا خوف ان کے دل و دماغ پر چھایا ہوا ہے، اور آج کی ریلی اور سجنوں کی بھیڑ یہ ثابت کر رہی ہے کہ ہمارا پر تیاشی سیمی فائنل جیت چکا ہے اور آپ سب کے سہیوگ سے فائنل بھی جیت جائیگا۔ شعر

چلے ہو جانبِ منزل تو یہ خیال رہے
کوئی رستے میں نہ چھوٹے ہر ایک ساتھ چلے
مناؤ جشنِ بہاراں اس احتیاط کے ساتھ
کسی چراغ کی لَو سے کسی کا گھر نہ جلے

الغرض بسپا سرکار نے پردیش میں پہلی دفعہ پر بھاؤ شالی اور اونچے پد والے وِیکتیوں پر بھی، قانون کا اُلنگھن کرنے کی بنیاد پر کڑی سے کڑی کاروائی کر قانون کی نظر میں سب برابر ہیں، اس سِدھانت کو لاگو کیا، جس کی چپیٹ میں کئی منتری، پُرو منتری سَانسد اور ودھایک آئے۔ کاشی رام جی شہری غریب آواس یوجنا کے تحت تقریباً کئی لاکھ پریواروں کو دو کمروں کے مکانات دیئے جا چکے ہیں، اس کے علاوہ اور یوجناؤں سے گاؤں میں مکانات دیئے گئے۔ کسانوں کے لئے گنّے کا بھاؤ ۲۵۰ روپے کرا ایا گیا۔

مکیش پرجاپتی کا بھاشن: ساتھیو! رہو چاہے کسی کے ساتھ، پر ووٹ بی، ایس، پی، کو ہی ڈالنا، کیوں کہ مدمقابل ایسا نہیں ہے، جو تمہارے لیے کچھ کر سکے، اس لیے صرف دکھاوے کے طور پر اس کے ساتھ لگے رہو، من، تن، دھن، اور دل و جان سے اندرونی طور پر میری پارٹی کے ساتھ رہو، اس لئے کہ میں آپ کا انگ ہوں، آپ کے سنگ ہوں، یقیناً کچھ لوگ ہمدردی کا لبادہ اوڑھے آپ کے بیچ آئیں گے، آپ کو بھڑکایا اور ورغلایا جائے گا، مگر آپ کو یہ طے کرنا ہے کہ کسی بھی قیمت پر سماج کو بٹنے نہیں دیا جائے گا، کیوں کہ اگر آپ بٹ جائیں گے، تو اپنی طاقت کھو کر پھر سے دوراہے پر چلے آئیں

گے۔اور جو لوگ بے شرمی سے جنتا سے پانچ سال اور مانگنے کے لیے آرہے ہیں ان کو یاد کرنا چاہیے کہ جنتا نے انہیں ایک مدت تک حکومت کرنے کا موقع دیا جب اتنے دنوں، میں غریبی و بے روزگاری اور خستہ حالی کو نہیں مٹا سکے تو اب کون سا چراغ جلا کر روشنی پھیلانے آرہے ہیں، شعر ہے واحد علی واحد کا

مفت کا چندن، گھس میرے نندن، کر ابھی نندن، نیتا کا
کھا، چناؤ کی حلوہ پوری، اچھا نہ رہ جائے ادھوی
بابو جی کا مرغا چانپو، مت سن کرندن نیتا کا
مفت کا چندن، گھس میرے نندن کر ابھی نندن نیتا کا

اور مکیش پرجاپتی نے کہا کہ جتنی نچلی ذات کے لوگ ہیں، رام مندر بنانے کے لئے کٹنے مرنے کے لیے، وہی آگے تھے، اس کے باوجود جب بھاجپا کی سرکار آئی، تو ہمیں کوئی اہمیت نہیں دی گئی اور نہ پارٹی میں کوئی حصہ دیا گیا، علاوہ بڑی ذات کے لوگوں کے۔

بابو منقاد علی کا بھاشن: ساتھیو! الیکشن کا دور چل رہا ہے، جس میں سبھی پارٹی کے لوگ آرہے ہیں اور اس میں ایسے لوگ بھی آرہے ہونگے، کہ جن کے پاس نہ کوئی مدعا ہوگا اور نہ کوئی مشن۔ خیر، ہم آج کے اس چناوی وشال جن سبھا میں شریک ہونے والوں کا، دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں، کہ آپ سب نے اپنا قیمتی وقت اس منچ کے لئے دیا۔

محترم دوستو! ہماری پارٹی جذبات سے کھیل کر ووٹ لینا نہیں چاہتی بلکہ ہر سماج کے غریب، دلت اور پچھڑوں کا آدرسمان کرنا اور اس کو اس کا حق دلانا چاہتی ہے۔

ساتھیو! دیش آزاد ہونے سے پہلے، جانوروں جیسی زندگی گذارنے پر ہم مجبور تھے، مگر ہماری پارٹی نے بھانڈ، برتن بنانے والوں اور جانور چرانے والوں کو بھی اوپر اٹھانے کا کام کیا اور حکومت کے اہم عہدے پر فائز کیا، کیونکہ ہماری پارٹی کا مقصد ہی یہی ہے کہ ہر سماج کو اس کا ادھیکار ملے، روٹی، کپڑا اور مکان ملے اور یہ سب کام کر کے پارٹی نے دکھایا۔ چنانچہ سب سے زیادہ وکاس، سب سے زیادہ کام، سب سے زیادہ مکان، آئی۔سی۔سی سڑکیں، پل اور برج اس سرکار میں بنے اور عوام کو سہولیات کے ساتھ ساتھ

امن وشانتی چاہیئے تو ہماری سرکار نے امن وشانتی کی ایک مثال قائم کردی، کہ پورے پانچ سال میں کہیں ہندو مسلم اور فرقہ وارانہ فسادات دو چار دن بھی نہیں ہوئے ہیں۔ اور اگر کہیں مخالف پارٹی نے اس کی کوشش بھی کی تو ہماری سرکار نے اس کو بہت ہی گمبھیرتا سے لیتے ہوئے فوراً اس کو رفع دفع کرانے کی کوشش کی اور ظلم کرنے والے نیتاؤں، بدمعاشوں کو جیل کے اندر پہونچایا، اور ایسے ایسے اپرادھی کہ جن پر تقریباً اسی مقدمات تھے یا تو پولس کے ذریعہ ان کا انکاونٹر کردیا گیا یا جیل بھیج دیئے گئے، یا پردیش چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اب ذرا دوسری پارٹیوں کا جائزہ لیجئے، سب سے پہلے کانگریس کو لیجئے کہ جس کو دیش پردیش میں ایک مدت تک حکومت کرنے کا اوسر ملا۔ اس کے دورِ حکومت میں ہی بابری مسجد کا تالا لگا، پھر اس میں مورتی رکھی گئی۔ پوجا کرنے کی اجازت دی گئی اور اسی کے دورِ حکومت میں بابری مسجد شہید کردی گئی۔ حالانکہ کانگریس مسلمانوں کے بل بوتے اور دم خم پر حکومت کرتی چلی آئی ہے۔ کانگریس نے مسلم پرسنل لا، پر، یونیفارم سول کوٹ کی آج تک تلوار لٹکا رکھی ہے، جو مسلمانوں کے خلاف ایک خطرناک سازش ہے۔ مسلم سماج کے اکثر نیتاؤں کو کوئی خاص اہم عہدہ کانگریسی سرکار میں نہیں دیا جاتا ہے، بلکہ زیادہ تر لوگوں کو سڑکوں، نالیوں اور قبرستان کی صفائی اور دیکھ بھال ہی کے لئے منتخب کیا جاتا ہے، یوں بھی کانگریس کی حکومت خاندانی ہوکر رہ گئی ہے۔ چنانچہ آزادی کے بعد سب سے پہلے وزیرِ اعظم پنڈت جواہر لال نہرو بنے پھر اندرا گاندھی پھر راجیو گاندھی، کہ جس سے صرف ایک کنبہ اور خاندان کو لابھ مل رہا ہے کانگریس پارٹی میں شامل امیر لوگوں کو امیر تر بنادیا گیا، جبکہ غریبوں کو اور غریب بنایا گیا ہے۔ باہر کی کمپنیوں کو ابھارا گیا اور ملک کی کمپنیوں کو یا تو بند کرگیا یا اس کو کھنڈر میں تبدیل کردیا گیا اور وکاس کے نام پر گھوٹالوں کا ایک سیلاب آگیا۔ چنانچہ جیپ خرید گھوٹالہ، جہاز گھوٹالہ، توپ گھوٹالہ، خوراک گھوٹالہ، حوالہ گھوٹالہ، تابوت گھوٹالہ اور ہتھیار خریدنے کے نام پر اربوں کھربوں کا گھوٹالہ اس سرکار میں ہوا ہے۔ بے شمار گھوٹالے ہیں، جن کا ذکر وقت قلیل میں ممکن ہی نہیں ہے اور سب سے زیادہ فرقہ وارانہ فساد، دیش پردیش میں کانگریس کے زمانے میں ہوئے ہیں۔ جس میں سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں کا ہوا ہے۔ رہی بھارتیہ جنتا پارٹی، تو یہ کبھی رام کے نام پر، تو کبھی ایودھیا کے نام پر، کبھی رام مندر کے نام پر،

توکبھی بابری مسجد کے نام پر، ہندوستان میں بس رہے لوگوں کو باٹنے کا کام کر رہی ہے اور رام کے نام پر ووٹ مانگ کر حکومت کی کرسی پر، وراجمان ہوکر ہندوستان کو نفرت کی آگ میں جھونک دینا چاہتی ہے۔اور دلتوں، پچھڑوں، غریبوں اور مسلمانوں کے خون کے ساتھ اس طرح ہولی کھیلنا چاہتی ہے، جبکہ لڑنے اور مرنے والے زیادہ تر دنگا فساد میں غریب ہی لوگ ہوتے ہیں اور امیر لوگ اپنے گھر اے سی چلا کر میٹھی نیند سو رہے ہوتے ہیں اور گھر میں ٹیلی ویژن پر سب خونچکاں منظر دیکھتے رہتے ہیں اور ان کے نعرے اور مقررین صرف بھڑکیلے بھاشن دیکر عوام کا اُلو اور بے وقوف بناتے ہیں۔اور جب الیکشن کا موقع آتا ہے تو یہ مالا جپنا شروع کر دیتے ہیں۔

رام للا: ہم آئینگے، مندر وہیں بنائیں گے۔
تاریخ نہیں بتائیں گے۔ سب کو بے وقوف بنائیں گے۔

یہ نعرہ بی۔جے۔پی کا دراصل عوام کو آپس میں لڑا کر ملک میں راج کرنے کے لئے ہے۔

نسیم الدین صدیقی کا بیان

نسیم الدین صدیقی کا کہنا ہے کہ، سماج وادی پارٹی کے سپریمو ملائم سنگھ یادو جی ہیں، جو کبھی اعظم خاں کو اپنی پارٹی سے اکھاڑ پھینکتے ہیں تو کبھی کلیان سنگھ کو اپنے گلے سے لگا لیتے ہیں۔کبھی ٹوپی پہن کر مسلمانوں کے بیچ آجاتے ہیں، تو کبھی ملا ملائم سنگھ کا نعرہ لگواتے ہیں۔جس پر مسلمان لٹو ہو جاتے ہیں، اگر واقعی ملائم جی اسلام اور مسلمان کے ہمدرد ہیں، تو صدیقی کا کہنا ہے کہ وہ کلمہ کیوں نہیں پڑھ لیتے؟ جبکہ بسپا پارٹی کا حال یہ ہے کہ، جو جتنا بڑا اپرادھی ہے، وہ اتنا ہی بڑا سماج وادی ہے اور کہا کہ ملائم جی جو کہتے ہیں کہ اگر ہماری حکومت آئی، تو ہم غنڈوں کو جیل بھیج دیں گے، تو پھر پارٹی میں ایسے لوگوں کو رکھے ہوئے کیوں ہیں ؟ کیوں نہیں جیل بھیج دیتے؟ صدیقی کا کہنا ہے کہ سپا سرکار صرف ان کے خاندان کے ارد گرد گھومتی ہے، اور جتنے بڑے اونچے پد ہیں۔سب پر ملائم جی کے خاندان کے لوگ ہی تقریباً وراجمان ہوتے ہیں۔جس سے صرف ایک پریوار پھلتا اور پھولتا ہے۔جس سے غریبوں، دلتوں پچھڑوں اور مسلمانوں کا کوئی بھلا نہیں ہوتا، اور سپا کے دورِ حکومت میں بھی

کئی گھوٹالے ہوئے ہیں مثلاً اناج گھوٹالہ، پولس بھرتی گھوٹالہ وغیرہ۔ نیز ملائم حکومت، میں کریلی گاؤں جو یوپی میں ہے۔ غنڈوں نے دو نابالغ لڑکیوں کو مدرسے سے اٹھایا اور جنگل لے جاکر باری باری سولہ بدمعاشوں نے بدکاری کی اور بے ہوش کر کے مدرسہ میں لاکر ان بچیوں کو پھینک دیا اور اس سرکار نے کچھ نہیں کیا۔ مگر بہن کماری مایاوتی جی نے ان لڑکیوں کے آنسوؤں کو پوچھنے کا کام کیا اور ان کی حفاظت کے لئے بندوبست کیا اور بسپا ہی حکومت نے یہ بھی کیا کہ مدرسہ والوں کو جو شک کی نگاہ سے دیکھا جارہا تھا۔ مایاوتی جی نے یہ اعلان اپنے دورِ حکومت میں کیا کہ بغیر کسی ثبوت کے یوپی کے کسی بھی مدرسہ سے کسی طالب علم یا مولوی کو نہیں اٹھایا جائیگا۔ جب تک کہ ہم تحقیق نہ کرالیں۔ شعر

ذہنیت کیا ہے خاکی وَردی کی، یہ حقیقت بھی ہم بتاتے ہیں

ہوں جو ملاّ کے ہاتھ میں تھیلا، ناشپاتی کو بم بتاتے ہیں

نسیم الدین صدیقی نے کہا کہ جو لوگ آرچھن دینے کی بات کرتے ہیں، وہ عوام کو بے وقوف بنانی والی بات کرتے ہیں کیونکہ آرچھن دینے کا حق، بھارت سرکار، کیندر سرکار اور پردھان منتری کو ہے۔ حالانکہ ۲۰۰۷ء میں جب بی۔ ایس۔ پی سرکار بنی تو کیندر سرکار کو چٹھی بھیجی گئی کہ مسلم سماج کو ان کی سنکھیا کے مطابق آرچھن دیا جائے، مگر عمل نہیں کیا گیا، پھر دوبارہ، سہ بارہ چٹھی لکھی گئی مگر جب اس پر عمل نہیں ہوا تو سخت لہجہ میں چٹھی لکھی گئی اور کہا گیا کہ اگر کیندر سرکار اس پر عمل نہیں کرتی ہے، تو ہماری سرکار سڑکوں پر اتر آئے گی، اور اس سلسلہ میں ایک بہت بڑی ریلی لکھنؤ میں منعقد کی گئی۔

دوستو! جس کی جتنی سنکھیا بھاری، اس کی اتنی حصہ داری، یہ بھی ایک نعرہ ہے، مگر اس نعرہ سے بلند ہو کر ہماری پارٹی سروسماج اور تمام سماج کو اپنا خاندان تصور کرتی ہے۔ اور سنکھیا سے اوپر اُٹھ کر حکومت میں حصہ داری دینے کا کام کرتی ہے۔ اور ہماری سپریمو کا کہنا ہے کہ ہمارا بھائی اگر کوئی ہے، تو وہ صحیح کاریہ کرتا ہے، چاہے وہ کسی برادری کا ہو۔ چنانچہ ان کے نزدیک، بھائی، اگر ایک طرف ستیش چندر مشرا، موریا، نریندر کشیپ اور مختلف سماج کو مانا جاتا ہے تو دوسری طرف آپ کے بھائی نسیم الدین صدیقی، حاجی محمد اقبال ٹھیکیدار سہارنپوری

اور بابو منتا دعلی وغیرہ کو مانا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ سب سے زیادہ ووھا یک بنانے اور ٹکٹ دینے کا کام مسلمانوں کے ہت میں بی۔ایس۔پی پارٹی کررہی ہے۔اور نسیم الدین صدیقی نے کہا کہ چناؤ آیوگ اور میڈیا کا بڑا احسان ہے کہ بسپا پارٹی کے نشان، ہاتھی کو جب ڈھک دیا گیا تو ان لوگوں نے اس کو اتنا اچھالا کہ کروڑوں روپے خرچ کرنے کے بعد بھی چناؤ چنہ اتنا پرَسِدّ ھ نہیں ہوسکتا تھا۔بطورِ خاص چناؤ آیوگ کی پابندیوں سے تو اور پوری دنیا میں بغیر روپیے خرچ کئے ہاتھی کا نشان اور بہن جی کا چرچا ہوگیا، جو ایک بڑی بات ہے۔

ساتھیو! عوام کو کیا چاہئے، آپ کہیں گے امن چاہئے، سکون چاہئے، مکان چاہئے، سڑکیں چاہئے، بجلی اور پانی چاہئے اور یہ سارے کام کرانے میں ہم شکچھم ہیں۔اس لئے اب آپ کو چوکنا رہنے کی ضرورت ہے اور ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے جو ملک وقوم کے دشمن ہیں۔اگر دیش سے آپ کو پیار ہے تو دنگوں، فسادوں، غنڈوں اور دبنگوں سے اس دیش کو صاف رکھنا ہوگا، اور جتنے لوگ یہاں موجود ہیں، ان کو ایک ایک گاؤں میں ایک ایک گھر، رشتہ داری، برادری اور غیر برادری میں جاکر یہ بتلانا ہوگا کہ بسپا کو جتاؤ۔اگر دیش میں امن وشانتی کے ساتھ زندہ رہنا ہے اور بہر صورت پارٹی کی لاج بچاکر اپنے پرتیاشی کو بھاری متوں سے کامیاب بنانا ہوگا اسی میں ہماری بہترائی اور بھلائی ہے۔آپ کے بیچ، امیدوار اچھے، پارٹی اچھی ہے، پھر کسی دوسری طرف جھانکنا، یہ انصاف کا تقاضہ نہیں ہوگا۔یہ حقیقت ہے کہ لوگ اپنے لئے جیتے ہیں، مگر آپ کا یہ امیدوار تو آپ کے لئے جی رہے ہیں، آپ کے دکھ درد میں شریک رہتے ہیں، ہر ذات، جماعت کو لیکر چل رہے ہیں جو شکچھا کے پوجاری اور انسانیت کے غمخوار ہیں اور ہر ہر گاؤں پہنچ کر کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس لئے آپ کے ووٹوں کے حقدار بھی یہی ہیں۔ اس لئے اپنے امیدوار کے نام ونشان پر اتنے ووٹ ڈالئے کہ دوسرے لوگوں کی ضمانت ضبط ہوجائے۔

شعر

نہ تیرا ہے نہ میرا ہے، یہ ہندوستان سب کا ہے
نہیں سمجھی گئی یہ بات تو، نقصان سب کا ہے

جو اس میں مل گئیں ندیاں، وہ دکھلائی نہیں پڑتیں
مہاساگر بنانے میں، مگر احسان سب کا ہے

ماخوذ گلستان علم وفن، صفحہ نمبر ۴۹۶

ایم، ایل، سی، جناب حاجی محمد اقبال ٹھیکیدار سہارنپور

حاجی محمد اقبال نے کہا کہ بسپا نے جتنا وکاس کیا ہے، اتنا کسی اَنّے سرکار نے نہیں کرایا، سڑک مارگ سے لیکر بجلی گھر تک، یَمونا بِرج ہو یا پھر میڈیکل کالج، یہ سب بسپا کی ہی دین ہے۔ اور کہا کہ اردو اَنُو وَادَکوں کی نوکری سے لیکر مدرسہ بورڈ کے گٹھن یا اردو فارسی وِشو وِدھیالے کی استھاپنا کا معاملہ ہو، یہ سب کاریہ بہن جی نے اپنے کاریہ کال میں کرایا ہے، اور کہا کہ بسپا کی کتھنی اور کرنی میں کوئی انتر نہیں ہے، سروسماج کو برابری کا مان، سمّان دیا جاتا ہے۔ اور کہا کہ بسپا ہی مسلم سماج کی سچّی ہتیشی ہے۔ جسکے چلتے بسپا کی نیتیوں کو جن جن تک پہونچانا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

اور انہوں نے کہا کہ ہم چھتر میں کافی دنوں سے محنت کر رہے ہیں، جس کے چلتے ہمیں چھتر کی مُول بھوت سمسیاؤں کا پتہ ہے، اگر جنتا نے میرا ساتھ دیا تو میں وکاس کی گتی کو تیز کرونگا۔ جگہ بجگہ تعلیمی ادارے کھولونگا۔ کیونکہ تعلیم ایک مکمل روشنی ہے، جہاں اندھیروں کا گذر نہیں ہے اور میں بھرپور اس کی کوشش کرونگا کہ کسی ورگ کا بچہ کوئی جاہل نہ رہ جائے۔ کسانوں کی سمسیاؤں کو پَرا تھمکتا کے ادھار پر حل کروں گا اور بسپا کا نعرہ، جو سروجن ہتائے سروجن سکھائے ہے، اس پر بہر صورت عمل درآمد کیا جائیگا اور کانگریس پارٹی پر کٹا کچھ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سب سے زیادہ گھوٹالے اسی سرکار میں ہوئے ہیں۔ جب جب کیندر میں کانگریس کی سرکار رہی، بھرشٹاچار کا بازار گرم رہا، اور انہوں نے کانگریس کو امیروں کی پارٹی سپا کو پریوار واد اور بھاجپا کو سمپردایک پارٹی بتایا۔ اور کہا کہ دوسرے پرتیاشی باہری چھتر کے ہیں اور ہم چھتریہ ہیں۔ اور ووٹ کا حقدار کنبہ کا فرد اور پڑوسی ہوتا ہے۔

ساتھیو! میں اپنے سوارتھ کے لئے نہیں بلکہ جنتا کی سیوا کیلئے راج نیتی کر رہا ہوں،

اور ہندو مسلم ایکتا کیلئے سنگھرش کررہاہوں، اور جو بھی پارٹی کو سمرتھن دیگا اسکا سمان کیا جائیگا، یہاں کی جنتا پریورتن چاہتی ہے اور یہاں کے لوگ پھر سے ہماری پارٹی کو نہار رہے ہیں، کیوں کہ دوسری پارٹیوں نے، بے روز گاری کے علاوہ کچھ نہیں دیا، شکچھا کے نام پر دوکانیں کھل رہی ہیں اور ملائم سنگھ پیچھے سے پیٹھ پر وار کرتے رہے ہیں، اس لئے جنتا ان سب پارٹیوں کو سبق سکھانے کیلئے اس چناؤ میں تیار ہے، ملائم سنگھ کے کاریہ کال میں غنڈوں کا راج تھا، سڑکوں پر مہیلاؤں کا نکلنا بھی دشوار تھا، اور مسلمان بہو بیٹیوں کی عزت بھی سرکچھت نہیں تھی۔ شعر

گلشن کی آبرو ہے نگہبانِ چمن سے
ہم اس کو نگاہوں سے گراہی نہیں سکتے
کانٹے ہی ہوا کرتے ہیں پھولوں کے محافظ
ہم اپنے گلستاں کو جلا ہی نہیں سکتے

ماخوذ گلستان علم وفن، صفحہ نمبر ۲۱۱

سنجے گرگ کا بھاشن: بسپا حمایتی، سنجے گرگ نے اپنے ایک بھاشن میں کہا کہ بھاجپا کو جنتا نے نکار دیا ہے اور پردیش میں بھاجپا کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور ایگجٹ پول واَتے سروے میں بھاجپا کو سب سے کم نمبر کی پارٹی گردانا جارہا ہے۔ کیونکہ بھاجپا کو جنتا نے آج پوری طرح سے نکار دیا ہے، ایسی استھی میں بھاجپا کے نیتا سپا کے ریکارڈ وکاس کاریہ کو پچا، نہیں پارہے ہیں، بسپا کے وکاس کے سامنے سب بَونے ثابت ہورہے ہیں اور بوکھلاہٹ کے شکار ہوگئے ہیں اور بہن جی نے جس طرح کا وکاس چھتر میں کرایا ہے۔ ویسا وکاس کسی پارٹی دوارا، آج تک نہیں کرایا گیا۔ اس جنپد سے اگر کسی کو پیار ہے تو وہ مایاوتی ہی ہے، کہ جس نے ضلع کو کمشنری کا درجہ دینے کا کام کیا۔ میڈیکل کالج اور اسپورٹس کالج کے ساتھ ساتھ، دلّی تک کے لئے فورلائن کی سوغات دینے کا کام کیا۔

اور انہوں نے کہا کہ پچھلے پانچ سالوں سے، میں آپ کی سیوا کرتا آرہا ہوں مجھے اس بار بھی سیوا کا موقع دیجئے اور کہا کہ یوپی کے تقریباً بسپا کی ہر ریلی میں بھاجپا کانگریس

اور سپا کے سیکڑوں لوگ اپنی پارٹی چھوڑ کر بسپا کے ہاتھی پر سوار ہو رہے ہیں۔ یہ بہت ہی خوشی کی بات ہے اور کہا کہ جو لوگ بسپا کے کنبہ میں شامل ہوئے ہیں، ان کے مان سمان کی سنبھاؤ، لڑائی ہر حال میں لڑی جائیگی۔

جگپال سنگھ، نے کہا کہ کسی بھی سرکار میں اس جنپد کا وکاس اس طرح نہیں ہو پایا جیسا کہ بسپا نے جنپد کو وکاس کے معاملہ میں پرَاتھمِکتا میں شامل کئے رکھا۔

دھرم سنگھ نے کہا کہ بہن جی کا، وکاس کرانے والوں کی سوچی میں پرَتھم استھان ہے، اور ایک بڑا ریکارڈ قائم ہوا ہے۔ کیونکہ سہارنپور کو کمشنری کا درجہ دینے کا کام کیول بسپا نے ہی کیا اور ضلع کے وکاس کا کام جاری رکھا۔ گویا کہ بسپا کا دوسرا نام وکاس ہے

اروند راج شرما، اروند راج شرما نے ایک چناوی بھاشن میں کہا کہ بہوجن۔ کی اب لہر چل رہی ہے اور کہا کہ ہماری پارٹی غریبوں کی پارٹی ہے ہمارا ووٹر بھی غریب ہے اور غریب لوگ، غریب کو ہی جتانا چاہتے ہیں، اور کہا بسپا کی حکومت میں اتر پردیش کے غنڈے یا تو جیل میں ہیں، یا تو ملک سے باہر ہیں، اور ہماری پارٹی نے اسکی بھرپور کوشش کی ہے کہ صاف ستھری چھوِی رکھنے والے کو ٹکٹ دیا جائے جو اپنے چھیتر میں وکاس اور سماج کا کام کرنے والا ہو۔

آج سبھی چناوی بساط پر اپنی گوٹیاں فٹ کرنے میں جٹے ہیں

راج نیتی کا مطلب ہی ہے راج کرنے کی نیتی، اس کے لیے کسی بھی راستہ پر کیوں نہ چلنا پڑے، راج نیتی میں کوٹ نیتی اور رن نیتی سب سے مہتوپُرن ہوتی ہے، جس میں توڑ جوڑ کے ساتھ، سام، دام، ڈنڈ، بھید، بھاؤ سبھی راستوں کا پریوگ کیا جاتا ہے تاکہ چناوی رن بھومی پر سب سے زیادہ شکتی شالی سمرتھن پراپت ہو جائے، جس میں قد اور پد کو پرے رکھتے ہوئے ہر ایک کو اپنے ساتھ ملانے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے، یاد رہے کہ راج نیتی کسی ایک ذات سے نہیں چلتی، بلکہ یہ ایک ایسا پلیٹ فارم ہے، جس میں ہر ذات کی شرکت ضروری ہے، بغیر اس کے کوئی پارٹی پنپ نہیں سکتی۔

ہر چناؤ میں وعدوں کی کھلی ہوئی دوکان جنتا دیکھتی آ رہی ہے

جس میں وکاس کا کوئی سامان نہیں ہوتا، اس لیے آج بہتر وکلپ کی تلاش میں لوگ، دَل کے ساتھ امیدوار کو بھی تولتے ہیں، متداتاؤں کی سوچ بہت اہم ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب کوئی نیتا وکاس کی بات کرتا ہے، تو لوگ وکاس کو تولتے ہیں، کیوں کہ آج نعروں کی گونج، وعدوں کی برسات، اور دعووں کی زبانی جنگ سرگرم ہے، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ پرتیاشی شکچھت ہو اور وکاس کو آگے بڑھانے والا ہو، تبھی لوگوں کو ہر طرح کا لابھ ان سے ہوگا۔ اور اہم بات یہ ہے کہ راج نیتک دلوں نے جو یہاں باہری پرتیاشی میدان میں اتارے ہیں۔ ایسی صورت حال میں بہتر یہ ہے کہ استھانیہ پرتیاشی کو ہی سمرتھن دیا جائے، کیوں کہ زمینی حقیقت اور عوامی دکھ درد سے واقف کارلوگ زیادہ اچھے ثابت ہوتے ہیں، اگر راج نیتک صحیح ڈھنگ سے ہو تو کمائی کرنے والے راج نیتک نیتاؤں کا صفایا ہو جائے گا۔

ووٹوں کے لئے جاگ رُکتا ریلی کے سامنے تقریر

دوستو، بھائیو، ہر چیز کی گنتی (ا) سے شروع ہوتی ہے، اگر ایک نہ ہو تو دو کا پریوگ کس طرح کرینگے، اگر ہر آدمی یہی سوچ لے کہ میں ووٹ نہیں ڈالونگا، تو پھر چناؤ کا مقصد ہی ختم ہو جائے گا، اور یہ سوچنا بھی غلط ہے کہ ایک ووٹ سے کیا ہوگا، یہ بہت بڑی بھول ہے، کیونکہ ایک ووٹ اچھی سرکار بنوا سکتا ہے، اور ایک ہی ووٹ کشاسن میں بھاگیدار ہو سکتا ہے، معلوم ہونا چاہیکہ مَتدان کرنا صرف ایک اوپچارِکتا نہیں، بلکہ آپ کا ادھیکار ہے، کیونکہ جب آپ اچھے لوگوں کے پکچھ میں متدان کرینگے تو وہی سدَن میں پہنچیں گے۔

ووٹ دیکر غلط بیوہار اور ویوستھا پر چوٹ کریں

عزیز بھائیو! کسی بھی راشٹر اور سماج کی اُنّتی اس راشٹر کے یُوا، ورگ پر نربھر کرتی ہے تھا اب تک سرکار میں جتنی بھی کرانتیاں ہوئیں ہیں، ان میں یواؤں کا مہتو پُرن

یوگدان رہا ہے، اور یوا ورگ اپنے متدان ادھیکار کا اُچت اُپیوگ کر کے راشٹر نرمان میں مہتو پرن بھومیکا نبھا سکتا ہے۔

ووٹ اور نوجوان

آنیوالا سمے یواؤں کا ہے، اور یوا اپنے ادھیکار کا پریوگ کر کے اس دیش کی استیتھی بدل سکتے ہیں، چنانچہ لوگوں کو جاگ رک کرنے کیلئے یواؤں نے ان نعروں کو بہت اہمیت دی، نعرہ، یوا شکتی کے تین کام، شکچھا، سیوا، اور متدان، یوا شکتی نے ٹھانا ہے، ووٹ ڈالنے جانا ہے،

چناؤ آیوگ، اسٹوڈینٹس، اساتذہ، ادھیاپک اور ڈیم، سب جڑے متدان جاگ رکتا ریلی سے

یہی وجہ ہے کہ اسکولوں، کالجز کے چھوٹے چھوٹے بچے بچیاں تختیوں پر یہ نعرہ لکھوا کر شہر قصبہ اور محلوں میں گھوم کر جن جاگرن ریلی کر رہے ہیں، اور یہ نعرہ لگاتے ہوئے ہر گلی سے گزر رہے ہیں، **نعرہ نمبر ۱، چاہے جتنی ہو مجبوری، ووٹ ڈالنا ہے ضروری، نعرہ نمبر ۲ بھارت دیش مہان: شَت پر تِیشَت ہو متدان:** اور ریلی میں خطاب کرتے ہوئے کہا گیا کہ آج پورا دیش متدان دیوس منا رہا ہے، بھارت وشو کا سب سے بڑا لوک تنتر والا دیش ہے، اس لئے جو متدان نہیں کرتے ان کو جگانا ہے، اور کہا گیا کہ دیش اور سماج کو مضبوط بنانے کے لئے لوگوں کو اپنے مت کا صحیح استعمال کرنا پڑے گا، تب ہی ایک سوکچھ سماج اور دیش کا نرمان ہوسکتا ہے، اور کہا گیا کہ ہم بھارت کے ناگرک لوک تنتر میں اپنی پرُن استھا رکھتے ہیں، اس لئے ہم اپنے دیش کی لوک تانترک پرمپراؤ کی مریادا بنائے رکھیں گے تتھا، سوتنتر، نشپکچھ اور شانتی پرن نرواچن کی گریما کو درست رکھتے ہوئے نرا بھن ہو کر دھرم، ورگ، ذاتی، سمودائے، بھاشہ، وآنیہ کسی پر لوبھن سے پر بھاوت ہوئے بغیر سبھی نرواچنوں میں اپنے مت ادھیکار کا پریوگ کرینگے، اور اپنے ووٹ کی قیمت پہچانتے ہوئے اسکا صحیح استعمال کرینگے، کیونکہ بھارت

کے لوک تنتر ہمارے لئے ایک مہتو پرن مقام ہے، اور کہا گیا کہ بچے دیش کے بھوشو ہیں، جو آگے کی رن ریتی تیار کرینگے، اس لئے انکو تعلیم سے آراستہ کرنا ضروری ہے۔

چناؤ کے نعرے

(۱) برادریواد کو مٹانا ہے۔ بھرشٹاچار کو مٹانا ہے۔

(۲) نگر میں اگر وکاس کرانا ہے۔ تو مولانا صاحب کو جتانا ہے۔

جملے: نیتا جی کا چناؤ نشان، ہمارا چناؤ نشان، آپ کا چناؤ نشان، سبھی کا چناؤ نشان۔

چناوی منچ پر فلمی ستاروں کی بھیڑ

آج گاؤں میں بھی گرامین کے انوسار، نیتاؤں کی بھیڑ لگی ہوئی ہے، ہر بڑی پارٹی اپنی پارٹی کو مضبوط کرنے کے لئے پرانے کرکٹ کھلاڑیوں، ناچنے والیوں اور اداکاروں کی مدد حاصل کرنے میں جُٹی ہوئی ہے، ایک طرف اگر کانگریس نے چناؤ پرسار کے لئے، سنجے دت، ایشا، مہیما چودھری اور نغمہ کو میدان میں اتارا ہے تو دوسری طرف بھاجپا نے ہیما مالنی کو شتروگھن سنہا اور سمرتی ایرانی کو، جب کہ لوک منچ کے امیدواروں کو جتانے کے لئے جیا پردا کو، چنانچہ ہیما مالنی جنتا کو یہ پارٹ پڑھاتی ہے کہ یدی بسنتی سے پیار ہے تو بھاجپا امیدواروں کو جتایئے۔ چناں چہ چناؤ پرسار میں فلمی کلاکاروں کو دیکھ کر جنتا کے لئے کافی منورنجن اور رومانچک یہ چناؤ بنا ہوا ہے۔

وشو جیت کا بھاشن: وشو جیت نے اپنے بھاشن میں کہا کہ آج کا ووٹر جاگ رُک ہو گیا ہے پر تیاشی اور اسٹار پرچارک کی باتوں پر دھیان دینے سے پہلے وہ دس بار سوچتا ہے اور وشو جیت نے ووٹروں کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ آج کا ووٹر حقیقت کو سمجھتا ہے او رکہا کہ یہ کوئی ڈھائی گھنٹے کی فلم نہیں ہے، جس میں ہیرو آکر ڈھیموش ڈھیموش کرتا ہے اور گیت گاتا ہوا مسکراتے ہوئے ہیروئین کو اپنے ساتھ لے کر چل دیتا ہے۔

اسٹار بلاؤ بھیڑ جٹاؤ

اس دور میں چناؤ کی اب خاص بات یہ ہے کہ بنگال، بہار، راجستھان، مدھیہ

پردیش، مہاراشٹر سے پرتیاشی کو جتانے کے لئے سپر اسٹار اور سمرتھک بلائے جارہے ہیں جو دوسرے صوبوں میں جاکر جن سمپرک کررہے ہیں۔ جس سے بزدلی اور چھوٹے دل کے امیدوار مشکل میں پڑ گئے ہیں۔ کیونکہ نہ تو ان کے پاس اتنا روپیہ ہے، کہ وہ بھی بڑے اسٹار پرچارک کو بلا سکیں اور نہ اتنی پہونچ اور صلاحیت ہے کہ وہ وِسپوٹک پرچار کرسکیں۔

سیاسی منچ پر ناچنے والیوں کے ساتھ بدسلوکی

سیاسی منچ پر ناچنے والیوں کو بلاکر بھیڑ جمع کرنا جہاں ایک طرف حیران کن بات ہے، اسی کے ساتھ سیاسی منچ پر ڈانسر لڑکیوں کے کپڑے پھاڑ دینے کا سانحہ بھی بہت ہی غور طلب اور حیرت انگیز ہے اور ابھی تو صرف سیاسی منچوں پر ڈانس اور ڈرامے ہورہے ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد اسمبلی میں بھی ڈانس اور ڈرامے شروع ہوجائینگے۔ کیونکہ اب ہمارے ملک کے ہجڑے بھی ہوشیار ہوگئے ہیں اور چناوی مہم میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ اور ہجڑوں کی اپنی ایک الگ پارٹی بنانے کی بھی تیاری چل رہی ہے۔ ظاہر ہے جب ڈانسر ہجڑے اسمبلی میں ٹھمکے بجاتے ہوئے پہونچیں گے تو کچھ رہبرانِ قوم ڈانس کرینگے اور کچھ ڈھولک بجائینگے۔ اور اس وقت اسمبلی کا حال سنیما گھر سے کم نہ ہوگا۔

پرچار کیا ہے ایک ڈرامہ ہورہا ہے

سیاست کے میدان میں، اب بڑے، بوڑھے، بچے، نوجوان، لڑکے، لڑکیاں، عورتیں، فلمی ستارے، اور ہیروئن کی ایک اچھی خاصی تعداد ووٹ کی اپیل کرتی نظر آرہی ہے۔ جس سے ایسا لگتا ہے کہ سیاست کے سارے شاطر گھوڑے کھل گئے ہیں، اور ہیلی کاپڑوں کی اڑانیں اور کاروں کی بھاگ دوڑ وہ گرد اڑا رہی ہیں، کہ جس طرح کوئی ملک دوسرے ملک پر کارپٹ بمبنگ کرتا ہے۔ خیر جب ۲۰۱۲ء کی ودھان سبھا چناؤ یوپی کے اندر ہورہا تھا۔ تو ایک نیتاجی کے روڈ شو میں، گیتا، ریتا، سیتا اور شکنتلا کو برقعہ پہنا کر سڑکوں کے کنارے لاکھڑا کیا گیا، تاکہ لوگوں میں یہ پیغام جائے کہ نیتاجی کے چاہنے والوں میں مسلم دوشیزائیں بھی کثیر تعداد میں ہیں، مگر جب وہ لڑکیاں نیتاجی کے آنے پر ہاتھ ملانے

کے لئے بے ساختہ دوڑیں تو یہ بھول گئیں کہ انہوں نے برقعہ بھی پہن رکھے ہیں، اور کچھ پارٹی کے لوگ تو اب اپنے کیڈر کیمپ اور جن سبھا میں بھی پال سماج، کشیپ سماج، اور انتے سماج کے لوگوں کو کرتا پائجامہ اور ٹوپی پہنا کر ٹیلی ویژن والوں کو بلا کر یہ منظر نامہ اپنے سپریمو سے ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے رچتے ہیں، کہ ہمارے ساتھ تو کافی مقدار میں مسلمان ہیں۔

ووٹ لینے کے عجیب عجیب طریقے

اب لوگوں کے پاس مبائل کے ذریعے ایم ایس بھیجا رہا ہے، اور فون کیا جارہا ہے، بلکہ زبردستی ووٹ ڈلوانے کی دھمکیاں دی جارہی ہیں اور پلاننگ کی جارہی ہے، اور نیتاجی ووٹ حاصل کرنے کے لیے کہیں ہاتھ جوڑ رہے ہیں تو کہیں یواؤں کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر گھوم گھوم کر لبھانے والے وعدے کر رہے ہیں، تو کہیں چارپائی پر بیٹھے بزرگوں سے آشرواد پانے کے لیے ان کے چرن چھو رہے ہیں، مگر متداتاؤں کا کسی بھی دل کی طرف اسپشٹ رجحان نہ ہونے سے امیدواروں کی نیند اڑی ہوئی ہے، کیوں کہ متداتا کھل کر اپنا رخ پردرشت نہیں کر رہے ہیں اور سب متداتا، مون سادھے ہوئے ہیں، جس سے امیدواروں کے ماتھے پر بھاری پریشانی صاف نظر آرہی ہے اور تمام لوگ مسلم متداتاؤں کی لام بند کرتے نظر آرہے ہیں۔

چناؤ آیوگ اور اچار سَنہِتا کا کمال

نہ نعروں کی گونج، نہ لاؤڈ اسپیکر کا شور، نہ گاڑیوں کی لمبی قطاریں، نہ پوسٹر، نہ ہُورڈنگ کا زور، نہ بینر، نہ بلّے، گویا کہ در و دیوار، سڑکیں، شاہراہیں، گلیاں اور بازار سب سونے دکھائی دے رہے ہیں، کیونکہ پرچار، پرسار، پرکاشن، سامگری، واہن آدی کے لئے وَبھِن نئے دِشا نِردیش کئے گئے ہیں جو بہت سخت ہیں۔ چناؤ آیوگ کی اُور سے پرستاوِت کچھ اہم مدعے (۱) اگر اپرادھ کے کسی کیس میں کسی پر پانچ سال یا اس سے زیادہ سزا ہو جائے تو اس پر ہمیشہ کے لئے چناؤ لڑنے کی پابندی ہے (۲) چناؤ کے دوران دھارمِک بھاؤناؤں کے ادھار پر گھوشنا کرنا اور بھاشن پر انگشت لگانے کے کڑے

پراؤدھان (۳) چناؤ سے چھ مہینے پہلے سرکاری وگیاپن اور چناوی گھوشنا نہیں کرسکتے، چناؤ سے ۴۸ گھنٹے پہلے راجنیتک دل گھر گھر جاکر بھی کنپن نہیں چلاسکتے، کیونکہ ہر طریقے کے پرچار پر پوری طرح روک لگ جاتی ہے۔ چناؤ سے ۶ مہینے پہلے کسی بھی ادھیکاری کا تبادلہ نہیں ہوسکتا۔ پرتیاشی لیمیٹ میں پیسے خرچ کرینگے۔ اور اپنے ساتھ مقرر کردہ پیسے ہی رکھینگے۔ جس ضلع کے لئے گاڑی کا پرمٹ ہے اس کو وہیں تک محدود رکھنا ہوگا۔ اگر دوسرے ضلع میں پرچار کے لئے گاڑی جائیگی، تو پرمٹ کو رد کردیا جائیگا اور اس گاڑی سے سمبندھت نیتا کے خلاف اچار سنہتا کے اُلنگھن کی رپورٹ درج کرائی جائیگی اور پرچار واہن کو سیز کردیا جائیگا۔

اچار سنہتا اور پولس افسران کے نخرے

اچار سنہتا کے لگتے ہی افسران اور پولس کے نخرے بڑھ جاتے ہیں، جس کے چلتے وہ نیتاؤں کے فون بھی جلدی نہیں اٹھاتے۔ چنانچہ اچار سنہتا سے پہلے جن نیتاؤں کی طرف سے نوکری اور کرسی چھیننے کی دھمکی ملتی تھی۔ آج وہ افسروں کی خوشامد میں لگے ہیں۔ کیونکہ پولس کسی نیتا کی گاڑی سیز کررہی ہے، تو کسی نیتا کے سمرتھکوں کو جیل بھیج رہی ہے، کسی پر مقدمہ دائر کررہی ہے، تو کسی پر چلان، کیونکہ افسران اور کرمچاری فی الحال نیتاؤں کو چھوڑ چناؤ آیوگ کی طرف دیکھ رہے ہیں، اور کھادی سے نہیں ڈر رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ پولس افسران نیتاؤں کے سفارش والے فون کی کوئی اہمیت نہیں دے رہے ہیں اور اگر فون کبھی اٹھا بھی لیتے ہیں تو ٹکا سا جواب دیدیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ سرکاری مشینری کسی کے دباؤ میں کام نہیں کرتی ہے۔

الیکشن اور شراب

شعر:

شراب چھوڑدی تم نے کمال ہے ٹھاکر ❁ مگر یہ ہاتھ میں کیا لال لال ہے ٹھاکر
تمہاری لال حویلی چھپا نہ پائیگی ❁ ہمیں خبر ہے کہاں کتنا مال ہے ٹھاکر

کچھ اوباش قسم کے لوگوں کا یہ کہنا ہوتا ہے کہ اگر فضا بنانی ہے اور الیکشن جیتنا ہے، تو شراب پلاؤ اور لوگوں کی زبان پر یہ مقولہ ہوتا ہے ''پکی دارُو، پکی بات، مرغا دارُو کھل کے ساتھ، کچی دارُو، کچی بات، کھل کے ہم نہ ہوں گے تیرے ساتھ'' جبکہ چناؤ آیوگ شراب کے ٹھیکے بند کرنے کے لئے پہرے بھی بٹھا دیتے ہیں، مگر ووٹروں کو اپنے پکچھ میں کرنے کے لئے پرتیاشی شراب کا کافی اسٹاک اپنے یہاں پہلے سے جمع کر لیتا ہے اور ووٹروں کو لبھانے کے لئے پرتیاشی لاکھوں چوکسی کے باوجود، بھرپور اپنے متداتاؤں تک شراب پہنچوا دیتا ہے۔

چناوی سبھا میں تین طرح کے لوگ بھیڑ لگاتے ہیں

ایک تو وہ لوگ ہوتے ہیں، جو ہیلی کاپٹر اور منچ دیکھنے آتے ہیں، دوسرے وہ لوگ ہیں، جو یہ دیکھنے آتے ہیں کہ اسٹار پرچارک بھاشن کیسے دیتا ہے اور کیا کہتا ہے۔ اور تیسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو واقعی پارٹی کے لیے دل وجان نچھاور کرنے پر تلے ہوتے ہیں، جو دراصل مخلص ووٹر اور پارٹی کے اصل کارکنان ہوتے ہیں، اس لئے پرتیاشیوں کو لوگوں کی بھیڑ سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے مگر ہاں کچھ بھاشن دینے والے اسٹار ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو جنتا کا دل موہ لیتے ہیں اور جنتا اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتی، مگر یہ جبھی ہوتا ہے جب کہ بھاشن دینے والوں کے کردار اور افعال اچھے ہوں، اور لوگوں کے ہت میں کام کرنے والے ہوں۔

حکایت

ایک نیتا جی کی شادی ہوئی، دلہن سسرال میں آ گئی، نیتا جی اپنے کمرہ میں داخل ہو گئے سہاگ رات منانے کے لئے، اچانک اسی درمیان سمرتھکوں کی ایک ٹولی یہ نعرہ لگاتے ہوئے نیتا جی کے دروازے تک پہنچی، نعرہ یہ ہے، نیتا جی سنگھرش کرو، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ نیتا جی حواس باختہ ہو گئے اور ان لوگوں سے کہا بھائی اس وقت اس نعرہ کا کیا مطلب ہے؟ تم لوگ اپنے گھر واپس جاؤ۔

چناوی سبھا کا عام مقرر

ساتھیو! آزادی کے چونسٹھ سال بعد بھی شہروں میں اور دیہاتوں میں کوئی خاص بدلاؤ نہیں ہوا، وہی بدحال سڑکیں ہیں، اور وہی بجلی کا رونا ہے، کہ جو چند منٹ کے لئے آتی ہے اور گھنٹوں کے لئے چلی جاتی ہے، اور وہی چینی ملوں کے مدعے ہیں، آج بھی اس اجڑے چمن میں، چمن کی تقدیر وتصویر بدلنے کے نعروں کو کوئی زمین نہیں مل سکی ہے حالاں کہ فضا میں سیاسی داؤ پیچ صاف دکھتے ہیں اور اگر ایک طرف ذاتیات کی گول بندی ہے تو دوسری طرف سیندھ مارنے کے سارے طور طریقے اپنائے جارہے ہیں، **چناؤ ابھیان** میں جٹی پارٹیاں ووٹروں کو رجھانے کے لئے نت نئے طریقے ایجاد کررہی ہیں، نکڑ، ناٹکوں، اور فلموں کے بعد اب فلمی گانوں کی دھن پر پیروڈی تیار کی جارہی ہے، اور چناوی پرکریا تیز ہوتی جارہی ہے اور طوفانی دورہ بھی امیدواروں کا شروع ہوچکا ہے۔ ادھر ٹوٹی سڑکیں، بجلی کی آنکھ مچولی، کھڈنجے، اور چھتر کے سارے بجلی ٹرانسفارموں کے پھک جانے اور اس کو بجلی وبھاگ دوارا ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے متداتاؤں نے متدان کا بہشکار کرنیکا اور کسی بھی نیتا کو اپنے گاؤں میں نہ آنے دینے کا اعلان کر رکھا ہے، جو امیدوارو ں کے لیے ایک معمہ بنا ہوا ہے، ساتھیو، پرکچھا کا موقعہ ہے اور بچے امتحان کی تیاری موم بتیاں جلاکر کررہے ہیں، اس لئے گاؤں والوں کا کہنا ہے کہ جب تک بجلی سمسیا کا سمادھان نہیں ہوگا تب تک دھرنا پردرشن جاری رہے گا اور فلاں تاریخ کو بازار بند کی گھوشنا بھی کی جائے گی۔ وعدہ نہیں کام کرنے والوں کو ووٹ دیں گے، ساتھیو اگر ہم اچھے کی امید رکھتے ہیں، تو اس کے لئے پرتیاشی کا چین بھی اچھا ہی کرنا ہوگا، جو سبھی کو سنگ لے کر چلے۔

ووٹ نہ دینے کی قسم یوں کھائی

کچھ مت داتاؤں نے جب یہ دیکھا کہ اچھی چھوی کے امیدوار میدان میں نہیں ہیں تو انہوں نے ووٹ نہ دینے کی کسی بھی پرتیاشی کیلئے قسم کھالی، اور ان کا بہشکار کیا، اور اپنی اپنی بیٹھکوں، پرتشٹھانوں پر یہ اعلان چسپاں کرادیا کہ **ووٹ مانگ کر شرمندہ نہ کریں**

کیوں کہ متداتا کا کوئی بھی کام وقت پر نہیں ہوتا اور کورٹ کچہریوں کا چکر لگا لگا کر لوگ یوں ہی پریشان پھرتے رہتے ہیں، نیائے دیر سی ملتی ہے، اور کسی بھی گھٹنا کو جانچ کے نام پر پینڈنگ میں رکھ دیا جاتا ہے، اور حال یہ ہے کہ آج پورا دیش بھرشٹاچار کی آگ میں جھلس رہا ہے، مہنگائی نے عام آدمی کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے، اور کسان آتماہتیا کرنے پر مجبور ہیں، اور یُوا ورگ بے روزگاری کے کارن آتم وشواش کھو چکا ہے، اس لیے عام جنتا کے من میں بدلاؤ کا کیڑا اکلبلا رہا ہے۔

اور سب کی زبان پر یہ ہے کہ آج یواؤں کو آگے بڑھنے بڑھانے کی ضرورت ہے، کیوں کہ بھرشٹاچار آج دیش کو دیمک کی طرح کھوکھلا کر رہا ہے، اسے مٹانے کے لیے دیش کی یُوا پیڑھی کو آگے آنا ہوگا۔

نوٹ: بچوں کی صحت وتندستی برقرار رکھنے کے لئے جس طرح دو بوند سے پولیو کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے اسی طرح بھرشٹاچار کو ختم کرنے لئے ایک ووٹ بھی مہتوپُرن ہے۔

چناوی میدان کے تین امیدوار

جو نام واپسی کی تاریخ ختم ہونے کے بعد رہ جاتے ہیں (۱) ان میں سے ایک وہ رہ جاتا ہے، جو بڑی سنجیدگی سے الیکشن لڑتا ہے (۲) وہ جو مال بٹورنے کے چکر میں رات ودن ایک کئے دیتا ہے (۳) جو اس تاک میں لگا رہتا ہے کہ مجھے خریدنے والا، اور صحیح قیمت دینے والا کوئی بندہ مل جائے۔ اور چھٹ بھیّا نیتا تو پرتیاشیوں سے دونوں ہاتھوں سے پیسہ بٹورنے میں لگ جاتا ہے، رہے مزدوری کرنے والے لوگ تو وہ بھی پرتیاشیوں کے لئے ووٹ مانگ رہے ہیں، کیونکہ مزدور کو کھانے پینے اور گاڑی کے علاوہ پانچ سو روپئے روز مل رہے ہیں، جبکہ مزدوری پر جانے سے صرف دو ڈھائی سو روپئے ملتے تھے۔

کچھ امیدوار تو بڑی پارٹی کے امیدوار سے مال بٹورنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں

اور اگر ان کو اپنی صحیح قیمت مل جاتی ہے، تو وہ چناوی سنگرام سے الگ ہو جاتے ہیں

اور مدد میں لگ جاتے ہیں اور بڑی پارٹی کے امیدوار اپنی جیت سُنشچت کرنے کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں، جس سے جگاڑو اور مال کھاؤ نیتاؤں کی باچھیں کھل جاتی ہیں اور ان مال کھاؤ نیتاؤں کا کہنا ہوتا ہے کہ ان برادریوں کا ٹھیکہ ہمارے پاس ہے، اس لئے ہم سے سمپرک کرو، ان کی قیمت دو، اور ووٹ پکّی کرو، تو ہم اس چناوی جنگ میں تمہیں جتائینگے اور وہ صرف دیکھاوے کے لئے اور دوسری پارٹیوں کی نیند اڑانے کیلئے کھڑے رہتے ہیں۔

تنبیہ: اس لئے ووٹر کو چاہیئے کہ کون کیسا امیدوار ہے اس پر نظر رکھتے ہوئے ووٹ ڈالے، اور اپنے ووٹ کو خراب نہ کرے، اور ذاتی، پاتی امیدواروں کے الٹے سیدھے وعدوں پر دھیان نہ دے اور جو جَن ہت اور وکاس کے صحیح مُدّو پر بات کرے اس کو ووٹ کا مستحق سمجھے۔

نتیش کمار کا بھاشن! نتیش کمار نے اپنے ایک بھاشن میں کہا کہ بہار جیسا پردیش کی سرکار چلانے کے لئے جدیو ہی شکچھم ہے، اور کہا کہ جدیو ہی ایک ایسی پارٹی ہے کہ جس کے شاسن کال میں پورے پردیش میں سب سے ادھک وکاس ہوا ہے، اور بھرشٹا چار اور غنڈہ گردی کو سماپت کرنے کے لئے پوری طرح پریاس کئے گئے ہیں، جنتا دل یو میں سبھی ورگوں کا ہت، سرکچھت ہے، کیوں کہ یہ پارٹی دھرم کی راج نیتی کرنے کے بجائے وکاس کی راج نیتی کرتی ہے اور جس نے وکاس کے معاملے میں بہار کو آگے بڑھانے کا کام کیا ہے، جس کی سراہنا دیش پردیش اور چاروں اور ہو رہی ہے اور جدیو کی سرکار میں بہار میں جتنے وکاس کاریہ ہوئے ہیں، وہ ایک مثالی کارنامہ ہے، اور جدیو کے خلاف غلط ڈھنگ سے پرچار کچھ لوگ کر رہے ہیں، جب کہ چھیتر میں جس جوش وخروش کے ساتھ چناؤ میں امیدواروں کا سواگت کیا جا رہا ہے اس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ ہماری نیتیوں سے عام جنتا پوری طرح پر بھاوِت ہے اور اس میں پوری طرح وشواس رکھتی ہے کیوں کہ بہار میں چہومکھی وکاس ہو رہا ہے اور ستہ کے ساتھ ویوستھا بدلنے پر بھی زور دیا جا رہا ہے۔

بھاجپا نیتا راج ناتھ سنگھ کا بھاشن: ورشٹ بھاجپا یوم پرمکھ منتری

راجناتھ سنگھ نے کہا تھا کہ، سپا، بسپا، کے شاسن کال میں گھوٹالے ہوئے ہیں۔ جنکی سی، بی، آئی، جانچ چل رہی ہے اور کہا کہ مایا ملائم دونوں جیل جائینگے، اور کہا کہ بھاجپا کے ستا میں آنے پر، کسانوں کو ۳۰۰ سو پرتی کنٹل گنے کا دام دیا جائے گا، وردھ کی پینشن ۱۵۰۰ سو روپئے اور وردھا کی پینشن ۲۰۰۰ روپئے ہو جائینگے، اور کسانوں کے ایک لاکھ روپئے قرض تک معاف کئے جائینگے، انٹر پاس کرنیوالے ہر ویدھیارتھی کو لیپ ٹاپ کمپیوٹر نشلک دیئے جائینگے۔

اور انہوں نے اپنے ایک بھاشن میں کہا کہ ووٹوں کے لالچ میں دھرم کے نام پر آرکچھن، وناش کاری، وو بھاجن کاری ہے، چناؤ میں کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے یہ کارڈ کھیلا جارہا ہے، یہی وجہ ہے کہ سپا نے بھی مسلم تشٹی کرن کا سہارا لیتے ہوئے اٹھارہ پرتیشت آرکچھن کی مانگ کردی ہے، جو پچھڑے ورگ کے حقوق کی ڈکیتی ہے، اور ایسا ہونا سمبھاؤ نہیں ہے، اور کہا کہ راہل کو ہاتھی کا پیسہ کھانا جب دکھائی دے رہا ہے، تو اب تک کیندر سرکار نے اس سمبندھ میں قدم کیوں نہیں اٹھایا،

وجے گویل کا بھاشن: بھاجپا کے وجے گویل کا کہنا ہے کہ، یوپی میں بھرشٹاچار چرم پر ہے، جنتا کو چناؤ میں صحیح فیصلہ کر، سپا، بسپا، اور کانگریس کو سبق سکھانا ہوگا، اور کہا کہ بھاجپا ہی ایک ماتر وکلپ ہے، جو جنتا کی سیوا کرنے میں سکچھم ہے، اور کہا کہ آج یوپی کی سڑکوں کو دیکھیں تو پتہ نہیں چل پاتا کہ سڑک میں گڈھے ہیں یا گڈھے میں سڑک ہے، اور کہا کہ بسپا سپا اور کانگریسی مسلم آرکچھن کا وعدہ کیول مسلم ووٹ پانے کے لئے کررہے ہیں۔ اور کہا کہ بیوپاری دیش کا سب سے بڑا اپلانر ہوتا ہے اس لئے بیوپاریوں کا بھی خاص خیال ہماری سرکار رکھے گی۔ اور جس طرح ہم نے اپنے دور میں مہنگائی پر بریک لگایا تھا اب بھی ہماری پارٹی کنٹرول کرسکتی ہے۔ جب کہ دیگر پارٹیاں بھرشٹاچار کے مادھیم سے جنتا کا خون چوس رہی ہے۔ سُوارتھی راج نیتا دیش کی ترقی کو نگل گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ نہ روزگار ہے، نہ خوشحالی، اور کہا کہ امتحان کی گھڑی کا فاصلہ بہت کم رہ گیا ہے اور ظالموں کو اکھاڑ پھینکنے کا وقت قریب آگیا ہے۔ اور جو لوگ بھرم اور بھے پھیلا کر متداتاؤں میں افراتفری کا ماحول پیدا کر رہے ہیں، ان کو صحیح ججمینٹ سنانا بھی جنتا کے ہاتھوں میں ہے۔ اس لئے بھے دور کرنے ایوم

سمپرداایک شکتیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے مجھے جتایئے۔آپ کو خوش کرنے کے لئے ہر سنبھاؤ پریاس کیا جائیگا۔

ڈاکٹر پروین توگڑیا کا بھاشن: ڈاکٹر پروین توگڑیا نے ودھان سبھا چناؤ ۲۰۱۲ء کو بیہٹ میں ایک چناوی ریلی کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہندو سماج کو ذاتیوں سے اوپر اٹھ کر اپنی روزی روٹی کو چھینا ہوگا، مسلم آرکچھن پر گرجتے ہوئے کہا کہ اسکو ختم کرنے کے لئے ہمیں ایکجُٹ ہونے کی آوشکتا ہے، اور کہا کہ یدی ہم ایکجُٹ ہو جائیں گے، تو وندے ماترم کا وِرودھ کرنے والوں کو سرِ عام پھانسی پر لٹکا دینگے اور ساتھ ساتھ دیوبند کے دارالعلوم پر تالے لگوادیں گے۔ ہندو سماج کو لبھانے کے لئے توگڑیا نے کہا کہ ہم سب ہندو ہیں اور ہمارے پُرکھیں بھی ایک ہیں، مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتے ہوئے کہا کہ ہمیں پہلے مغلوں نے لوٹا آج پھر لٹیرے مسلم ووٹ بینک کا ہتھیار لے کر لوٹنے آرہے ہیں، ہمیں ان سے بچتے رہنے کی ضرورت ہے، اور کہا کہ ہم کو آرکچھن سنبدھان نے دیا ہے۔ مسعود اور بخاری نے نہیں دیا۔ اور کیندر سرکار نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر او۔ بی۔ سی کے ۲۷ پرتیشت آرکچھن پر ڈاکہ ڈالتے ہوئے ساڑھے چار پرتیشت چھین کر مسلموں کو دینے کا کام کیا۔ مسلم آرکچھن مسلموں کی بڑھتی ہوئی جنسنکھیا کی ہی دین ہے، اور کہا کہ ہندوؤں میں جاٹ، گجر، سینی، ٹھاکر، پال، بالمیکی اور دیگر سماج کے گھروں میں مسلم ووٹ بینک کا ہتھیار چلایا جارہا ہے، اس پر ہمیں گمبھیرتا سے وچار کرنا ہوگا۔ اور ساؤدھان رہنا ہوگا، اور جو مسلم آرکچھن کا سمرتھن کریگا وہ گجر، سینی، برہمن، جاٹ، ٹھاکر اور بالمیکی میں سے کسی ہندو کا بیٹا نہیں ہوگا، بلکہ وہ احمد بخاری اور رشید مسعود کا ایجنٹ ہوگا۔

جنتادل یونائیٹیڈ کے ادھیکچھ **شرد یادو** نے اپنے ایک بھاشن میں کہا کہ بھاجپا نیتا لال کرشن ایڈوانی کو بس چناؤ کے سمے ہی رام یاد آتے ہیں اور کہا کہ اگر بھاجپا کو اتر پردیش میں بہومت ملا تو وہ اتر پردیش کو کیچڑ پردیش بنادیں گے۔ ادھر کانگریس، جس نے یوپی میں چالیس سال حکومت کی اس پر کٹاکچھ کرتے ہوئے یادو جی نے کہا کہ اب آنکھ کھلی ہے، کہ وہ اب وکاس کی بات کرتی ہے، اور کہا کہ کانگریس ساڑھے ۴ پرتیشت مسلم

آرکشن کا اعلان کر کے مسلم راگ الاپ رہی ہے، تو بھاجپا ہندوؤں کا۔ خلاصہ یہ ہے کہ دونوں پارٹیاں یوپی کو دنگے کی آگ میں جھونک دینے کی کوشش کر رہی ہیں۔

مسٹر آڈوانی کا بھاشن: مسٹر ایڈوانی! نے جھانسی میں ایک چناوی ریلی کو خطاب کرتے ہوئے اتر پردیش کو بیمار پردیش قرار دیا، اور کہا کہ بی، جے، پی، حکومت کے پاس ہی اسکا علاج ہے، اور کہا کہ ہمارا اُدّیشو کیول رام مندر بنوانا ہی نہیں، بلکہ رام راج لانا ہے، اور کہا کہ بہوجن پارٹی سے نکالے گئے پرو منتری جو بھرشٹاچار میں لت پت تھے، بھاجپا کا ان کا استقبال کرنا دردناک اور دُر بھاگیہ ثابت ہو رہا ہے اور بھاجپا پر ایڈوانی جی نے خود ہی کٹا کچھ کرتے ہوئے کہا کہ بھاجپا پارٹی کا منوبل اونچا نہیں ہے، نوٹ! کیندر اور پردیش میں چھ سال سے بھی ادھک سمے تک بھاجپا کی سرکار رہی، لیکن اس سمے رام مندر کی یاد نہیں آئی، **کلراج مشر** نے اپنے بھاشن میں کہا کہ گذشتہ سے پیوستہ ملائم سنگھ یادو کے شاسن کال میں جنتا اسُرکچھت تھی، اور اس کے دور میں صوبہ میں قانون نہیں بلکہ باہوبلیوں کا راج تھا۔

کنور پال سنگھ بھاجپا: سپا، بسپا کانگریس سب ایک ہی تھیلے کے چٹّے بٹّے ہیں، جن سے دیش پردیش کا بھلا ہونیوالا نہیں ہے، اور کہا کہ کیول بھاجپا ہی پردیش میں وکاس کرا سکتی ہے۔

راگھو لکھن پال شرما، نے کہا کہ دیش و پردیش کا وناش کرنے میں سپا و کانگریس ماہر ہو چکے ہیں، لیکن بھاجپا دیش پردیش کا وناش نہیں ہونے دے گی، اور جنتا کے ہت کی لڑائی لڑے گی، اور کہا کہ وکاس کی گنگا بہانے میں بھاجپا ہی شکچھم ہے۔

شنکراچاریہ اور گائے

مہاراج شنکراچاریہ: سوامی مادھوا آشرم نے اپنے ایک دھارمک سبھا میں کہا کہ راشٹر، وسنسکرتی کی، ریکھا کیلئے روٹی، بیٹی، چوٹی کی رکچھا ضروری ہے، جو ہمارا دھرم ہے، اور کہا کہ گائے ہماری ماتا ہے، اگر گائے کی رکچھا نہیں ہوئی تو سماج میں وِکرتی پیدا ہو جائے گی۔

اُمیش ملک بھاجپا ! نے کہا کہ پردیش میں آنے والی سرکار بھاجپائی ہوگی، کیونکہ اب جنتا بھاجپا کی اُور دیکھ رہی ہے، اگر بھاجپا کی سرکار بنتی ہے، تو ایسے لوگوں کو سبق سکھایا جائے گا، جو گاؤ ہتیا کر کے سمپر دایک سوہارد کو ٹھیس پہنچانے کا کام کر رہے ہیں، اور گاؤ ہتیا پر انھوں نے کافی روش جتایا۔

نوٹ: بھاجپا نے چناؤ گھوشنا پتر میں غریبوں کو گائے دینے کا وعدہ کیا تھا، لیکن جب اترا کھنڈ میں سرکار بن گئی، تو کسی کو گائے نہیں دی۔

اشوک کنسل ! کا کہنا ہے کہ اتر پردیش کی حالت صرف بھاجپا ہی سدھار سکتی ہے، اور کہا کہ لکچھت ہنسا اور ودھی قانون، پوری طرح سے ہندو ورودھی ہے اور دلت سماج کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، کہ انکا ہت بھاجپا میں ہی سرکچھت ہے۔

پہلے عمل کیجئے پھر کمل کھلائیے

گیتا جین نے جب بھاجپا چھوڑ کر کانگریس کا دامن تھاما، تو انھوں نے کہا کہ بھاجپا چند لوگوں کے ہاتھوں میں سمٹ کر رہ گئی ہے۔

اٹل بہاری واجپائی ! نے کہا تھا کہ چھوٹے من سے بڑا ہوا نہیں جاتا ٹوٹے من سے کھڑا ہوا نہیں جاتا، اور انھوں نے کہا کہ جس منچ پر اوما بھارتی اور شمبھر ابھاشن کرینگی، میں اس منچ پر نہیں جاؤنگا، اور کہا کہ ہندو کوئی دھرم نہیں ہے یہ ایک جیون پدھتی ہے پراتن جیون پدھتی کو ہندو دھرم نہیں کہا جا سکتا، سندھو پار کے لوگوں نے سندھو شبد کی ساد شئیتا میں اس کے لوگوں کو چڑھ کر ہندو کہا تھا، جسکا ارتھ عربی یا فارسی میں چور، لفنگا ہوتا ہے، ان یہ سناتن دھرم کو ہندو دھرم کے روپ میں سویکار نہیں کیا جا سکتا،

وکرم سنگھ سینی ! نے کہا کہ بسپا سرکار کی حقیقت اور اسکی نیتیوں سے جنتا بخوبی واقف ہو چکی ہے اور اسکے کارنامے جنتا کے سامنے بے نقاب ہو چکے ہیں،

ایم، آزاد، انصاری ! نے کہا کہ سپا، بسپا، کانگریس، نے ہمیشہ مسلم سماج کو بھارتیہ جنتا پارٹی کے خلاف بھڑکا کر صرف اپنے سوارتھ سدھا کے لئے ہی ووٹ بینک کے

روپ میں پریوگ کیا ہے۔

راجیو گبّر نے کہا کہ دیش پردیش کی سرکاروں کو کانگریس اور دیگر پارٹیوں نے دونوں ہاتھوں سے خوب لوٹا ہے، اور آج پردیش کا خزانہ خالی ہے، سرکاری دھن کو لوٹنے والی ان پارٹیوں کو اس چناؤ میں پردیش کی جنتا دھول چٹانے کا کام کرے گی، اور جیت کے لئے لوہے کے چنے چبانے پڑینگے، کیونکہ اس مرتبہ ان سب کی ناک میں دم ہے،

نیتن گڈکری بھاجپائی! کا کہنا ہے کہ یوپی میں اگر بھاجپا کی سرکار بنی تو ایودھیا مندر نرمان کے ساتھ پردیش میں رام راج آئے گا، اور عوام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، کہ آپ سرکار بنوائیں ہم مندر بنوائیں گے، اور کہا کہ مایاراج میں بھرشٹاچار کے نئے کرتمان استھاپت کردیئے گئے، اور در پردہ مایاوتی کی حمایت کانگریس پارٹی کر رہی ہے، اور کہا کہ بھاجپا صاف ستھری سرکار دے گی۔

بابو حکم سنگھ! بھاجپائی نے کہا کہ بھاجپا کے ستہ میں رہتے ہوئے مہنگائی اور بھرشٹاچار ہونے نہیں دیں گے، انہوں نے بسپا، سپا، کانگریس پر کٹا کچھ کرتے ہوئے کہا کہ اُکت دلوں نے آرکشن کے نام پر لوگوں کو بانٹ دیا ہے، اور آرکشن کے بل بوتے ووٹروں کو لبھانے کا پریاس کیا جارہا ہے، بھاجپا کو سمپر دایک پارٹی بتایا جارہا ہے جو غلط ہے۔

راگھو لکھن پال شرما! نے کہا کہ روز دل بدلنے والے نیتا کیسے نیتی اور سدھانت کی بات کرتے ہیں، جب کہ دھن کمانا ہی ایک انکا ماتر اودیشیہ ہے، جنتا کے دکھ درد کی چنتا یہ نیتا نہیں کرتے، آج نگر میں چاروں اُور سمسیاؤں کا انبار لگا ہوا ہے، بھاجپا شاسن آنے پر ہی نگر کا، چہومکھی وکاس ہوگا۔

غلام نبی آزاد! نے مایاوتی پر کٹا کچھ کرتے ہوئے کہا کہ مایاوتی نے اپنی صحت چھوڑ، پردیش میں سب کی صحت خراب کردی ہے۔

بھاجپا کے راشٹریہ مہاسچیو کریٹ سُمیا نے راہل گاندھی پر نشانہ سادھتے ہوئے کہا کہ راہل گاندھی کو اتر پردیش میں تو چور لٹیرے دکھائی پڑ رہے ہیں، لیکن کیندر سرکار کے ڈکیت انہیں دکھائی نہیں پڑ رہے ہیں، اور راجستھان میں این، آر، ایچ، ایم، کے تحت

ایمبولینس خریدنے میں بڑے پیانے پر بھرشٹاچار ہوئے کہ جس میں دو کیندر منتریوں کے بیٹے شامل ہیں، وہ راہل جی کو دکھائی نہیں دیتے۔

بابارام دیو! نے کانگریس پر نشانہ سادھتے ہوئے کہا کہ کانگریس ڈوبتا ہوا جہاز ہے کہ جو اس میں بیٹھے گا وہ بھی ڈوب جائے گا، اس کا جواب دیتے ہوئے کانگریس کے ورشٹ نیتا **سبودھ کانت** نے کہا کہ گرو بابارام دیو کو پہلے یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ وہ یوگ کرنا چاہتے ہیں یا راج نیتی، اور بابا پر پرہار کرتے ہوئے **موہن پرکاش** نے کہا کہ بابا جب تک منچ پر تھے تو تلوار لئے ہوئے تھے اور منچ سے بھاگے تو شلوار پہن کر بھاگے۔

چدمبرم! نے بٹلہ ہاؤس انکاؤنٹر کو اپنے ایک بیان میں درست کہا تھا جب کہ اس کے برخلاف **دگ وجے سنگھ** نے بٹلہ ہاؤس انکاؤنٹر کی جانچ کی بھرپور کوشش کی تھی، جس میں ناامیدی ان کو ہاتھ آئی۔

ارون جیٹلی! بھارتیہ جنتا پارٹی کے ارون جیٹلی نے، کانگریس پر برستے ہوئے کہا کہ کانگریس نے چناؤ ۲۰۱۲ء کو اتر پردیش وِزن ڈاکیومینٹ نہیں بلکہ ڈیویژن ڈاکیومینٹ پیش کیا ہے، کیوں کہ اس میں دھرم ادھارت آرکشن دینے کا وعدہ کیا گیا ہے جس سے دیش میں کٹرپنتھیوں کو بڑھاوا ملے گا، اور کہا کہ دھرم آدھارت آرکشن تو اس دیش کے پرو پردھان منتری جواہر لال نہرو، پروگرہ منتری سردار ولبھ بھائی پٹیل تتھا انیہ سبھی لوگوں نے ورودھ کیا تھا کیوں کہ یہ وچار دیش کو ایک اور وبھاجن کے لئے پریرت کرتا ہے اور کانگریس دوارا دھرم آدھارت آرکشن کے مادھیم سے دیش میں اب وکاس اور شاسن کے ایجنڈے بدلنے کی کوشش شروع کی گئی ہے اور اتر پردیش میں پہلے تو یہ کہا گیا کہ ساڑھے چار پرتیشت آرکشن دیا جائے گا، پھر کہا گیا نو پرتیشت دیا جائے گا، جس سے دیش کو بانٹنے والوں کو سہیوگ ملے گا۔

پجاری رمیش داس! ہنومان گڑھی کے مندر کے پجاری رمیش داس کا کہنا ہے کہ اگر ایودھیا میں ہی بھاجپا نہیں جیتی تو کہاں جیتے گی، اس لئے امیدوار کیسا بھی برا بھلا

ہو، پر جتانا بھاجپا کو ہی ضروری ہے، کیوں کہ یہ پرتشٹھا کا سوال ہے۔ مگر تعجب ہے کہ ایڈوانی جی نے چناؤ کا پرچار ایودھیا سے شروع کیا، اور پارٹی ایودھیا ہی میں ہار گئی، جس سے پتہ چلتا ہے کہ رام جی پارٹی اور ایڈوانی سے ناراض ہیں۔

راج ٹھاکرے کا بیان! ایک چناوی سبھا کو سنبودھت کرتے ہوئے راج ٹھاکرے نے کہا کہ یوپی، بہار، آتنک واد کے اڈے ہیں۔

اوما بھارتی کا بھاشن: اوما بھارتی نے ملائم سنگھ پر کٹا کچھ کرتے ہوئے کہا کہ یادوؤں کی راج نیتی کرتے کرتے شری ملائم سنگھ یادو کا پریوار سائیکل سے ہوائی جہاز تک پہونچ گیا، مگر یادو ابھی بھی اپنا پشتینی، دودھ نکالنے کا ہی کام کر رہے ہیں۔ اور کہا کہ سپا ایک مطلب پرست پارٹی ہے اور اس کے مکھیا ملائم سنگھ کسی کے ہتیشی نہیں ہو سکتے، اوما نے کہا کہ سَرَیُو میں ڈوب مرونگی، مگر ایس۔ پی۔ یا بی۔ ایس۔ پی سے سمجھوتا نہیں کرونگی، اور اوما بھارتی نے بٹلہ ہاؤس انکاؤنٹر کو صحیح بتاتے ہوئے کہا کہ اس انکاؤنٹر میں مارے جانے والے سب آتنگی تھے، اور سونیا گاندھی پر کٹا کچھ کرتے ہوئے کہا کہ سونیا تو آتنگی کی تصویر دیکھ کر شاید رو ئی تھی اور میں اُسکانڈ کو لیکر انسپکڑ، ایم سی شرما کے مارے جانے پر روئی اور کہا کہ یہ بڑا آشچریہ جنک معاملہ ہے کہ پرینکا گاندھی اپنے بچوں کو ساتھ لیکر ووٹوں کی بھیک مانگ رہی ہے۔

اور اوما بھارتی نے مسلم آرکچھن پر ورودھ جتاتے ہوئے کہا کہ بھاجپا کسی صورت میں اس کو لاگو نہیں ہونے دیگی، اور مذہبی آرکچھن روکنے کو اجودھیا کی طرح دلّی کو بھی گھیرا جاسکتا ہے، جس پر بھیڑ نے جے شری رام کا نعرہ لگایا۔

اوما کو، رِنُو کا، چودھری کا جواب

اس کا جواب دیتے ہوئے کانگریس پارٹی کی پروکتا، رِنُو کا چودھری نے کہا کہ بھگوا چولہ پہنکر اور سادھوی بنکر، اوما کے پاس بھیک مانگنے کا اَنُوبھَو ہے اور کہا کہ بھگوا چولہ پہن کر یہ سب کیا جانا انہیں شوبھا نہیں دیتا ہے، رِنُو کا نے کہا کہ اگر پرینکا گاندھی ووٹ کی بھیک مانگ رہی ہے، تو اوما کو بتانا چاہیئے کہ بھگوا پہن کر بِھکچھو کے بھیس میں مدھیہ پردیش

چھوڑ کر وہ خود اتر پردیش میں کیا کر رہی ہے۔

اوما کے سینے چکنا چور ! بھاجپا نیتا، نیتن گڈکری نے کہا کہ اوما بھارتی ایک ذمہ دار نیتا ہیں اتر پریش میں اگر پارٹی کو بہومت ملتا ہے تو اوما بھارتی مکھیہ منتری ہوں گی، کیوں کہ اس پد کے لئے پارٹی نے اوما کا نام تجویز کیا ہے، جب کہ بھاجپا ہی کے دوسرے نیتا **کل راج مشر نے** اوما کو باہری بتایا تھا اور کہا تھا کہ اوما یہاں کی ووٹر نہیں ہیں، اس لئے وہ مکھیہ منتری نہیں بن سکتیں، جب کہ لوگوں کا خیال ہے کہ کل راج مشر نے خود مکھیہ منتری پد کا کرتا پہلے سے سلوا کر رکھ لیا تھا، اور مکھہ منتری پد کو لے کر بھارتیہ جنتا پارٹی سانسد ایوم پروکیندر یہ منتری مینکا گاندھی سے جب اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ کوئی جیوتشی نہیں ہے۔

اوما کا کردار

اوما بھارتی مدھیہ پردیش ! کہ جس کے کاندھے پر سوار ہو کر بی جے پی میدان میں اترتی ہے، یہ وہی اوما بھارتی ہے کہ جس نے بابری مسجد توڑنے کے وقت یہ نعرہ دیا تھا کہ ایک دھکا اور دو، بابری مسجد توڑ دو، جس نے مسلم دشمنی کی خوب بھڑاس نکالی اور ضلع بستی میں ایک چناوی ریلی میں اوما نے کہا کہ دلت مایاوتی کے اور پچھڑے ملائم کی جاگیر ہے، اور دونوں پارٹیوں کے نیتاؤں نے یوپی کی جنتا کا کوئی کام نہیں کیا۔

چھوٹی چھوٹی مسلم سیاسی پارٹیاں

مثلا نمبر ۱ : مسلم لیگ، ۲ علماء کونسل ۳ / قومی ایکتا دل ۴ / انصاف پارٹی ۵ / جماعت اسلامی کی ویلفیر پارٹی ۶ / پیس پارٹی ۷ / یوڈی ایف ۸ / نیشنل لوک تانترک پارٹی ۹ / آل انڈیا اتحاد ملی کونسل، ۱۰ / پیس منچ ۱۱ / بھارتیہ جن سیوا پارٹی، پرچم پارٹی آف انڈیا، مسلم مجلس مشاورت اتر پردیش، وغیرہ، ان مسلم پارٹیوں کے بارے میں عام خیال یہ کیا جاتا ہے کہ ان پارٹیوں میں سے اکثر کو ووٹ کاٹنے کے لئے بڑی پارٹیاں پیسے دیکر کھڑی کرتی ہیں، جو مسلم ووٹوں کو بانٹنے اور ضائع کرنیکا کام کرتی ہیں، اگر یہ سچ ہے تو واقعی

ان پارٹیوں پر لعنت ہے اور اگر یہ جھوٹ اور بہتان ہے، تو خدا ان پارٹیوں کو سمجھ دے کہ وہ ایک پلیٹ فارم پر آجائیں، لیکن یہ ٹیڑھی کھیر ہے، کیونکہ اخلاص تو رہا نہیں اب تو عہدہ کی مارا ماری ہے، ھر پارٹی کا بانی یہ چاہے گا، کہ مجھے صدر، جنرل سکریٹری بنایا جائے اور یہ ممکن نہ ہوگا، اور اسی طرح اگر ہم بکھرے رہے تو چند تاروں سے قوم وملت کا کوئی بھلا ہونیوالا نہیں ہے، اور اگر مسلمان متحد ہوکر کسی ایک مسلم سیاسی جماعت کو ووٹ بھی دیں تو وہ بہت کم سیٹوں پر کامیابی حاصل کر سکے گی اور حکومت بنانے سے کوسوں دور رہ جائیں گی، لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوگا، کہ غیر مسلم، ذات، برادری کو بھلا کر متحد ہو جائینگے، اور بھاجپا کو کامیاب بنا کر ہمارے سروں پر ترشول اور تیر کو چبھودینگے اور آج جو ہماری ووٹوں کی اہمیت ہے اس سے ہم کافی دور جاچکے ہوں گے، مگر جب ہم متحد ہوکر کسی کام کو کریں گے تو یقیناً ہماری بات میں دم ہوگا اور ہماری سنوائی ہوگی۔

سب سے بڑا غضب تو یہ ہے

کہ جو مسلمان قرآن وحدیث کے رو سے، چاہے کہیں کا بھی ہو اور کسی بھی برادری سے تعلق رکھتا ہو بھائی، بھائی ہے، مگر آج بد قسمتی یہ ہے، مسلمان، سنی، دیوبندی، نجدی، وہابی، گجراتی، بھوپالی، نیپالی، یوپی، بہاری کے نرغہ میں ہے۔

قریشی، انصاری، شیخ، پٹھان، راعین، منصوری، کی تقسیم کے گھیرے اور نرغہ میں گم ہوکر مسلمان رہ گیا ہے، تو بھلا مسلمان آگے کیسے بڑھ سکتا ہے، کہ جہاں سیدوں، شیخوں، انصاریوں کے قبرستان ومساجد اور مدارس الگ الگ ہوں اور ان کے نگراں وامام بھی ذات برادری کے لوگ ہونے لگیں، چاہے صلاحیت کچھ بھی نہ ہو، یہی سب اسباب ہیں، مسلمانوں کے زوال کے، آج مسلمانوں کے جو اتنے دل ہیں اگر ان دلوں میں کسی ایک دل کے رہنما سے دوسرے دل کے بارے میں پوچھا جائے تو یہ حقیقت کے قریب ہے کہ برائی کے علاوہ بھلائی سے اسکا ذکر کوئی نہیں کرسکتا، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے، کہ کسی کا ذہن صاف نہیں ہے، مگر یہاں مسلم پارٹیاں رہنی چاہیے اور خوب شور وہنگامہ بھی کرنا چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ بڑی پارٹیوں کے دلوں میں خوف بٹھایا جاسکے، اور مسلم ووٹوں کی قدر

ان کی نگاہوں میں بڑھ سکے، مگر یہ بھی یاد رہے کہ اگران مسلم پارٹیوں میں آپسی انتشار رہا تو مسلمانوں کو زبردست نقصان ہوگا اور ہمارے بزرگوں اور بڑوں نے جن مقاصد کے تحت پارٹی کی بنیاد ڈالی تھی، ان کا خواب چکنا چور ہوجائیگا، اس آزاد ہندوستان میں، ایک مقولہ مشہور ہے کہ جمہوریت میں اکثریت کی جیت ہوتی ہے، رہا عہدہ کا مسئلہ تو بڑی پارٹیوں میں بھی بڑے بڑے نیتا نکالے جاتے ہیں، اور کتنوں کو عہدہ انکی حیثیت سے نہیں ملتا، اور یہ بھی سچ ہے کہ جس قوم کی ستا میں لمبے سمے تک حصہ داری نہیں رہتی وہ قوم اپنی پہچان کھودیتی ہے۔

مسلم مفاد کی صرف دوصورتیں

اس لئے ہماری نگاہ میں مسلم مفاد کی صرف دوصورتیں ہیں۔ ۱ / یا تو تمام مسلم سیاسی پارٹیاں متحد ہوکر کسی عمدہ چھوی والی پاٹی کو لڑائیں اور دل وجان سے ساتھ دیں اور ذات برادری سے اوپر اٹھ کر سوچیں، ۲ / یا پھر کسی سیکولر ذہنیت رکھنے والے پارٹی کے اعلی کمان کا، بڑے پیمانہ پر ساتھ دینے کا وعدہ کرتے ہو، قیادت میں حصہ داری کی شرط منظور کرالیں، آج ملک میں ہمارا حال بدتر، اور افسوس ناک یوں ہے کہ ہم پارٹیوں کے غلام ہیں اور ہمارا غلام، کوئی پارٹی نہیں ہے، قوم کی آنکھ کے آنسو کوئی پوچھنے والا نہیں، اگر کوئی مسلمان کسی بڑی پارٹی سے کہیں کھڑا ہوتا ہے، تو اس مسلمان کو ہرانے کے لئے دوسری پارٹیاں اپنے غیر مسلم امیدواروں کو بدل کر کسی مسلمان کو ہی تلاش کرتی ہیں، تاکہ مسلم ووٹوں کی تقسیم ہوجائے اور کوئی مسلمان نہ جیتے اور یہ حربہ ساری پارٹیاں استعمال کرتی ہیں، اس چال سے بھی ہمیں باخبر ہونا ہوگا اور عقل وشعور اور دوراندیشی سے کام لینا ہوگا، ہندوستان کی جنتا چاہے، وہ کسی بھی برادری کی ہو، سب ایک اہم ایکتی کے سامان ہیں اور مسلمان ہندوستان کی آتما ہیں، اور بغیر آتما کے جسم کی اہمیت یا تو دفن کردینا ہے یا جلانا ہے، اس لئے اگرکوئی پارٹی مسلمانوں کے حقوق کی پامالی کرتی ہے، تو وہ باشندگان ہند کو دفن اور شمشان گھاٹ تک پہنچانے کی تیاری کرتی ہے۔

خود زندگی نے حسن کا معیار بیچ کر ❁ دنیا رئیس ہوگئی کردار بیچ کر
دیوانگی تو دیکھئے جوتے پہن لئے ❁ ہم سرپھروں نے ریشمی دستار بیچ کر

بزدل تیری رگوں میں اگر خوں نہیں بچا ✿ جا چوڑیاں خرید لے تلوار بیچ کر

ماخوذ گلستان علم وفن صفحہ نمبر ۱۱۲

ایم جے خان، پیس پارٹی

ساتھیو! پیس پارٹی کی کرانتی پورب سے شروع کی گئی تھی، اور اب پچھم میں بھی اپنے پاؤں پسار چکی ہے، جسکی بڑھتی مقبولیت کو دیکھ، صوبہ میں ہی نہیں، بلکہ کیندر میں بھی ہلچل پیدا ہوگئی ہے، کانگریس پر کٹا کچھ کرتے ہوئے پیس پارٹی کے مہا سچیو ایم جے خان نے کہا کہ مسلمانوں کا اگر کسی نے بیڑا غرق کیا ہے، تو وہ کانگریس ہے اور کہا کہ آزادی سے پہلے انگریزوں کے شاسن کال میں مسلمانوں کو دلت سمجھتے ہوئے، انگریز نے ۳۶ پرتیشت آرچھن دیا تھا، جب کہ کانگریس اس کو گھٹا کر، چار پرتیشت پر لے آئی ہے، یدی ایسا ہی چلتا رہا تو ایک دن مسلمانوں کا کوئی بھی ہت کاری، نہیں رہے گا، اور کہا کہ نہتے اور معصوم لوگ جب اپنے حق کا مطالبہ کرتے ہوئے آواز اٹھاتے ہیں، تو ان پر گولیاں چلائی جاتی ہیں، نیز کالجوں اور اسکولوں کی تعلیم پر سرکار کا دھیان نہیں ہے، جس کی وجہ سے تعلیم چوپٹ ہوتی جا رہی ہے، منڈی میں کسانوں کا شوسن ہو رہا ہے، جسکا کوئی پرسانِ حال نہیں ہے، اور کہا کہ بھاجپا نے ہمیشہ سے ہی مسلمانوں کو اپنا دشمن سمجھ رکھا ہے۔

ماسٹر جی کا بھاشن

ساتھیو! ہم ہندوستان میں بسنے والوں کو ایک قوم سمجھتے ہیں، اور ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان اتحاد کی لڑی میں مضبوط بندھ کر، ترقی کی راہ وڈگر پر چلے، اور ہر قوم اور ہر ویکتی کا مان سمان ہو، ہندو، مسلم اس دیش کی دو آنکھیں ہیں، اگر ایک آنکھ پھوٹتی ہے تو اس دیش کی شان گھٹتی ہے، یہ چناؤ بہت اہم ہے، اس لئے کہ اس صوبہ کی تقدیر کا فیصلہ ہونا ہے اور آپ کا ہر دلعزیز رہنما، آپ کے بیچ نئی امنگوں کے ساتھ کھڑا ہے جو آپ کے مان سمان کی لڑائی لڑنا چاہتا ہے، ہندو مسلم، ایکتا کو بڑھاوا دینا چاہتا ہے، سب کو اپنے گلے سے لگانا چاہتا ہے، جس نے یقیناً آپ کے دلوں کو، جیتا ہے اور جیتے گا، جو سب مذہبوں کا دھیان و احترام

کرنے والا ہے، جس کو اگر ایک بار جتائیں گے، تو پھر نہیں پچھتائینگے، کیونکہ دربار سیاست میں اتنی شرافت اور انسانیت رکھنے والا انسان، بہت مشکل سے ملتا ہے، اس لئے اس بار موقع اچھا ہے کہ ایسے بھگوان کے سمان رہنما کی بھرپور دلجوئی کیجئے، اور چھیتر کے وکاس اور اپنے پرتیاشی کے نام پر اس قدر ووٹ ڈالئے، کہ حریفوں کی ضمانت ضبط ہو جائے، ہمت پست ہو جائے اور دوبارہ الیکشن لڑنا بھول جائے، ساتھیو! آج تک آپ نے جس جس پارٹی کو ووٹ دیا پیار دیا اس نے آپ کو مایوسی کے علاوہ، دکھ اور پریشانی کے علاوہ کیا دیا؟ اس لئے ایسی پارٹی اور امیدوار کو جتایئے جو آپ کی امیدوں پر کھرا اترتا ہو، جو سب سماج کے ساتھ یکسانیت برتتا ہو اور آپ کا یہ پرتیاشی امانت دار بھی ہے اور آدمی شاندار ہے، جو یہ کہتا ہے کہ میں آپ کے لئے کٹ تو سکتا ہوں مر تو سکتا ہوں، مگر آپ کی سیوا میں کبھی کمی نہیں آنے دونگا اور اس چھیتر میں یا تو کوئی ظلم کرنیوالا نہیں رہیگا، یا میں نہیں رہوں گا، اور ظالم کو یا تو دیش چھوڑ کے بھاگنا پڑے گا، یا جیل جانا پڑے گا، اس لئے جنتا ان کو سبق سکھائے جو لوگ صرف اپنے سوارتھ کیلئے فرقہ پرستی کو بڑھاوا دیتے ہیں اور یکتا کو بھنگ کرنے میں جٹے ہیں۔

نئی پارٹی

جو بھی نئی پارٹی وجود میں آتی ہے وہ مسلمانوں کا ہمدرد وغمخوار بنکر سامنے آتی ہے اور ذرا ابھار ملتا ہے، تو وہ مسلمانوں کے لیے خونخوار بن جاتی ہے۔

ہوشیار، خبردار، میرے قافلے والو

یہ عجیب دور ہے کہ لوگ الیکشن جیتنے کے لئے کچھ بھی کرنے کو تیار ہیں، اپنی عزت اپنا مذہب، تہذیب وتمدن، ہر ایک چیز کو داؤ پر لگانے کو تیار ہیں، چاہے وہ ہندو ہو، چاہے مسلمان، پردھانی الیکشن ہو، یا چیرمینی کا، ودھان سبھا کا الیکشن ہو یا ایم۔ ایل سی کا۔ کچھ مسلمان تو الیکشن جیتنے کے لئے وہ کام کر رہے ہیں، کہ اللہ پناہ، اگر کسی نے کہہ دیا، ہم تو تمہارے ساتھ جب لگیں گے جب تم سور کا گوشت ہمیں کھلاؤ گے، اور شراب کی بوتل

پلاؤ گے، تو دیکھا گیا کہ حاجی صاحب الیکشن کے موقع پر شراب کی بوتل ہاتھ میں لئے ہوئے لوگوں کو اپنے بیٹے کو جتنا کے لئے شراب پلا رہے ہیں نعوذ باللہ، اور اگر کسی نے تعجب کرتے ہوئے پوچھا حاجی صاحب آپ ؟اور شراب؟، تو حاجی صاحب فوراً بول پڑے کہ بھئی میں تھوڑی پی رہا ہوں، میں تو پلا رہا ہوں، اب ان کو کون سمجھائے کہ شراب کے پینے والے، پلانے والے سب گنہگار ہوتے ہیں، دوستو، آج نیتاؤں کا حال یہ ہو گیا ہے کہ اگر مسجد میں گئے تو نماز پڑھ لی، اور مندر میں گئے تو ٹیکہ لگالیا۔ یاد رہے اسلامی اصول وقوانین کو توڑ کر اللہ کو کبھی راضی نہیں کیا جا سکتا اور جیت کی امید اللہ کی مرضی کے بغیر نہیں ہو سکتی ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کچھ امیدوار ووٹروں کو لبھانے اور مضبوط کرنے کے لئے روپوں کی تھیلیاں، شراب، عورتیں اور لڑکیاں پیش کرتے ہیں، اللہ حفاظت فرمائے۔ اور غیر مسلم نیتا بھی کم نہیں ہیں، کیونکہ اگر دیکھا کہ یہ مسلم سماج کا گاؤں ہے، تو ٹوپی لگالی اور دیکھا کہ مسلم سماج کے لوگ اس کے ساتھ نہیں ہیں کہ جس کی بنیاد پر اس کا ٹکٹ کٹ جائے گا، تو کرایہ کے غیر مسلموں کو ہی ٹوپی پہنا دی۔ اور سب کے فوٹو لیکر اخبار میں ٹوپی والوں کی بھیڑ دیکھا دی، تاکہ پارٹی کا ہائی کمان یہ سمجھے کہ مسلمان بھی اس کے ساتھ بہت ہیں۔

چھوٹی پارٹیوں کی تقریریں

محترم ساتھیو! ہماری پارٹی کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو دیکھ کر دیگر پارٹیوں کی نیندیں حرام اور آنکھیں چکا چوندھ ہو رہی ہیں اور اُن کو سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ کس دیوار سے سر پھوڑیں، وعدوں اور لفظوں کی بازی گری اور گورکھ دھندہ کرنے والے دم بخود ہو رہے ہیں، کیوں کہ ہماری پارٹی کے کارکنان کے حوصلے بہت بلند ہیں اور ندیم نیّر کا یہ شعر:

حوصلہ ہو تو ڈرنا کیا یلغاروں سے
فتح ملے گی ٹوٹی ہوئی تلواروں سے،

بہت فٹ بیٹھ رہا ہے، ساتھیو ہماری پارٹی ملک کی زندگی کو تازگی بخشنے جا رہی ہے، ہمارے پاس عوام کی فلاح و بہبود اور تعمیر و ترقی کے لئے یقیناً ٹھوس ایجنڈا ہے، اور کسی کے دباؤ میں آنے والے ہم نہیں ہیں، اور لوک تانترک ڈھانچے کو ٹھیتوں کی راج نیتک تنتر

سے مکتی کرانے کی، ہماری اہم کوشش ہے، یقیناً ہمارے پاس ہر طبقہ کے زخمی لوگوں کے لئے حقیقی مرہم ہے، بٹلہ ہاؤس انکاؤنٹر فرضی تھا یا درست، اس کی جانچ کرائی جائیگی، اور ترقی کے کاموں کو جو آج دیمک چاٹ رہی ہے، اُس گھن کو ختم کیا جائیگا، آج مسلمانوں کو تیسرے درجہ کا آدمی تصور کیا جا رہا ہے۔ اور ووٹ بینک سمجھا جا رہا ہے اور بڑی پارٹی کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان مجبور ہیں ہم کو ووٹ دینے کے لئے، اسلئے اب ہمیں بیدار ہونا ہوگا، اور وہ لوگ جو ہمارے جذبات سے کھلواڑ، ہمارے ایمان سے مذاق، جان و مال پر ڈاکہ اور مدارس پر حملہ کرتے ہیں، ہمارے احتجاج اور آواز کو اپنے پیروں تلے کچل دیتے ہیں اور مذہبی دیوانگی کو، پاگل پن قرار دیکر گولیوں کا نشانہ بناتے ہیں۔ ہمارے علماء اور تبلیغی کارکنان کو دہشت گرد کہہ کر جیلوں میں بند کر دیتے ہیں، ایسی پارٹی اور ایسی ذہنیت کے لوگوں کو اب سبق سکھانیکا صحیح وقت آ گیا ہے۔

ساتھیو، رات و دن کے چوبیس گھنٹے، میں صرف ۱۰-۱۲ گھنٹے بجلی کا آنا، چھتر کی ٹوٹی سڑکوں سے جھوجنا، اور پرتیاشیوں کا پانچ سال بعد درشن کرانا، آئے دن اپرادھک گھٹناؤں کا ہونا، یہ ایسے دکھ دہی معاملات ہیں، کہ متداتاؤں کے دل و دماغ میں غصہ کا شعلہ پھوٹنے کو تیار ہے، جس کی وجہ سے بڑی پارٹیوں کے امیدواروں کو ٹھنڈ میں بھی پسینہ آ رہا ہے۔

ادھر مسلم نیتا بھی دوسری پارٹیوں میں مجبور محض اور لاچار کھڑے ہیں، وہ حق کی بات نہیں کر سکتے اور اگر کوئی نوجوان دل مردِ شیر مظلوموں اور غریبوں کے حق کی بات کے لئے کھڑا بھی ہوتا ہے تو اُس کے اس نظریئے کو بھانپتے ہوئے کچھ کہنے سے پہلے ہی اس کو بٹھا دیا جاتا ہے، یا پھر پارٹی سے نکال کر کچھ جھوٹے الزامات لگا کر اس کو کوڑے دان پر کھڑا کر کے، اس کی شبیہ کو مشکوک کر دیا جاتا ہے۔ نیز مسلمان تمام پارٹیوں میں مثل غلام ہی ہیں، اس کا پختہ ثبوت یہ ہیکہ، بڑے بڑے عہدہ پر رہتے ہوئے بھی مسلمان آج تک گجرات کے مظلومین کو انصاف نہیں دلا سکے جو ۲۰۰۲ء میں ہوا تھا۔ اور نہ ہی بٹلہ ہاؤس انکاؤنٹر کی پول کھلوا سکے، اور نہ بابری مسجد بنوا سکے۔

ہم بھی نیتا ہیں، زمانے کو دکھانے کے لئے
ٹکٹ لائے ہیں، خریداروں کو رُجھانے کے لئے

آزاد امیدوار کا بھاشن

ایک آزاد امیدوار نے اپنے بھاشن میں کہا کہ کانگریس یوپی میں تومنی سے بھی زیادہ بدنام ہے اور جو کانگریسی یہ کہتے ہیں کہ ہم یوپی سے بھرشٹاچار کو ختم کردیں گے ان کا یہ کہنا ایسا ہی ہے، جس طرح پاکستانی حکمراں کہتے ہیں کہ ہم پاکستان سے آتنگ واد کو جڑ سے مٹادیں گے۔ سچ یہ ہے کہ کانگریس کو بھرشٹاچار اور مہنگائی نے مٹا کر رکھ دیا۔ اور مایا پر کٹا کچھ کرتے ہوئے کہا کہ ۲۰۰۷ء کے الیکشن میں مایا نے برہمنوں اور دلتوں کو رِجھانے کے لیے ایک نعرہ دیا تھا، نعرہ یہ ہے: ہاتھی نہیں، گنیش ہے، برہما، وشنو، مہیش ہے۔ مگر ۲۰۱۲ء میں اس کا نعرہ بدل گیا، اور اس بار کا نعرہ یہ تھا،

چڑھ و پچھ کی چھاتی پر ❀ مہر لگے گی ہاتھی پر۔

ساتھیو، جب ۲۰۱۲ء کے ودھان سبھا چناؤ میں ہاتھی کی مورتی کو کیندر سرکار نے پلاسٹک سے جو ڈھکوایا تھا، یہ کوئی پہلا موقع نہیں تھا بلکہ ۲۰۰۴ء کے چناؤ میں راشٹریہ راج مارگوں پر لگی ہنگا لین، پردھان منتری اٹل بہاری واجپائی کی بھی تصویریں ڈھکوائی گئیں تھیں۔

حقیقت بی ایس پی

ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر نے ہی یہ قانون بنایا تھا کہ ہندوستان میں وزیراعظم کے عہدے پر مسلمان نہیں ہوسکتے، رہی مایا وہ بھی سنہرا خواب دکھا کر اپنا کام نکالتی ہے اور مطلب نکل جانے پر آنکھ بدل لیتی ہے، بسپا سرکار کے دوارا مسلمانوں پر چماروں کا ظلم برستا رہا ہے، کس کی ہمت ہے کہ چمار کو کچھ کہہ دے، پرشاسن بھی ہریجنوں کا ہی ساتھ دیتا رہا ہے، کیوں کہ مایاوتی کا رعب ودبدبہ مکمل طور سے پرشاسن پر رہتا ہے۔

چناں چہ ۲۰۱۲ء کے چناؤ میں مایا کے ہاتھی کو ڈھکنے کا حکم کیندر سرکار نے دے دیا تو مایا نے جھنجھلا کر یہ کہا کہ ہاتھ بھی ڈھکوادو، کنول کا پھول بھی ڈھکوادو، اور سڑکوں پر چلنے والی سائیکل کو بھی روک دو، تو کیندر کی طرف سے جواب آیا، بس چپ رہو زیادہ بولنے کی

ضرورت نہیں ہے، تو معلوم ہوا کہ کیندر سرکار کے سامنے صوبائی سرکار کچھ نہیں کرسکتی۔

بہرحال گونڈہ جنپد ۱۲ سنہ ء کے چناؤ میں اپنی ریلی میں مایاوتی نے کانگریس دوارا مسلمانوں کو ساڑھے چار پرتیشت آرکچھن دینے کے بیان پر ٹپنی کرتے ہوئے مسلمانوں کو اس آرکچھن دیئے جانے کے بارے میں ورودھ میں بیان دیا، جس سے مسلم سمودائے، جھنجھلاہٹ کے شکار ہو گئے اور جس سے مایاوتی کا اصلی چہرہ سامنے آگیا اور مسلمانوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مایاوتی کیول دلتوں کی راج نیتی کررہی ہے، جس کا مسلمانوں کے ہتوں اور پریشانیوں سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔

اور یہ بھی یاد رہے مسلمان کسی کا غلام نہیں، بلکہ مصطفیٰ کے غلام ہیں، اور مایاوتی نے ضلع مظفر نگر کے اندر ایک بھرے اجلاس میں برسرعام مسلمانوں کو غدار کہا اور تاناشاہی حکومت کرنے کا عالم یہ ہے کہ مایاوتی خود کرسی پر بیٹھتی ہے اور منتریوں کو اپنے پاؤں تلے بٹھاتی ہے، جب کہ کچھ لوگوں سے شیروانی اور باسکوٹ اتروانی کی بھی خبر ہے، جس طرح پہلے زمانے میں اونچی ذات کے لوگ چمار کو نیچے بٹھاتے تھے۔ اور مایاوتی اونچی ذات کے لوگوں کو نیچے بٹھلاکر ممکن ہے اس کا بدلہ لے رہی ہے۔ اور کرے کوئی بھرے کوئی، کا مقولہ فٹ آرہا ہے، اور جس مودی نے گجرات میں مسلمانوں کا قتل عام کرایا، زندہ مسلمانوں کو عورتوں، مردوں، بچے، بچیوں کو آگ میں زندہ جلایا اور اس کے بعد جب پارلیمنٹ میں مودی سرکار کو برخاست کرنے کے متعلق بحث ہو کر ووٹنگ ہوئی، تو مایا نے مودی کے حق میں ووٹ دیا اور جب گجرات میں چناؤ ہوا تو مودی کی مدد کے لئے گجرات پہنچی، اور اپنے نام کے ووٹ مودی کے حق میں ڈلوانیکا کام کیا اور اپنے ایک بھاشن میں کہا کہ مودی نے گجرات میں جو کچھ کیا ٹھیک کیا، اور کہا کہ اگر میں اس جگہ ہوتی تو اس سے بھی زیادہ کرتی، یہی وہ مایاوتی ہے جس نے دوبار بھاجپا کے ساتھ مل کر حکومت بنانے کا کام کیا، اور بسپا کے سپریمو کاشی رام نے کہا تھا کہ بابری مسجد کی جگہ بیت الخلا بنا دیا جائے۔ جو نہایت ہی افسوس کا مقام ہے۔

ادھر آج کانگریس کے حالات ایسے ہیں، کہ ان کے پاس عوام کے سامنے کہنے کو کچھ نہیں

ہے اور چھپانے کو زیادہ، اس لئے کہ کانگریس کا دامن بھرشٹاچار اور فسادات سے داغدار ہے۔
اور دیش پردیش میں جو وکاس کا صحیح کام ہوا ہے یا ہورہا ہے وہ غیر کانگریسی سرکار ہے۔ چونکہ کانگریس کو تو دنگوں، فسادوں آبادی کو کھنڈرات میں تبدیل کرنے سے ہی فرصت نہیں ملی۔

لطیفہ

ایک منتری کو کسی صاحب نے اپنی شادی کا کارڈ دیا اور کہا کہ ضرور آنا ہے، تو منتری صاحب نے جواب دیا، بھائی وہاں میرا کیا کام ہے، میں تو منتری ہوں اور میرا کام فیتہ کاٹ کے افتتاح کرنے کا ہے، پھر تو وہ چونک گیا اور خاموش ہوگیا۔

سیاست خدا کی مخلوق کی خدمت کا نام ہے

سیاست کا صحیح معنی حسن انتظام کے ہے، مگر آج معنی تبدیل ہوکر بدترین انتظام کے معنی میں ہوکر رہ گئی، اور ہر طرف حرص وہوس، ظلم وزیادتی، لوٹ، گھسوٹ، چھوت چھات اونچ، نیچ اور فرقہ واریت کی سیاست، قوم پر ایک عذاب اور لعنت ہے، آج، کرپشن، فساد، اور بگاڑ، ملک کا مقدر بن چکا ہے، جس نے انسانیت کو زخمی، اور انصاف کے دامن کو داغدار بنادیا ہے، غریب، مظلوم اور پسماندہ لوگوں کیلئے بہلاوے پھسلاوے کے صرف جھوٹے وعدے رہ گئے ہیں، اور ملک کی ترقی کے نعرے فضاء آسمانی میں گونج کر رہ گئے ہیں، اس لئے دوستو، نئی سوچ نیا انقلاب لانا ہے تو اس کیلئے ظالم کی جگہ منصف اور حاکم کی جگہ خادمیت کی ذہنیت رکھنے والے لیڈران کو لانا ہوگا اور ازسرنو، انقلاب کا راستہ ہموار کرنا ہوگا ورنہ مقابل پارٹیوں کے پاؤں تلے سے زمین کو کھسکانا ہوگا۔

ہمیں جتاؤ ہم پلٹ دینگے پردیش کی کایا

یاد رہے کہ تبدیلی کی ابتداء نیچے سے ہوتی ہے، اور مہینوں نہیں بلکہ سالوں لگ جاتے ہیں پارٹی کو مضبوط پوزیشن میں لانے کے لئے، مگر ناکامی سے ہچکولے نہ کھانیوالا اور

ہمت نہ ہارنے والا شخص، بالآخر دشوار منزل کو بھی طے کر ہی لیتا ہے، کمزور، ہمیشہ کمزور نہیں رہتا ہے، اور کسی کی قسمت میں ہمیشہ حکومت اور غلامی نہیں رہتی ہے، یہ خدا کا نظام ہے کہ کبھی غلام بادشاہ ہے اور کبھی بادشاہ غلام ہے۔

جناب فیاض احمد صاحب سنگداہا والے کا بھاشن

ساتھیو! بڑھی جیوی دوستو، میں ہر طرح کی سمسیاؤں کو گمبھیرتا سے لیکر اس کا صحیح سمادھان کرونگا، ! میں شہر میں دنگا اور فساد ہوتے نہیں دونگا۔ اور چھیتر میں وکاس کرا کر چھیتر کا نام روشن کرونگا۔ آج موجودہ سرکار کے کشاسن سے ہرورگ نجات چاہتا ہے اور ہماری حکومت کی اُور آشا بھری نگاہوں سے دیکھ رہا ہے، کیونکہ پردیش میں بھرشٹاچار چرم سیما پر ہونے کے ساتھ ساتھ وکاس کی گتی، دھیمی ہوئی ہے، ایسی جن وِرودھی سرکار کو سماپت کرنے کے لئے ہمارا سمرتھن کریں، بھائیو، دوسری پارٹیوں کو یہاں کوئی ریس پونس ملنے والا نہیں ہے، ایسی صورت میں یقیناً ہماری پارٹی ہی بلندی کو چومے گی۔ چونکہ دوسرے کو ہار کا یقین ہو چلا ہے، اسی وجہ سے دوسری پارٹی کے لوگ صبح کو دیر سے نکلتے ہیں اور شام کو جلد ہی اپنے گھر لوٹ آتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کے سچے ہمدرد جنون کے آنسو رو رہے ہیں۔ اور جنتا نے بھی اس بار من بنالیا ہے، کہ دوسری پارٹی کا اس چھتر میں کھاتہ تک کھلنے نہیں دیا جائیگا دوستو، ہمارا قافلہ اور کنبہ دن بدن بڑھتا جارہا ہے، جس سے وِپکچھی پریشان ہیں۔ اوران کو یہ محسوس ہونے لگا ہے کہ بھوشیہ میں ہماری سرکار بنے گی۔ اور جیتنے کے بعد اپنا وکاس نہیں بلکہ جنتا کا وکاس کیا جائے گا۔ ساتھیو، الیکشن میں اترنے کا مقصد ہمارا، صرف یہی ہے کہ ہم ملک وقوم کی خدمت کریں۔ اور وکاس کی گتی کو تیز کریں۔ اور جنپد میں بیدم سیاست کرنے والوں کو باہر کا راستہ دکھائیں۔

حافظ صاحب بھاشن اس طرح کریں

محترم حضرات! تلوں میں تیل ہوتا ہے، پرنتو، دیکھائی نہیں دیتا، اور جب تل، مشین میں ڈال دیا جاتا ہے، تو تیل نکلنا شروع ہو جاتا ہے، اسی طرح ہمارا پرتیاشی ہے

ابھی ہم کو ان کی صلاحیت کا اندازہ نہیں ہو پا رہا ہے، مگر جیتنے کے بعد ہم سب کو صحیح اندازہ ہو جائے گا کہ ان میں کتنا دم خم ہے۔

رہی دولت، تو یہ ایسے شخص ہیں کہ جن کے پاس، نہ مکان کی کمی ہے اور نہ جائداد کی، یہ تو صرف آپ کی خدمت کرنا چاہتے ہیں، جو وکاس پرُش انسان ہیں، اور یہ کمائی کے لئے راج نیتی کرنے والے نیتاؤں میں سے نہیں ہیں، بلکہ وکاس کی راج نیتی کرنے والے نیتا ہیں، یہی وجہ ہے کہ عوام کی فلاح وبہبود کے لئے انہوں نے بہترین ہاسپٹل بنانے اور تعلیم کیلئے موٹی رقم کی ایک بڑی جگہ خریدی ہے۔ اس لئے جنتا سے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ جناب مولانا صاحب کو وجے بنانے کیلئے سبھی ایکجٹ ہو کر کام کریں، کیونکہ آپ سب کو معلوم ہے کہ پارٹی مضبوط ہے اور اتفاق سے امیدوار بھی مضبوط ہے۔ جو سب کو ایکتا کے سُتر میں باندھ کر چلنے والا ہے۔ اور چھتر میں گھومنے اور وِبھن لوگوں سے بات چیت کرنے سے بھی پتہ چل رہا ہے کہ لوگ اس پرتیاشی سے خوش ہیں۔ جو جھوٹے وعدوں اور جھوٹی شان سے پرے ہے اور جنتا سے جڑا ہوا ہے، جو جنتا کی سمسیاؤں کو گھمبیرتا سے لینے والا اور وکاس کرانے میں سمرتھ ہے، جو کرمٹ جھجھارو اور راج نیتک سوجھ بوجھ رکھنے والا ہے اور جو سرکاری یوجناؤں کا لابھ چھیتر میں بھرپور مہیا کرانے کی ہمت وحوصلہ رکھتا ہے۔ جو جنتا کی آواز کو مضبوطی کے ساتھ سَدن میں رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جو ناش کی جگہ وکاس کا جھنڈا اٹھانے والا ہے۔ جو شکچھک ہونے کے ساتھ ساتھ جنمانس کی کسوٹی پر کھرا اترتا ہے۔ جو شکچھا کی اہمیت سمجھنے والا ہے اور جو سماج کو صحیح مارگ دکھانے کا اہل ہے۔ جو دیش پریمی ہے اور دیش کو صحیح دِشا دینے کی سکت رکھتا ہے۔

حضرات! لوک تانترک ویوستھا میں ہر کسی کو اپنا بھاگیہ آزمانے کی چھوٹ ہے، چنانچہ اس چناؤ میں کچھ نردلیہ امیدوار ایسے بھی ہیں، جو بڑی پارٹیوں کے ووٹوں میں سیندھ لگا کر ان کا کھیل بگاڑ سکتے ہیں۔ اس لئے جنتا کو اچھا پرتیاشی ڈھونڈنا چاہیے۔ شہر اور گاؤں کا وکاس تبھی سمبھاؤ ہو سکے گا۔ جب وکاس کی سوچ اور سمجھ رکھنے والا ودھایک چن کر آئے گا۔ اور جو ذاتیات سے اوپر اٹھ کر کام کرنے والا ہوگا، اور امیدوار کا علاقائی ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ وہ استھانیہ سمسیاؤں سے واقف ہوتا ہے۔

یہ ہیں امیدوار

ساتھیو! کچھ امیدوار ایسے بھی میدان میں ہیں، جو دودھ اور جوس پینے والے اور بیٹھے بیٹھائے مٹھائی کھانے والے ہیں، وہ جنتا کے لئے خون دینے والے اور دھوپ کھانے والے نہیں ہیں، جو پانچ سال تک صرف اے، سی، کمروں، اور اے، سی کاروں میں ہی رہتے ہیں، اس لئے کہ وہ الیکشن میں اتنے تھک جاتے ہیں کہ پانچ سال تک کسی دوسرے کے کام کے لائق نہیں رہتے، اور پانچ برس میں پانچ منٹ بھی جنتا کے درد اور دکھ سننے کے لئے نہیں نکال پاتے، چناں چہ ایسے ہی لوگوں نے ہی وکاس کے معنی ومفہوم بدل ڈالے ہیں لیکن میں نے ہمیشہ عوام کے درد کو محسوس کیا، یہی وجہ ہے عوام کو جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوئی تو انہوں نے مجھے اپنے درمیان پایا اور ان کو بلا نیکی ضرورت تک پیش نہیں آئی، ساتھیو اگر ماضی میں کوئی غلطی مجھ سے ہوئی تو میں سبھی مت داتاؤں سے چھما یاچنا کرتا ہوں، اور سبھی کو نمن کرتے ہوئے ایک بار وجئے بنانے کی اپیل کرتا ہوں کہ آپ اپنی سیوا کے لئے آپ اپنا سہیوگ پردان کریں اور جیتنے کے بعد میرا پریاس رہے گا کہ متداتاؤں تک ویکتی گت روپ سے سمپرک ہوتے ہوئے انکی سمسیا کا سمادھان کروں)۔

ساتھیو! اس لئے آپ لوگوں کے بہکاوے میں بالکل نہ آئیں، چوں کہ آپ کی سیوا کے لئے اوپر والے کی کرپا سے میرے پاس بھی بہت کچھ ہے، میں صرف وعدہ نہیں، بلکہ کام کرکے سب کے دلوں پر چھا جاؤں گا، اور علاقہ میں پریورتن لاؤں گا، میں صرف اپنا ہی خزانہ نہیں، بلکہ، نوجوانوں، غریبوں، اور کسانوں کے خزانے کو بھی بھرا ہوا دیکھنا چاہوں گا اور میں صرف پانچ سال نہیں بلکہ زندگی بھر آپ کی خدمت کرنا چاہوں گا، آج اس اسٹیج پر بیٹھے اس علاقہ کے بہت سے قابل قدر اشخاص موجود ہیں، اس لئے سب سے پہلے بزرگوں، بوڑھوں، نوجوانوں، ایوم ماتاؤں، بہنوں سے دعاء کی درخواست کرتا ہوں، اسلئے کہ دعا میں بہت طاقت ہے اور دوسری چیز دوا ہے، اور دوا یہ ہے کہ آپ میرے چناؤ چنہ کا بٹند باکر مجھے جتا دیجئے میں آپ سب کا احساں مندر ہوں گا۔

بھائیو! چھوٹی پاٹیوں کی اہمیت برساتی میڈکوں کی طرح ہے!

اس لئے جو پارٹی پوری تندہی اور بیدار مغزی سے ملک کی تعمیر و ترقی کا کام کر رہی ہے، ووٹ اسکو دیں، آج ہر پرتیاشی اپنی پارٹی کو سیکولر بتاتا ہے، مگر وہ کئی خانوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی ہے، اس لئے سب سے پہلے امیدواروں کا گزشتہ بیک گراؤنڈ دیکھنا چاہیے۔ پھر پارٹی۔

مسلم رہنماؤں کا حال، بلی کے بکروں کی طرح ہے

ساتھیو، سیاسی پارٹیاں مسلم رہنماؤں کو اپنے یہاں صرف بلی کا بکرا سمجھ کر رکھتی ہیں، جب تک ان سے کام لینا ہوا اس کو مہرہ بنائے رکھا اور کام لینے کے بعد کھیت میں گھاس کھودنے کا کھرپا اس کے ہاتھ میں تھما کر ذلیل کر کے نکال دیتی ہیں اور مسلمانوں کو پد دینا، منتری بنانا یہ صرف دکھلاوا ہوتا ہے۔

تقریر سیاست: محترم دوستو! یہ انتخاب کا دور ہے، حکومت کا محل، زندگی کا محل کھیل وکود کا محل یہ عارضی خوشیاں ہیں اور اس میں ترقی کی راہ پر سوار ہونیوالا مانند نقلی فانوس کے ہے، آج سیاسی لوگ، زمین وآسمان کے قلابے ایک کئے ہوئے ہیں، جب کہ ماضی کے نقوش، مظلوم مسلمانوں کے دلوں پر نقش ہیں، بے قصور مسلم نوجوانوں کو دہشت گردی کے الزام میں غیر معینہ مدت تک سلاخوں کے پیچھے ڈالنا، درسگاہ ہوں، خانقاہ ہوں، مدرسوں، مزاروں، مسجدوں، جماعتوں کو نشانا بنانا، معصوم بچیوں کی عصمت تار تار کر کے گولی کا نشانا بنانا، یہ ایسے المناک حادثات ہیں کہ جن سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ وہ زخم ہیں جو تا بحیات مندمل نہ ہو سکیں گے، ان زخموں کو عدل وانصاف کا اگر مرہم مل جائے تو یقیناً وہ زخم بھرے جا سکتے ہیں، مگر ستم بالائے ستم یہ کہ، ہم نے ہی گلستان ہند کی اپنے لہو سے آبیاری کی اور آج ہمارے ہی دامن پر غداری اور دہشت گردی کی مہر ثبت ہے، غور کرنے کا مقام ہے کہ، کانگریس کے دور حکومت میں، تقریباً تیس ہزار مسلم [illegible]ں [illegible]یں لاکھوں [illegible]مان شہید ہوئے [illegible] ہوئے اور اربوں کی جائدادیں آگ کے حوالے ہوئیں، میرٹھ، ملیانا، بھاگلپور، ٹونڈہ، کانپور، مرادآباد، وغیرہ کے فسادات کا ذکر کرتے ہوئے، آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے ہیں، کیونکہ فساد کے موقع سے ایک ایک شہر اور مسلمانوں کے گھروں کی گنتی ہوئی اور بڑی ہوشیاری سے نشانہ سادھا

گیا، خلاصہ یہ ہے کہ کانگریس کے دور میں بے شمار شہید ہوئے، مسلمان، بے گھر ہوئے مسلمان، جیل میں ٹھوسے گئے مسلمان، اور دہشت گردی سے متلقب ہوئے مسلمان، یہ سب کام کانگریس سرکار کے ہیں۔

میں نے ہی حاکموں کو جگایا تھا نیند سے
الٹا مجھی پہ قتل کا الزام آگیا
بغدادی قاعدہ تھا میرے ہاتھ میں فقط
القاعدہ کے ساتھ مرا نام آگیا

ماخوذ گلستان علم وفن صفحہ نمبر ۲۵۱

آئین کی جب بھی توہین ہوتی ہے ملک خطرے میں مبتلا ہوجاتا ہے

ملک میں یکساں سول کورڈ کی بات کر کے اقلیتوں کو پریشان کیا جائے اور مسلم پرسنل لاء پر ضرب کاری لگائی جائے یہ سراسر ظلم ہے، کہیں لوڈ سپیکر سے اذان دینے پر پابندی کی بات کی جائے تو کہیں کالا قانون پاس کرنے کا بیڑا اٹھایا جائے، کبھی قرآن پر کیچڑ اچھالی جائے، تو کبھی مسلمانوں کو دہشت گرد کہا جائے، کہیں جماعت والوں کی پٹائی کی جائے تو کہیں کسی کی ڈاڑھی نوچ لی جائے، کبھی بودھوں کا قتل عام کیا جائے تو کبھی سکھوں پر قاتلانہ حملہ کیا جائے، کبھی نبیؐ پاک کی شان میں گستاخی کی جائے، تو کہیں قرآن کے اوراق جلائے جائیں، کہیں جوتوں پر خدا کے نام لکھوائے جائیں تو کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر، بشکل کارٹون دکھائی جائے، جب کہ ہم نے ہی پنجاب سے لے کر بنگال تک انگریزوں کا پیچھا کیا اور ملک ہندوستان چھوڑ کر دم دبا کر بھاگنے پر اس کو مجبور کر دیا۔

یہ بات فرقہ پرستوں سے کوئی بتلادے
زمانے بھر نے ہمیں کو مہان لکھا ہے

ہمارے خون سے آتی ہے اس لئے خوشبو
ہمارے خون میں ہندوستان لکھا ہے

ماخوذ گلستان علم وفن صفحہ نمبر ۲۷۴

کوئی بھی پارٹی مسلمانوں کو چھوڑ کر حکمراں نہیں بن سکتی

بغیر مسلمان کو شامل کئے ہوئے کوئی بھی پارٹی اپنی حکومت بنالے یہ بہت مشکل ہے، اس لئے ہمیں کوئی غلام نہ سمجھے، دست نگر نہ سمجھے، اور کوئی نفرت وتعصب پھیلا کر ملک دوستی کو آگ میں نہ جھونکے، ورنہ ہم بے سروسامان اور بغیر ہتھیار کے بھی اللہ کے بھروسے پر چند دنوں میں ہی ملک کا نقشہ بدلنے کی اہلیت رکھتے ہیں، اگر ملکی فوج اور پولیس ہمارے آڑے نہ آئے تو ایک بھی فسادی کو ہم اس ملک میں پنپنے اور رہنے نہیں دیں گے اور یہ یقین تمام حکمرانوں اور سیاسی پارٹیوں کو بھی ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ مسلم بادشاہوں نے یہاں صدیوں حکومت کی ہے، یہاں کے گوشے گوشے میں مسلمانوں کی رفعت وشوکت کے آثار موجود ہیں، جو ان کے علم وفن اور بے لوث حب الوطن کی شہادت دیتے ہیں، یہاں ہماری مذہبی تہذیب اور عظیم الشان یادگاریں ہیں، اس لئے یہ کہنا یا لکھنا کہ مسلمانوں کو ہندوستان میں ووٹ ڈالنا جائز نہیں، کسی سیاسی پروگرام میں شریک ہونا جائز نہیں، کسی ملکی تحریک جس کا تعلق ملکی مفاد سے ہو یا معیشیات واقتصادیات سے اس میں شریک ہونا درست نہیں، مسلمانوں کو قتل کردینے کے مترادف ہے، کیونکہ ان باتوں سے مسلمانوں کا وجود ختم ہو جائے گا، اور خدانخواستہ مسلمان اگر اس ڈگر پر چلنے لگیں تو تباہی کے آخری دہانے پر ہوں گے، ملک ہندوستان میں ہماری طاقت ووٹ ہے اور اس کا اچھا خاصا تجربہ ہو چکا ہے کہ جب ہم نے چاہا اور جس کو چاہا اس کی حکومت گرادی، چاہے کانگریس ہو، چاہے بی جے پی، چاہے راشٹریہ جنتا دل ہو یا سماج وادی پارٹی، چاہے بہوجن ہو یا مسلم لیگ، بعینہ ہندوستان میں غیر مسلموں کے اشتراک کے بغیر اپنے حقوق کی دستیابی ناممکن ہے، چنانچہ سیاست کے ہر مقام پر آکر ہمیں یہ بتانا ہوگا کہ ہم ہندوستانی ہیں اور مسلمان پہلے ہیں بعد میں ہندوستانی، اس لئے ہمارے حقوق دینے ہوں گے اور اگر کوئی ہمارے حقوق کے ساتھ کھلواڑ کرے گا

توہم کبھی اس کو برداشت نہیں کریں گے، کیونکہ اگر حقوق نہیں دیئے جاسکتے ہیں، تو حقوق چھینے تو جاسکتے ہیں، ہمیں اس ملک میں گیدڑ بن کر نہیں بلکہ شیر بن کے اور سلطان ٹیپو بن کر رہنا ہے، یاد رہے سوئی ہوئی قوم کسی آفت کا مقابلہ نہیں کرسکتی، اس لئے ہمیں ہر پلیٹ فارم پر آنا ہوگا، پارلیمنٹ اور ایوان شاہی کو اپنی آواز سے اس کی چولوں کو ہلانا ہوگا، اور جسم مردہ میں روح پھونکنا ہوگا اور ملت کو جگانا ہوگا، ہر محاذ پر آکر اپنے حق کا اعلان کرنا ہوگا، اور اگر کوئی حقوق دینے میں آنا کانی کرے گا تو ہنگامہ بپا کرنا ہوگا، اور ہر اس پارٹی کو للکارنا ہوگا، جو مسلمانوں کی کھلم کھلا دشمن ہے، اور کسی پارٹی کو ہم جب ہی للکار سکتے ہیں جب ہم متحد ہو جائیں۔

چھبیس ۲۶ جنوری کے موقعہ کی تقریر

دوستو! آج ملک میں ہر طرف، ہر شہر اور ہر نگر میں جمہوریت کا راگ الاپا جارہا ہے، کیوں کہ جمہوری نظام کا آغاز اور سبھی دیش واسیوں کے لئے دستور کا انعقاد اسی دن ہوا تھا اور اسی دن ایسے دستور و قوانین بنائے گئے تھے، جس سے ملک کا ہر خطہ خوشحال اور آبشار رہے اور سب کے لبوں پر خوشیوں کا ترانہ نغمہ سنج رہے، ہر شخص ایک دوسرے کے غم میں شریک رہے مگر کیا ایسا ہو رہا ہے، کیا لوگ بھید بھاؤ ذاتی مفاد، اونچ نیچ چھوت اچھوت سے اوپر اٹھ کر کاندھے سے کاندھا ملا کر ملک کی ترقی کے لیے کچھ ایسا کرنے کو تیار ہیں ؟نہیں بلکہ اس کے برخلاف، آج جمہوریت کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں، اور لوٹ، گھسوٹ، کالابازاری، بدکاری وفحاشی، اغوا وقتل کو بڑھاوا مل رہا ہے۔

محترم بزرگو! آج کاروان آزادی کے کارناموں کے انمٹ نقوش کے منانے کے سازشوں کو بے نقاب کیا جائے گا اور شہیدان وطن کی صحیح تاریخ کو اجاگر کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ اس دھرتی پر حقیقی معنی میں اسی کو جینے کا حق ہے جو عدل وانصاف کا، امن وشانتی، کا بھائی چارگی کا جوت جگائے گا اور اسکا علم اپنے ہاتھ میں اٹھا کر یہ کہے گا، ملک سے ظالم کو مٹاؤ، گرے لوگوں کو سنبھالو، غریبوں کے دکھ درد میں شریک ہو اور سانپ بچھوؤں جیسی عادت وکردار رکھنے والوں کو کرسی سے اتار کر ملک دوست افراد کو ان کی جگہوں پر بٹھاؤ، ورنہ اس ملک میں زلزلے آئیں گے، طوفان آئے گا، بجلی گرے گی، اور لوگ ہلاک

وبرباد ہوجائیں گے، مگر یہ کب ہوگا، جب ملک کا ایک ایک فرد اور سیاست سے جڑے ہوئے ہر ہر مرد وعورت اور برادری وقوم کے لوگ ایک زبان ہوکر یہ نعرہ بلند کریں کہ یہ ملک سب کا ہے، اس ملک میں سکھ بھی ہیں، عیسائی بھی رہتے ہیں، جینی بھی رہتے ہیں برہمن ویادو بھی ہیں، مسلمان بھی ہیں، اور چمار بھی ہیں، سب کو ان کا حق ان کے دھرم کے انوسار دینا پڑے گا، اور اگر ہمیں ہمارا حق نہ دیا گیا، اور اس سے آنا کانی کی گئی، اور ملک میں اسی طرح ننگا ناچ ہوتا رہا، تو ہم سب مل کر حکومت کی چولیں ہلا کر رکھ دیں گے، اور اپنی آواز سے پارلیمنٹ میں ایوان شاہی میں بھونچال پیدا کر کے رکھ دیں گے، بلکہ ظلم کی طرف بڑھنے والے ہر قدم کو کاٹ پھینکیں گے، مظلوموں اور غریبوں کی طرف بڑھنے والے ہر پنجہ مروڑ دیں گے، کیوں کہ ملک کے چپے چپے میں ہمارے بزرگوں اور رمہارشیوں نے اپنا خون پروان کر کے اس ملک کو آزادی سے سرفراز کیا ہے، ہمیں یہ ہمارا ملک یوں ہی نہیں ملا بلکہ انگریز ظالموں سے دو ہاتھ کرنے اور بہت ہی تپسیا کرنے کے بعد یہ ورثے میں ملا ہے، اس لئے ہم نہ ڈرتے ہیں، نہ ڈرنے کی کوئی ضرورت ہے، ہم اس ملک کے سپوت ہیں، اس میں ہمارا حق ہے۔

ساتھیو! بیٹے تین پرکار کے ہوتے ہیں (یعنی بیٹوں کی تین قسمیں ہیں)(۱) پوت۔(۲) سپوت، (۳) کپوت۔

۱-**پوت**: وہ ہے جو اپنے ماں باپ کی جائداد کو اگر بڑھا نہ سکے تو اس کو کم سے کم برقرار رکھے، اسی طرح ملکی مفاد میں اگر کوئی کام نہ کرے تو اس کو بدنام بھی نہ کرے اور جو باپ کے لگائے چمن اور جائداد کو برقرار رکھتے ہوئے اس میں چار چاند لگائے، اور ملک وقوم کی خدمت میں پیش پیش رہے، اور ہر برُے وقت سے نبرد آزما ہونے کو تیار رہے اور ترقی کی دھن میں بیقرار رہے اور، اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کرے، وہ ہے سپوت۔

کپوت- جو باپ دادا کے مال کو ہڑپ کر جائے، ان کا کمایا ہوا مال برباد کردے، ملک کا سودا کرے، ماں باپ کے ساتھ گالی گلوچ کرے، بلکہ ان کو گھر سے نکال کر خود قابض ہوجائے وہ ہے کپوت۔

الغرض حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء کے بعد اگرچہ انگریزوں کی غلامی سے چھٹکارا

مل گیا مگر دوسری غلامی کا طوق گردن سے بدستور لٹکا ہوا ہے آج ملک میں جمہوریت کا خون کیا جارہا ہے، چاہے وہ پارلیمنٹ پر خطرناک حملہ ہو، چاہے سمجھوتہ ایکسپریس ٹرین کا حادثہ ہو، اور اس کے بعد گجراتیوں پر ظلم وتشدد کا سنگین سانحہ، چاہے بھاگلپور کا جھگڑا ہو، چاہے کانپور کے فرقہ وارانہ فسادات، وانتشار، چاہے چھ دسمبر کو بابری مسجد پر حملہ کی ناپاک سازش ہو یا مکہ مسجد، حیدرآباد پر حملہ، غرضیکہ ان جیسے تمام سانحات سے ہندوستان کی ساکھ کو ٹھیس پہنچ رہی ہے اور ملک کمزور ہوتا جارہا ہے۔ چاہے مہاتما گاندھی کی موت گوڈ سے کے ہاتھوں سے ہو یا اندرا گاندھی کی موت اندرا گاندھی کے مخصوص گارڈ کے ذریعے، یا راجیو گاندھی کی موت، پھول کی مالاؤں کی شکل میں

شعر

ہمیں سے ہم وطن بیزار کیوں ہیں ہم نہیں سمجھے؟
ہم ان کی راہ میں دیوار کیوں ہیں ہم نہیں سمجھے؟
اگر راجیو، اندرا اور گاندھی کے ہیں قاتل وہ
تو پھر ہم دیش کے غدار کیوں ہیں ہم نہیں سمجھے؟

مثل مشہور ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور، آج لوگ کہتے ہیں کچھ اور، اور کرتے ہیں کچھ اور، ظاہری اور لفظی حالت تو بہت ہی طمطراق ہے، مگر عملی اور اقدامی حالت بیحد خراب متوحش اور مکروہ ہے، مگر یہ یاد رہے صرف الفاظ کی خوبصورتی، لباس کی خوبصورتی سے، نہ قافلے بنتے ہیں، نہ منزل ملتی ہے، اور نہ پریشانی کم ہوتی ہے، اور نہ کوئی اس کی تاریخ بنتی ہے۔

جمہوریت، آمریت اور خلافت میں بہت بڑا فرق ہے

(۱) جمہوریت کی عام طور سے یہ تعریف کی جاتی ہے کہ جمہوری نظام میں حاکم کے سامنے جاکر عوام کو فریادرسی کرنے کی اجازت ہوتی ہے، مگر جمہوریت کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ عوامی نمائندہ خودمختار ہوتا ہے۔ (۲) آمریت اس کو کہتے ہیں کہ سارے اختیارات صرف ایک آدمی کی ذات سے منسلک ہوکر رہ جائیں، جس کو ڈکٹیٹرشپ کہتے ہیں اور کسی دوسرے کو اس میں عمل دخل، قیل وقال کرنے کی گنجائش نہ ہو، مالداروں کا استقبال ہو

اورغریبوں کو دھکا دے کر بھگا دیا جاتا ہو۔ (۴) خلافت کی اصل تشریح یہ ہے کہ اقتدار اعلیٰ، اللہ کے پاس ہوتا ہے اور بندہ صرف حکم ربانی کا نفاذ کرتا ہے، خلافت میں حکم حقیقتاً اللہ کا چلتا ہے تو اس معنی کر اللہ حاکم ہوا اور بندہ خدا کا نائب اور محکوم، تو یہ فرق ہے جمہوریت، آمریت اور خلافت میں، اب حکمرانوں کو سوچنا چاہئے کہ ہم کس ڈگر پر چل رہے ہیں اور کونسی اچھی چیز ہے جس کو ہم اپنائیں۔

کیا یہی جمہوریت کا تقاضا ہے

آج جمہوری نظام میں امن وشانتی کا گلہ کیوں گھونٹا جارہا ہے۔ ہم اپنے دل کی گہرائی سے ذرا تنہائی میں بیٹھ کر سوچیں اور اپنے گریبان میں جھانکیں اور خود فیصلہ لیں کہ ہم ملک کے وفادار ہیں، یا غدار

جب اپنی بلندی سے انسان اتر جائے
ایک بوجھ ہے دھرتی کا بہتر ہے کہ مرجائے

جو پارٹی اور قوم جمہوریت کی دعویدار ہے آج وہی داغدار ہے

آج ہمارے ملک میں کوئی نظام نہیں، استھائی نہیں، سویدھائیں نہیں، ورنہ کیا مطلب ہے؟ کہ تھانہ کے پڑوس میں ڈکیتی ہورہی ہے اور تھانہ میں ہی عورتوں کی عصمت سے کھلواڑ کیا جاتا ہے، مگر پاسبان قوم میٹھی نیند سو رہے ہوتے ہیں، آج اقلیتوں، مجبوروں، ابلہ ناریوں پر ظلم وبربریت کا بازار سرگرم ہورہا ہوتا ہے، مگر عدالت ہے کہ ظالموں کو، قاتلوں کو بجائے پھانسی کے پھندے پر لٹکانے کے مظلوموں پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہے، اس میں سبھی لوگ شامل ہیں، چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ اسی پر راحت اندوری نے کہا ہے

انصاف ظالموں کی حمایت میں جائے گا
یہ حال ہے تو کون عدالت میں جائے گا
دستار نوچ ناچ کے احباب لے اڑے
سر بچ گیا ہے یہ بھی شرافت میں جائے گا

واقف ہے خوب جھوٹ کے فن سے یہ آدمی
یہ آدمی ضرور سیاست میں جائے گا

نوٹ- جب جمہوری دستور میں دفعہ ۳۰ کے تحت، مذہب کی آزادی کا حق دیا گیا ہے تو پھر کیوں زوروزبردستی سے، مسلم قوم کے وہ بچے، جو اسکولوں، کالجوں میں پڑھ رہے ہیں، ان کے سر پر وندے ماترم کا کہنا لازم قرار دیا جارہا ہے، اور اس کے لیے ان کو مجبور کیا جارہا ہے، اور کیوں مذہبی اداروں میں شب خوں مارا جارہا ہے، اور دارالعلوم دیوبند ندوۃ العلماء اور دیگر مدارس کو دہشت گردی کا اڈہ قرار دے کر انہیں بدنام کیا جارہا ہے؟

یہ دینی مدرسے ہیں دیکھ مت مشکوک نظروں سے
برائی سے، یہاں تو بچہ بچہ دور رہتا ہے
یہاں دامن پہ کوئی داغ تجھ کو مل نہیں سکتا
یہاں تو سب کے ماتھے پہ خدا کا نور رہتا ہے

مری نگاہ میں ہے نورِ آیت کوثر
مری جبیں پہ خدا کا کلام لکھا ہے
مجھے قبول نہیں وندے ماترم کہنا
کہ میرے دل پہ محمدؐ کا نام لکھا ہے

صدر عالی وقار، زعماء ملت، دانشوران قوم، اور عمائدین حکومت وسلطنت۔ یہ ذہن سازی اور انسانیت سازی نہیں بلکہ تخریب کاری ہے کہ اسکولوں، کالجوں کے امتحان کے پرچے میں یہ سوالات منضبط کئے جائیں کہ دارالعلوم کا تعلق یا اس کے ہمنواؤں کا تعلق طالبان سے یا دہشت گردی سے ہے یہ بچوں کے ذہن میں اتحاد کے بجائے نفرت کا زہر گھولا جارہا ہے، جس سے ملی مفاد کبھی بھی وابستہ نہیں ہوسکتے، اس طرح کی چال بازی انگریزوں نے بھی ہندوستان کے اسکولوں، کالجوں میں رچی تھی اور باقاعدہ بچوں کو اس کی تعلیم وٹریننگ دی جاتی تھی کہ تمہارا مالک و پرماتما یسوع مسیح ہے اور تمہاری شفاعت کرنے والے بروز قیامت عیسیٰ ابن مریم ہوں گے اور لارڈ میکالے نے جو نصاب تعلیم ہندوستان

میں پیش کیا تھا، تو اس نے اس وقت یہ کہا تھا کہ ہماری تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ یہاں کے نوجوانوں کو رنگ و روپ کے اعتبار سے تو ہندوستانی رہنے دینا ہے، مگر فکر و دماغ کے اعتبار سے انگلستانی بنانا ہے، مطلب یہی تھا کہ ہندی کلچر، تہذیب و روایات اور تمدن کو بالکل ختم کر دیا جائے اس میں وہ کتنا کامیاب ہوا اسکا فیصلہ آپ خود کریں گے، دوستو اگر کسی مظلوم، غریب بے سہارا کو دیکھ کر کسی، کا دل نہیں دھڑکتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شکلا و صورتا تو انسان ہے مگر اس کے پہلو میں دھڑکنے والا دل، پتھر کے مانند ہے۔

مذہبی وسیاسی حقوق پائمال کرنے کی سازش

آج ہمارے حقوق ہر طرف سے پامال کئے جارہے ہیں، کہیں دینی و مذہبی کاموں پر نشتر چلایا جارہا ہے، تو کبھی مسجدوں پر بلڈوزس چلائے جارہے ہیں، کبھی مسلمانوں کے نام ووٹر لسٹ سے نکالے جارہے ہیں، تو کبھی چار شادی جو مسلمانوں کے لئے نعمت خداوندی کا عطیہ ہے اس پر اعتراض کر کے ہراساں کیا جارہاہے، کبھی نس بندی کا بیڑا اٹھایا جارہاہے، جو سراسر نص قرآنی کے خلاف ہے کیوں کہ ہم خدا کی تخلیق کردہ شئے میں نہ تبدیلی کا حق رکھتے ہیں نہ ہمارا مذہب اس کی اجازت دیتا ہے، یقیناً ایسی سوچ ہندوستان کے حسن و جمال جہاں آراء چھیننا چاہتی ہے آج ایسی ہی ذہنیت کے لوگوں سے ہمارا واسطہ اور مقابلہ ہے آج ملک جو تباہی کے دہانے کی اُور بڑھتا جارہاہے، اس میں ایسے ہی کم ذہن، کم ظرف لوگ ہیں جنہوں نے ہمیشہ ہی تخریب کو اپنایا ہے اور حسن اخلاق اور اچھے کردار کو بدنام کیا ہے اور دنیا میں ایسے بدنصیب لوگ، ہمیشہ سے رہتے آئے ہیں، اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں آسانی سے معلوم ہوجائے گا کہ ایسے ہی کم عقل، کم نصیبوں نے، ہم سب کے مہارشی، جناب محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھائے تھے اور آپؐ کے چاہنے والوں کو طرح طرح کی سزائیں دیتے تھے کبھی کسی کے کھانے میں زہر ملادیتے تھے تو کبھی کسی کو دہکتی آگ کے انگاروں پر رکھ کر اوپر سے پتھر کی بھاری چٹان رکھ دیتے تھے، کبھی حضرت سمیہؓ کو دو جانوروں سے روند ڈالنے اور مقام نازک میں برچھا مارنے کی ناپاک حرکت و جسارت کرتے تھے تو کبھی حضرت عیسی علیہ السلام کو سولی پر

لٹکانے کی سازش اور آج بھی اس طرح کے ذہن اپنی شرارتی نقل وحرکت میں لگے ہوئے ہیں۔اس لئے ہمیں ہوشیار ہونا ہوگا ایک جھنڈا تلے آنا ہوگا،تب ہی ہم اس ملک کی قسمت بدل سکیں گے اور سنوار سکیں گے۔

وطن دوستی، حب الوطنی کے جذبات سے ہمیں شرشار ہونا پڑے گا اور یہاں کی بنی ہوئی چیزوں سے محبت، اور بدیشی چیزوں کے فروغ دینے کے بجائے یہاں کے کارخانوں کے بنے سامان سے رغبت وچاہت کو بڑھانا پڑے گا،تب کہیں جا کر ہمارا ملک سونے کی چڑیا کہلانے کا مستحق ہوگا۔

مرنے والا آدمی تھا کیا یہی کافی نہیں
مسلک و مذہب نسب اور قومیت اپنی جگہ
چاہے میت ہو کسی کی بڑھ کے کاندھا دیجئے
رنجشیں اپنی جگہ انسانیت اپنی جگہ

اسلام کی پسند

اسلام، ملوکیت، اور وہ بادشاہت کہ جس میں ظلم ہی ظلم ہو اس کو ختم کر کے خلافت الٰہی قائم کرنے کا خواہاں ہے،جس کے لئے قربانی کی ضرورت ہے، نیز سیاست میں ہمارا قدم جب ہی مبارک ہوگا جب ہم شریعت کا ہر حال میں خیال رکھیں گے، اور مسلمانوں کو کامیابی تین طرح کے افراد سے ملے گی، (۱) کچھ لوگ تو ذکر وفکر میں لگے ہوں، (۲) کچھ تربیت ونصیحت میں لگے ہوں، (۳) اور کچھ لوگ محاذ سنبھالنے میں، کیونکہ اگر صرف طریقت ہی طریقت ہو اور اس میں شریعت وسیاست نہ ہوتو وہ بسا اوقات باعث وحشت اور خجالت ہے، اور اگر صرف شریعت محضہ ہو، جس کے ساتھ طریقت وسیاست نہ ہوتو شدت وجمود ہے، اور اگر سیاست کے ساتھ شریعت وطریقت نہ ہوتو وہ نخوت وتجبر ہے، مگر ہاں یہ ضروری نہیں کہ سب کے سب سیاست میں ہی آجائیں اور سارے کام چھوڑ دیں۔

حکومت ہند سے ہمارے دو اہم مطالبات

اگر ہمارے یہ دو مطالبات پورے ہوتے رہے تو ہم کبھی بھی حکومت کے خلاف نہیں ہو سکتے۔

(۱) مداخلت فی الدین: یعنی دینی معاملات میں حکومت عمل دخل، غلط تاویل اور طاقت کا بے جا استعمال نہ کرے۔

(۲) مداخلت فی الحقوق: یعنی ہمارے حقوق چاہے ملکی ہوں یا شرعی اس میں کسی طرح کی آنا کانی اور کتر بیونت سے حکومت کام نہ لے، تو سارے کام ٹھیک ہوتے رہیں گے، کیونکہ ہم نہ تو حکومت سے مقابلے کے موڈ میں ہیں نہ ٹکرانے کے، مگر جب بھی ہمارے مطالبات میں دراندازی کی جائے گی تو پھر ہم کہیں گے یہ تمہارے قوانین اور دفعات ہمارے مذہب اسلام کے خلاف ہیں، اور تمہارے پاس ہم وہ دفعات لے کر آئے ہیں جو احکم الحاکمین کے تیار کردہ ہیں، کہ جس میں کسی کے لئے چیلنج کا موقع نہیں ہے، کیونکہ یہ ہمارے خود ساختہ قوانین نہیں ہیں کہ آپ چیلنج کریں، خدا کرے کہ حکومت کی سمجھ میں یہ بات آجائے۔

نیز برائی کا خاتمہ ملک سے اس وقت تک نہ ہوگا جب تک ہم اچھائی اور برائی میں تمیز نہ کریں اور جب برائیوں میں برابری شروع ہو جائے گی تو نہ کوئی امانتدار رہے گا اور نہ قیمتی شخص، انصاف اور انسانیت کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ ہم حقوق سے محروم کر دیئے جائیں، کہ ہم شکار سے بھی جائیں اور رسی سے بھی، شعلہ سے بھی جائیں اور بتی سے بھی، یعنی نقصان در نقصان ہم اٹھاتے رہیں اور زبان پر تالا لگائے بیٹھے رہیں۔

آزادی مسلمانوں کی مرہون منت ہے

عزیزان محترم! ہندوستان کی آزادی مسلمانوں کی مرہون منت ہے، مگر ہاں ہم یہ نہیں کہتے کہ دیش کی آزادی میں صرف ہمارا رول ہے، مگر یہ حقیقت ہے کہ ملک ہم سے چھینا گیا تھا اس لئے آزادی کا جو جذبہ ہمارے اندر تھا وہ کسی اور کے اندر نہیں تھا، جب انگریز ہندوستان میں خوش فہمی و بے فکری سے زندگی گزار رہے تھے تو اس وقت بہادر شاہ

ظفر حکمراں تھے مگران کی عیش پرستی نے ان کو ڈبو دیا، کیوں کہ حکومت کا نظام بالکل درہم برہم تھا، یہی وجہ ہے کہ تقریباً ۵۰۰۰ کلومیٹر دور رہنے والے فرنگیوں نے دہلی پر قبضہ جمایا بہادر شاہ ظفر کو جیل میں بند کیا اوران کے بیٹوں کے سر قلم کر کے تھالی میں رکھکر بہادر شاہ کے نزدیک جیل میں بھیج دیا، ساتھیو، جنگ آزادی سے پہلے، اور جنگ آزادی کے بعد سے لے کر آج تک ہمارے مہارشیوں نے جو ہندوستان کی عزت و آبرو کو پامال ہونے سے انگریز کے ہاتھوں اوراس کے دشمن کے ہاتھوں سے بچایا اس کی مثال اور نظیر ملنی مشکل ہے، جنگ آزادی میں ہم نے اپنا اتنا خون بہایا کہ دوسروں نے اتنا اپنا پسینہ بھی نہیں بہایا ہوگا، اس ہندوستان کے تقدس کے لئے اتنے انفاس مقدسہ نے اپنی جانوں کو قربان کیا کہ اس کا شمار ممکن ہی نہیں بلکہ بعید تر ہے، دلی شہر کے لال قلعہ کی فصیل سے ۱۸۵۷ء میں جب ہندوستان کی عظمت کا ہلالی پرچم اتار کر یونیک جیک لہرایا گیا تو ہماری رگوں کے خون میں وہ ابال آیا کہ ہم نے مرنا قبول کرلیا مگر انگریز کو اس ملک میں رہنے دینا قبول نہیں کیا، اور ہم نے ولولہ خیز اور دل ہلا دینے والا انقلاب برپا کیا، کہ یہاں کی گلریز وادیوں نے اور سنگ لاخ پہاڑوں نے ہمارے پاؤں چومے کیوں کہ ہم نے اپنے رنگین خون سے اس گلشن کو آباد کیا آزاد کیا۔

ایک ہی خاندان سے دو فخر حاصل ہوئے

ایک مسلمان کو اور ایک ہندوستان کو، ایک باپ کے ذریعہ سے تو ایک بیٹے کے ذریعہ سے، باپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہیں جو ۱۷۰۲ء میں پیدا ہوئے اور جنہوں نے ایک عالم دین متین شیخ ابو طاہر مدنیؒ سے حدیث کا علم حاصل کیا اور حدیث کا سب سے پہلا درس ہندوستان میں آپ نے ہی دیا، جس سے ہمارا سر فخر سے اونچا ہورہا ہے، اور حضرت شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ۱۷۷۲ء میں انگریز کی ذریت وحکومت کے خلاف وہ شعلہ زن فتویٰ دیا کہ مجبور ہوکر اس کو ہندوستان چھوڑنا پڑا اور ہمیں سپھلتا ملی۔ جن کے فتویٰ کے نتیجہ میں انگریزوں سے ہمیں نجات ملی اور اس سے ہندوستان کا سر اونچا ہوا، حضرت شاہ صاحب کے فتویٰ سے پورا ہندوستان ایسا متاثر ہوا کہ ہر طبقہ کے لوگوں میں آزادی کا ایک ولولہ مچلنے لگا، ہر

چہار سو، ہندوستان سے انگریزوں کو بھگانے کی لہر دوڑ گئی، مسجدوں کے امام، مندروں کے پجاری، گردواروں کے گرو، مدرسوں کے علماء وصلحاء، صوفی، سنت سب کھڑے ہوکر ایک زبان ہوکر بولنے لگے، ہمیں صرف آزادی چاہیے، تو شاہ صاحب کا فتویٰ گویا کہ ہندوستان کی جنگ آزادی کی بنیاد ہے، اسی سلسلے کی ایک کڑی فتح علی سلطان ٹیپو ہیں، جنہوں نے ۱۷۹۲ء میں انگریز فوجوں کو مرنجہ قدم مقام پر للکارا اور ہندوستان کی عظمتوں کو بچانے کیلئے بالآخر ۱۷۹۹ء میں ملک کی خاطر یہ کہتے ہوئے کہ شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سوسالہ زندگی سے بہتر ہے، میسور کے قلعہ پر شہید ہوگئے، اسی طرح نواب سراج الدولہ نے جنگ پلاسی لڑی جو ۲۲ گھنٹے تک جاری رہی اور آپ بھی اس ملک کی عفت وعصمت پر قربان وشہید ہوگئے، مگر آزادی کا یہ قافلہ اور سلسلہ رکا نہیں بلکہ مسلسل جدوجہد میں لگا رہا، ادھر ۱۸۴۰ء میں جب راجہ رنجیت حکمراں بنا تو اس نے غریبوں، ناداروں، عورتوں اور عقیدت گاہوں کے تقدس پر حملہ کرنا شروع کردیا تو اس کی بیخ کنی اور جڑ اکھاڑنے کے لئے رائے بریلی سے ایک پیرومرشد، جسے تاریخ سید احمد شہیدؒ کے نام سے جانتی ہے، جو حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے شاگرد ومرید تھے، اور حضرت کے بعد اسماعیل شہید ابن حضرت شاہ عبدالغنیؒ جو حضرت سید احمد شہید کے مرید تھے دونوں ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور انسانوں کے غمخوار، مخلص زمانہ کے واقف کار، قوم وملت کے سپہ سالار کا قافلہ بریلی سے چل کر درخیبر اور درۂ جولان ہوتا ہوا ۱۸۲۷ء میں پشاور پر حملہ کیا اور ایک ہی جھٹکے میں اس کو فتح کرلیا، اس کے بعد سنکیاری، اکوڑا وغیرہ کو فتح کرنے کے بعد مختلف مقامات سے گذرتا ہوا ۱۸۳۱ء میں یکم مئی کو بالاکوٹ کی پہاڑیوں پر خیمہ زن ہوا، کسی نے دشمن کو اطلاع دی کہ بریلی کا ولی اور بہادر شیر تم پر حملہ زن ہونے والا ہے، دشمن نے پہاڑ کے پیچھے سے شب خوں مارا اور ۱۸۳۱ء ۵ر مئی کو بوقت تہجد سجدہ کی حالت میں آپ کی گردن تن سے دشمن نے جدا کردی، مگر سید شہیدؒ کے مرید حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے میدان سنبھال لیا اور ظالموں سے مقابلہ آرائی کرتے رہے، مقابلہ آرائی کے درمیان ایک بدنصیب (سکھ) نے آپ پر وار کیا تو آپ نے خدا کی قسم کھائی اور کہا میں اس وقت تک نہیں مروں گا، جب تک

تیری گردن نہ اڑادوں، کیوں کہ دشمن نے اچانک آپ کی گردن پر تلوار ماری تھی، جس سے آپ کی گردن کٹ کر زمین پر گر پڑی، مگر اللہ اپنے مخصوص بندوں کی زبان سے نکلی ہوئی بات کو صحیح ثابت کر دیتا ہے، چناں چہ آپؒ کی گردن تو کٹ گئی مگر ہاتھ میں تلوار ہے اور دشمن پر وار کرنے کے لئے دوڑ پڑتے ہیں وہ بھاگتا ہے مگر چند لمحوں میں ہی آپؒ نے اس گستاخ کے جسم میں خنجر پیوست کر دیا اور اور وہ جہنم رسید ہو گیا اور ادھر آپ نے بھی اپنی جان شیریں، جان کے پیدا کرنے والے کے حوالے ۱۸۳۱ء ۹ رمئی کو کر دیا اور شہادت کا مقام حاصل کیا۔

انگریز کو ہندوستان سے بھگانے کی چار وجہیں تھیں

پہلی وجہ، مذہب کی آزادی، دوسری وجہ، عزت و ناموس کی حفاظت، تیسری وجہ، زندگی کا بقا و تحفظ، چوتھی وجہ، ملک کی مال و دولت کی صیانت و حفاظت۔ چوں کہ انگریز ہندوستان میں انہیں چار چیزوں پر حملہ زن ہوا تھا اور کوئی چیز محفوظ نہیں سمجھی جا رہی تھی۔ اور آج کے کچھ حکمراں بھی انہی چار چیزوں پر حملہ زن ہیں، جب کہ وہ بدیشی نہیں بلکہ اپنے دیش کے ہیں۔

ہندوستان کی تاریخ کے وفادار اور غدار

ساتھیو! حق تلفی اور غفلت ایک خطرناک بیماری ہے، جب انگریز کی اس ملک میں حکمرانی تھی، تو ہر طرف ویرانی، حیرانی، پریشانی تھی، بڑے بڑے جاگیردار ڈر کے مارے یا دولت کی فراوانی کے لالچ میں، انگریز کے وفادار اور ملک کے غدار تھے، جو مذہب سے بیزار تھے، اعلی عہدے کے طلب گار تھے، ان میں سے اکثر مکار، بیکار، عیار تھے، اور مراتب کے نشے سے شرسار تھے، حال یہ تھا کہ دھارمک کتابیں جلائی جا رہی تھیں اور باشندگان ہند ذلیل و خوار ہو رہے تھے، کیوں کہ ہمارے لیڈران اور رہنماؤں پر مقدمات چلائے جا رہے تھے، کچھ درختوں پر لٹکائے جا رہے تھے تو کچھ پھانسی کے پھندوں پر جھلائے جا رہے تھے، کچھ جیلوں میں ڈالے جا رہے تھے، تو کچھ کو شوٹ کیا جا رہا تھا، گویا ہر

طرح سے ہمارے نقشے مٹائے جارہے تھے اور ہماری آبروؤں کے دام لگائے جارہے تھے، کیوں کہ یہاں برسر اقتدار انگریز تھا جو بڑا شر انگیز تھا، چالاک تھا، تیز تھا، مگر حق پرستوں کا گروہ جو سرگرم تھا، جان وتن، مال ودھن سے میدان کارزار میں انگریز سے نبرد آزما تھا، جس کو دیکھ کر انگریز دنگ تھا، تنگ تھا اور پاگل ہاتھی کی طرح ان پر حملہ زن تھا، چناں چہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے علماء، رشی، پھانسی پر لٹکائے گئے، دار ورسن پر چڑھائے گئے، دریائے شور عبور کرائے گئے، اوران کے سر اڑائے گئے، مگر نہ وہ تھکے، نہ ڈرے، نہ بھاگے، نہ جھکے بلکہ اور جاگ گئے، اس دلیری کو دیکھ کر بالآخر انگریز ہی ہندوستان سے بھاگ گئے۔

انگریز کی دشمنی باشندگان ہند کے ساتھ

یاد رکھئے! انگریز آج بھی ملک ہندوستان کے دشمن ہیں اور ان کو یہاں کے بادشاہ، امراء، وزراء پر بھروسہ نہیں، چنانچہ سابق وزیر دفاع، جارج فرنانڈیز، جب ان کے ملک ڈلائس ہوائی اڈے پر پہنچے، تو ان کے کپڑے اتروالئے گئے تھے، اوراس طور تلاشی لی گئی کہ کہیں دہشت گرد تو نہیں ہے، مسلمانوں کو دہشت گرد کہنے والوں کو ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہئے کہ جب بش ۲۰۰۶ء میں ہندوستان آیا تھا، تو جتنے ملک کے لیڈران، اس سے ملنے جاتے تھے، تو پہلے ان کی خوب جانچ ہوتی تھی، جب ملنے کے لئے اندر جانے دیا جاتا تھا، اوران کی پرانی دشمنی کا حال یہ ہے کہ سابق امریکی صدر رچرڈ نکسن نے آنجہانی اندرا گاندھی کو ۱۹۷۱ء میں چڑیل بڑھیا کہا تھا، مگر ہم ہیں کہ انگریز کے مشن، پر ایجادات پر، قوانین پر، ان کی زبان پر، لٹو ہوئے پڑے ہیں۔

انگریز کی ایک خیالی حقیقت، جو افسانہ بن گئی

انگریزوں کا جب، ہندوستان پر قبضہ ہوا، تو اس کو یقین کامل ہوگیا، کہ اب ہندوستان سے ہماری حکومت کا آفتاب (سورج) کبھی غروب نہیں ہوگا، چناں چہ انگریز اور سامراجی سلطنت کا ایک متکبر ومغرور نمائندہ سلون نے اپنے ایام زندگی میں کہا تھا کہ ہماری

سلطنت اس قدر مضبوط اور طاقتور ہے، کہ اگر آسمان بھی اس پر گرنا چاہے، تو ہم اسے بھی اپنی سنگینیوں کی نوک پر روک لیں گے، مگر وہ وقت بھی آ گیا کہ اس کے غرور کا خاتمہ ہو گیا، اور اسکی بادشاہت آسمان کے گرنے سے نہیں بلکہ زمین کے محض چند ذروں کے اڑنے سے ہی آسانی کے ساتھ ختم ہو گئی، جسکی مثال خود یہی ہندوستان ہے جو ۱۹۴۷ء میں آزاد ہوا۔

ہندوستان کی تاریخ میں ایک غداروں کا گروہ ہے اور ایک وفاداروں کا۔

ساتھیو! حق و باطل کی معرکہ آرائی، صدیوں سے چلی آرہی ہے، انگریز ہندوستان میں ۱۶۰۱ء جہانگیر کی دور حکومت میں آیا، نیز اسکوڈی گاما کے تھرو ۱۶۰۸ء میں برطانیہ سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے ایک تجارتی وفد ممبئی کے ساحل پر اترا، جس نے حکومت ہند سے درخواست کی کہ ہمیں سہارا دیا جائے۔ کیوں کہ ہمارے آنے کا مقصد ہندوستان کی تجارت کو مستحکم کرنا اور یہاں کے مال کو برطانیہ کی منڈی میں لے جانا اور وہاں کے پیسوں کو ہندوستان میں لگانا اور ہندوستان کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا ہے۔ یہ ایک سوچی سمجھی سازش تھی کہ ہم اس بہانے ہندوستان پر قبضہ جمائیں گے، ادھر جہانگیر بادشاہ ان کی فریب کاری کو نہ سمجھ سکا اور انگریزی وفد کو بڑے بڑے کارخانے لگانے کی اجازت مل گئی اور کئی ریاستیں انگریز افسروں کے نام کر دی گئیں، اس سے انگریز مضبوط ہو گیا اور کئی صوبوں کے گورنر انگریز بن گئے ۱۷۰۱ء میں ہندوستان کے کئی چھوٹے چھوٹے علاقوں پر اس کی حکومت قائم ہو گئی اور اسکے بعد کئی صوبوں کے وہ مالک بن بیٹھے۔

انگریزی حکومت کے چار دور ہیں

پہلا دور ۱۸۵۷ء تک کا ہے، جس میں انگریز سامراج نے ایسٹ انڈیا کمپنی سے لیکر ملک کے اعلی اقتدار پر قبضہ جمایا، سن ۱۸۰۳ء میں ظلماً اس نے اس ملک کے دست نازک کو خون آلود کر کے اس پر اپنا پنجہ گاڑ دیا، اور تین مقولے لوگوں کی زبان پر نافذ کرائے ۱۔ خلق خدا کی (یعنی مخلوق اللہ کی) ۲۔ ملک بادشاہ سلامت کا ۳۔ حکم کمپنی بہادر کا۔

دوسرا دور ۱۸۵۷ء سے شروع ہو کر ۱۹۱۱ء پر ختم ہو جاتا ہے جو بہت ہی آزمائش ور لرزہ براندام کرنے والا دور رہا ہے، جس میں ملک کے جانباز علمائے کرام، وطن عزیز کے

سپوتوں کی املاک کو خاکستر کیا گیا، اوران کی جانوں سے وہ کھلواڑ، انگریزوں نے کیا کہ ہندوستان کا ہر خطہ خوف وہراس سے دہل رہا تھا، مگر آزادی کی لہر پھر بھی برقرار رہی۔

مؤمن کا یہ کردار ہے مؤمن کی یہ پہچان
اخلاص میں ہو روح تو ایمان میں ہو جان
ایمان کی بجلی ہو تڑپتے ہوئے دل میں
ایک ہاتھ میں تلوار ہو ایک ہاتھ میں قرآن

مواعظ حق صفحہ نمبر ۱۴۵

تیسرا دور ۱۹۱۲ء سے لے کر ۱۹۱۹ء تک کا ہے، جس میں ریشمی رومال کی تحریک اس دور کی ایک اہم یادگار ہے۔

چوتھا دور ۱۹۱۹ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک کا ہے یہ دور ملک وقوم کے لئے خوشنما اور خوش آئند ثابت ہوا۔

انگریز کی چمتکاری

جب حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے انگریز کے خلاف فتویٰ دیا، تو انگریز نے چمتکاری دکھاتے ہوئے اور شاہ صاحب کے فتویٰ کو بے اثر کرنے کیلئے ایک پروپیگنڈہ شروع کردیا، کہ یہ فتویٰ جہاد کا فتویٰ ہے اور جہاد تمام کافروں کے خلاف، جنگ کرنے کا نام ہے، چناں چہ اس فتویٰ سے جس طرح انگریز متاثر ہوئے اس سے کہیں زیادہ، غیر مسلم اس کے شکار ہوگئے، اور انگریز اس میں کچھ کامیاب بھی ہوا، چوں کہ ہندوستان کے کچھ لوگ انگریز سے متفق ہوئے، اور اپنے ملک کے خلاف ہی انگریز کے ساتھ لڑائی میں شریک ہوگئے۔

حضرت شاہ عطاء اللہ بخاریؒ

ایک مرتبہ جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے حضرت شاہ عطاء اللہ بخاریؒ سے کہا کہ شاہ صاحب میں آپ کو گورنر بناتا ہوں اس کو قبول کرلیجئے، تو حضرت کو جلال آگیا اور فرمایا،

انگریز ظالم، تمہاری گورنری، میری جوتیوں کی ٹھوکروں میں ہے، میں ہرگز ہندوستان میں انگریزی حکومت کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں، اور جب ایک موقعہ سے انگریز نے حضرت شاہ صاحب کو گرفتار کیا اور بیان لینا چاہا تو حضرت شاہ صاحب نے ایک شعر میں اپنا پورا بیان دے دیا شعر

مجھ سے لاحاصل ہے میری حسرتوں کا پوچھنا
تم تو آخر وہ کروگے جو تمہارے دل میں ہے

حکایت

ایک بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ اس کے تمام دانت گر گئے ہیں، ایک نجومی سے اس کی تعبیر پوچھی، نجومی نے کہا کہ بادشاہ کی تمام اولاد اور رشتہ دار اس کے سامنے مر جائیں گے، بادشاہ غصہ ہوگیا اور نجومی کو قید کر دیا اور دوسرے نجومی کو بلایا اور اس سے خواب کی تعبیر دریافت کی، دوسرے نجومی نے عرض کیا کہ بادشاہ اپنی تمام اولاد اور رشتہ داروں سے زیادہ زندہ رہے گا، بادشاہ نے اس لطیفہ کو پسند کیا اور انعام دیا۔

یہ بھی بلیک میل ہے

اگر کوئی کہتا ہے کہ ہندوستان میں تو برابر مسلمانوں کے ساتھ دوہرا سلوک اور ظلم کیا جا رہا ہے اس لئے ووٹ نہیں دینا چاہئے، تو یہ غلط طریقۂ کار اور بلیک میل ہے، اس لئے ایسے افراد کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو قوم، ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مایوس ہو کر چپکا بیٹھ جاتی ہے، پھر اس کی کوئی قدر نہیں ہوتی، اور پھر دوسرے لوگ بھی اس کی طرف سے بیزار ہو کر نگاہیں پھیر لیتے ہیں، جس کا خمیازہ حقوق کی پامالی۔ ہے، عزیز ساتھیو! تم اگر ہلو گے تو دنیا کو ہلا سکتے ہو اور اگر تم ہی نہیں ملتے تو دنیا کیسے ہل سکتی ہے، اور کس طرح دنیا میں بھونچال اور ہلچل پیدا ہوگی؟ کیونکہ سخت چٹان، بغیر ہلائے کبھی نہیں ہل سکتی۔

یہ ملک کے ساتھ وفاداری ہے

ملکی حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اپنے ملک کی بنی ہوئی چیزوں کو،

دوسرے ممالک سے بن کر آئی ہوئی چیزوں پر ترجیح دی جائے، تاکہ یہاں کی فکٹریاں آباد رہیں، ورنہ غیر ممالک کی چیزوں کا استعمال اگر زیادہ ہوگیا اور اپنے ملک کی بنی ہوئی چیزوں کا کم، تو پھر یہاں کی فکٹریاں اور کارخانے بند ہوجائیں گے اور بھکمری پیدا ہوجائے گی اور اس صورت میں کرپشن، جرائم اور قتل وخون، چوری، ڈکیتی کے واردات مزید بڑھ جائیں گے، جس کا نتیجہ ملک کے نقصان کی صورت میں برآمد ہوگا۔

ہندو مسلم اتحاد واشتراک کی بہتر صورت

اگر ملک ہندوستان میں ہندو، مسلمان اس بات پر رضا مند ہوجائیں کہ ہم تمہارے مذہب اور اسلامی اصول کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہیں کریں گے اور نہ تم ہمارے دھرم پر ریشہ دوانیاں کروگے اور کوئی کسی طرح کا ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرے گا، تو بات صاف ہے کہ مسلمان اس صورت میں ملک کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کریں گے، اور یہ امن وشانتی کا ایک ایسا راستہ ہے جو پوری دنیا کے لئے ایک انوکھا لائحۂ عمل اور عمدہ نمونہ ہے۔

ہم سے ایسا اتحاد کبھی نہ ہوگا

کہ ہم دینی امور ومسائل کو پیچھے چھوڑ دیں اور مخلوق کے بنائے ہوئے اصولوں کے پیچھے ہوجائیں جو خالق کے اصول سے ٹکراتے ہوں، ہمارا قرآن اتحاد کا درس ضرور دیتا ہے مگر اتحاد کا یہ مطلب نہیں کہ ہم مسائل شرعیہ سے ہٹ کر کوئی اتحاد کریں، تاہم مذہبی آزادی کے ساتھ ساتھ، اگر ملک وقوم کی فلاح وبہبود کا کوئی صحیح طریقۂ کار ہے تو ہم اس کے لئے جاں سپار ہیں، کیوں کہ سب سے پہلے ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے دین ومذہب کے پابند اور عاشق ہیں، پھر وطن عزیز کے، دین کے معاملے میں ہم کسی سے سودا کرلیں یہ کبھی ممکن نہیں ہوگا اور نہ وطن کے معاملہ میں کسی سے غلط سمجھوتا کرسکتے ہیں اس لئے کہ ہم دین کے سپاہی ہیں اور وطن کے جاں نثار، فداکار، سپہ سالار۔

کیکڑے کی بات

حکایت ہے کہ ایک بیوپاری ہندوستان سے باہر کیکڑے سپلائی کرتا تھا، وہ کیکڑے

جس برتن میں بھیجتا تھا، اس پر ڈھکن نہیں لگاتا تھا، چناں چہ خریدار نے ایک مرتبہ اس سے کہا کہ تم ڈھکن نہیں لگاتے، باوجود اس کے تمہارے کیکڑے گنتی میں پورے نکلتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ بیوپاری نے جواب دیا کہ یہ ہندوستان کے کیکڑے ہیں کہ اگر ایک باہر نکلنے کی کوشش کرتا ہے تو چار اس کی ٹانگ پکڑ کر کھینچ لیتے ہیں۔

یہ ایک پرانی بیماری ہے جس کا مداوا کیسے ہو

اختلاف و افتراق، تفریق و انتشار، ہمیشہ سے ہی ملک کی صورت اجتماعی کے ڈھانچہ کو اندر سے کھوکھلا کرنے میں لگے ہیں، یاد رہے کہ کسی بھی قوم کی ہلاکت کا سب سے پہلا اور آخری ہتھیار تفریق و انتشار ہے، اس بے تکی قوت کو سلب کرنے اور اس کی جڑ کو کاٹنا آج کا ایک اہم مسئلہ بنتا جارہا ہے، کیوں کہ یہاں کا ہر شہری اور ہر دیہاتی، جمہوریت مساوات، فطری انصاف، اور بے خوفی و اطمینانی سے لبریز زندگی کا طلب گار و خواستگار ہے، انہیں احساسات وجذبات اور خدمات کے پیش نظر آج ہم سب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئے ہیں، اتفاق واتحاد دنیا کے تمام انسانوں کو محبوب ہے اور یہ لفظ ہر مذہب و مشرب کے لوگوں کی زبان پر ہے، چاہے وہ کسی بھی ملک کا رہنے والا ہو، مگر اس لاڈلی اور پیاری چیز کا رکھ رکھاؤ آج بہت مشکل ہوگیا ہے، کیوں کہ حالات، مشاہدات، تجربات سے یہ بات ثابت ہورہی ہے کہ انسان اتنے فرقوں، پارٹیوں، گروہوں، برادریوں میں بٹ گیا ہے کہ جس کا سلسلہ رکنے کا نام نہیں لے رہا ہے۔ دو آدمیوں کا اتحاد بھی افسانہ بن کر رہ گیا ہے کیوں کہ آدمی آج اتنا خود غرض ہوگیا ہے کہ کام بنتے ہی اس کا مزاج، اس کا طور طریقہ، گفتگو کرنے کا انداز، اتنا بدل جاتا ہے کہ لوگ اس سے مایوس ہوکر خود اپنی زندگی پر افسوس کرنے لگتے ہیں اور سر دھننے لگتے ہیں اور یہ صورت حال سیاسی پارٹیوں سے لے کر سماجی سنگٹھنوں تک میں بھی ہے، اتحاد و اتفاق اس طرح کبھی بھی ممکن نہیں ہوگا، جس طرح آج لوگ چاہتے ہیں، کیوں کہ اتحاد کی رگ میں انصاف اور عادلانہ نظام دوڑ رہا ہے، جب تک سب کے ساتھ یعنی اپنوں پرائیوں، برادریوں، غیر برادریوں کے لوگوں کو ایک نظر ایک اصول سے نہیں دیکھا جائے گا، نظام زندگی درہم برہم رہے گا اور ایسی صورت میں کبھی

بھی اتحاد کو بلندی نصیب نہیں ہوگی، ایسے میں، اگر کوئی آدمی اپنے دماغ کے اپج سے سب کی ترتیب زندگی، مرتب کرتا ہے اور ہر ایک کے ذہن ودماغ پر اس کو تھوپ کر یہ امید رکھتا ہے کہ یہ ساری دنیا میری ہو جائے، وہ بہت بڑی بھول اور خودفریبی کا شکار ہے۔

نوٹ- ہما پرندہ تمام پرندوں سے اس وجہ سے بہتر مانا جاتا ہے کہ ہڈیاں کھاتا ہے مگر کسی پرندہ کو نہیں ستاتا، اس کے برخلاف الو اپنی منحوسیت میں بہت مشہور ہے اور کہا جاتا ہے کہ الو جس جگہ بیٹھتا ہے اس جگہ کو ویران کر دیتا ہے، اس لئے کوئی بھی الو کے سائے میں آنا پسند نہیں کرتا ہے، چاہے دنیا میں ہما کا وجود نہ ہو۔

حکایت

ایک بادشاہ نے ایک نجومی سے دریافت کیا کہ میری عمر سے کتنے سال باقی ہیں، نجومی نے کہا دس سال، بادشاہ بہت فکر مند ہوا، اور بیمار کی طرح بستر پر پڑ گیا، وزیر بہت عقلمند تھا، نجومی کو بادشاہ کے سامنے بلایا اور پوچھا تیری عمر کے کتنے سال باقی ہیں؟ نجومی نے کہا بیس سال، وزیر نے اسی وقت بادشاہ کے سامنے تلوار سے نجومی کو قتل کر دیا، بادشاہ خوش ہوا، اور وزیر کی عقلمندی کو پسند کیا، پھر کوئی بات کسی نجومی کی نہ سنی۔

تکبر کی سزا

ایک دن ایک شخص اپنے دل میں کہتا تھا کہ جو کچھ زمین وآسمان میں ہے، سب میرے لئے ہے، خدا نے مجھ کو بہت بزرگ پیدا کیا، اسی درمیان میں ایک مچھر اس کی ناک پر آ بیٹھا مچھر نے کہا تجھ کو ایسا تکبر نہ کرنا چاہئے کہ جو کچھ زمین وآسمان میں ہے خدا نے تیرے لئے پیدا کیا ہے، تو تو سن لے، خدا نے تجھ کو میرے لئے پیدا کیا ہے، تو نہیں جانتا کہ میں تجھ سے زیادہ بزرگ ہوں۔

مسند کے زوال کے لئے بڑا خطرہ

جو صاحب مسند، وزیر، منتری اور قائدین ہیں ان کی عزت پر داؤ لگانے والی اور

گھا تک حملہ کرنے والی یہ چیزیں ہیں، عدل وانصاف نہ کر کے رعایا کو ستانا اور برے لوگوں سے دوستی گانٹھنا احمقوں، اور نادانوں سے مشورہ طلب کرنا، عورت کے ساتھ زیادہ میل جول اور ان کے ساتھ زیادہ اوقات گذارنا، کہ جس سے اس کا رعب ودبدبہ ختم ہو جائے اور لوگ اس سے بدظن ہو جائیں، پھر کسی بھی صورت سے وہ ملک وعوام پر غلبہ حاصل نہیں کر پائے گا، چاہے اس کے گرد دولت کا ڈھیر، فوج ولشکر اور خدم وحشم کا ہجوم ہو۔

نوٹ: ہوشیار انسان کے نزدیک، دنیا ایک تنکا ہے، کیونکہ انسان جب جان گھلا دینے والے بستر مرگ پر پڑا ہوتا ہے تو اس کا ایک ہاتھ سمٹ جاتا ہے، اور دوسرے کو وہ پھیلا دیتا ہے، کیونکہ دنیا بوڑھی دلہن کی طرح سجائی گئی ہے، جو دودن میں دوسرا شوہر چاہتی ہے اور جان کو ہلاکت میں ڈالتی ہے، نیز جس ملک کے وزراء سست اور کاہل ہوں، ڈاکو اور قیدی بہادر ہوں کہ جن سے ملک میں نئے نئے فتنے جنم لیتے ہوں، پولیس افسران سست ہوں اور خزانچی خیانت کرنے والے، جج اور وکلاء غلط فیصلے دینے والے اور جھوٹے مقدمات سچے مقدمات پر غالب ہوں، خود کرنے والے کاموں کو دوسروں پر بھروسہ کر کے ان کے حوالے کر دیئے جاتے ہوں، تو یقینا سلطنت تباہ وبرباد ہو جائے گی، یاد رہے ظلم، حرص، کینہ اور عداوت زہر قاتل ہے، جبکہ صبر، حلم، عقل، مصائب اور غم سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے مانند تیز تلوار اور تریاق ہیں، وہ چیتا جو وحشی جانوروں پر بڑائی جتاتا ہے وہ بھی جب لالچ کرتا ہے تو چوہے کی طرح جال میں پھنس جاتا ہے، اور حسرت کے گوشے میں درد سے بیٹھ جاتا ہے، تقدیر کی کنجی کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے کیونکہ قادر مطلق تو صرف خدا ہے۔

سب سے بڑا ظالم

ظلم کرنے والوں میں سب سے بڑا ظلم کرنے والا وہ ہے جو اس شخص سے حسد کرتے ہوئے رات گذارتا ہے، جس کی نعمتوں میں وہ لوٹ پوٹ کر رہا ہے، جو احسان فراموشی کی انتہاء ہے، کہ جس کی نعمتوں کا پروردہ ہے اسی سے جل رہا ہے، اور اس کے لئے حسد کو جائز سمجھے ہوئے ہے، جو اس کے نفس کا ایک بڑا دھوکہ ہے، اور حاسدوں کے لئے موت کا کنواں، جبکہ محسود اتنا سخی ہے کہ اگر اس سے کوئی بڑی سے بڑی چیز کا بھی مطالبہ

کر دے تو اس سے نگاہ نہیں چراتا، مگر حاسدوں کو کیا کہیئے کہ اس کی کئی نسلیں اسی حسد میں تباہ ہو گئیں اور ان کی خواہشات ادھوری رہ گئیں۔

حکایت

لوگوں نے ایک کبڑے کو کہا کہ تو یہ چاہتا ہے کہ تیری پیٹھ سیدھی ہو جائے، یا یہ کہ دوسرے آدمیوں کی کمر تجھ جیسی کبڑی ہو جائے، اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ دوسرے لوگوں کی کمر مجھ جیسی کبڑی ہو جائے، تا کہ جس نظر سے دوسرے مجھ کو دیکھتے ہیں، میں بھی ان کو اسی نظر سے دیکھوں۔

سنیاس کی حقیقت

دنیا سے کٹ کر جنگل میں پہنچ کر گھاٹی میں تمام مخلوقات سے چھپ کر صرف اللہ اللہ، رام رام کرنا، اس کو سنیاس اور رہبانیت کہتے ہیں، مگر مذہب اسلام سنیاس اور رہبانیت کو ختم کرتے ہوئے کہا کہ یہ کوئی چیز نہیں ہے، نہ اس کی کوئی حقیقت ہے۔

ملک کی خدمت کنوارارہ کر کریں گے یہ ایک دھوکہ ہے

کیونکہ جس کے بیوی بچے نہیں اس میں ایثار کا، ہمدردی کا، محبت کا جذبہ بہت کم ہوتا ہے، کیونکہ یہی تو (اولاد و بیوی) محبت کے خزانے ہیں، اور اگر محبتوں کے خزانے سے ہی اگر کسی کی بھینٹ نہ ہوئی ہو تو وہ کیا ملک وقوم کی خدمت کرے گا، اور مثل مشہور ہے ''جیسا راجہ ویسا پرجہ'' یہ ایک مہلک بیماری ہے کہ کنوارے پن کو فخر سمجھا جا رہا ہے، اوپر سے نیچے تک تقریباً حکومت اور حکومت کے ارکان کنوارے رہنے لگے ہیں، جو کہ بظاہر ایک بڑا عیب ہے، اور اس کے پیچھے ایک بہت بڑا پاپ بھی پنپتا ہے، یعنی زنا عورتوں اور لڑکیوں کا اغوا اور ریپ کا بازار گرم ہوتا ہے، اور جب ملک کے حکمراں اس عیب میں مبتلا ہو جائیں گے، تو عوام اور پبلک کا ذہن تو بڑا نقالی ہوتا ہے، جو کام بڑے کو کرتے دیکھ لیں، بس اسی کی نقالی شروع کر دیتے ہیں، جب سے ملک کے بادشاہ، صدر، وزیر، افسران کنوارے رہنے

لگے تو ملک میں پھر یہ مصیبت آئی، کہ کچھ لوگوں نے عوام میں سے بھی ان کی نقالی شروع کردی اور وہ بھی شادی سے کترانے لگے۔

کنواروں سے انٹرویو

اگر ملک کے کنواروں سے انٹرویو لیا جائے یا ان سے پوچھا جائے کہ عالی جناب آپ کی عمر تقریباً پینسٹھ، پچھتر کو چھو رہی ہے مگر کیا اب تک آپ کنوارے ہیں، تو وہ جواب دیتے ہیں کہ کہنے کو تو میں کنوارہ ہوں سنیاسی ہوں مگر ویسا کنوارہ نہیں ہوں جیسا کہ لوگ سمجھتے ہیں، اور اسی طرح کا ایک انٹرویو راقم الحروف نے خود ایک تقریباً ستر سالہ بوڑھے شخص سے لیا، جو بظاہر آج تک کنوارے ہیں، میں نے پوچھا کہ کیا حقیقتاً آپ آج تک کنوارے ہیں، تو بتایا کہ کنوارہ تو ہوں پر ویسا نہیں، خلاصہ یہ ہے کہ پہلے زمانے میں اگر کسی کے زیادہ بچے ہوتے، تو لوگوں میں وہ فخر کرتا تھا اور اب کسی کے پاس زیادہ بچے ہوں، تو الیکشن میں کھڑا ہونے اور ووٹ دینے کا حق بھی چھینا جا رہا ہے۔

الیکشن سے باہر کرو اور بیوی بچوں پر ٹیکس لگا دو

یہاں تک کہ بعض ملکوں میں مثلاً چین میں زیادہ بچے ہونے پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے، مگر ہندوستان فی الحال چین سے بہتر ہے، کہ بچہ اگر سرکاری ہسپتال میں پیدا ہو تو اس کو حکومت کی طرف سے مدد ملتی ہے، مگر پھر بھی یہ خوف لگ رہا ہے کہ آئندہ ہندوستان میں بھی بچوں پر ٹیکس نہ لگنے لگے، کیونکہ جب الیکشن میں ووٹ ڈالنے سے دور رکھنے کی بات چل رہی ہے تو کہیں وہ زمانہ بھی نزدیک نہ آ جائے کہ بچوں پر اور بیویوں پر ہندوستان میں بھی ٹیکس لگنے لگے، کیونکہ ہندوستانی سرزمین پر بہت دنوں سے ایک نعرہ گونج رہا ہے کہ ''ہم دو ہمارے دو'' اب اگر کوئی اس کے برخلاف کرے گا تو ممکن ہے کہ اس کو اس پر سزا ملے۔

چار شادی ہمارا دینی معاملہ ہے

آج چار شادیوں کو عورتوں پر ظلم اور مردوں کے لیے شہوت رانی کا ایک حربہ بتایا

جارہا ہے، تین طلاق کو غلط طریقہ بتایا جارہا ہے، عدت طلاق اور عدت موت کو بکواس سمجھا جارہا ہے، عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر قربانی کے جانوروں کے ساتھ زیادتی اور ظلم پر محمول کیا جارہا ہے، حلال گوشت کاٹنے والوں کو ظالم اور اس پر طرح طرح کی پابندی لگانے پر غور وفکر کیا جارہا ہے، دو سے زیادہ بچے رکھنے والے پر، الیکشن میں حصہ لینے پر پابندی لگائی جارہی ہے، جیسا کہ مودی نے گجرات میں ایک موقعہ سے اعلان کیا کہ دو بچوں سے زیادہ رکھنے والا شخص، الیکشن میں حصہ نہیں لے گا، یہ سارے معاملات ہمارے مذہبی مسائل سے تعلق رکھتے ہیں اس میں ٹانگ اڑانا اور مداخلت کرنا سراسر سرکشی اور فتنہ طرازی پر مبنی ہے، رہی چار شادی، تو دشرتھ جی کی چار بیویاں تھیں، جو شری رام جی کے باپ تھے...... شنکر جی کی دو بیویاں تھیں، بھکشم دیوتا کی دو مائیں اور دو بھابیاں تھیں، گنیش جی کی بھی دو بیوی تھیں، کرشن جی کی دو بیوی، ایک رادھا، دوسری رکمنی، اور گوپیوں کے پاس رکھیل کی ایک خاص تعداد ہوتی تھی اس لئے چار شادیوں پر اعتراض کرنا بیجا ہے۔

ہم دو ہمارے دو

ہم دو ہمارے دو کا نعرہ، یہ ایک ڈھکوسلہ ہے، کیوں کہ ہندوؤں کے گرو اب تقریر کرتے ہیں کہ بچے خوب پیدا کرو، اگر دو ہی پیدا کرتے رہے، تو تمہاری نسل ختم ہوجائے گی مثلاً ایک تو بیماری میں ختم ہوجائے گا اور ایک کسی حادثہ میں، تو تمہاری تعداد یقیناً ختم ہوجائے گی۔ اسی طرح سدرشن کا بیان کچھ دنوں پہلے آیا، کہ ہمارے مذہب کے لوگ کم سے کم چار بچے بنائیں، ورنہ ہم اقلیت میں آجائیں گے۔

شیر کا قانون

ایک مرغا گاؤں کے قریب، کھیتوں میں اپنی خوراک تلاش کرنے کے لئے نکلا تو اسے ایک لومڑی نے دیکھ لیا اور وہ اس کی طرف آئی، یہ دیکھ کر مرغا درخت کی چوٹی چڑھ گیا، پھر لومڑی نے کہا مرغے تیری آواز پیاری ہے، میں چاہتی ہوں کہ اسے قریب سے سنوں! اس لئے تو نیچے اتر آ، تاکہ میں تیرا گانا سنوں اور تجھ سے باتیں کروں مرغا نے کہا تو تو دھوکہ

باز لومڑی ہے میں تجھ پر اطمینان نہیں کرتا۔

لومڑی نے کہا کیا تو نے نیا قانون نہیں سنا؟ شیر نے ایک قانون بنایا ہے جو جانوروں کی تمام اقسام میں دشمنی کو ختم کرتا ہے (جس کی رو سے جانوروں کی تمام اقسام میں باہمی عداوت ختم ہوگئی) بھیڑیا، بکری کے ساتھ رہے گا، بلی، چوہے سے کھیلے گی اور لومڑی مرغی سے باتیں کرے گی، مرغے نے کہا خدا کا شکر ہے خوف دور ہوگیا، میری خواہش ہے کہ تو ان کتوں سے ملاقات کرے جو دور سے آرہے ہیں، پھر ان کے ساتھ کھیل کود کرے، یہ سن کر لومڑی ڈری اور بھاگنے لگی۔

مرغے نے کہا تو کتوں سے کیوں ڈر رہی ہے، جب کہ قانون تیرے لئے سلامتی کا ضامن (ذمہ دار) ہے۔لومڑی نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کتوں نے نیا قانون نہ سنا ہو۔معلوم ہوا کہ دشمن پر کبھی اطمینان نہ کرنا چاہئے۔

کنوارے پن کی آڑ میں زنا کی کثرت

جو کوئی چار شادی کرے گا تو ممکن ہے حکومت عورتوں پر بھی ٹیکس رکھ دے، اب وہ مرد، جس کی ایک بیوی سے خواہش پوری نہیں ہوتی، وہ زنا کی طرف بھاگے گا، اور جیسا کہ بعض ملکوں میں یہ قانون پاس ہوگیا ہے کہ لڑکا، لڑکی، عورت اور مرد اگر اپنی ذات سے راضی ہوں اور آپس میں ناجائز تعلقات قائم کرلیں، تو نہ کوئی جرم ہے اور نہ قانوناً کوئی سزا اس کے لئے ہے، اگر یہ کالا قانون ہمارے ملک میں بھی پاس ہوجائے پھر تو کسی کو شادی کی ضرورت ہی نہیں رہے گی، مرد کو عورت مل جائے گی اور عورت کو مرد مل جائے گا، تو بارہ مسالا اور تیرہ سواد کا مقولہ صحیح ہوجائے گا، اور لوگ کہنے لگیں گے کہ شادی تو ایک قید ہے، جھنجھٹ ہے، اسے چھوڑو نہ تیل لگے گا نہ پھٹکری، نہ بارات، نہ بریانی، نہ ہوں ہوں، نہ پوں پوں، نہ زیور نہ گہنہ، نہ گاڑی، نہ ساڑی، تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ بر سر عام سڑکوں پر زنا کریں گے، اور ملک، محل، گھر بہت جلد تباہ و برباد ہوجائیں گا، اس لئے ہمارے لیڈران، حکمران اور افسران کو چاہئے کہ وہ ضرور شادی کریں، کیونکہ ان کے شادی کرنے میں ملک وقوم کی بہت بڑی بھلائی اور بہترائی ہوگی۔

ارکان سلطنت کی شادی سے ملک وملت کا بڑا فائدہ

یہ دستور صدیوں سے چلا آرہا ہے، کہ اگر باپ سائنسداں ہے تو بیٹا بھی سائنسداں بنے گا، باپ اگر جنرل ہے تو بیٹا بھی جنرل بننے کی کوشش کرے گا، باپ اگر گورنر ہے تو بیٹا بھی گورنر بنے گا، باپ اگر پائلیٹ ہے تو بیٹا بھی پائلیٹ بنے گا، باپ اگر سرحد کی حفاظت کرنے والا ہے تو بیٹا بھی سرحد کی حفاظت کرنے والا بنے گا، باپ اگر بادشاہ ہے تو بیٹا بھی بادشاہ بننے کی کوشش کرے گا، تو اس سے ملک کی ترقی ہوگی اور اگر یہ لوگ ایسا نہیں کرتے (یعنی شادی نہیں کرتے) تو گویا پس پردہ ملک کے خیر خواہ کہلانے کے مستحق نہیں ہوسکتے۔

سیاست کو مذہب سے الگ کرنا گویا ملک کو برباد کرنا ہے

وہ لوگ جو راگ الاپتے پھرتے ہیں کہ سیاست کو مذہب سے کوئی تعلق نہیں وہ درحقیقت ملک کے دشمن ہیں، کیونکہ جب سیاست سے مذہب کو الگ کردیا جائے گا تو ہر مذہب میں زنا کرنا بہت بڑا پاپ ہے، قتل کرنا ہر مذہب میں بڑا جرم ہے، چوری کرنا سب کے یہاں معیوب اور عیب ہے، اسی طرح اور بہت سے مسائل ہیں کہ ہر مذہب والوں کے یہاں اس کام کا کرنے والا مجرم اور پاپی سمجھا جاتا ہے، مگر جب سیاست سے مذہب کو الگ کردیا جائے گا تو اس کا سیدھا مطلب یہ ہوگا کہ چوری کرنا کوئی جرم نہیں، بدمعاشی، ڈکیتی، قتل، اغوا، بھرشٹہ چار، ریپ کوئی پاپ نہیں، اور جب یہ جرم نہیں تو پھر کوئی سزا بھی نہیں، تو اس طرح تو بدمعاشوں کے حوصلے بلند ہوں گے، اور وہ جہاں عوام کے اوپر ظلم کریں گے وہیں اعلیٰ عہدیداران کو بھی ذبح کریں گے افسران کا بھی خون کریں گے اور ملک کے وزیر وامیر کوئی بھی ان کی گولی کا نشانہ بننے سے نہیں چوکے گا، اس لئے اگر جرم پر قابو پانا ہے تو مذہب کو چھوڑ کر اور کوئی راستہ اختیار کرنا ایسا ہی ہوگا کہ کوئی پھول سا راستہ چھوڑ کر کانٹوں بھرا راستے پہ چل رہا ہو، جو نادانی پاگل پن کی اور اندھا ہونے کی علامت ہے، اور پھر یہی ہوگا کہ جتنے نئے نئے ہتھیار آلات تیار ہوں گے، فوج، پولیس حفاظتی دستے ہوں گے ان سے زیادہ کہیں بدمعاش تیار ہوں گے، یہ

سمجھنا چاہئے کہ مادیات اور روحانیات میں بہت بڑا فرق ہے، مادیات میں ہوا، پانی، مٹی، پہاڑ کا بہت بڑا دخل ہے، اور سائنس میں انہیں چیزوں سے بحث کی جاتی ہے، مگر روحانیت کے یہ سب تابع اور غلام ہیں، اگر آدمی روحانیت سے لبا لب ہے تو پھر مادیات اس کو جھک کر سلام کرتے ہیں، اور اگر روحانیات سے خالی کھول ہے تو پھر اس کی تباہی کا ہی خطرہ ہے، اس لئے آدمی کو سب سے پہلے اپنے نفس، روح کو ٹھیک کرنا چاہئے، پھر ساری دنیا اس سے محبت کرنے لگے گی، اور یہ حقیقت ہے کہ چراغ میں تیل نہ ہو تو روشنی کہاں سے آئے گی، اور آج جو یہ کہا جارہا ہے کہ کمپیوٹر سے ہم ساری دنیا پر کنٹرول کر سکتے ہیں، بیشک یہ ہوسکتا ہے، مگر لے وہ شخص جو اپنے نفس پر کنٹرول نہیں کر پا رہا ہے، وہ ساری دنیا پر کس طرح کنٹرول کرسکتا ہے، جب اس کے اندر کا دل مر چکا ہے تو باہر کیا خاک کرشمہ دکھائے گا، اور جب چراغ میں تیل ہی نہیں ہے تو اس سے روشنی کی کیا امید کی جاسکتی ہے۔

لطیفہ

ایک شیر اور ایک آدمی نے ایک گھر میں اپنی تصویر دیکھی، آدمی نے شیر کو کہا انسان کی بہادری تو دیکھ رہا ہے کہ شیر کو تابع کئے ہوگئے ہے، شیر نے کہا اس کا مصور انسان ہے اگر شیر مصور (تصویر بنانے والا ہوتا) تو ایسا نہ ہوتا۔

حکیم کی حکایت

ایک حکیم جب قبرستان میں جاتا، اپنے سر اور چہرہ پر چادر ڈھانپ لیتا، لوگوں نے پوچھا اس کا کیا سبب ہے؟ کہا اس قبرستان کے مردوں سے شرم آتی ہے، اس لئے کہ سب میری دوا سے مرے ہیں۔

بددیانتی کی سزا

بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص حج کے ارادہ سے بغداد آیا، اس کے پاس ایک ہار

ہزار دینار کی قیمت کا تھا، اس نے اسے فروخت کرنے کا ارادہ کیا، مگر اسے خریدنے والا کوئی نہ ملا، اس لئے اس نے ایک عطر فروش کے پاس (بطور امانت) رکھ دیا جو نیکی اور دیانت میں مشہور تھا، چنانچہ اس نے حج کیا اور عطار کے لئے ایک تحفہ لایا، اسے سلام کیا تو اس نے کہا تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ ہار کا مالک ہوں، اس پر اس (عطار) نے کہا میں تو تم کو نہیں جانتا، پھر اسے مار پیٹ کر دوکان سے باہر نکال دیا۔

اس کے بعد وہ شخص سلطان عضد الدولہ کے پاس گیا اور ان کو سارا واقعہ بتایا تو انہوں نے کہا تو جا کر اس کے پاس بیٹھ اور جب میں تیرے پاس سے گزروں اور تجھے سلام کروں، تو مجھے بیٹھے بیٹھے ہی سلام کا جواب دینا، چنانچہ وہ شخص گیا اور عطار کے پاس بیٹھ گیا، کچھ دیر میں عضد الدولہ اپنے جلوس کے ساتھ آئے اور کہا السّلام علیک، اس نے جواب دیا، وعلیکم السّلام اور اپنی جگہ سے نہ ہلا، پھر انہوں نے کہا بھائی تم عراق آتے ہو اور ہمارے پاس نہیں آتے؟ یہ سن کر عطار کے ہوش اڑ گئے، پس جب وہ چلے گئے تو عطار نے حاجی سے کہا تمہارا ہار کیسا تھا، اس نے کہا ایسا ایسا تھا (یعنی اس کی نشانیاں بتائیں) تو عطار کھڑا ہوا اور ہار نکال کر لایا اور اس شخص سے بھول جانے کی معذرت کی، پھر حاجی نے عضد الدولہ کو وہ صورت بتائی جو پیش آئی، یہ سن کر عطار کے ہاتھ پیر باندھ کر اور اس کی بد دیانتی کی سزا کے طور پر دوکان کے دروازہ پر لٹکا دیا گیا۔

حکایت

ایک شخص نے ایک شخص سے شرط کی، اگر میں بازی نہ جیت لوں تو تو میرے بدن سے ایک سیر گوشت کاٹ لینا، جب بازی نہ پائی، مدعی نے شرط پوری کرنی چاہی اس نے قبول نہ کیا دونوں قاضی کے پاس گئے، قاضی نے مدعی سے کہا معاف کر دے اس نے قبول نہ کیا، قاضی غصہ ہو گیا فرمایا کاٹ لے لیکن اگر کم یا زیادہ ایک سیر سے کاٹے گا تجھ کو سزا دوں گا مدعی نہ کاٹ سکا اور مجبور ہو کر معاف کر دیا۔

گر چشمِ بصیرت رکھتے ہو تاریخ اٹھا کر دیکھو تم
ہم کون ہیں؟ کیا ہیں؟ کیسے ہیں؟ ارباب وفا سے پوچھو تم

نوکر کی ذہانت

ایک مالدار نے ایک نوکر سے یہ کام لیا تھا اور کہا تھا کہ جو ہماری زبان سے نکلے تم اس کی تصدیق کر کے واضح طور پر بیان کر دینا، چنانچہ ایک بار اس امیر کے منہ سے یہ نکلا کہ ہم شکار کو گئے، ایک ہرن پر گولی چلائی اور گولی اس کے سم کو توڑ کر، ماتھے کو پھوڑ کر نکل گئی، اہل مجلس ہنس پڑے، کہ سم اور ماتھے کا کیا جوڑ ہے؟ تو وہ نوکر فوراً بولا کہ سچ ہے، کیونکہ وہ ہرن اس وقت اپنے کھر سے پیشانی کھجلا رہا تھا۔

یہ غلط باتیں ہیں کہ مولویوں کو سیاست سے کیا مطلب؟

اگر یہ سچی بات ہے اور لوگ اپنے دعوؤں میں سچے ہیں، تو ان کے لئے خود سیاست کے دامن میں الجھنا جائز نہیں، اور اگر لوگوں کی نگاہ میں سیاست اتنی خراب ہے، جس طرح ایک بازاری عورت، تو واقعی مولویوں کو سیاست میں نہیں جانا چاہئے مگر ہاں مولوی تو سیاست کو بھی مسلمان بنانا چاہتے ہیں، ہمارے اکابر بہت سے ایسے گذرے ہیں جنہوں نے بازاری عورت کے محل میں جا کر اس کو غلط فعلوں سے روک کر اللہ کے سامنے سجدہ ریز کر دیا۔

مولوی سیاست میں کیوں نہ جائیں؟

جبکہ سیاسی میدان میں حضرات انبیاء علیہم السلام سے لے کر صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعین، بزرگان دینؒ اور ہمارے اسلاف نے خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور اس کی ایک ادنیٰ سی مثال خود ہندوستان کی آزادی کی تحریک ہے، کہ جس میں حضرت شاہ ولی اللہؒ وشاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے لے کر حجۃ الاسلام حضرت قاسم نانوتویؒ، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ العرب والعجم مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ، اپنے وقت کے بوحنیفہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا عبید اللہ سندھیؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، مولانا جعفر تھانیسریؒ، عزیز گل پشاوریؒ، مولانا ولایت علیؒ اور عنایت علیؒ بہاری، مولانا جوہر علیؒ و گوہر علیؒ، مولانا سید احمد شہید

بریلویؒ، مولانا اسماعیل شہیدؒ، اور ان حضرات کے علاوہ بے شمار علماء اور اکابر نے ملکی مفاد میں، سیاست میں حصہ لیا مگر پھر بھی کچھ عقل کے دشمن یہ کہتے ہیں کہ مولویوں کو سیاست میں نہیں آنا چاہئے، جو ان کی کم عقلی کی دلیل ہے۔

مولوی اور پنڈت

کچھ نیتا جی ایسے بھی ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں ملاّ اور پنڈت سے کوئی واسطہ، وسروکار نہیں ہے، جبکہ ملاجی سے مراد مسلمان، کیونکہ مسلمان تو ملاؤں کے ہی پیروکار ہوتے ہیں، اسی طرح پنڈت کہ جو غیر مسلموں کا پیرو ہوتا ہے، تو وہ پھر الیکشن کیوں لڑتا ہے؟ جب اس کو مسلمان اور ہندو سے کوئی واسطہ نہیں، اسکا مطلب یہ نکلتا ہے کہ وہ بھیڑیا ہے اور بھیڑیا کو بھیڑیوں میں جاکے الیکشن لڑنا چاہیے۔

ملا کا اصل معنی، عالم کبیر (یعنی بڑا عالم کے ہے اور عالم کے لئے ایمان شرط ہے جس طرح پیرومرشد صرف اسی کو کہا جائیگا جو صاحب ایمان اور تقوی کے اعلی مقام پر ہو ورنہ تو، جو بھی پڑھا لکھا ہو، چاہے وہ چمار اور غیر مسلم جاٹ ہی کیوں نہ ہو، اس کو بھی عالم کہنا، درست ہوجائیگا اور اسی طرح جوگیوں کو، جو کہ ایمان نہیں رکھتا پیرومرشد کہا جائے گا، جو کسی بھی اعتبار سے درست نہیں ہے۔ اسی طرح کسی غیر مسلم نیتا کو ایماندار کہنا یہ سیاسی فریب ہے کیوں کہ جب وہ ایک اللہ پر ایمان نہیں رکھتا ہے تو پھر ایماندار کیسے ہوسکتا ہے۔

مسلمانوں کی حیثیت، تمام بڑی پارٹیوں میں آج بدھوا مزدوروں جیسی ہے

سب سے برا حال، آج مسلمانوں کا ہے، کہ جس طرح سے بریانی، قورمہ وغیرہ میں لوگ تیزپات ڈال کر اس سے خوشبو حاصل کرتے ہیں، مگر جب اس سے خوشبو حاصل کرلیتے ہیں تو بھری پلیٹ سے باہر پھینک دیتے ہیں، اسی طریقے سے تقریباً سبھی پارٹی کے لوگ ان سے فائدہ حاصل کر کے جیتنے کے بعد تیزپات اور بدھوا مزدوروں جیسا سلوک

کرتے ہیں، اس میں کچھ ہماری بھی خامیاں ہیں، کہ ہم تو صرف ووٹوں کے دلال سمجھے جاتے ہیں، جو ان کے لئے دوران الیکشن چھاتی پیٹتے پھرتے ہیں، مگر جب وہ جیت جاتا ہے تو ہماری چھاتی میں تعصب کے تیر چبھو کر الگ کر دیتا ہے، غرضیکہ کہ اقلیتوں، دلتوں انتہائی پچھڑی ذات کے لوگوں کو ووٹ بینک کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے، ان کو بے وقوف بنایا جارہا ہے، ان کو ووٹ بینک سمجھ کر ان کی بولی لگائی جارہی ہے اور دبنگوں غنڈوں کو غریبوں کے سر پر سوار کر دیا جاتا ہے، کہ جو طرح طرح کا خوف دلاتا ہے اور کوئی، اگر مگر، ٹال مٹول کرتا ہے تو اس کو ذلیل ورسوا کیا جاتا ہے۔

لوگ حکومت میں حصہ دینے کی بات کرتے ہیں؟

اگر الیکشن میں جیتنے کے بعد مسلمان کو کوئی عہدہ بھی دیا جاتا ہے، تو ایسا کہ سنتے ہی لوگ ہانپنے لگتے ہیں، مثلاً سڑکوں، نالیوں کی صفائی کوڑا کرکٹ اٹھوانے کی ذمہ داری، قبرستان کی چہار دیواری، اور وقف بورڈ کا چیرمین، اور مسلمان چپ چاپ دیکھتے رہتے ہیں، کیوں کہ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ ہم جیتنے کے بعد بھی کسی پارٹی کے لیڈر نہیں بلکہ مہرہ بنے ہوتے ہیں، ان کی اجازت کے بغیر نہ کان ہلا سکتے ہیں، نہ کچھ بول سکتے ہیں، اور نہ ہماری بات کوئی ڈی ایم، ایس ڈی ایم، سننے کو تیار ہے بلکہ تھانہ اور کوتوالی میں بھی ہمیں چاپلوسی اور دلالی ہی کرنی پڑتی ہے اور اس کی خالص وجہ یہ ہے کہ نہ ہمارا کوئی لیڈر ہے نہ ہمارے اندر اتحاد، اور لیڈر شپ ہے، اور نہ کوئی مضبوط سیاسی فرنٹ اور پلیٹ فارم ہے، اس صورت میں مسلمان، دیالو ہیں، یا کچالو، اس کا فیصلہ خود ہمیں ہی کرنا ہے۔

ارادوں کا ''بٹورا اور پٹارا'' نیتا جی کے پاس ہے

۱- غریبوں اور پچھڑے طبقات کے مال وجان کی پوری گارنٹی کے ساتھ حفاظتی اقدامات۔

۲- اقلیتوں کو تعلیمی سہولت کے لئے پرائمری اسکولوں، کالجوں کا قیام، اور بچوں کے وظیفے میں اضافہ کی کوشش۔

۳- دلت مسلمانوں کو سرکاری نوکری دلانے کی جدوجہد اور پیہم تگ ودو۔

۴۔ تمام عہدوں پر اردو کے ٹرانسلیٹروں کی تقرری۔

۵۔ حکومت میں مسلمانوں کے نمائندوں کی بڑھوتری، کابینی، وزراء اور آزاد قلمدان کی کوشش۔

۶۔ آبادی کے حساب سے اقلیتی عوام کو لوک سبھا اور ودھان سبھا اور پنچایتی راج میں نمائندگی کے لیے صحیح لوگوں کا انتخاب۔

۷۔ ضلع میں مفت کوچنگ سینٹر اور اقلیتی اداروں کو خصوصی مالی تعاون وغیرہ۔

وعدہ نہیں اب کام چاہیئے

ہر پارٹی مسلمانوں کے دلوں کو جیتنے کے لیے الیکشن کے وقت بڑے زور وشور کے ساتھ اعلان کرتی ہے کہ ہم اگر جیت گئے تو آپ میں سے ایم پی، ودھایک اور پارٹی کا اہم رکن بنائیں گے، دبے کچلے اور پچھڑے لوگوں کو مسند اقتدار پر بٹھائیں گے جو آپ کے سارے مسائل کو سمجھ کر آپ کے دکھ درد میں وہ شریک ہو سکے گا مگر ایسا نہیں ہوتا علاوہ مہرہ کی شکل میں۔

مسلمانوں کو اپنا راستہ خود تلاش کرنا ہوگا

اور زندگی کے میدان کو خود ہموار کرنا پڑے گا، مستقبل کی تابناکیوں پر نظر رکھتے ہوئے جد وجہد اور محنت سے کام لینا ہوگا، ترک عمل سے عداوت اور تعطل سے نفرت کرنا ہوگا، نامساعد حالات سے مقابلہ کے لئے مردانہ حوصلوں کے ساتھ آگے بڑھنا ہوگا اور منہ میں جو زبان ہے اسے شیریں اور برگ گل بنانا ہوگا، تاکہ اس کی لطافت سے دشمنوں کے دلوں کو جیت کر خوشگواری کی داد سے سرفرازی حاصل کی ہو جائے۔

انسانیت یہ ہے

اگر کوئی دریا کے کنارے پر ہو اور اس کا دوست دریا میں ڈوب رہا ہو تو اس کو چین نہیں آتا ہے، اسی طرح اگر کسی بے سروسامان اور بے سہارا مخلوق کو زخمی دیکھ کر اس کا دل تڑپ جاتا ہو اور بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہو یہ اس کے انسانیت کی دلیل ہے۔

یہ فتنوں کا دور ہے

آج نئے نئے فتنے جنم لے رہے ہیں جو دریا کے پانی کی طرح ابل رہے ہیں، اور گرم پانی کی طرح جوش مارتے نظر آرہے ہیں مثلاً فتنۂ دہریت، فتنۂ قادیانیت، فتنۂ عورت، فتنۂ سیاست، فتنۂ مقابلۂ حسن، فتنۂ عقائد، فتنۂ بدعت، فتنۂ رسوم ورواج، فتنۂ خرافات، فتنۂ ارتداد، فتنۂ نس بندی، فتنۂ یکساں سول کورٹ، فتنۂ توہین انبیاءؑ وصحابہؓ اس کے علاوہ اور بھی بے شمار فتنے ہیں، جس کے مقابلے کے لئے بہادری اور جوانمردی کی ضرورت ہے۔

سیاست بدنام کیوں ہے؟

نیتا اور سیاست آج اتنے بدنام ہوگئے ہیں کہ اگر کوئی کسی کو نیتا کہے تو سننے والے کے دل میں یہ فوراً خیال آجاتا ہے کہ یہ کوئی دھوکہ باز، وعدہ خلاف ہوگا، لومڑی کی چال چلنے والا، بدنظری کا شکار ہوگا، منحوس الو کی عادت رکھنے والا اور دوغلہ پن کا مجسمہ ہوگا، چور ڈکیت، گھپلوں گھوٹالوں کا صیغۂ راز اور سپہ سالار ہوگا، اسی طرح اگر سیاست کا نام لیا جائے تو لوگ ناک، بھوں، چڑھانے لگتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ سیاست نام ہے جھوٹ کا، فریبی چال کا، دولت کا ڈھیر جمع کرنے کا، فرقہ وارانہ فساد کرانے کا، آپس میں اختلاف وافتراق کرانے کا، اور مسیحائے قوم کا ڈھونگ رچانے کا، بہتان بازی جھوٹے مقدمات میں لوگوں کو پھنسا کر روپے اینٹھنے کا، حالانکہ سب اس طرح کے نہیں ہوتے، مگر جو ٹھیک بھی ہوتے ہیں ان کا شمار بھی انہیں میں ہوجاتا ہے، کیونکہ لوگوں نے اس کا تجربہ کر رکھا ہے۔

منچ پر بھاشن دینا بہت ذمہ داری کا کام ہے

ایرو غیرو، نتھو خیرے کو منچ پر بلوانے سے فائدہ کے بجائے کبھی کبھی بڑا نقصان اٹھانا پڑتا ہے، چنانچہ حکایت ہے کہ ایک نیتا جی کو کسی پروگرام میں جانا تھا، تو انہوں نے اپنی تائید کے لئے ایک مالدار ان پڑھ کو اپنے ساتھ لے لیا، اور اس مالدار سے کہا کہ

جب میرا نام لیا جائے تو تم مائک پر پہنچ کر میری تائید کر دینا، اس نیت سے کہ یہ مالدار ہے اور اس کی بات کا اثر لوگوں پر زیادہ ہوگا، اب وہ بیچارہ راستہ بھر رٹتا رہا مگر جب مائک پر بولنے کا نمبر آیا، تو بھول گیا اور کہا میں نیتا جی کی تاکید کرتا ہوں، مجمع ہنس پڑا اور نیتا جی نے گھبراہٹ اور جھنجھلاہٹ کی نگاہ سے اس کو دیکھا، تو اس نے دوبارہ کہا ساتھیو! چھما چاہتا ہوں اور میں نیتا جی کی تردید کرتا ہوں، اور تائید کا لفظ پھر نہ کہا گیا جس سے نیتا جی کی خوب انسلٹی اور توہین ہوئی، سیاست میں آج بے پڑھوں کی ہوڑ ہے، پڑھا لکھا کچھ نہیں مگر تمنا ہے کہ ودھایک بن جائے، ایم پی بن جائے، اور نیتا جی بھی ان پڑھ مالداروں کو اپنے ساتھ لئے پھرتے ہیں، تاکہ لوگ سمجھیں کہ ان کے ساتھ مالدار لوگ بھی لگے ہوئے ہیں۔

ہم ہیں تو غم نہیں

ضلع مظفر نگر میں ایک غیر قوم نے اپنے بھاشن میں کہا کہ ہم میں اتفاق نہیں ہوگا، تو ہم کامیاب نہیں ہو سکتے، پھر اس نے لوگوں کو متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ جانتے ہو ہم کا کیا معنی ہے؟ اور پھر خود اس نے مجمع کے سامنے کہا کہ ہم میں صرف دو لفظ ہیں ایک "ہ" ہے اور "ہ" سے مراد ہندو اور دوسرا لفظ "م" ہے اور "م" سے مراد مسلمان ہے، اور کہا کہ اگر یہاں ہندو اور مسلمان ایک ہو جائیں تو کوئی غم نہیں، خیر کچھ بھی ہو مگر یہ حقیقت ہے کہ مسلمان جہاں بھی جس پارٹی کے ساتھ لگ جاتے ہیں، چاہے یوپی ہو، چاہے بہار، پھر اس پارٹی کی حکومت بن کے ہی رہتی ہے، اور اگر ذرا بھی مسلمان کسی پارٹی سے دوری اختیار کرلیں تو وہ پارٹی سنگھاسن سے اتر کر بیوہ اور رانڈ کی ہیئت اختیار کر لیتی ہے۔

ارکان سلطنت سے خطاب

ظلم اور ظالم کا کوئی مقام نہیں، اس لئے حکومت کے افسران اور ملازمین کو ظلم کرنے سے بچنا چاہئے، کیونکہ کرسی اگر سونے کی بھی بنی ہو تو ٹوٹ جاتی ہے، اسی طرح عہدہ کوئی بھی ہو ختم ہو جاتا ہے، تاریخ کا یہ کام ہے کہ وہ ہمیشہ سچ بولتی ہے، کیونکہ تاریخ کی سچائی

یہی ہے کہ اس کے اندر سچ ہی لکھا جائے اور اگر تاریخ میں جھوٹ کا عنصر پایا جائے تو تاریخ نہیں وہ افسانہ ہے، یہ حقیقت ہے کہ دنیا اچھے لوگوں کو یاد رکھتی ہے اور برے لوگوں کو بھلا دیتی ہے، چنانچہ رام کو اتنا بڑا مقام ملا کہ غیر مسلموں کا سلام بھی رام رام ہو گیا، وہیں راون اتنا گر گیا کہ کوئی غیر مسلم بھی اپنے بچے کا نام راون رکھنا پسند نہیں کرتا۔

نبیؐ کے چاہنے والے ستم نہیں کرتے
وقار اپنے بزرگوں کا کم نہیں کرتے
زمیں کی گود میں بھی غسل کر کے جاتے ہیں
وطن کی خاک کو ناپاک ہم نہیں کرتے

عابد حسن وفا سہارن پوری

عزم کی شمع ہواؤں میں جلائے رکھنا
گر نہ جائے کہیں دستار بچائے رکھنا
یہ بھی ممکن ہے کہ گھنگھور گھٹا چھا جائے
اپنے جینے کی تمنا کو جگائے رکھنا

شہادت علی نظامی، خیالہ دلی

حاکم اور رعایا

جو حکمراں، پبلک اور رعایا پر ظلم کرتا ہے اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ جب اس کا برا وقت آئے گا تو دوست بھی دشمن بن جائیں گے، اس لئے بچھو کے سوراخ میں انگلی ڈال کر اپنی ہلاکت سے بچنا ہی عقلمندی ہے، ظلم کا بازار زیادہ دن تک گرم نہیں رہتا، اس لئے عزت کا پیر آسمان پر نہ رکھنا چاہیے، بلکہ اخلاص کا چہرہ خاک پر نچھاور کر دینا چاہیے۔ بادشاہت رعیت ہی کی وجہ سے تاج دار ہوتی ہے، چوں کہ رعایا مثل جڑ ہے اور بادشاہ مثل درخت کے اور درخت جڑ سے ہی مضبوط ہوتی ہے، مظلوم رعایا کی مثال ایسی ہے کہ جب بلی عاجز ہو جاتی ہے تو پنجہ مار کر چیتے کی آنکھیں باہر نکال لیتی ہے۔ اسی طرح جب انسان مایوس ہو جاتا ہے اور ظلم سہنے کی اس میں طاقت نہیں رہتی تو بالآخر اس کی زبان بھی لمبی ہو جاتی

ہے، الغرض حاکموں کو سوچنا چاہیے کہ جب وہ ظلم کی ڈیوڑھی پر قدم رکھے گا تو اس کا انجام کیا ہوگا، اور اس سے بچنے کی کوئی صورت ہے یا نہیں۔

نوٹ-بتایا جاتا ہے کہ جب جانی دشمن جان لینے کے درپے ہو اور بھاگنے کی کوئی صورت نہ ہو تو وہ چھلانگ لگا کر ایسے ہاتھوں سے دشمن کے تیز تلوار کی نوک پکڑ لیتا ہے۔

مرغ لڑنے میں اگرچہ چالاک ہوتا ہے لیکن کانسے کے پنجہ والے باز کے مقابلہ میں کیا کرسکتا ہے، بلی چوہا پکڑنے میں شیر ہے لیکن چیتے کی لڑائی میں وہ چوہا ہی ہے۔ اور بادشاہ دلیر اسی وقت تک رہتا ہے جب تک پبلک اس کے ساتھ ہے۔

بادشاہوں پر میٹھی نیند حرام ہے

جو بادشاہ مخلوق کا دل زخمی کرتا ہے وہ اپنی حکومت کی جڑ کھوکھلی کرتا ہے اور جو اپنے ملک میں جانی و مالی نقصان آنے سے ڈرتا ہے وہ لوگوں کو کبھی نہیں ستاتا ہے۔ اور پبلک اس کے ساتھ رہتی ہے، مگر یہ اس وقت ہوتا ہے، جب وہ برابر انصاف قوم وملت کے ساتھ کرتا ہے۔ شیخ سعدیؒ نے کہا ہے۔ کہ جلتی ہوئی آگ کالے دانے کے ساتھ وہ سلوک نہیں کرپاتی ہے جو کسی دل جلے مظلوم کے دل کا دھواں کرتا ہے۔ اگر کسی کے کان میں لوگوں کی نصیحت اثر نہیں کرتی ہے تو اس کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں زنجیر اور بیڑی لگنے کا انتظار کرنا چاہیے۔ اور یہ وقت نے بتادیا ہے کہ بڑے بڑوں کے ہاتھ میں بیل لگ گئی اور جیل کی ہوا کھانی پڑی، اگر کوئی اس سے بھی نصیحت حاصل نہیں کرتا ہے، تو موت کا نقارہ اس کے اندر بھونچال پیدا کردیگا اور اپنی آغوش میں لے کر انصاف کرنے والے خدا کے سپرد کردے گا، خوبصورت محل اس میں لہلہاتا ہوا باغ کا منظر، جو فرحت انگیز، روح کو تسکین دینے والا، بہشت نما معلوم ہوتا ہے، یہ سب ایک دن خاک کا ڈھیر ہوجائے گا۔

الیکشن میں ہارنے کی وجہ

جب لوگ الیکشن جیت کر گدی پر براجمان ہوجاتے ہیں تو وہی لوگ جو گاؤں

گاؤں، گلیوں گلیوں پھرتے تھے اب ان کے پاس عوام سے ملنے کی فرصت بھی نہیں ہے، بلکہ ان کی خواب گاہ اور بیٹھک تک میں گھسنے کی بھی دربان اجازت نہیں دیتا، گھر میں رہتے ہوئے بھی دور دراز سے آئے لوگوں سے ملنا مناسب نہیں سمجھتا، لوگ اس کے دروازہ پر چلچلاتی دھوپ میں کھڑے، گرمی سے جل رہے ہیں مگر اس کو کسی کی فکر نہیں ہے، بلکہ وہ آرام سے محل میں میٹھی نیند سو رہا ہے، اس بے خبر عہدہ نشیں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ بقول شیخ سعدیؒ انصاف چاہنے والے کے دل کی پریشانی، بادشاہ کو گدی سے اتار پھینکتی ہے اور خدا اس شخص کو انصاف دیتا ہے جس کو بادشاہ وقت سے انصاف نہیں ملتا، ناچیز کا مشاہدہ ہے کہ ایسے لوگ بہت جلد کرسیٔ تعظیم سے نیچے اتر گئے، جنہوں نے عوام کا ذرا بھی خیال نہ کیا اور خام خیالی نے اس کو سانپ بن کر نگل لیا، اس سے لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے، جس شخص کی خواب گاہ ساتویں آسمان پر، یا سات منزلہ مکان پر ہو تو وہ کب انصاف چاہنے والوں کی فریاد سن سکتا ہے، عوام کو رائی کے دانہ کے برابر بھی مت ستاؤ، اس لئے کہ بادشاہ اس کا چرواہا اور عوام اس کا گلہ ہیں، یہ بات صحیح ہے کہ بطخ کو طوفان کا ڈر نہیں ہوتا مگر ہاں جب وہ کسی انسان کے ہاتھ میں ذبح کرنے والی چھری کو دیکھ لے، اور جو بادشاہ عوام پر ظلم کرے وہ چرواہا نہیں بھیڑیا ہے، وہ شخص جو اے سی کمروں میں آرام کر رہا ہے، اور مخلوق پر ظلم کا بازار گرم ہو رہا ہے، وہ یا تو سیاست چھوڑ دے، یا عیش، ایسا نہیں ہوگا کہ وہ عیش بھی کرے اور سیاست بھی، اگر وہ چاہتا ہے کہ عہدہ پر بنا رہے اور اس کی نیک نامی جمع ہوتی رہے، تو وہ باہر نکلے، اور لوگوں کی دلجوئی اور عوام پر احسان کرے، کیونکہ حکومت کی بازی وہ جیت لے جاتا ہے جو رعایا کے آرام کی فکر کرتا ہے، اور دیکھ کسی کو ٹھوکر نہ مار، کہیں ایسا نہ ہو کہ کل تو کسی ا ٹھوکر میں مبتلا ہو جائے، آقا جب جان گھلانے والے بستر مرگ پر ہو جاتا ہے، تو ایک ہاتھ سمیٹ لیتا ہے اور دوسرے کو پھیلا دیتا ہے، اور موت امید کی تمام رسیاں کاٹ دیتی ہے، ہوشیار انسان کے نزدیک دنیا تنکا ہے اور بروز قیامت وہ آدمی جو تیری نگاہ میں ایک جو کے برابر بھی نہیں تھا وہ دربار خداوندی میں تجھے پکڑ کر لیجائے گا اور رب العالمین سے انصاف پائے گا، بدن کو تندرست رکھنے کے لئے کڑوی دوا مفید ہوتی ہے، اور بد دماغ کے لئے

کڑوی نصیحت، سچ کڑوا ہوتا ہے مگر اصلی رہنمائی کرنے والا سچ ہی ہوتا ہے، اور جو نصیحت غرض سے خالی ہو کڑوی دوا کی طرح ہے اور مرض کو دور کرنے والی ہوتی ہے، اس وقت بادشاہ پر میٹھی نیند حرام ہے جب کمزور، دبنگوں کے ظلم سے دبا ہوا ہو، اسی طرح قوم کے سردار کی آنکھ پر نیند کا آنا جائز نہیں جب کہ معصوموں پر ظلم ہو رہا ہو۔ اگر کسی مخلوق کو کسی کی ذات سے فائدہ نہیں پہونچ رہا ہے، تو اس کی ذات مانند اس پتھر کے ہے کہ جس سے کوئی فائدہ نہ پہونچ رہا ہو، ہر آدمی درندہ سے بہتر نہیں بلکہ برے انسان سے درندہ بہتر ہے، دنیا میں برے قانون نہ بنانا چاہئے کہ مرنے کے بعد بھی اس کا وبال اس پر ہوگا اور اس کے بعد لوگ کہیں گے کہ اس پر، پرماتما کی پھٹکار ہو، کہ اس نے برا قانون بنایا، اور جو وزیر برا قانون جاری کرتا ہے، وہ رعایا کو ہلاکت کی آگ میں ڈال دیتا ہے، اور در حقیقت وہ ملک کا منتظم نہیں بلکہ ملک و وطن کا کھلا دشمن اور خونخوار انسان ہے، کہ جس کے حق میں کسی [illegible] اور رشی کی دعا قبول نہیں ہوتی، کیونکہ جس نے ظلم و سرکشی سے لوگوں کو پریشان کیا اور بے گناہ لوگ قید و بند کی صعوبتیں، جس کی وجہ سے برداشت کر رہے ہوں، اور مظلوم کی بددعا جب اس کے پیچھے لگی ہو تو نہ وہ دولت پا سکتا ہے نہ راحت کی ٹھنڈی سانس اس کو میسر آسکتی ہے، نہ کسی بزرگ کی دعا اس کے لئے اثر انداز ہو سکتی ہے، یاد رہے مظلوم کی ایک آہ ستر تیغ و تبر سے قوی ہوتی ہے، جب حکومت کی باگ ڈور تمہارے قبضہ میں ہے تو اے عقلمند انسان نیکی اور انصاف سے کام لے لے کہ آئندہ تو اس حکومت پر شاید قابض نہ ہو سکے گا۔

بادشاہوں کو نصیحت

خصلتیں اچھی ہونی چاہئے کہ مرتبہ اور مال تو آنے جانے والی چیز ہے، جاؤ لوگوں میں انصاف کرو، ظالم کو ظلم سے روکو اور محرک بن کر دنیا میں جیو، اس لئے کہ ٹھہرا ہوا پانی بدبودار ہو جاتا ہے، اور جو لوگ اس دھرتی پر ظلم کر رہے ہیں، ان سے مقابلہ کے لئے آمادہ ہو جاؤ، مقولہ ہے کہ شیروں سے لڑنے کے لئے ببر شیروں کو بھیجا جاتا ہے اور دشمن سے جنگ کے لئے بہادر فوجیوں کو، ظالم کا چراغ گل کر دینا بہر صورت بہتر ہے، کہ تمام

مخلوق کو اگر راحت ہو تو ظالم کو ظلم کی آگ لگانے کے وقت نہ چھوڑنا چاہئے، اور اس کو کیفر کردار تک پہنچا دینا چاہئے، جو چور پر رحم کرتا ہے وہ اپنے بازو سے قافلہ پر ڈاکہ ڈال رہا ہے، شیطان سے کبھی سجدہ نہیں ہوتا، اور نہ ظالم بد اصل سے نیکی وجود میں آتی ہے، مخالف کو جگہ اور مہلت نہ دو کیونکہ دشمن کنویں میں اور دیو شیشی میں بہتر ہے، جس کا لباس پاک اور عادت ناپاک ہے، اس کے لئے دوزخ کے دروازے کے لئے کسی کنجی کی ضرورت نہیں ہے، جب نسب وحسب والے کا نفس اپنی اصل کی طرح نہ ہو تو اس کو اصول کی شرافت کوئی فائدہ نہیں دیتی مطلب یہ ہے کہ آدمی کا کردار اگر غلط ہو، پھر خاندانی شرافت اس کے کام نہیں آتی، اور نہ ہی خاندانی شرافت سے وہ شریف کہلانے کا مستحق بن سکتا ہے، اس کے برخلاف اگر کوئی عالی نسب نہیں ہے مگر اس کا کردار وعمل عالی نسب والوں جیسا ہے تو اس کا احترام عالی نسب والوں کی طرح کیا جاتا ہے، کیونکہ اس کا کردار اس کی شرافت وذلت کا معیار ہے، اور وہ عالی نسب اور ناپاک عادت کا انسان، اپنے آباء واجداد کی خجالت ورذالت کا سامان بن جاتا ہے اور پھر کہا جانے لگتا ہے کہ جب اولاد کا حال یہ ہے تو، اس کے آباء واجداد کا کیا حال ہوگا؟

ساتھیو! اگر کوئی آج آسمان پر اڑ رہا ہے، کل اسے بھی خاک تلے سونا ہوگا، نصیحت ظالم بادشاہ کو اور وزیر کو کرنا ایسا ہی ہے، جیسے اپنے آپ کو آگ کے شعلوں کے اندر ڈالنا، مگر ماہر ڈاکٹر دوا ہمیشہ کڑوی دیتا ہے کہ وہ جان بچانے میں زود اثر ہوتی ہے، یہی حال قلمکاروں کا ہوتا ہے کہ وہ بہت سوچ سمجھ کر عقلِ ناداں پر قلم اٹھاتا ہے، کہ شاید وہ کبھی راہ راست پر آجائے۔

خاندانی شرافت وشجاعت

بہت سے لوگ ہیں جن کے اندر شرافت پیدائشی اور فطری ہوتی ہے، کہ جن کو شرافت کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے کسی استاذ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی، کیونکہ ان کا خاندان صحیح میزان پر کھرا اترتا ہے، اسی وجہ سے ان کی خصلت میں شروع سے ہی شرافت ہوتی ہے، اور جب کوئی غمزدہ، مصیبت زدہ اس کو

آواز دیتا ہے تو وہ تڑپ جاتا ہے اور اس کے لئے دست کرم اور اس کا دل ونگاہ بن کر اس کی بھر پور مدد کرتا ہے، اور وہ بہت شیر دل ہوتا ہے، جو کسی کا دباؤ پسند نہیں کرتا، لوگ ایک شیر کو دیکھ کر کانپ جاتے ہیں اور اب جبکہ ہمارے امیدوار بہت سے شیروں کے ساتھ ہیں، تو پھر مخالف پارٹی پر کیا گذر رہا ہوگا، سانپ، اور خوفناک سمندر کی طغیانی سے لوگوں کو ڈرایا جاتا ہے، حالانکہ وہ اپنی جگہ پر ہیں مگر اس وقت ظالموں کا کیا حال ہوگا جب انصاف کے شیروں کا ان پر حملہ ہوگا، بہر حال ہمارے امیدار کی ایسی شخصیت اور حیثیت ہے کہ اگر سرخاب جیسی چھوٹی چڑیا کا بھی ساتھ دیں تو وہ باز جیسی طاقتور شکاری چڑیا کا شکار کرلے، مگر یہ ہمارا شیر نہ عہدہ کو میراث سمجھتا ہے نہ اپنی محنت کا نتیجہ اور نہ مستقبل، اور یہ حقیقت ہے کہ دانہ جب عاجزی سے مٹی کے اندر ہوتا ہے تو بلند درخت اگ آتا ہے، اور خوشہ جب اپنا سر اونچا کرتا ہے تو آندھی اس کو نیچے گرادیتی ہے، اور یہ میرا شیر جب اپنی عقل وخرد سے دشمنوں کی کارستانی پر حملہ کرتا ہے تو ان کی کھوپڑیاں حسد کی آگ میں جل کر خاکستر ہوجاتی ہیں۔

سر پر سرداری کی ٹوپی

سر پر سرداری کی ٹوپی تو بہت بھلی ہے، مگر جب لوگوں کے سامنے نرمی اور اخلاق سے وہ پیش آئے، میٹھا پانی خواہ چاندی، سونے کے پیالے میں ہو، یا مٹی کے کٹورے میں برابر ہے اس کی مٹھاس، یاد رہے انسان، سر کی بڑائی سے کوئی چیز نہیں بن جاتا ہے، جب تک کہ اس میں عقل ومغز نہ ہو، ورنہ سر تو کدو کا بھی بڑا ہوتا ہے، جو بے مغز ہوتا ہے۔

کرسی اور زندگی دو دن کی ہے

شراب کا عیش تو صرف پانچ دن کا ہے، اور اس کو چھوڑنے میں ہمیشہ کا آرام ہے۔ کرسی بھی دو دن کی ہے اور اس میں انصاف ہمیشہ کا آرام ہے، اس نے مخالفت کی لاٹھی کو پھاڑ دینا، موافقت کا دودھ پینا، مساوات کی کنگھی کے دندانوں کو درست رکھنا بہتر ہے۔ جو بھائی چارے کا سبب اور ذریعہ ہے۔

سوال: سی ایم، پی ایم وزیر کیوں بنائے جاتے ہیں؟

جواب بہت آسان ہے کہ ملکی انتظامات کو درست کرنے کے لئے بنائے جاتے ہیں، یہ دنیا میں کہیں نہیں ہوتا کہ سلطنت اور اراکین سلطنت، فساد برپا کرنے کے لئے اور قوم وملت پر ظلم ڈھانے کے لئے بنائے جاتے ہوں، اگر کہیں ایسا ہوتا تو سب سے پہلے اس عہدہ کے مستحق شرابی، جواری، قاتل، خائن اور ظالم لوگ ہوتے، مگر ایسا نہیں ہے، جب ایسا نہیں ہے تو پھر لامحالہ امن قائم کرنا، سب کے حقوق کو پورا کرنا، یہ حکومت اور اس کے عہدیداران کا فرض ہے، صرف تصنع، بناوٹ اور اداکاری سے کام نہیں چلے گا، بلکہ کام کرنا ہوگا اور کر کے دکھانا ہوگا، صرف منچ پر بھاشن دے کر، کام نہ کرنے سے، کام نہیں چلے گا، اور نہ پروگراموں میں اعلان کرانے سے، کہ ہم ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، جینی، پادری، مولوی پنڈت سب کا آدرسمان کرتے ہیں، بلکہ یہ کر کے دکھانا ہوگا اور ثابت کرنا ہوگا کہ ہم واقعی اس ملک کے سچے لیڈر ہیں، اور صرف جذبات کی رو میں بہنے والے نہیں ہیں، اور اگر کوئی اس کے برخلاف کرتا ہے تو یہ سمجھا جائے گا کہ زبان اور معلومات تو رشیوں جیسی رکھتا ہے مگر کردار وعمل سے راکشش کا رول ادا کر رہا ہے۔

حکایت

بیان کیا ہے کہ فلاندس نامی شہر میں ایک معمار دیوار کے اوپر سے ایک آدمی کے سر پر گر پڑا، بیچارے نے اسی وقت جان دیدی، اور معمار سلامت رہا، اس آدمی کے رشتہ دار، خون کا دعویٰ حاکم وقت کے پاس لے گئے، حاکم نے کہا خون کے بدلے روپے لے لو، اس لئے کہ موت سے پہلے کوئی نہیں مرتا ہے، وارثین راضی نہ ہوئے اور بے فائدہ کوشش کی، حاکم نے سمجھ لیا کہ جہالت کو جہالت کے سوا نہیں توڑ سکتے، اور لوہا کو بغیر لوہے کے نرم نہیں کر سکتے، اور کہا کہ وارثوں میں سے ایک کوٹھے پر جائے اور اس آدمی کے سر پر کود ے، تاکہ یہ مر جائے اور فتنہ ختم ہو جائے، دعوی کرنے والے ایسا کرنے سے عاجز ہو گئے اور اپنا منہ دعویٰ سے بند کرتے ہوئے اس کے خون کے خیال سے پیچھے ہٹ گئے۔

چار آدمیوں کی دشمنی چار آدمی سے

(۱) ڈاکو کی بادشاہ سے۔(۲) چور کی چوکیدار سے۔(۳) بدکار کی چغل خور سے۔(۴) رنڈی کی کوتوال سے۔

ارکان سلطنت کو عموماً پانچ چیزیں تباہ کر دیتی ہیں

(۱) غلط طریقے سے مال کی زیادتی اور امانت میں خیانت، (۲) عہدوں کا غلط استعمال اور انصاف سے انحراف، (۳) نفسانی خواہش اور بدنگاہی کا مرض، (۴) مشیروں اور دوستوں کے غلط مشورے، (۵) لوگوں کے سامنے بلند و بانگ دعوے کرنا اور کچھ کر کے نہ دکھانا کسی نے انہی باتوں سے متاثر ہو کر یہ شعر کہا ہے۔

ستّ سیاست سے گیا صرف ریا باقی ہے ✿ ہے شرافت تو کہاں بس شرّ و آفت ہے

حکایت ٹھگوں کا ٹھگ

ایک ٹھگ کا انتقال ہو گیا، تو گھر میں تنگ دستی شروع ہو گئی ایک روز اس کے بیٹے نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ ابو کیا کام کرتے تھے جس سے گھر کے اخراجات پورے کرتے تھے، اس کی ماں نے بتایا کہ وہ ٹھگ تھے لوگوں کو ٹھگتے تھے، اس نے کہا پھر میں بھی باہر جا کر لوگوں کو ٹھگا کروں گا، اس کی ماں نے اس کو بہت منع کیا، مگر نہ مانا اور کہا میرے لئے کھانا تیار کر دو، ماں نے کھانا پکا دیا، اور وہ کھانا کھا کر باہر چلنے کا ارادہ کر لیا، اور گھر سے نکل گیا، چلتے چلتے ایک بستی آ گئی، جس کے باہر ایک کنواں تھا، جس پر چار عورتیں پانی بھر رہی تھیں، اس نے ان عورتوں سے پوچھا، کہ اس بستی کا کیا نام ہے، ان عورتوں نے بتلایا کہ یہ ٹھگوں کی بستی ہے، یہ سن کر وہ بڑا خوش ہوا، پھر ان عورتوں سے ان کا نام اور ان کے باپ کا نام معلوم کیا، سب نے بتلا دیا، اس نے اس کو یاد کر لیا پھر جب سب پانی بھر کر چلنے لگیں، تو اس نے کہا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو، میں یہاں کسی کو نہیں جانتا، خیر عورتیں اپنے گھروں کو چلی گئیں، اس نے تمام عورتوں کو اپنے گھروں

میں جاتے ہوئے دیکھا اور گھروں کی پہچان اچھی طرح اپنے ذہن میں بٹھالی جب رات ہوئی تو ان عورتوں کے شوہر جنگلوں سے واپس آئے اور کھانے پینے سے فارغ ہوکر سب کے سب چوپال میں آنے والے کے پاس بیٹھ گئے، اور مختلف باتیں شروع ہوگئیں تو ان میں سے ایک نے کہا کہ خالی پیلی باتوں سے کیا فائدہ، کچھ ہار جیت کی بات ہونی چاہیے تو دوسرے لوگوں نے کہا، ہاں مگر ایک شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ جو شخص ایک بات کہے گا اور جو شخص کسی کی بات کو جھٹلائے گا، اس کو پانچ سو روپے جرمانہ دینا ہوگا، تو اس لڑکے نے بڑے زور و شور سے اس کو مان لیا اور گفتگو شروع ہوگئی۔ تو ایک نے کہا کہ ہمارے دادا کے یہاں ایک بھینس تھی جو اتنا دودھ دیتی تھی کہ پوری بستی کے لوگ اس کے دودھ سے کھیر پکایا کرتے تھے، لڑکے نے کہا یہ بات ضرور ہوگی، کہ پہلے خیر و برکت کا زمانہ تھا، دوسرے نے کہا ہمارے دادا کے یہاں ایک ایسی بھینس تھی، جو اتنا پیشاب کرتی تھی کہ اس میں کشتی چلتی تھی، لڑکے نے اس کی بھی پوری تصدیق کردی، تیسرے نے کہا کہ ہمارے دادا کے یہاں چاول کا ایک دانہ اتنا بڑا ہوتا تھا، کہ اس میں سے توڑ توڑ کر ہمارے دادا تمام بستی والوں کو دیتے رہتے تھے، اور لوگ اس کی کھیر پکاتے تھے، لڑکے نے اس کو بھی صحیح مان لیا، چوتھے نے کہا کہ ہمارے دادا کے یہاں اتنا لمبا بانس تھا کہ جس کو بادل میں مار مار کر پانی جھاڑ لیا کرتے تھے، لڑکے نے اس کو بھی مان لیا۔ جب چاروں اپنی باتوں کے پلندوں سے فارغ ہوئے، تو اس لڑکے سے کہا تم بھی کچھ سناؤ، اس نے کہا کہ جب میں چھوٹا سا تھا، تب ہی میرے دادا نے میری شادی کردی مگر بیوی کافی عمر کی تھی، جس سے میرا نباہ نہ ہوسکا، وہ گھر سے چلی گئی۔ دوسری شادی کی وہ بھی اتفاق سے بڑی عمر کی تھی، اور اس سے بھی بناہ نہ ہوسکا، تیسری شادی کی، بدقسمتی سے وہ بھی زیادہ عمر کی تھی جس سے میرا کام نہ چل پایا، اس لیے وہ بھی چلی گئی چوتھی شادی کی وہ بھی بڑی عمر کی تھی، وہ بھی چلی گئی، اس کے بعد میں نے کوئی شادی نہیں کی مگر آج سفر میں عجیب اتفاق پڑا کہ میں نے کنویں پر دیکھا کہ چار عورتیں پانی بھر رہی ہیں، غور کیا تو وہ میری چاروں بیویاں تھیں، اور دیکھ پہلی بیوی کا نام یہ، باپ کا نام کا فلاں اور اس کا مکان وہ، اور اسی طرح ان

چاروں عورتوں کے نام باپ کا نام اور مکان کا رخ و پتہ صحیح طور پر بتلا دیا، اور کہا اگر میری بات کو صحیح سمجھتے ہو تو ان چار عورتوں کو میرے حوالے کر دو اور اگر جھوٹ سمجھتے ہو تو پانچ پانچ سو روپے دے دو، بالآخر وہ سب کے سب ہار گئے اور مجبوراً پانچ پانچ سو روپئے دینے پڑے اور انہوں نے کہہ دیا اب ادھر مت آئیو۔

تحریک آزادی: دہشت گردی اور پندرہ اگست

محترم بزرگو اور ساتھیو، آج کی تاریخ، بہت انقلابی تاریخ ہے جس کے دامن میں بہت سی خوشیاں بے تابیاں اور بے قراریاں پوشیدہ ہیں، بلکہ ہندوستان کی تاریخ کا ایک سنہرا باب اور ایک دل اچک لینے والی داستان، اس کے گوشۂ راز و نیاز اور زلف دراز میں جلوہ فگن ہے، جس کا تفصیلی ذکر ہم بعد میں کریں گے۔ ساتھیو، اس گلستاں کو سجانے اور سنوارنے میں کتنا وقت لگا اور کس طرح سے انگریز ظالم و جابر حکمرانوں کے پنجوں سے ہمارے ادھیکار میں یہ ملک آیا، اس کی ایک طویل تاریخ ہے تاہم اس سے پہلے کہ اس کے گیسوئے دراز پر کچھ تبصرہ کیا جائے میں سب سے پہلے اپنی طرف سے اور تمام سامعین کی طرف سے ان سپوتوں کو شردھانجلی ارپت کرتا ہوں جنہوں نے صرف آنسوؤں سے ہی نہیں بلکہ خون کے دھبوں سے اس چمن کو سینچا اور آباد کیا، جنہوں نے یہاں کی کھائی خندقوں کو اینٹ، پتھر، کوڑا، کرکٹ سے نہیں بلکہ اپنی لاشوں سے پاٹ کر حب الوطنی کا ثبوت دیا اپنے بچوں کو یتیم اور بیویوں کو اس ملک کی خاطر یتیمی اور بیوگی کا لباس پہنایا جنہوں نے اپنے نوجوان بچوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں، پاؤں میں بیڑیاں اور گلے میں پھانسی کا پھندا اپنی نظروں سے دیکھا، مگر کیا مجال کہ اپنے قدم پیچھے ہٹاتے بلکہ اور ڈٹ گئے، اور کہا کچھ بھی ہو ہمارے ملک میں انگریزی حکومت نہیں چلے گی، ہم ایک ایک کر کے جان تو دے دیں گے مگر انگریزی توپوں گولیوں اور طوفانوں کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکیں گے، حقیقت ہے کہ زندہ قوم کی تاریخ کا ہر صفحہ شہیدوں کے خون سے رنگین ہوتا ہے، الغرض آج کے دن ہی ہندوستان کو انگریز کے خونخوار چنگل اور مضبوط جبڑوں سے ہمارے بہادروں

نے چھین لیا، اور ہم دیش کو غلامی کی زنجیر وسلاسل سے چھڑانے میں کامیاب ہوئے، اور ہمیں سوتنترتا کا وچار ملا، اور اپنے اپنے دھرم و مذہب کے انوسار رسم ورواج کو پورا کرنے کا اوسر ملا، اور یہ حقیقت ہے کہ انگریز تجارتی وفد کا استقبال کرنا ہمارے لئے مصیبت کا کانٹا بنا، اور ہم نے ہمدردی میں اپنے گھر میں زہریلے سانپ پال کر خود نقصان اٹھایا کہ جب اس نے کاٹنا شروع کیا تو ہماری اصل ونسل تک تباہ ہو کر رہ گئی، انگریز ہندوستان میں ۱۶۰۱ء میں آیا اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے اس نے تجارتی مشن کی بنیاد ڈالی، اور ۱۶۱۳ء میں باضابطہ طریقے سے تاجر کی حیثیت سے ہندوستان میں داخل ہوا، اور جب اس نے اپنی جڑیں مضبوط کرلیں، تو ہر طرف ہمارے مال وجان، عزت وآبرو پر حملہ کرنے لگا اور ہمارا حال بدھوا مزدوروں سے بھی بدتر کردیا، ہمارے خون کی حیثیت اس کی نگاہ میں پسینے سے بھی کم تھی، اور اس کا ناپاک سایہ ہمارے صاف شفاف بدن میں بدبو پیدا کررہا تھا اور ملک کو گدلا کررہا تھا، ہمارے رشیوں، بزرگوں اور باغیرت وباحیا لوگوں کو بے دریغ موت کے گھاٹ اتار رہا تھا، ہماری ماؤں اور بہنوں کے سہاگ پر ڈاکہ زنی کررہا تھا، اور اس خطرناک دور سے ہندوستان جھوج رہا تھا، اس پرآشوب وقت میں ملک کے ہونہار وطن کے جاں نثار، ملت کے غمخوار علماء اور دانشوران قوم، انگریز سے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوئے اور جگہ جگہ آزادی کا پرچم لہرایا جانے لگا، ادھر حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے انگریز کے خلاف فتویٰ صادر کرکے اس کی نیندوں کو اڑادیا اور آزادی کا ایسا جوش کہ جس کا خمار ہزاروں ظلم وستم کے باوجود نہیں اترا، مارے گئے، کاٹے گئے، درختوں پر لٹکائے گئے، حرام کھالوں میں ڈالے گئے، تیر وپتھر آگ اور پانی کے نشانے پر سادھے گئے، مگر کیا مجال کہ انگریز آزادی کے جیالوں کو ایک قدم پیچھے بھی روک دیتا، چنانچہ ۱۸۵۶ء میں اس سلسلے میں بہت بڑی کانفرنس دہلی میں منعقد کی گئی، جس میں ہندوستان کے بڑے بڑے علماء اور مہارشی موجود تھے، بطور خاص حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا جعفر تھانیسریؒ، حضرت مولانا ولایت علیؒ، حضرت حافظ ضامن شہیدؒ، اور بہت سے صوفی سنت اس کانفرنس میں پرکاشت تھے، کانفرنس میں بانئ دارالعلوم حجۃ

الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا: اے ساتھیو! کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کہ انگریز تمہارے سر پر کھڑا ہے اور اپنی حکومت کا جال پورے ہندوستان میں بچھا رکھا ہے، اس سے لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ، ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا حضرت، ہم تو تعداد میں بھی تھوڑے ہیں، اور ہتھیار بھی نا کے برابر ہے، تو حضرت کو جلال آ گیا اور فرمایا کیا ہماری تعداد غازیان بدر سے بھی کم ہے پھر سامعین میں ایک ولولہ پیدا ہوا اور سب نے حضرتؒ کی تائید کی اور کہا کہ ہم مرجائیں گے، مگر انگریز کو ہندوستان سے بھگا کر ہی دم لیں گے۔ الغرض: جنگ آزادی کے موقع سے کئی محاذ بنائے گئے، مگر جو زیادہ خونریز معرکہ ہوا ہے وہ انبالہ کی سرزمین ہے، جس کی باگ ڈور حضرت مولانا جعفر تھانیسریؒ تھامے ہوئے تھے، اور دوسرا معرکہ شاملی کے میدان پر، جس کی قیادت پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرما رہے تھے، چنانچہ اس جنگ کے موقع پر بڑے بڑے مقتدر، ملک کے علماء اور رہنما شہید ہوئے، کہ جس میں کم و بیش دو لاکھ وطن کے فدا کاران مسلمان شامل تھے، اور بہت سے لوگ زخمی بھی ہوئے، مگر انگریز آزادی کی آواز کو دبا نہ سکا، کیونکہ جنگ آزادی کا نشہ پہلے ہماری رگوں میں دوڑا، اس لئے کہ ملک، ہم سے چھینا گیا تھا، جس کا غم ہم سے زیادہ کسی اور کو نہ تھا، مگر ہاں جنگ آزادی میں ہمارے ساتھ ملک کی دوسری قومیں بھی شامل تھیں، اس کے باوجود یہ کہنا کہ ہندوستان کو صرف غیر مسلموں نے آزاد کرایا ہے یہ سراسر فریب اور جھوٹ ہے اور ایسا بالکل نہیں تھا، مگر ہاں! ہم سچ کہنے سے کبھی نہیں ڈرتے، نہ ہچکچاتے ہیں، کیونکہ تحریک آزادی میں اگر ایک طرف حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، سید احمد شہیدؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ، حضرت شاہ عطاء اللہ بخاریؒ، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا عبید اللہ سندھیؒ، حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا اشفاق اللہ خاںؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا فضل حق خیر آبادیؒ، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا محمود حسنؒ دیوبندی، سلطان ٹیپوؒ، سراج الدولہؒ، مولانا جوہر علیؒ و گوہر علیؒ، مولانا ولایت علیؒ بہاری اور بے شمار اکابر علماء کرام موجود تھے، تو دوسری طرف راجہ مہندر پرتاب، جواہر لال نہرو، بھگت سنگھ، مہاتما گاندھی، نیتاجی سبھاش چندر بوس، پٹیل

جی، لالہ لاج پت رائے، رام پرشاد بسمل، چندر شیکھر آزاد، پرشوتم داس ٹنڈن، پنڈت مدن موہن مالویہ، اشوک جی اور دیگر ملک کے مہان رشی بھی موجود تھے مگر اسکولوں، کالجوں کے نصاب سے ان مذکورہ تمام متبرک ناموں کو نکال کر صرف راجہ مہندر پرتاب جی اور سبھاش چندر بوس وغیرہ کے نام پر اکتفا کرنا اور مسلم قائدین کے نام کو نکال دینا یہ ملک دوستی نہیں بلکہ ملک اور تاریخ کے ساتھ جفا کاری ہے، اور وہ ایسے لوگ ہیں جو خود تو غدار ہیں، مگر مسلمانوں کو خواہ مخواہ غداری سے مشہور کرتے پھرتے ہیں جو خود ذہن و دماغ، عقل و جسم کے اعتبار سے تو کالے ہیں اور الزام صاف آئینوں پر تھوپتے ہیں کہ آئینے تو سیاہ ہیں۔

ملک کا وفادار اور غدار کون ہے؟

اور رہی غداری کی بات، تو ان باتوں سے اندازہ ہو جائے گا کہ کون ملک کا غدار ہے اور کون ملک کا وفادار؟ یہ صاف بات ہے کہ ملک ہم نے آزاد کرایا اور بادشاہ ان کو بنایا، اور جب ملک کی تقسیم ہوئی اور ہم سے کہا گیا کہ پاکستان چلو، تو ہمارے آباء واجداد میں سے کچھ تو چلے گئے جن کو جانا تھا، اور کچھ فکر و فن کے سپہ سالار اور عقل کے شہسواروں نے یہ کہا کہ ہم ہندوستان سے باہر نہیں جائیں گے، ہم یہیں پیدا ہوئے اور اسی زمین کی گود میں دفن ہو جائیں گے، ایسا نہیں ہوگا جب تک زندہ رہے بھارت رتن کہلاتے رہے اور مرنے کے بعد وجود کا پتہ بھی نہیں چلے، کہ سمندر کے راستے امریکہ پہنچے یا لندن، پاکستان پہنچ گئے یا سری لنکا، کیوں کہ جلی راکھ کو جب سمندر میں ڈال دیا جائے گا تو پھر کیا پتہ چلے گا کہ صاحب کہاں پہنچ گئے؟

وفاداری یہ ہے

کہ جب اس ملک ہندوستان میں، ایک طرف اندرا گاندھی بھارت رتن بن رہی تھی، تو دوسری طرف ملک کا شیر عبدالحمید ۱۹۶۵ء میں پاکستان کے اس ٹینک کو جس کو دلی تک پہنچنے سے کوئی روک نہیں سکتا تھا، اس کو نیست و نابود کرنے میں لگا ہوا تھا، اور اس امریکی ٹینک کی شہ رگ کو کاٹنے میں کامیابی ملی، جو باشندگان ہند کے لئے موت کا سامان بن رہا تھا،

اور جب ۱۹۴۷ء میں کشمیر کے بٹوارے کو لے کر گڑبڑی ہوئی تو بھارت رتن فوجی، برگریڈر محمد عثمان نے اپنا حوصلہ جوان کرتے ہوئے سرحد کی حفاظت کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا، اسی طرح کارگل پر جب پاکستان نے حملہ کیا تو حنیف الدین نے ملک کی آبرو بچانے کی خاطر شہادت کا جام نوش کیا، اور اس طرح کے بے شمار مسلمان ہیں جنہوں نے ملک کی بقاو تحفظ کے لئے اپنے کو قربان، بچوں کو یتیم اور بیوی کو بیوگی کا لباس پہنا دیا۔ شعر

ہندوستان کا سچا وفادار میں ہی ہوں ❁ قبروں سے پوچھ اصل ذمہ دار میں ہی ہوں
دریا کے ساتھ وہ تو سمندر میں بہہ گیا ❁ مٹی میں مل کے مٹی کا حقدار میں ہی ہوں

ہندوستان سے لے کر قبرستان تک

یعنی پیدائشی مٹی سے لے کر قبر کی مٹی تک ہماری وفاداری کی دلیل دے رہی ہے، اگر یقین نہ ہو تو قبر کھود کر دیکھ لو کہ کتنے شہداء اسلام اور جاں نثار وطن ایسے ملیں گے انشاء اللہ، کہ جو سرزمین ہند میں مدفون ہیں، اور وہ آج بھی اپنی قبروں میں تر و تازہ، دفن اور جسم سالم کے ساتھ آرام فرما ہیں، کیونکہ وہ اپنے قول و فعل اور حسن عمل میں صاف اور سچے تھے، تو مٹی نے ان کی قدر کی اور ان کے جسم کی یوں حفاظت ہو رہی ہے کہ وہاں تک کیڑوں، مکوڑوں اور درندوں کی بھی رسائی نہیں ہو سکتی۔

ہم ملک کے معمار ہیں جس پر ہمیں ناز ہے

ہم ملک کے معمار اور وفادار ہیں جس پر ہمیں ناز اور فخر ہے، یہ کون ہے جو کہہ رہا ہے کہ مسلمان ملک کے دشمن ہیں، نہیں نہیں ہرگز نہیں، ہم تو اس ملک کے گیسو کو سنوارنے والے ہیں اور جب جب ملک پہ کوئی مصیبت آن پڑتی ہے، تو اس وقت بھی ہم آگے ہی نظر آتے ہیں، ہندوستان کی سرزمین کی یادگاریں ہم سے وابستہ ہیں، آگرہ کا تاج محل اور اس کا ترشیدہ بدن،، کہ کون اس کا آقا اور شوہر ہے، ہم ہی تو ہیں، قطب مینار کو بلندی کا زیور پہنانے والا کون ہے؟ لال قلعہ کو اور اس میں بن رہی مسجد کو موتیوں سے جڑنے والا کون ہے؟ مجھے یقین ہے کہ ہر طرف سے یہی آواز آئے گی، مسلمان مسلمان، ادھر اس دور حاضر

میں ہندوستان کو جوان دل اور ایٹمی ہتھیاروں سے لیس اور یہاں کے حکمرانوں کے حوصلوں کومہمیز اور جوہر عطا کرنے والا، اگنی، پرتھوی، میزائل بنانے والا کون ہے؟ جواب یہی آئے گا اے پی جی عبدالکلام، باوجود اتنی قربانیوں کے، مسلمانوں کو غدار کہنے والا حقیقتاً خود ہی غدار ہے، اس لئے تاریخ لکھنے والوں کے ذہن میں یہ بات رہنی چاہئے کہ تاریخ کے ایک پہلو کو لکھنا اور ایک پہلو کو چھوڑ دینا یہ تاریخی خیانت ہے۔

یہ ہے غداروں کا گروہ

کہ جنہوں نے باپو کا قتل کیا، کانپور، گونڈہ، گودھرا، احمد آباد، بھاگلپور، اعظم گڑھ، مرادآباد، ملیالم، بھرت پور، راجستھان، امرتسر میں فساد مچایا، اور جنہوں نے اندرا گاندھی، راجیو گاندھی، شنکر رمن کا قتل کیا، اور بابری مسجد شہید کرائی، جنہوں نے قرآن کے اوراق جلائے، یا قرآن کے خلاف رپوٹ لکھوائی، کہ نعوذ باللہ قرآن نفرت پھیلاتا ہے، جیسا کہ چوپڑا کا کھوپڑا خراب ہوا کہ اس نے کلکتہ ہائی کورٹ میں مسٹر پدماستگیری کی عدالت میں رپوٹ لکھوائی کہ قرآن بھید بھاؤ کا درس دیتا ہے، جس کے خلاف مسلمان کھڑے ہوگئے اور کہا کہ جو ہمارے قرآن کے خلاف، مقدمہ ہائی کورٹ میں لے جائے گا، ہم قرآن کے خلاف مقدمہ سننے ہائی کورٹ میں نہیں جائیں گے، بلکہ اس کی لاش کو ہائی کورٹ تک پہنچا کر چھوڑیں گے، اور جو لوگ چار شادی کے خلاف، اردو کے خلاف، مدارس ومساجد کے خلاف، علماء اور تبلیغی مراکز کے خلاف بات کرتے ہیں، ان کی مثال چور کی طرح ہے کہ چور کو ہر آدمی چور دکھائی دیتا ہے، اسی طرح بازاری عورت، کہ جو ہر عورت کو اپنی ہی طرح سمجھتی ہے، رہے مسلمان تو یہ کسی کے مذہب پر حملہ زن نہیں ہوتے، کیونکہ سچا مذہب والا کسی کے مذہبی تقدس کو پامال نہیں کرتا، مگر جس کو اپنے مذہب میں شک ہوتا ہے وہ تو ہر طرف حملے کا ہاتھ بڑھاتا ہے، چنانچہ خود اسی ہندوستان میں ایک ہندو، رام جیٹھ ملانی نے اخبارات میں یہ اعلان دیا کہ رام کی کوئی حقیقت نہیں ہے، بلکہ افسانہ ہے اور ایک مرتبہ اٹل بہاری واجپائی کا بھی یہ بیان آیا کہ ہندو دھرم کوئی دھرم نہیں ہے، جبکہ روس میں گیتا پر پابندی لگائی گئی۔ الغرض: رام پر، رامائن پر، گیتا پر، گروگرنتھ پر اعتراض کرنے

والے بھی یہی ہیں، رہا سوال کہ پاکستان کس نے بنوایا؟ یہ بہت پیچیدہ سوال ہے، ایک مسٹر جناح ہی ذمہ دار نہیں تھے، پاکستان بنوانے کے، بلکہ مسٹر پٹیل اور ان کے علاوہ غیر مسلموں کی ایک خاصی تعداد تھی جو اس تگ ودو میں شامل تھی، کہ جس پر سے اگر پردہ اٹھایا جائے، تو بڑے بڑے سورما بے نقاب نظر آئیں گے، مسلمان اس ملک کے خیر خواہ ہیں اس لئے ان کے لئے یہ جملہ کہنا ''ہندی ہندو ہندوستان ملا بھاگو پاکستان'' کسی طرح بھی زیبا نہیں ہے۔

یہ اندھی حکومت ہے

یہ کیا بات اور کیسی حکومت ہے؟ کہ ظلم کوئی کرے اور سزا کسی اور کو ملے، چوری کوئی اور کرے اور جیل میں کوئی اور جائے، قتل کوئی اور کرے اور گرفتار کسی اور کو کیا جائے، بم کادھاکہ کوئی اور کرے اور دہشت گرد کسی اور کو کہا جائے، فرقہ وارانہ فسادات کوئی اور کرائے اور قیدی کسی اور کو بنایا جائے، یاد رہے! کہ اس طرح کے قوانین ونظام سے ملک تباہ ہوجاتا ہے۔

بم اور ہم

ملک میں کہیں بھی یعنی کنیا کماری سے لے کر بنگالہ تک، ممبئی اور چنئی سے لے کر کشمیر وگجرات تک کہیں بھی کوئی حادثہ ہوتا ہے تو یہاں کے مسلمان لرز جاتے ہیں، اور ملک میں امن وشانتی کی دعائیں مانگتے ہیں، ہر نماز کے بعد، ہر اجتماع واجلاس کے بعد ملک کے حق میں ہمارے علماء دعائیں کراتے ہیں، مگر اس کے باوجود ظلم کے شکار مسلمان ہی ہوتے ہیں، دہلی میں پارلیمنٹ پر بزدلوں نے حملہ کیا، مکہ مسجد حیدرآباد اور اجمیر شریف میں بم پھٹے، سمجھوتہ اکسپریس، گودھرا میں حادثہ ہوا، مسلمانوں کا دل غم کی وجہ سے زخمی ہوگیا، لیکن اس کے بعد بلا کسی ثبوت کے گجرات کے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ کیا گیا وہ ملک ہندوستان پر ایک بدنما داغ ہے، کہ جہاں مسلمانوں کا بے دریغ خون بہایا گیا، عورتوں کی عزتیں لوٹی گئیں اور معصوم بچوں کو زندہ درگور کردیا گیا، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ وحشیانہ ظلم کہ ماں کے پیٹ کو چیر کر اس سے بچہ نکال کر اور اس بچہ کے پیٹ میں ترشول گھونپ کر اس کو اوپر اچھالا گیا اور نیچے سے گولی چلا کر اس کے چیتھڑے فضا میں اڑادیئے گئے، کہ جس

سے انسانیت کراہ اٹھی، اور شرافت کے ماتھے پر پسینہ آگیا، جس کو لکھتے ہوئے قلمکاروں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

انّیائے نگر کی حکایت

ایک گرو، اور ایک چیلہ اُس انّیائے نگر میں پہنچے جہاں ہر چیز کا بھاؤ ایک تھا، سولہ سیر گیہوں، سولہ سیر بادام، سولہ سیر گھی، سولہ سیر نمک، سولہ سیر گوشت، غرضیکہ ہر چیز کا ایک ہی بھاؤ تھا، گرو نے جب یہ حال دیکھا تو چیلہ سے کہا کہ یہ شہر رہنے کے قابل نہیں ہے، یہاں سے چل نکلو، یہاں کھرے کھوٹے سب ایک ہی بھاؤ ملتے ہیں، چیلہ بضد ہوگیا اور کہا کہ ہم تو یہیں رہیں گے، خوب گھی کھائیں گے، طاقت بنائیں گے، گرو نے بہت سمجھایا مگر اس نے ایک نہ مانی، ایک عرصہ تک دونوں وہاں سکون سے رہتے رہے، سب چیزیں افراط سے مہیا ہوتی رہیں، چیلہ کھا کھا کر خوب موٹا ہوگیا، چناں چہ ایک مرتبہ ایک راجہ کے یہاں ایک مقدمہ دائر ہوا اور وہ یہ تھا کہ دو چور کسی مہاجن کے یہاں گئے تھے چوری کرنے، نقب لگا کر ایک تو اندر داخل ہوگیا اور ایک باہر پہرہ دے رہا تھا، اندر داخل ہونے والے پر دیوار گری اور وہ دب کر مر گیا، تو اس کے ساتھی نے دعویٰ دائر کر دیا، کہ مہاجن نے ایسی کمزور دیوار کیوں بنوائی؟ کہ جس کی وجہ سے میرا ایک ساتھی مر گیا، مہاجن کو حاضر کیا گیا تو اس نے اپنا عذر بیان کیا کہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے، معمار نے ایسی دیوار بنائی تھی، معمار کو جب بلا کر پوچھا گیا تو اس نے کہا میری کوئی خطا نہیں، مزدور نے گارا پتلا کر دیا تھا، جس کی وجہ سے اینٹ صحیح طرح نہیں جم سکی، مزدور کو حاضر کیا گیا، اور اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ سقہ نے پانی زیادہ چھوڑ دیا تھا، سقہ کو حاضر کیا گیا تو اس نے کہا کہ سرکاری ہاتھی میری طرف دوڑ کر آرہا تھا، ڈر کی وجہ سے مشک کا دہانہ میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا اس لئے پانی زیادہ پڑ گیا، ہاتھی چلانے والے کو بلایا گیا اس نے کہا اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے کیونکہ ایک عورت بجتا ہوا زیور پہن کر آرہی تھی، جس کی پازیب کی جھنکار سے ہاتھی چونک گیا، وہ عورت حاضر کی گئی اس نے کہا میرا قصور اس میں نہیں ہے، کہ سنار نے پازیب میں باجا ڈال

دیا تھا، سنار کو حاضر کیا گیا، اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا آخر کار اس سنار کو پھانسی پر چڑھانے کا حکم دے دیا گیا، اور اس کو پھانسی پر لے گئے، مگر گردن پتلی ہونے کی وجہ سے حلقہ اس کے گلہ میں برابر نہ آیا، جلاد نے آکر کہا کہ حلقہ اس کے گلے میں نہیں آتا، اس پر یہ تجویز پاس ہوئی کہ کسی موٹے شخص کو پھانسی دیدو، تلاشی ہوئی تو سوائے چیلہ کے اتنا موٹا اور کوئی نہ ملا، چنانچہ چیلہ پکڑا گیا، اب چیلہ پریشان ہوکر گرو جی سے کہتا ہے کہ گرو جی کسی طرح جان بچایئے، تو گرو نے جواب دیا کہ بھائی میں نے تو پہلے کہا تھا کہ یہ شہر رہنے کے قابل نہیں ہے، مگر تو نے نہ مانا، اب اپنے کئے کو بھگت، چیلہ عاجزی کرنے لگا، کہ کسی طرح بچایئے، کہ آخر میں آپ کا ہی پروردہ ہوں، تو گرو نے ایک تدبیر نکالی، اور آپس میں جھگڑنا شروع کر دیا، گرو کہتا تھا، کہ مجھے پھانسی دو اور چیلہ کہتا تھا مجھے پھانسی دو، جب اس جھگڑے کی نوبت راجہ تک پہنچی تو راجہ نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو گرو نے فوراً جواب دیا کہ یہ ایک ایسا لمحہ ہے کہ جو کوئی اس لمحہ میں پھانسی پر چڑھ جائے گا، وہ سیدھا بیکنٹھ میں چلا جائے گا اس لئے ہم جھگڑتے ہیں کہ پھر ایسا لمحہ آنے والا نہیں ہے، راجہ نے کہا پھر اس سے بہتر موقع کہاں نصیب ہوگا؟ مجھے ہی پھانسی پر چڑھادو، چنانچہ اسی کو پھانسی دے دی گئی، تو ظلم کرنے والا ایک نہ ایک دن خود اس کا شکار ہوجاتا ہے۔

یہ جماعت اللہ والوں کی ہے

سچائیت کے چہرے پر کیچڑ ڈال کر اس کی حقیقی خوبصورتی کو چھپایا نہیں جاسکتا، یہ جماعت والے اللہ والوں کی جماعت، راستے سے بھٹکے لوگوں کو راہ راست پر لانے کی فکر رکھنے والی جماعت، اہل اللہ کی مرتب کردہ جماعت، خدائی تائید ونصرت حاصل کرنے والی جماعت، سیدھے سادھے انسانوں کی جماعت، کہ جس کے سر پہ ٹوپی، چہرہ پر داڑھی، کندھے پر بستر اور زبان پر شکر وصبر کا ترانہ ہوتا ہے، اس کو بھی دہشت گردی سے جوڑ کر آج جیلوں میں بند کیا جارہا ہے، ان کا سامان چھینا جارہا ہے، اور اگر ان کے چہرے پہ تبسم اور ہنسی ہے تو ہم بتا کر ہراساں کیا جارہا ہے، کیا یہ جیو اور جینے دو کے مقولے پر عمل کیا جارہا ہے، ہر گز نہیں۔

ہم بھی تم بھی

ہمارے آباء واجداد بھی اسی سرزمین کی خاک سے پیدا ہوئے اور تمہارے باپ دادا بھی، ہماری عقلیں اور آنکھیں اسی سرزمین میں جوان ہوئیں اور تمہاری بھی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح اس باغیچہ کا مالک تم ہو، اسی طرح ہم بھی، جس طرح تم نیلی چھت کے نیچے زندگی گذار رہے ہو، اسی طرح ہم بھی، جس طرح تم یہاں کے پہاڑوں، تالابوں، ندی، نالیوں، میدانوں، عدالتوں، اسکولوں، کالجوں سے فائدہ حاصل کرتے ہو اسی طرح ہم بھی، اس لیے یہ کہنا کہ دیش صرف ہمارا ہے کسی طرح درست نہیں۔

قربانی پر اعتراض کرنا سراسر ظلم ہے

اگر قربانی جانوروں پر ظلم ہے۔ تو بھوانی دیوی کے لئے بکرے کی بھینٹ کیا ہے؟ ایک مرتبہ، مینکا گاندھی کا اخبار میں ایک بیان آیا تھا کہ مسلمان جو اونٹ کی قربانی دیتے ہیں وہ سراسر انسانیت کے خلاف ہے۔۔ الغرض اگر ان کی نگاہ میں جانوروں کی قربانی ٹھیک نہیں تو سب سے پہلے بھوانی دیوی کے لئے جو بکرا بھینٹ کیا جاتا ہے اس پر پابندی لگانی چاہیے، مگر کسی نے سچ کہا ہے کہ آدمی کو اپنی آنکھ کا تنکا نہیں دکھائی دیتا ہے، مگر دوسرے کی آنکھ کا تنکا حاسد کی نظر میں پہاڑ معلوم ہوتا ہے۔ اور جو یہ کہتے ہیں کہ مسلمان جانوروں کا ہتیا کرتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ہم ہتیا نہیں کرتے بلکہ جانوروں کو حیات بخشتے ہیں کہ جو جانور کا پیدا کرنے والا ہے، اسی کے نام پر ذبح کرتے ہیں، حضور اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر سو اونٹوں میں سے تریسٹھ اونٹوں کی قربانی اپنے ہاتھ سے دی اور ہر جانور خود آپؐ کے پاس کھنچتا ہوا آ رہا تھا۔

انسان دوستی یہ ہے

اگر واقعی کسی کے اندر انسان دوستی کا جذبہ ہے تو سب سے پہلے اس کو ملک سے رشوت کو، شراب نوشی کو، قحبہ خانوں کو، سٹہ بازی کے اڈوں کو، چوری اور ڈکیتی کو، شادی بیاہ

دنیا میں کوئی ہمیشہ زندہ نہیں رہے گا، بلکہ دنیا بھی ایک دن اہل دنیا کی طرح فنا ہو جائے گی۔ ساتھیو، ایک ایسی شخصیت، جس کی دور اندیشی کی نگاہ، ہمیشہ ظالموں کے نخل تمنا، ویران کرنے میں لگی رہتی تھی، کہ جس کے سامنے بڑے سے بڑا افسر ہاتھ جوڑے کھڑا رہتا تھا، اور اس کی عزت و احترام کا عالم یہ تھا، کہ لوگوں کی گردنیں فرط احترام سے اس کے سامنے جھک جاتیں، اور نہایت ادب و تعظیم کے ساتھ لوگ ان سے ملتے تھے، ایسی عبقری شخصیت، جسکا مضبوط ہاتھ ہر وقت ظالموں کے خلاف تھا، اس کے بالمقابل وہ غریبوں کا ایک نایاب مسیحا، اور دست رس تھا، آج ہماری چمکتی تلواروں کی دھار کند ہوگئی ہے، اور ساری چمک و دمک، ملول خاطر ہو کر رہ گئی ہے۔

مہمان نوازی

مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ، پراگندہ بال وحال، لوگوں کو بھی اپنے سا یک ہی دستر خوان پر بٹھا کر کھانا کھلاتا تھا۔ جس کے کرم کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا، امیر وغریب، دوست ودشمن سب کو اپنی فیاضی سے برابر بہرہ ور کر رہا تھا، گویا کہ آج ان کی بھی موت ہوگئی جو ان کے سایہ تلے عیش و آرام کی زندگی گذار رہے تھے، جو بہت بڑے خسارے اور نقصان کی بات ہے۔ کہ اس کی موت سے لوگوں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ وہ کوئی عام انسان نہیں تھا جب ہی تو اس کے جنازہ میں بڑے بڑے علماء، اکابر کا ایک جم غفیر تھا، کہ جس کی تعداد انگلیوں پر نہیں گنی جاسکتی تھی۔

ایصال ثواب

ساتھیو! آج ہمارا فرض بنتا ہے کہ اس شخصیت کے ایصال ثواب کے لیے اور ان کی روح کو ٹھنڈک پہنچانے کے لئے زیادہ سے زیادہ قرآن خوانی کا اور دعاء کا اہتمام کریں کیونکہ مردوں سے دوستی نبھانے کا یہ ایک بہترین طریقہ ہے اور قدیم ہم نشینی و دوستی برقرار رکھنے کا اچھا موقع ہے، یہ انصاف کا تقاضا نہیں ہے کہ وہ جب تک زندہ رہے، اپنی سخاوت فیاضی، سے ہمیشہ ہماری مشکلات اور حادثات میں کام آئے۔ اور ہم ان کے پردہ فرمانے

کے بعد کچھ کام نہ آئیں۔

اور میری زندگی کی یہ پہلی اتنی بڑی سخت مصیبت ہے، کہ جس نے تمام مصیبتوں کو پس پشت ڈال دیا کہ ایک مہان شخصیت کا انتقال ہوگیا، جو پاک دامن ابر باراں کے مانند پاک وصاف تھا، جو گفتار اور رازوں کو چھپانے والا تھا، اے قبر کی مٹی، ذرا اس ممدوح کا خیال رکھنا، کہ جس کی یاد ہمیں ایک مدت تک آتی رہے گی۔ اور اس کا حسن اخلاق، صدیوں تڑپاتا رہے گا۔ کہ جس کی قبر کے پاس سے انسان تو انسان، اگر کوئی پرندہ بھی گذرتا ہے تو بغیر دو آنسو ٹپکائے اس سے آگے نہیں بڑھتا، کیوں کہ اس کے احسانات کی بارش انسان اور پرندوں پر بھی ہوتی رہی ہے۔ ساتھیو! وہ مجلس ومحفل، جوان کی ذات سے روشن تھی، آج سونی پڑی ہوئی ہے۔ کہ موت نے اس پر شبخوں مارا ہے، وہ تخت وتاج اور مسند، رورہا ہے کہ وہ جس پر بیٹھتے تھے اور سر پر لگاتے تھے، اس کا وجود ہم پر ایک روشن ستارہ تھا جو ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا اور اس کی ذات ایک عمدہ خوشبو تھی جو ہم سب کو معطر رکھتی تھی، جو ہر قوم کا ہمدرد اور جائے پناہ تھا اور اس کی ہیبت بھی تمام دلوں پر طاری تھی، آج ان کی موت سے دل پر ایسا تیر لگا کہ جسم کا رواں رواں چھلنی ہورہا ہے۔ اور آنسوؤں کے بادل نے ہر طرف سے آنکھوں کے حلقہ کو گھیر رکھا ہے کہ ایسے بیمثل شخص کا مرنا نہایت تکلیف دہ ہے، کہ جس کا کوئی بدل نہیں، اب کس کو دیکھ کر لوگ اپنا غم بھلائیں گے، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ غم سے کوئی مصیبت نہیں ٹلتی، جب کہ سب کو ایک دن پیوند خاک ہونا ہے۔

یہ تعجب کی بات نہیں

یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ جوان مرگیا، اور بوڑھا زندہ ہے، عالم مرگیا! اور جاہل زندہ ہے، مسیحا مرگیا اور جھوٹا زندہ، ہے عظیم المرتبت سخی اور فیاض مرگیا، اور بخیل، رذیل، نادان واحمق زندہ ہے۔ بچہ مرگیا، اور ماں زندہ ہے، ماں مرگئی اور بچہ زندہ ہے، بہادر مرگیا اور بزدل زندہ ہے، کہ یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے کہ اس سے پہلے بھی اس طرح کے بہت سے واقعات رونما ہوئے ہیں، کہ بہت سے تن پرور، تنومند اور نامور لوگ خاک میں مل گئے جنکا کوئی نام ونشان نہیں ہے، زندگی سے سب کو پیار ہے، کوئی مرنے کی عقل و

خرد والا تمنا نہیں کرتا۔ مگر یہاں کسی کو دوام نہیں ہے، ہر شخص ایک متعین وقت پر یہاں سے کوچ کر جاتا ہے اور دنیا کی عیش وعشرت اور اس کی لذتیں مثل خواب کے ہیں، کہ خواب میں عاشق محبوب کی زیارت سے محظوظ اور لطف اندوز ہوتا ہے، مگر جب بیدار ہوتا ہے تو خواب پریشاں اس کو پریشان کر دیتا ہے، کہ یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے، وہ محض دھوکہ تھا، اسی طرح دنیا بدستور قائم رہتی ہے اور اس میں رہنے والا دوسری دنیا کے لئے رخت سفر باندھ لیتا ہے۔ اور ایسی تاریک کوٹھری میں پناہ گزیں ہو جاتا ہے، جہاں نہ خزائی گھاس، عود وعنبر اور نہ حنوط کی عمدہ خوشبو پہنچتی ہے اور نہ پھوار کی تری، نہ رونے کی آواز پہنچتی ہے اور نہ غم میں پھاڑے ہوئے کپڑوں کے دامن۔

یہ ہے تعجب کی بات

ہم اپنے مخالفین سے لڑنے کے لئے تیز سے تیز ہتھیار اور مارنے والے، بم، کلسٹر بم، ایٹم بم، سمندری، جہاز سمندری بم، غاروں، پہاڑوں میں سوراخ کرنے والے بم، اور بچاؤ کے لئے طرح طرح کی خوردبین اور اور دیگر مشینیں ایجاد کرتے ہیں، اور توپ خانوں میں رکھتے ہیں، مگر تعجب اس بات پر ہے کہ موت بغیر لڑے ہم کو مار ڈالتی ہے اور سارے آلات اور لشکر عظیم اور بکتر بند ہتھیار بھی حکم الٰہی سے نہیں بچا سکتے اور آلات ضرب وحرب یوں ہی رکھے رہ جاتے ہیں۔ اور کتنے لوگ ہیں کہ ان کی زندگی میں لوگ ان کی آنکھوں، ہاتھوں کو، صاحب عزت ومنصب ہونے کی وجہ سے بوسہ دیتے رہے۔ مگر مرنے کے بعد ان کی آنکھیں، ہاتھ، پاؤں اور سارا جسم مٹی کی ریت میں ملا ہے؛ موت برحق ہے۔ اگر موت نہ ہوتی تو، بظاہر انسانی زندگی تنگ ہو جاتی، نہ کوئی مچھلی کو "توا" پہ بھون سکتا تھا، نہ آدمی گائے اور نہ بھینس کے تھن سے دودھ نکال سکتا تھا اور نہ کوئی جانور کسی جانور پر حملہ زن ہو سکتا تھا، نہ کوئی جانوروں کو پکڑ کر، اس کے اوپر جوئے ڈال سکتا تھا، نہ کوئی تانگہ، اور بگی کھینچنے کے لئے اس کو استعمال کر سکتا تھا، نہ گھوڑے کی پیٹھ پر اور نہ ہی ہاتھی کے اوپر کجاوہ کسا جا سکتا تھا بلکہ جانور انسانوں سے کہتے کہ لاؤ ہم تمہاری پیٹھ کے اوپر سوار ہوتے ہیں اور موت نہ ہونے کے سبب انسانوں اور جانوروں کی اتنی کثرت ہوتی کہ

سب ایک دوسرے پر سوتے اور کسی کو مکمل محل اور مکان صحیح طور سے میسر نہ ہوتا۔ نہ کوئی کسی پر حکومت کرسکتا تھا، نہ کوئی بادشاہ وزیر، پولس، اور بم ومیزائل کی ضرورت پڑتی، اور نہ قید وجیل کا تصور ہوتا، اور نہ انصاف کے لیے عدالت لگتی، انسان درندوں کی زندگی گذارتا، اور کوئی کسی سے شرم ولحاظ نہ کرتا، بلکہ من مانی زندگی ہوتی۔ نہ کوئی جنگ ہوتی نہ کوئی مرد اپنی بیوی پر کسی طرح کا دباؤ بناتا، مگر موت نے ظلم کا منہ بند کردیا، اور حیرت وتعجب میں ڈال کر اپنی زندگی کو صحیح گذارنے کا سبق دیا، کہ سنبھل کے رہنا، میں بہت جلد آنے والی ہوں، مگر کسی کی موت پر غم کا ہونا ہی انسانی فطرت ہے، کیوں کہ انسان کا ایک خاصہ رحم دلی بھی ہے۔

دنیا میں سب سے تیز رفتار موت

دنیا کی تمام تیز رفتار چیزوں میں سب سے زیادہ تیز رفتار موت ہے اور دنیا کی تمام ڈروائونی چیزوں میں سب سے زیادہ ڈراونی چیز بھی موت ہی ہے، جس کی تیزی کے سامنے بجلی کی کڑک، سمندر کی لہر، اور تلوار کی چمک کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

خطاب آل واولاد اور خویش واقارب سے

صبر کی تلقین کرنا ایسے لوگوں سے جو سراپا صبر کے پیکر ہوں کوئی دانشمندی کی بات نہیں ہے مگر دانش کا یہ خیال بھی بیجا نہیں ہے کہ بہت سے لوگ جو صبر کی حقیقت سے واقف ہیں اور خود صبر وشکیبائی کا درس دیتے ہیں مگر صدمۂ عظیمہ کی وجہ سے اس سبق کو بھول جاتے ہیں۔ اور کیوں نہ ہو کہ ایک عظیم شخصیت کا سایہ ان کے سروں سے اوجھل ہوگیا ہے۔ مگر صبر کے علاوہ چارہ ہی کیا ہے؟ اور غم تو بہت بری بلا ہے، جو موٹے تازے اور لحیم وشحیم آدمی کو بھی لاغر وکمزور کرکے ہلاک کردیتا ہے۔ اور جوانوں کے بال سفید کرکے وقت سے پہلے ان کو بوڑھا کردیتا ہے۔ الغرض وہ بلند صفات، عبقریت شخصیت جس نے زندگی گذاری آب و تاب کے ساتھ اور وفات پائی علمی، ادبی، سماجی خدمات کے انہماک کے ساتھ، خدا کی رحمت ہو اس متوفی پر اور مغفرت کا گیسو اس پر دراز ہو اور باری الٰہ اپنے لطف وکرم کی نوری چادر میں اس کو ڈھانک لے اور رحمت کی ایسی موسلا دھار بارش اس کی قبر پر ہو، کہ قبر کے ذرہ ذرہ کو تر کرکے اس کو سرسبز وشاداب بنادے۔ آمین

عربی میں دعاء اس طرح کریں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ ۨالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَاتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءَ، رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِیْنَ۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ الٓمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ، صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔ اَللّٰهُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاغْلِبْهُمْ عَلَى الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی وَالْمُشْرِكِیْنَ، اَللّٰهُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ كُلِّ بَلَآءِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ مَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔ اَللّٰهُمَّ اَعِنَّا عَلٰی تِلَاوَتِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِکَ وَشُكْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔ یَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِکَ وَثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِیْنِکَ۔ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اِجْتِنَابَهٗ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْعِصْمَةَ مِنْ كُلِّ

ذَنْبٍ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدَعْ لِي ذَنْباً إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا
إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا كَرْباً إِلَّا نَفَّسْتَهُ وَلَا ضُرًّا إِلَّا كَشَفْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى إِلَّا
قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا
وَتَعَالَيْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ
وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِي
وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا
وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَأَصْلِحْ
ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ، اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ الَّذِينَ يَصُدُّونَ
عَنْ سَبِيلِكَ وَيُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ، اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ
وَزَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ وَشَتِّتْ شَمْلَهُمْ وَفَرِّقْ جَمْعَهُمْ وَفُلَّ اَصْلِحَتَهُمْ وَدَمِّرْ دِيَارَهُمْ
وَأَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ۔ اَللّٰهُمَّ اَهْلِكْهُمْ كَمَا
اَهْلَكْتَ عَادًا وَثَمُودَ اَللّٰهُمَّ خُذْهُمْ اَخْذَ عَزِيزٍ مُقْتَدِرٍ۔ اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ
أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَى وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ النُّشُورُ۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ
وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي
الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ
الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ
الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ
الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَهُوَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ۔ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيثُ اَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنِي إِلَى
نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ۔ اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي۔ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ
فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ
وَالذُّلِّ وَمَوَاقِفِ الْخِزْيِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَسْئَلُكَ عِلْماً نَافِعاً وَعَمَلاً
صَالِحاً وَرِزْقاً وَاسِعاً وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ

وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِکَ مِنْ مُنْکَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ۔ اَللّٰھُمَّ اَلْهِمْنِي رُشْدِيْ، وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَّا یَخْشٰی وَدُعَاءٍ لَّا یُسْمَعُ وَنَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ۔

دشمنوں سے نجات اور ان پر فتح کی دعا

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ

مغفرت اور فتح کی دعا

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ۔

دین ودنیا کی جامع دعا

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

وہ دعا جس سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہو

رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا۔

قبول اعمال کی دعا

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

استقامت اور طلب رحمت کی دعا

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ رَبَّنَا اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔

مغفرت اور طلب رحمت کی دعا

اَنۡتَ وَلِیُّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡغَافِرِیۡنَ۔

رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرَّاحِمِیۡنَ۔

برائے اولاد

رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً اِنَّکَ سَمِیۡعُ الدُّعَاءِ۔

رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡوَارِثِیۡنَ۔

رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنَ الصَّالِحِیۡنَ۔

رفاقت صلحاء کی دعا

رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنۡزَلۡتَ وَاتَّبَعۡنَا الرَّسُوۡلَ فَاکۡتُبۡنَا مَعَ الشَّاهِدِیۡنَ۔

رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَکَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ۔

اثبات قدمی کی دعا

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا فِیۡۤ اَمۡرِنَا وَثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکَافِرِیۡنَ۔

توفیقِ عملِ صالح اور دخولِ رحمت کی دعا

رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضَاهُ وَاَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِکَ فِیۡ عِبَادِکَ الصَّالِحِیۡنَ۔

زمرۂ صالحین میں ہونے کی دعا

رَبِّ هَبۡ لِیۡ حُکۡمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصَّالِحِیۡنَ وَاجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ وَاجۡعَلۡنِیۡ مِنۡ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیۡمِ۔

اسلام پر وفات اور صالحین کی رفاقت کی دعا

فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ۔

بیوی بچوں کے سلسلے میں دعا

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔

ظالموں اور کافروں سے حفاظت کی دعا

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔

عذاب دوزخ سے پناہ کی دعا

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔

پل صراط پر آسانی سے گذرنے کی دعا

رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

مغفرت کی دعا

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ۔

وفات شدہ اہل ایمان کے حق میں مغفرت کی دعا

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

جن وشیاطین سے حفاظت کی دعا

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ۔

کلی کرتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَتِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِکَ وشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ

ناک میں پانی ڈالنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَۃَ النَّارِ۔

منہ دھوتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ

داہنا ہاتھ دھوتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔

بایاں ہاتھ دھوتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ۔

سر کے مسح کے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ تَغَشَّنَا بِرَحْمَتِکَ وَجَنِّبْنَا عَذَابَکَ۔

کان کے مسح کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ۔

گردن کے مسح کے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ۔

پاؤں دھوتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَیَّ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ۔

وضو سے فارغ ہونے کے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔

صبح وشام کی تلافی کی دعا

فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ، وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْھِرُوْنَ۔

بارش طلب کرنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْئًا مَرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلاً غَیْرَ آجِلٍ ٥ اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَکَ وَبَھَائِمَکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَکَ وَاَحْیِ بَلَدَکَ الْمَیِّتَ۔

وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

اردو میں دعا اس طرح کریں

اے سارے جہان کے پالنہار، ہم اپنے کئے قصور پر بے انتہا شرمسار ہیں اور تو بے انتہا گناہوں کو چھپانے والا ہے، ہم صدیوں اور برسوں نافرمانی میں ڈوبے رہے، شریعت کے امر و نواہی سے لاپرواہ رہے، گناہوں کی کیچڑ میں پھنسے رہے، اس کے بوجھ سے لدے ہوئے، کمر جھکی ہوئی، نظر شرمسار، اوندھا نصیبہ لئے ہوئے، ذلت کی گرد سے دامن بھرے ہوئے، دنیا کی گلی میں آبرو بہائے ہوئے، اپنا اعمال نامہ سیاہ کئے ہوئے، دولت کی چڑیا سے من بہلائے ہوئے، اپنے جرم کے عذر میں آنکھوں میں آنسوں لئے ہوئے، موت کی سختی، عذاب قبر اور میدان حشر کا خوف لئے ہوئے، تیری رحمت کے بھکاری بنے ہوئے، تیرے غیظ و غضب سے سہمے ہوئے، اپنے برے کام کی شرمندگی کی وجہ سے پسینہ سے منہ تر کئے ہوئے، توبہ کی خواہش دل میں لئے ہوئے، تیری بارگاہ میں دامن پھیلائے ہوئے، خطاؤں کو اپنوں سے چھپائے ہوئے، حرص و ہوس کی دلدل میں پھنسے

ہوئے، سرکش نفس سے دھوکہ کھائے ہوئے، ہر دروازے سے ناامید ہو کر، ہم تیرے در پہ امید کے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں۔ اے کریم آقا! تیری رحمت ومہربانی کا دریا تمام گناہوں پر بھاری ہے، اے اللہ! تو اپنی رحمت کی رسی ڈال کر ہمیں کھینچ لے، اور ہمیں نافرمانی کے دریاؤں سے نکال دے، تو ہمیں مرنے سے پہلے گناہوں سے پاک کردے، اور اپنی آغوش میں لے لے، ہماری توبہ کو قبول فرما کر نورِ ایمانی کے ساتھ دنیا سے اٹھا لے، یا اللہ! ہمیں قبر کے، حشر کے عذاب اور شرمساری سے محفوظ فرما، اور پلصراط کے راستے پر ثابت قدم رکھ اور اپنے حبیب کا جوار (پڑوس) نصیب فرما، اے اللہ! ہم نے جو قرآن پڑھا ہے، جلسہ واجتماع کرایا ہے اس کو قبول فرما، اور اس میں جو غلطیاں اور کوتاہیاں ہماری طرف سے ہوگئی ہیں اور یقینا بندہ گناہوں کا مجسمہ ہوتا ہے، یا اللہ! ہمارے گناہوں کو معاف فرما کر ہماری نماز کو، تلاوت قرآن کو، صوم وصلوٰۃ کو اپنے فضل وکرم سے قبول فرما کر اس کا ثواب حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام انبیاء صحابہؓ، شہداء اور آج تک کے تمام مرحومین، مومنین، عارفین، صالحین، متقین، قانتین، مومنات کی روحوں کو اس کا ثواب مرحمت فرما، اے عرش وکرسی کے مالک! تمام عالم کے خالق، جملہ مخلوق کے رازق، یوم جزا کے مالک، تو ہمارے رازوں سے واقف ہے، ہمارے عیوب آپ سے پوشیدہ نہیں ہیں، اے وہ ذات جب لوگوں کا دروازہ بند ہوجاتا ہے، جب بھی تیرا دروازہ کھلا رہتا ہے، ہم آپ سے توبہ کرتے ہیں، اور آپ ہی سے مدد وعافیت طلب کرتے ہیں، اے رحمن ورحیم، غفور وشکور، علیم وخبیر، سمیع وبصیر، علی وکبیر، عزیز وکریم، ودود ومجید، رؤف وقیوم ہماری سرّی وجہری، جلی وخفی، اگلے وپچھلے، دن کے اجالے کے اور رات کی تاریکیوں کے تمام گناہوں کو معاف فرما، ہمارے گناہوں کو نہ دیکھ، اور ہمارے اوپر کرم کا، عافیت کا معاملہ فرما، اس لئے کہ بس تو ہی عیبوں پر پردہ ڈالنے والا ہے، اور گناہوں کا معاف کرنے والا ہے اور قیامت میں شرمندگی سے نجات دینے والا ہے، اے اللہ! کفر سے، شرک سے، جھوٹ سے، غیبت سے، حسد سے، چغلخوری سے، حرام خوری سے، بدنگاہی وبدباطنی سے، بہتان بازی سے، قتل وغارت گری سے، کینہ سے، زنا سے، سود لینے سے، جوا کھیلنے سے، ہر شری کے شر سے، شیطان اور نفس

کے دھوکے سے، حسینوں کے دام اور جال سے، موت کی سختی سے، بدکرداری سے، بدعہدی سے، شراب پینے سے، فریب ومکاری سے، ریاکاری سے، بے ادبی سے، زمین پر فساد مچانے سے اور ہر برے افعال سے ہماری حفاظت فرما، اے خدا! بخشش کے ساتھ نظر کر، ذلیل بندوں سے گناہ ہوجاتا ہے مالک کی معافی کی امید پر، فقیر جب کرم، مہربانی اور ناز برداری دیکھتا ہے تو پھر بخشش کرنے والے کا پیچھا نہیں چھوڑتا ہے، اے اللہ! ہمیں بلند اخلاق سے، پاکیزہ اخلاص سے، علم وعمل سے، اپنے نور معرفت سے، حلم وبردباری سے، تواضع اور خاکساری سے، سخاوت ومردانگی سے، وحدانیت کے جام سے، پیغمبروں کی عظمتوں اور علوشان سے، قرآن کے حقانی بیان کی دولت سے سرشار ومزین فرما، یا اللہ ننگی شاخ کی طرح ہم ہاتھ اٹھائے ہیں، کہ تیرے در پہ ہاتھ پھیلانے والا ناامید نہیں ہوتا، تو ہی مسکین نواز، بے سہاروں کا سہارا، یتیموں کا رکھوالا، سارے جہانوں کا پالنے والا، مردوں میں جان ڈالنے والا، زمینوں، پہاڑوں، پتھروں درختوں کے بیچ رہنے والے جانوروں کو رزق پہونچانے والا، روح اور عقل کو پراگندگی سے دور کرنے والا، دلوں کو کدورتوں سے پاک کرنے والا، عزت وذلت بخشنے والا، بندوں کے سروں پہ سایہ کرنے والا، اور ابر کرم کا برسانے والا، بیمار کو تندرست اور تندرست کو بیمار کرنے والا، غریبوں کو امیر اور امیروں کو تختِ شاہی پر بٹھانے والا، ایک کو تاج بخشنے والا، اور ایک کے سر سے تاج اتارنے والا، آنکھوں کو نیک بختی کی راہ پر ڈالنے والا، بھلائی کی توفیق دینے والا، اور مصائب وآلام کو دور کرنے والا، مرتے وقت زبان پر کلمۂ شہادت کا شربت عطا کرنے والا، ہاتھوں کو برائی سے کوتاہ کردینے والا، پستی کو ہستی سے بدل دینے والا، کافرومشرکین پر بھی رحم کھانے والا، قبر کی تاریکی میں اپنے نور کی کرن کو جگمگانے والا، اور عذاب قبر سے بچانے والا، زخمیوں کے دل پر مرہم رکھنے والا، ایک نیکی کرنے کی وجہ سے تمام برے کرتوتوں پر پردہ ڈال کر مغفرت کرنے والا، اے مولیٰ تو ہمیں معاف فرما، اور اے وہ ذات کہ تو نے مچھلی کے پیٹ سے حضرت یونسؑ کو زندہ باسلامت نکالا، اور ابوجہل کو ذلت کے گڈھے میں گرادیا، تو نے حضرت ابراہیمؑ پر آگ کو ٹھنڈا کیا اور نمرود کو لنگڑے مچھر کے ذریعہ ہلاک کیا، حضرت موسیٰؑ کو بحر قلزم سے باہر نکالا اور فرعون کو زندہ دریا میں غرقاب کر

دیا، حضرت نوحؑ کو طوفان کے عذاب سے بچایا اور کنعان کو طوفان کے بھنور میں غرق کیا، حضرت سلیمانؑ کو تخت شاہی کا تاج عطا کیا اور قیصر و کسریٰ کو تہہ و بالا کیا، دار ارقم میں حضرت عمرؓ کو ایمان سے نوازا اور زوجۂ لوطؑ کو اس کی بدنصیبی کی وجہ سے ایمان سے دور کر دیا، ابو طالب کو ایمان سے دور کر دیا اور زوجۂ فرعون حضرت آسیہؓ کو ایمان سے نواز دیا، ابرہہ اور اس کے ساتھیوں کو ایک پرند کے جھنڈ کے ذریعہ ہلاک کیا، اور بیت اللہ کو اس کے شر سے محفوظ رکھا، اے اللہ! تو اپنے غیب کے خزانے سے آتش پرست اور عیسائی کو بھی روزی پہنچانے والا ہے، تیری چوکھٹ پر عاجزی سے زیادہ رونے والا اور جو دعا کرنے والا ہے، اس کی آرزو و تمنا کو تو ہی پورا کرنے والا ہے، اے اللہ! ہماری دعاؤں کو بھی قبول فرما۔ اے اللہ! ہم سب کو دین کی محنت کے لئے قبول فرما، عبادت کی محنت کے لئے، ذکر کی محنت کے لئے، علم کی محنت کے لئے، ایمان کی محنت کے لئے، اخلاق کی محنت کے لئے، نماز کی محبت کے لئے، حج و زکوٰۃ کی محبت کے لئے، معاشرے کی صفائی کی محنت کے لئے، دل کی صفائی کی محنت کے لئے، قبول فرما۔ یا اکرم الاکرمین! معاشرہ کی بدعملیوں کو ختم فرما اور اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرما، یا احسن الخالقین! ہمارے گھروں سے بدامنی اور بے اطمینانی کو دور فرما، اور ہم میں اتفاق و اتحاد نصیب فرما، یا اللہ ہمارے ملک میں عدل و انصاف قائم فرما کر ملک میں چین و سکون نصیب فرما، یا قاضی الحاجات! پیش آنے والے مصائب و آفات اور ضرر رساں بلیات سے ہماری حفاظت فرما، اور ہمارے خویش و اقارب، متعلقین، محبین، مخلصین جو اس دنیا سے پردہ فرما گئے اور جب سے دنیا قائم ہے اس وقت سے آج تک کے مرحومین، مومنین، مومنات سب کی مغفرت فرما، یا رب العالمین! ہمارے عقیدوں میں پختگی فرما، ہمارے ارادوں میں قوت عطا فرما، اور ہم سب کو دین اسلام کی سربلندی کے لئے قبول فرما، صبر و قناعت کی دولت سے مالا مال فرما، ہدایت کی روشنی کو عام فرما، اور ظلمت و تاریکی سے ہم سب کو نجات عطا فرما، یا اللہ! ہمارے ان خالی ہاتھوں کو تو اپنے کرم سے بھر دے، اور ہمارے خالی دلوں کو نور ایمان اور اپنی بے پناہ محبتوں سے پر کر دے، اے خداوند قدوس! یہود و نصاریٰ، مشرکین و ملحدین کے طور طریقے سے ہمیں نفرت کرنے کی توفیق فرما کر اپنے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو سو فیصد

اپنانے کی قوت عطا فرما، یا اللہ! کرم کا، رحم کا، عافیت کا معاملہ فرما، یا اللہ جو بے اولاد ہیں ان کو اولاد صالح نصیب فرما، اور جن کی اولاد ہیں ان کی اولاد کو نیک صالح بنا، جو بے جوڑ ہیں ان کو صحیح جوڑا عطا فرما، اور دونوں دلوں میں خوب خوب محبت عطا فرما، جو مقروض ہیں ان کو قرض ادا کرنے کی توفیق عطا فرما، اور غیب سے ان کے لئے نصرت و مدد کا دروازہ کھول دے، ہمارے بیماروں کو روحانی اور جسمانی صحت کاملہ، عاجلہ، مستمرہ، دائمہ نصیب فرما، پوری امت مسلمہ کو اپنی حفاظت میں لے کر دشمن دین سے حفاظت فرما، اور امت کے تمام افراد کو نیک اور ایک بنا، نوجوانوں کو خالد ابن ولید، طارق ابن زیاد اور محمد بن قاسم سے عملی محبت کرنے والا بنا، بڑے بزرگوں کی آہ صبح گاہی، شب بیداری کے ذوق سے مالا مال فرما کر چشم پرنم اور دل بینا عطا فرما، ہمارے بچوں کو معاذؓ و معوذؓ کا سا ذوق حق پرستی اور حمیت حق سے مالا مال فرما، ہماری ماؤں، بہنوں، بہو، بیٹیوں کو حضرت خدیجہؓ و عائشہؓ، حفصہؓ و زینبؓ اور حضرت فاطمہؓ سے روحانی نسبت عطا فرما، اپنے اسلاف سے حقیقی محبت عطا فرما کر ہمیں ان کے نقش قدم پر چلا اور آخرت میں ان کے ساتھ محشور فرما، جو لوگ دین کی لائن سے جڑے ہوئے ہیں اور کسی بھی اعتبار سے دین کی خدمت کر رہے ہیں ان کو قبول فرما کر ان کو اجر جزیل عطا فرما، یا اللہ! ہماری نماز کو، تلاوت قرآن کو، روزہ اور تراویح کو، منت وصدقہ کو، حج وزکوٰۃ کو اور ٹوٹی پھوٹی عبادتوں کو قبول فرما، اے اللہ! اپنے دوستوں سے قریب اور اپنے باغیوں سے دور و محفوظ فرما، مسجدوں کی، مدرسوں کی، خانقاہوں کی، اہل اللہ کی، اکابر علماء کی، حفاظ کرام کی، تمام مومنین و مومنات کی، دائیں سے، بائیں سے، آگے سے، پیچھے سے، اوپر سے، نیچے سے ہر چہار جانب سے ان کی عزت کی، آبروکی، جان کی، مال کی، آل و اولاد کی، حفاظت فرما، مدارس و مکاتب اور تبلیغی مراکز پر اور ان کے پیشواؤں پر جو دشمنوں کی یلغاریں ہو رہی ہیں اور نظر بد لگی ہوئی ہیں، یا اللہ! نظر بد سے اور دشمنوں کی خوفناک تدبیروں سے اور مکر و فریب سے ہماری حفاظت فرما، اے اللہ! اس ملک کے حاکم و محکوم، اقلیت و اکثریت اور اس سرزمین میں رہنے والوں کو ایمان کی، اسلام کی دولت نصیب فرما، اور ان جبینوں کو اپنے در کے سجدے کے لئے قبول فرما، اور ہمارے قلوب کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات صحابہؓ، اہل بیتؓ اور برگزیدہ بندوں کی عقیدت

ومحبت سے لبریز فرما، اے خدا! اپنی ذات خداوندی کے طفیل میں اپنی بے مثل اور بے نظیر صفات کے طفیل میں خانے کعبہ کے تقدس اور حاجیوں کی لبیک کے طفیل میں میدان جہاد کے بہادروں کی تقریروں کے طفیل میں اپنے پاکوں اور خاصان خاص کے طفیل میں، معصوم و بے گناہ بچوں کے طفیل میں نوخیز جوانوں کے اخلاص کے طفیل میں، سخیوں کی سخاوت کے طفیل میں، والدین کی اطاعت کرنے والوں کے طفیل میں، بڑے بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل میں، اور سفید داڑھی والوں کے طفیل میں، پاکیزہ انبیاء، شہداء، صالحین اور بزرگان دین کے طفیل میں، انصارؓ مدینہ کے طفیل میں، پاک اصحابؓ کے طفیل میں، ازواج مطہراتؓ کے طفیل میں، قرآن پاک اور حدیث نبویؐ کی صداقت کے طفیل میں، ان بزرگ بندوں کے طفیل میں جن کی کمر عبادت کی وجہ سے دوہری ہے، اور گناہوں کی شرم سے آنکھیں پاؤں کی پشت پر ہیں، بدر و حنین کے موحد سپہ سالاروں کے طفیل میں، مدینہ منورہ میں مدفون آمنہؓ بی اور دائی حلیمہؓ کی گود میں پرورش پانے والے کالی کملی والے شہنشاہ بطحا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں ہم گنہگار، خطاکار، بدکار، مجرم کو معاف فرما، ہماری مغفرت فرما، جو مانگا ہے وہ بھی عطا فرما اور جو مانگنے سے رہ گیا ہے وہ بھی عطا فرما، خیر کی لائن سے جتنی بھی آپ کے پیغمبروں نے دعائیں مانگی ہیں وہ سب ہمارے حق میں قبول فرما، اور شر سے حفاظت کی لائن سے جتنی بھی دعائیں مانگی ہیں ان تمام شرور و فتن سے ہماری حفاظت فرما، حشر میں ذلت و رسوائی سے ہماری حفاظت فرما کر اپنے محبوب کے لطف و کرم کی نگاہوں کی قربت نصیب فرما کر ہم سب کے لئے اعلیٰ علیین میں جگہ دینے کا فیصلہ فرما۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

بضاعت نیا وردم الّا امید
خدایا ز عفوم مکن نا امید

ترجمہ: امید کے سوا کوئی پونجی نہیں لایا ہوں، اے خدا! اپنی صفت عفو سے ناامید نہ کر
(حضرت شیخ سعدیؒ)